URDU MANUSCRIPTS

VOLUME I

A Descriptive Catalogue Of
STATE CENTRAL LIBRARY
(Kutub Khan - e - Asafia)

Compiled by

NASIRUDDIN HASHMI.

(1961)

کتب خانہ خواتین دکن (خواتین دکن لائبریری) ۱۹۴۳ء میں قائم ہوئی۔ اس سے نہ صرف خواتین حیدرآباد بلکہ حیدرآباد کے باہر کی خواتین و علم دوست اصحاب اور ریسرچ اسکالر بھی استفادہ کرتے ہیں۔

یہ کتب خانہ دراصل شری نصیر الدین ہاشمی کا ذاتی کتب خانہ تھا اس کو اُنھوں نے خواتین کے استفادہ کے لئے عام کرکے رجسٹر کرا دیا ہے۔ اس کتب خانہ کے ساتھ ادارہ تحقیقات (ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) بھی ہے تاکہ تحقیقی مقالات شایع کئے جائیں۔

ادارہ تحقیقات کے ارکان انتظامی حسب ذیل خواتین ہیں :-

(۱) مسز جہاں بانو نقوی یم ۔ اے
(۲) مسٹر کمیشوری روپ کرن یم ۔ اے۔
(۳) مس نیزہ بانو کاؤس جی ایم ۔ اے ۔ یم ایڈ
(۴) مس سعید جہاں یم ۔ اے ۔ ایم ایڈ
(۵) مسز برہان الدین
(۶) مسز روحی علی اصغر

اس ادارہ تحقیقات کا مقصد یہ ہے کہ خواتین کی قدیم اور جدید تحقیقات کو طبع کرکے منظر عام پر لایا جائے تاکہ اگر ایک طرف ہم اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوں تو دوسری طرف عصر حاضر کی قابل خواتین کے علمی کارنامے اور تحقیقی مقالے زیور طبع سے آراستہ ہوکر علمی ذخیرہ میں اضافہ کا موجب بنیں۔ جامعات میں جو مقالے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے منظور کئے جاتے ہیں اور باوجود تحقیقی ہونے اور اہمیت رکھنے کے ان میں سے اکثر طبع ہوکر شایع نہیں ہوتے۔ ان کو طبع کرکے شایع کیا جائے تو ایک طرف اصحاب علم و فن ان سے مستفید ہوں گے اور دوسری طرف مصنف و مولف کی محنت کا ثمرہ بھی ڈاکٹری کی ڈگری کے علاوہ مقالوں کی فروخت سے ملے گا۔

اس ادارہ کے کام کے آغاز کے لئے مرکزی حکومت ہند کے وزارت سائینٹفک ریسرچ و کلچرل آفیرس سے کچھ رقمی امداد دو کتابوں کو شایع کرنے کے لئے اس شرط سے ملی کہ اسی قدر رقم ادارہ بھی صرف کرے۔ چنانچہ اسی طرح اس وقت دو کتابیں شایع کی گئی ہیں۔ میں ان اصحاب اور خواتین کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں جنھوں نے ان کتابوں کے کئی کئی نسخے خرید کرنے کے لئے پیشگی رقمیں عنایت کیں اور ہم کو اس قابل بنایا کہ حکومت کی شرایط کے مطابق یہ کتابیں چھاپ سکیں۔

جو کتابیں شایع کی گئی ہیں انہیں ایک مقالہ امتحان پی ۔ ایچ ۔ ڈی جامعہ عثمانیہ کا منظورہ ہے ۔ جس کو شریف النساء بیگم نے فارسی کی ڈاکٹریٹ کے لئے پیش کیا تھا ۔ یہ مقالہ ابوطالب کلیم کی حیات اور شاعری سے متعلق ہے ۔ کلیم دربار عادل شاہی اور پھر شاہ جہاں کے دربار کا مشہور شاعر اور ملک الشعراء تھا ۔

دوسری کتاب جو دو جلدوں پر مشتمل ہے شری نصیرالدین ہاشمی کی مرتبہ وضاحتی فہرست اردو کم مخطوطات کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) سے متعلق ہے ۔ محققین اور صاحب علم کو کتب خانوں کے ذخیرہ سے استفادہ کے لئے وضاحتی فہرست کی شدید ضرورت ہوتی ہے ۔

کسی زبان کی تاریخ کا اصولی حیثیت سے مطالعہ کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ سارا ادب پیش نظر رہے لیکن اردو ادب سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور اس پر دسترس مشکل ہے ۔ اس لئے زبان اور ادب کی خدمت کے لئے یہ ضروری ہے کہ مفصل اور مکمل وضاحتی فہرستیں مرتب کر کے شایع کیجائیں یہ چیزیں یورپ میں ایک سائنس کی صورت اختیار کر چکی ہیں ۔ حیدرآباد میں جامعہ عثمانیہ کے اردو مخطوطات کی ایک مختصر فہرست شایع ہوئی اور انڈیا آفس کے دکنی قلمی کتابوں کی فہرست نصیرالدین صاحب ہاشمی نے "یورپ میں دکنی مخطوطات" کے نام سے شایع کی ہے اور پھر ادارہ ادبیات اردو کی فہرست کی پانچ جلدیں ڈاکٹر سید محی الدین صاحب زور نے شایع فرمائی ہیں اور سالار جنگ کے کتب خانہ کی اردو مخطوطات کی فہرست بھی ہاشمی صاحب کی مرتبہ شایع ہو گئی ہے ۔ اس کے علاوہ بمبئی کے جامع مسجد کے اردو مخطوطات کی فہرست بھی پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب ندوی کے زیر نگرانی شایع ہوئی ہے اب اس فہرست سے اس قسم کے ذخیرہ میں ایک اور کتاب کا اضافہ ہوگا ۔ جس کو ہاشمی صاحب نے نہایت کد و کاوش اور محنت سے مرتب کیا ہے ۔

ادارہ کو توقع ہے کہ آیندہ مزید کتابیں شایع کی جائینگی ۔ ادارہ کی جانب سے میں فضیلت مآب شری ہمایوں کبیر منسٹر سائنٹیفک ریسرچ و کلچرل آفیرس کا ادارہ کی امداد کے بابتہ شکریہ ادا کرتی ہوں اور حکومت آندھرا پردیش سے توقع کرتی ہوں کہ سالانہ امداد جاری کر کے ادارہ کے علمی کاموں کو ترقی دینے کا موجب بنے گی ۔

(شریمتی) رودا مستری

صدر خواتین دکن لائبریری و ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

بعد جہاں بیسیوں اصحاب علم اور معیاری رسالوں نے اس فہرست کی افادیت، اہمیت اور خوبی کا اعتراف کیا اور ستائش کی وہاں بعض اصحاب نے ایسی دل شکن تنقیدیں فرمائیں جو زیادہ تر ذاتیات تک محدود تھیں، اس کو صحیح تنقید کہنا شاید درست نہ ہوگا۔

تنقیدی اعتراضات کے متعلق میں صرف یہ کہوں گا کہ میں نے اپنے معلومات اور اپنے محدود علم کے مطابق اس کو محنت اور جفاکشی سے مرتب کیا ہے۔ تنہا ایک شخص کا بغیر کسی کی امداد کے دو سال کے اندر ایک ہزار سے زیادہ کتابوں کی فہرست مرتب کرنا نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اور بعض خاص وجوہ سے اس کے طباعت کی بھی عجلت تھی جس کی وجہ سے نظرثانی کی نوبت آئی اور نہ کاپی و پروف کو پوری توجہ سے صحیح کیا گیا تھا۔ انگلستان کے مشرقی ذخیرہ کی مشہور فہرستیں مثلاً برٹش میوزیم۔ انڈیا آفس کی لائبریری اور اڈنبرہ یونیورسٹی وغیرہ کی فہرستیں جن کو پروفیسر ریو۔ پروفیسر ایتھے اور ڈاکٹر بلوم ہارٹ وغیرہ نے مرتب کی ہیں۔ ان فہرستوں میں بھی فروگذاشتیں ہوئی ہیں۔ چنانچہ میں نے خود ڈاکٹر بلوم ہارٹ کی فہرست اردو مخطوطات انڈیا آفس کی فروگذاشتوں کی صحت کی تھی اور اس وقت کے لائبریرین مسٹر استوری نے میری اصلاحوں کا اعتراف کیا تھا۔ تنقید میں صرف فروگذاشتوں کو اجاگر کرکے فہرست کو ناقابل التفات قرار دینا صحیح طریقہ کار نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ تنقید کا مقصد صرف خود کو اچھالنا اور اپنے علم اور قابلیت کی نمائش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

فہرست ہذا کے متعلق چند باتیں

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ جس وقت اس فہرست کا کام پہلی مرتبہ ختم کیا گیا اس وقت صرف (۸۸۲) مخطوطات کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ مگر اب مزید مخطوطات کا اضافہ ہوگیا اور ان کی تعداد تیرہ سو سے زیادہ ہوگئی ہے اس لئے اس کو دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی جلد حسب ذیل سات ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) ادبیات (۲) تاریخ (۳) سائنس (۴) علوم عمرانیات۔
(۵) فلسفہ (۶) لسانیات (۷) مذاہب اور ہندی کتابیں۔

ان ابواب کے تحت (۴۰) ذیلی فنون مقرر کئے گئے ہیں اور ان کے تحت (۷۳۰) مخطوطات کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اولاً جو فہرست مرتب کی گئی تھی اس میں سنہ کے لحاظ سے سلسلہ رکھا گیا تھا مگر بوقت طباعت جب مزید کتابیں بدست ہوگئیں تو مجبوراً اس کو باقی نہ رکھا جا سکا۔

دوسری جلد میں اسلامیات اور تکملہ فنون کی صراحت کی جائے گی۔

اس فہرست کے متعلق میں اصحاب علم اور ماہرین فن سے درخواست کروں گا کہ اس کتاب میں فروگذاشتیں اور غلطیاں ہوں تو مجھے مطلع فرمائیں۔ خامیوں کو ذاتیات کے مدنظر اچھال کر مولف کو بدنام کرنا کوئی مستحسن امر نہیں ہوتا۔ مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی اور محدود معلومات کا اعتراف ہے۔ محض اردو کی خدمت کی غرض سے یہ کام کیا گیا ہے۔

خدابخش خاں لائبریری میں صرف آٹھ ہزار مخطوطات کی فہرست تقریباً چالیس سال میں مرتب ہوئی اور کئی اصحاب خاص ماہوار پر مقرر کئے گئے تھے۔ اسکے مقابل یہ فہرست اولاً دو سال اور اس کے بعد اب بوقت اشاعت چھ ماہ اس طرح ڈھائی سال کے عرصہ میں تنہا ایک شخص نے مکمل کیا ہے۔ اس لئے فروگذاشتوں کا ہونا تعجب انگیز نہیں بلکہ قابل معافی ہے۔

چونکہ اس فہرست کی طباعت کے لئے نہ تو انجمن ترقی اردو کے پاس سرمایہ تھا اور نہ حکومت حیدرآباد نے پیشگی کتابوں کی قیمت ادا کر کے طباعت کی سبیل کی تھی اس لئے تقریباً دس سال تک یہ مسودہ، مسودہ بنا رہا۔ بالآخر منسٹری آف سائنٹیفک ریسرچ و کلچرل آفریس نے کچھ رقمی امداد اس شرط سے عنایت فرمائی کہ اسی قدر رقم اور فراہم کی جائے۔ بہرحال اس امداد کی بناد پر ادارہ تحقیقات علمیہ خواتین دکن، انجمن ترقی اردو کی اجازت سے فہرست شایع کر رہی ہے۔

کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) کی قلمی کتابوں کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو اب تک شایع نہیں ہوا ہے اور ایک حصہ ایسا ہے جس کے کسی دوسرے نسخہ کا پتہ نہیں چلتا۔ اس ذخیرہ میں قدیم اردو (دکنی) کا کافی ذخیرہ ہے جو عہد قطب شاہی اور عادل شاہی سے تعلق رکھنے کے علاوہ آصفی دور کے ذخیرہ پر بھی مشتمل ہے۔ دبستان دہلی اور دبستان لکھنؤ سے متعلق کئی مخطوطات ہیں۔ ان کتابوں کو بڑی حد تک سنہ کے لحاظ سے ترتیب دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کئی کتابیں ایسی ہیں جن کا سنہ تصنیف معلوم نہیں ہوتا اس لئے ان کو بلحاظ ارتقاء زبان سنہ کا تعین کیا گیا ہے۔ ممکن ہے اس میں سہو ہوا ہو، اور آیندہ تحقیق میں ان کے صحیح سنہ تصنیف کا پتہ چل سکتا ہے۔

ہر کتاب کے ساتھ دو نمبر نظر آئیں گے۔ کتاب کے نام کے ساتھ جو نمبر دیا گیا ہے وہ صرف تعداد مخطوطات کے لئے ہے۔ ہر کتاب کے برآمد کرنے کیلئے وہ نمبر استعمال کرنا چاہئے جو نام کتاب کے نیچے آغاز عبارت کے ساتھ درج ہے۔

آخر میں فضیلت مآب ہمایوں کبیر صاحب منسٹر سائنٹیفک ریسرچ و کلچرل آفرس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مرکزی حکومت کی توجہ سے فہرست شایع کی جا رہی ہے۔

مولوی حبیب الرحمن صاحب معتمد انجمن ترقی اردو کا شکریہ بھی ضروری ہے کیونکہ اولاً انجمن ترقی اردو نے ہی اس کام کا آغاز فرمایا تھا اور اب اس کو خواتین دکن لائبریری و ادارہ تحقیقات کی جانب سے اشاعت کی اجازت بھی دے دی۔ اسی کے ساتھ ہی میں کل ہند انجمن ترقی اردو کا سپاس گزار ہوں کیوں کہ اس کام کا آغاز انجمن مذکور کی اعانت سے ہوا تھا اور قاضی عبدالغفار صاحب مرحوم نے اس سے پوری دلچسپی لی تھی۔

اس موقع پر سید جعفر علی صاحب مہتمم کتب خانہ کا شکریہ بھی ضروری ہے۔ موصوف نے کام کرنے کیلئے پوری سہولت بہم پہونچائی۔ فقط

نصیر الدین ہاشمی

محرم ۱۳۸۱ ہجری
م جولائی ۱۹۶۱ء

فہرست

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۲۵۵	نخل ماتم	۱۶۸
۲۵۶	روایت شتر سوار	۱۶۹
۲۵۷	حالات شہادت	۱۷۰
۲۵۸	دہ مجلس	۱۷۰
۲۵۹	شہادت نامہ	۱۷۰
۲۶۰	مشہد الشہداء	۱۷۱
۲۶۱	رسالہ شہادت	۱۷۱
۲۶۲	دہ مجلس	۱۷۱
۲۶۳	چہار چمن شہادت	۱۷۲
۲۶۴	مجموعہ مراثی وسلام	۱۷۲
۲۶۵	سرّ غم	۱۷۳
۲۶۶	وقائع کربلا	۱۷۳
۲۶۷	بیاض اہل ماتم	۱۷۳
۲۶۸	مخمس در مدح سیدنا علی	۱۷۳
۲۶۹	مرثیہ مشیر	۱۷۴
۲۷۰	مرثیہ	۱۷۴
۲۷۱	بیاض مراثی	۱۷۴
۲۷۲	مجموعہ مراثی	۱۷۵
۲۷۳	مراثی در بیان شہدائے کربلا	۱۷۵
۲۷۴	بیاض نوحہ جات و مراثی	۱۷۵
۲۷۵	مرثیہ	۱۷۶
	(۷) مکتوبات	
۲۷۶	مخزن اسرار سلطانی	۱۷۷
۲۷۷	مجموعہ خطوط	
	(۸) ڈرامہ	
۲۷۸	فرزند آصف جاہ	۱۷۹

(ب) تاریخ

(۱) سیرۃ النبی صلعم

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۲۷۹	معراج نامہ (۲ نسخے) بلاقی	۱۸۳
۲۸۰	معراج نامہ (۲ نسخے) مختار	۱۸۴
۲۸۱	وفات نامہ	۱۸۴
۲۸۲	معراج نامہ	۱۸۵
۲۸۳	شمائل النبی (۵ نسخے)	۱۸۶ او ۱۸۷
۲۸۴	مثنوی نور محمدی	۱۸۷
۲۸۵	تولد نامہ	۱۸۸
۲۸۶	مولود النبی	۱۸۸
۲۸۷	اعجاز احمد جلد اول	۱۸۹
۲۸۸	" " جلد دوم (۲ نسخے)	۱۸۹
۲۸۹	" " سوم چہارم	۱۹۰
۲۹۰	ہشت بہشت (۶ نسخے)	۱۹۰ تا ۱۹۳
۲۹۱	ریاض السیر (۳ نسخے)	۱۹۳ و ۱۹۴
۲۹۲	سراج منیر	۱۹۴
۲۹۳	وفات نامہ	۱۹۵
۲۹۴	اسرار محمدی	۱۹۶
۲۹۵	معراج نامہ	۱۹۶
۲۹۶	واقعات معراج	۱۹۶
۲۹۷	الشمامۃ العنبر (۲ جلد)	۱۹۷ و ۱۹۸
۲۹۸	احوال النبی	۱۹۸
۲۹۹	شمائل نامہ (عبد المجید)	۱۹۸
۳۰۰	شمائل نامہ (عثمان) (۳ نسخے)	۱۹۸ و ۱۹۹
۳۰۱	نور نامہ (۲ نسخے)	۱۹۹
۳۰۲	معراج نامہ	[illegible]
۳۰۳	مولود نامہ	۲۰۰

(الف) ادبیات

(۱) کلیات ، دواوین ، قصائد وغیرہ۔
(۲) مجموعہ اشعار ، کشکول ، بیاضیں۔
(۳) مذہبی قصّے ۔
(۴) منظوم داستانیں۔
(۵) نثری داستانیں۔
(۶) شہادت نامے ، مرثیئے ۔
(۷) مکتوبات۔
(۸) ڈرامہ ۔

(الف) ادبیات

(۱) کلیات، دواوین، قصائد

(۱) دیوان غواصی

نمبر دواوین (۱۰۳۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۸۲)

سطر (۱۳) خط نسخ۔ مصنف۔ غواصی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۳۵ھ (۱)۔ ناقص اول و آخر۔

غواصی قطب شاہی دور کا باکمال شاعر تھا۔ دیوان کے علاوہ اس کی تین مثنویاں ہمدست ہوئی ہیں یعنی (۱) سیف الملوک و بدیع الجمال (۲) طوطی نامہ (۳) چندا و لورک۔

غواصی کے حالات دکن میں اُردو، فہرست مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ میں بصراحت لکھدیئے گئے ہیں علاوہ ازیں مرحوم محمد بن عمر کے مرتبہ کلیات (جس کو ادارہ ادبیات اردو نے شایع کیا) میں بھی تفصیلی حالات درج ہیں بعض اصحاب غواصی کا نام بہاؤالدین ظاہر کرتے ہیں۔ مگر اس کی توثیق نہیں ہوئی۔

آغاز:۔

... نظر سوں پرورده کریو نازی پھول

ازل لگ کے دیس عنایت کیا ہے مجھے ستار

... کدھن نہ باسی ہوئی ......

کہ جو تلگ ہے جہاں تو تلگ ہے مہکہار

اختتام:۔

مرتضیٰ کا مار دم دایم ہور اس کی آل کا

جو دنیا ہور دین کا ہووی تجے روزنہ ثواب

گر تو عارف ہے تو اس در دیس کی جیئے منی

فکر کر ایساج جو نا سیخ جلنے کباب

(۲) دیوان سلطان

نمبر دواوین (۴۷۳) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۲۰۸)

سطر متن (۱۲) حاشیہ (۲۰) خط شکستہ۔

مصنف۔ شاہ سلطان۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۰۵۰ھ

کتابت ۲۵ شعبان ۱۲۴۶ھ

شاہ سُلطان قطب شاہی دور کے شاعر ہیں۔ آپ کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک صوفی بزرگ شیخ میراں شاہ معروف کے مُرید تھے۔ خلافت بھی ملی تھی۔

آغاز:۔

اوس پاک عشق باز کون جب نہ اثر ہوا

تب نور ذات جوش ہوا نہ گنج پُر ہوا

تس نور ذات نام رکھیا احمد وصفات

سو وصف کی زبان ستے کہنکا اچھر ہوا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں کوئی دوسرا

(۱) کلیات میں قصائد۔ غزلیات اور مثنویاں شامل ہیں بعض دوسرے شعراء کا کلام بھی اس کلیات میں شامل ہو گیا ہے۔

کلام نہیں ہے۔

اس دیوان میں شاہ صدرالدین کی ایک طویل مثنوی بھی شامل ہے۔ تصوف میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

اے یقین رہ گنج سلطاں یار میں آ ہو محیط
یک ہو جگ میں آپ کو آیا یا محمد سیدی
اے دو سلطاں پی او پر فا ہو و جوے محمدی
گنج گوہر کرنے ظاہر اسم پکڑیا جوہری

ترقیمہ

تمت تمام شد کتاب دیوان شاہ سلطان ثانی از اصل کتاب مرشد مالک ہادی آگاہ عنایت افزائے پر خاکہ پایاں قبلۂ دو جہاں حضرت شیخ شاہ محمد مشہو قادری۔ اولاد حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ ہو جب حکم جہاں مطاع بھائی صاحب قبلہ رائے سکنہ رائے صاحب بخط خام کمترین فقیر حقیر خاک پائے غلامان غلام حضرت پیر دستگیر محبوب ربانی بندۂ شام لعل ولد رائے ہنس رام در بلدہ حیدرآباد بروز پنجشنبہ تاریخ ہمایوں بست و پنجم شعبان ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۲۳۲ فصلی بوقت دو گھڑی روز بر آمدہ نقل شاہد تمام شد کار من نظام شد۔

آخر میں ایک صفحہ پر تصوف کی ایک عبارت بھی درج ہے۔

ادارۂ ادبیات اردو میں دیوان سلطان کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ سلطان کا دیوان شایع نہیں ہوا۔

(۳) دیوان حسینی

نمبر دواوین (۱۶۸۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۳)
سطر (۱۵) خط نسخ کاغذ دیسی مصنف شاہ حسین
تاریخ تصنیف بابعد ۱۰۵۰ھ

شاہ حسین نام حسینی تخلص، بیجاپور کے عادل شاہی دور کے آخر زمانہ میں موجود تھے۔ اور شاہ امین الدین اعلیٰ کے مرید تھے۔

آغاز:۔

ہوا تھا شوق مجکوں طبع تیری آزمانے کا
نہیں ثانی تیرا جگ میں توں نادر ہے زمانے کا
جہاں کے عاقل و دانا ہیں عاجز تجہ فراست سوں
کسے طاقت صنم تحسین میں تیرے بار پانے کا

دیوان ناقص الآخر ہے۔ ردیف وار غزلیات ہیں۔ جو۔ الف۔ ب۔ ج۔ د۔ ر۔ س۔ م۔ ن۔ و۔ پر مشتمل ہیں۔

اختتام:۔

حسینی منتظر بیٹھا ہے کب سوں چاند سوں مکھ کا
اگر ہو دل منے پیارے تو پھر کیوں راز سوں پوچھو
آج کرنا ہے بات کچھ کا کچھ — خوب رو مجھ سنگات کچھ کا کچھ

(۴) دیوان ولی

نمبر دواوین (۱۶۳۷) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۳۲)
سطر (۱۵) خط شکستہ۔ مصنف۔ ولی۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۱۵ھ تاریخ کتابت

ولی محمد نام ولی تخلص۔ دکن کا مشہور شاعر۔ اس کے وطن کے متعلق دکھنی اصحاب اور اہل گجرات میں کچھ اختلاف ہے۔ اس خصوص میں ولی کے دوست شاہ ابوالمعالی کے فرزند کی شہادت بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے جنہوں نے اپنے مکتوبہ دیوان میں ولی کا نام ولی محمد اور وطن کے دکن ہونے کی صراحت کی ہے۔ یہ دیوان انڈیا آفس لندن کے کتب خانے میں موجود ہے۔ ولی کا انتقال ۱۱۱۹ھ میں ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔

آغاز:۔

کمالاں سوں سنیا ہوں یو نکتہ — عشق اوس کا ہے ہادی اکمل
نام اوس کا ہے حرز ہر مومن — یاد اوس کی ہے دافع کلل

اس کلیات میں قصائد۔ غزلیات۔ مستزاد۔ بازگشت

چار درچار، مثلث، رباعیات اور فرد سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام:۔

جو کوئی دیکھا ہے ان کا باغ رخسار

ہوا ایک دید ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ولی کا کلیات انجمن ترقی اردو نے شایع کیا ہے۔ قلمی نسخے حیدرآباد کے مشہور کتب خانوں میں موجود ہیں۔ علی گڈھ کے انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں بھی قلمی نسخے ہیں۔

(۵) دیوان ولی (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۹۲۷) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۲۲)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ تاریخ کتابت ۱۱۵۱ھ

آغاز:

کہتا ہوں تیرے ناتوں کون ورد زباں کا

کہتا ہوں تیرے شکر کون عنواں بیاں کا

اس کلیات میں غزلیات، مخمس، ترجیع بند اور چند قصائد شامل ہیں۔

اختتام

تجہ مکہ کے صفائیکوں نظر میں رکھ کر

مدت ستے جیوں آئینہ حیراں ہوں میں

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد ہر کہ بخواند از دعا یاد بکند۔ بتاریخ ہفتم شہر ذیحجہ ۱۱۵۱ھ قلمی گشت تمت تمام شد۔

(۶) دیوان ولی (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۸۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶۶)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ ناقص اول و آخر۔

آغاز:۔

۔۔۔ خجالت چھوڑ کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لعل نے سنکر سخن تیرے لب رنگین کا

اس دیوان میں غزلیات اور آخر پر ایک مثنوی ہے۔

اختتام:۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گرچہ ظاہر میں آسماں کی تل

(۷) دیوان ولی (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۹۹) سائز (۶×۳) صفحہ (۲۳۶)

سطر (۱۳) خط شکستہ ۔ کرم خوردہ ہے۔

آغاز:۔

کیا ایک بات میں واقف مجھے راز نہاں کا

لکھوں غنچہ اوپر حرف اوس دیکھنے نکتہ دانی کا

اس دیوان میں غزلیات، مخمس، ترجیع بند اور چند قصائد، چند رباعیات اور فرد شامل ہیں۔

اختتام

آج دلبر نے مجھ پیام کیا ۔ ۔ ۔ شکر للہ فلک نے کام کیا

(۸) دیوان شاہ سراج

نمبر دواوین (۹۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۱۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف شاہ سراج الدین سراج۔ تاریخ تصنیف ۱۱۵۲ھ

سید شاہ سراج الدین اورنگ آباد کے مشہور شاعر ۱۱۲۷ھ میں تولد ہوئے اور بقول بعض ۱۱۸۰ھ میں انتقال ہوا اورنگ آباد میں مدفون ہیں۔ کلیات سراج شایع ہوگیا ہے۔ اس کے مقدمے میں سراج کے مفصل حالات درج ہیں۔ نیز "سراج سخن" کے نام سے ادارہ ادبیات اردو نے آپ کے کلام کا انتخاب شایع کیا ہے۔

آغاز:۔

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا

ہے زباں کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، فردات، مستزاد

ترجیع بند، مخمس، شامل ہیں۔

اختتام:۔

تشنہ لب ہوں مجھے پلا اک بار

جان کندن میں شربتِ دیدار

ترقیمہ:۔ منظوم ہے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اماں اللہ کے لیے واحد ابن موسیٰ ساکن بالکنڈہ نے لکھا ہے۔

چہارشنبہ کی شب تھی وقت عشاد	سلخ شعبان دل تھا باغ و بہار
کیونکہ رمضاں شریف آپہونچی	میں خوشی ساتھ یہ کہا للکار
تھا سنِ ہجرتِ رسُول کریمؐ	یکہزار و دو صد و شصت و چہار
موسم برش کا ل تھا لیکن	آب رحمت کا چو طرف تھا پکار

. . . .

کاتب اس کا ہے واحد عاصی	اوس کو کیتا گناہ میں جانو یار
نام والد کا اس کے ہے موسیٰ	بالکنڈہ ہے اوس کا جائے قرار

. . . .

دل میں دو آرزو ہیں بر آئے	پہلے ہوے نصیب حج یک بار
پھر ہزار ستودہ رہ اوپر	مثل پروانہ ہوئے جان نثار

تمت تمام۔ بعون الملک العلوم

(۹) دیوان سراج (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۳۹۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۴۴)

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۱۸۹ھ

آغاز:۔

عجب قادر پاک کی ذات ہے

کہ سب ہیں نفی اور وہ اثبات ہے

اس دیوان میں اولاً مثنوی ہے۔ قصائد۔ اس کے بعد غزلیات ہیں پھر دوسرا کلام ہے۔ یعنی رباعیات، مخمسات، ترجیع بند شامل ہیں۔

اختتام:۔

نہیں ہے تاب مجھے سامنے تیرے جاناں

کہاں سراج کہاں آفتاب عالمتاب۔

ترقیمہ:۔

بتاریخ دویم رجب المرجب مطابق سنہ ۱۱۸۹ من ہجرت النبوی صلعم روز پنجشنبہ از دستخط فقیر حقیر پر تقصیر اضعف من عباد اللہ خواجہ نظیر الدین ابن خواجہ کریم الدین مرحوم بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد نسخۂ دیوان سراج سلمہ اللہ تعالیٰ با تمام رسید۔

اس دیوان پر رائے سکھ رام کے دو مہر ثبت ہیں اس پر سنہ ۱۲۵۷ کندہ ہے۔

(۱۰) دیوان سراج (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۵۸۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۵۴)

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ کتابت سنہ ۱۱۸۰ھ

آغاز:۔

کہاں رفیق موافق کہاں یار ہے قدیم

کہ اوس کے پاس کرے رسم بندگی تقدیم

اس دیوان میں مثنویاں، قصائد، غزلیات، رباعیات، فردات، بازگشت، مستزاد، مخمس سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام

جی لبوں پر آرہا ہے انتظار وصل بین

فوج سب جاتی رہی خالی سواری رہ گئی

ترقیمہ

باختتام رسید دیوان سر کردہ عاشقین میر سراج الدین قدس سرہٗ فی سنہ سبع و ثمانین و مائۃ بعد الف من سنین ہجری المقدس الرسول الہاشمی الحجازی صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین صاحب الترقیم بندہ —

دآل طٰہٰ و یٰسین محمد صدر الدین غفر اللہ و ذنوبہ و لوالدیہ

(۱۱) دیوان سراج (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۱۲۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۹۸)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔

آغاز:-

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

اس دیوان میں فارسی اور اردو غزلیات شامل ہیں۔ اور اردو دیوان حاشیہ پر ہے۔ متن میں شعرا فارسی کا تذکرہ ہے۔ رقعات بھی شامل ہیں۔

پروفیسر سروری صاحب نے جو کلیات مرتب کیا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ

"یہ در اصل "منتخب دیوان ہا" کا ناکمل نسخہ ہے۔ جو اصل متن میں درج ہے۔ اس کے حاشیہ پر اردو دیوان فارسی کلام اور خطوط منقول ہیں، یہ مخطوطہ اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ کم و بیش کلیات ہے اور اغلب قیاس یہ ہے کہ یہ شاہ ضیاء الدین پروانہ کا مرتبہ ہے اور غالباً ان ہی کا لکھا ہوا ہے۔

اختتام:-

خندہ گل گریۂ ناسور ہے گل رو بغیر
مجلس ماتم میں عیش و شادمانی ہیچ ہے

. . . .

بے بقا سیں کہ قیا . . . . . حاصل نہیں

(۱۲) دیوان داؤد

نمبر دواوین (۱/۲۶۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰۷)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مرزا داؤد
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۶۸ھ

مرزا داؤد نام اور داؤد تخلص، اورنگ آباد کا باکمال شاعر سنہ ۱۱۶۸ھ میں انتقال ہوا اور ادارہ ادبیات اردو کی جانب سے دیوان شایع ہو گیا ہے۔ اس کے مقدمہ میں تفصیلی حالات درج ہیں"۔ دکن میں اردو" میں بھی انکے حالات شامل ہیں

آغاز:-

ابتدا لکھتا ہوں اسم اللہ کا   کھینچ مد دیوان پہ بسم اللہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ فرد اور ایک مثنوی شامل ہے۔

اختتام:-

تیرے بن اے سرو تجن جان داؤد
سدا رہتا ہے درد غم میں آلود

(۱۳) دیوان درد

نمبر دواوین (۳۹۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۹)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف خواجہ میر درد
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۹۹ھ کتابت ۱۲ جمادی الاول ۱۲۱۶ھ

خواجہ میر درد دہلی کے مشہور شاعر اور صوفی بزرگ تھے۔ ۱۱۳۳ھ کو تولد ہوئے اور سنہ ۱۱۹۹ھ میں انتقال ہوا دہلی میں مدفون ہیں۔ تمام مشہور تذکروں میں آپ کے حالات درج ہیں

آغاز:-

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کی رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور چند رباعیات شریک ہیں۔

اختتام:-

سیلاب اشک گرم نے اعضا میرے تمام
اے درد کچھ بہا دیئے اور کچھ جلا دیئے

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کار من نظام شد دیوان میر درد بتاریخ
دوازدہم ماہ جمادی الاول بروز سہ شنبہ ۱۲۱۷ھ بموضع
پنجھیہ پرگنہ قصبہ ماناتحریر یافت۔ نوشتہ عابد بخط
غریب کہ نصر من اللہ فتح قریب۔

(۱۴) دیوان درد (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۴۶۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۰۴)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:-

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں۔

اختتام:-

یہ کیا درد تجھ پر مصیبت پڑی   کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

(۱۵) دیوان درد (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۴۸۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۸۷)
سطر (۱۵) خط نستعلیق - ناقص الآخر۔

آغاز:-

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا
حقا کہ تو خداوند ہے لوح و قلم کا

اس دیوان میں بھی صرف غزلیات ہیں۔

اختتام:-

اتنی بھی میاں زباں درازی   کیا قہر ہے دمبدم نہ کیجے

(۱۶) دیوان درد (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین (۴۹۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۴)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

مدرسہ یا دیر تھا کعبہ یا بت خانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحب خانہ تھا

اس دیوان میں بلا ردیف غزلیات درج ہیں۔

اختتام:-

قاسم علی کچھ عشق میں رہا نہیں امتیاز
جو قطب سے زباں کے یہاں ۔۔۔۔

(۱۷) دیوان درد (پانچواں نسخہ)

نمبر دواوین شاملات (۴۹۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۱۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:-

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا
حقا کہ تو خداوند ہے لوح و قلم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات، فرد، ترکیب بند اور مخمس شامل ہیں۔ ناقص الآخر۔

اختتام:-

کس واسطے چاہے پر دیکھا اتنا   دو روز کی زندگی ہے جو نکر کاٹے

(۱۸) کلیات سودا

نمبر دواوین (۹۸) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۶۱۰)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مرزا محمد رفیع سودا
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۵ھ کتابت ذیقعدہ ۱۲۳۷ھ

اردو کے مشہور شاعر مرزا محمد رفیع سودا ۱۱۲۵ھ میں تولد ہوئے اور ۱۱۹۵ھ میں انتقال ہوا۔ قدیم اور جدید تمام تذکروں میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:-

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح زنار سلیمانی

اس کلیات میں ردیف وار غزلیات، مثنویاں، مسدس، مخمس، شہر آشوب
سب کچھ شریک ہیں، فارسی کلام بھی شامل ہے۔

اختتام :-

بلاغت کا جی ناک میں آرہا ہے   فصاحت کو دیکھو تو وہ جاں بلب ہے

ترقیمہ :-

کلیات مرزا رفیع سودا مرقوم از دست احقر العباد
محمد امین بیگ بتاریخ بست و ششم ذی قعدہ ۱۲۳۷ھ ہجری
ہر کہ خواند دعا طمع دارم بندہ گنہ گارم ۔ پہلے صفحہ پر
کتاب کے خرید کرنے کی تاریخ ۱۲۷۷ھ درج ہے

(۱۹) کلیات سودا (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۵۰۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۰۰)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

آغاز :-

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس کلیات میں غزلیات، قصائد، ہزلیات، مثنویاں
شامل ہیں۔

اختتام :-

تن ہو کر صرف زباں مانند شمع صبحدم
عرض حاجت در حریم حضرت ... آورد دم
راز کس مخفی نماند بر فروغ رائے تو

(۲۰) کلیات سودا (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۷۷۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۰۴)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز :-

.. صلوات اللہ الخ افصح الفصحا مرزا محمد رفیع سودا کہ حال
اقلیم سخن بانصاف زیر نگین حکم ایشاں است

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس کلیات کے آغاز میں ایک فارسی عبارت بطور
دیباچہ شامل ہے۔ اس میں اشعار کے متعلق تعرض، اصلاح
وغیرہ درج ہے۔ ایک ایک شعر لکھ کر اس پر تنقید نظم میں کی گئی
ہے۔ اس کے بعد قصائد پھر مثنویاں اور غزلیات ہیں۔

اختتام :-

توبہ کرتے ہیں قسم کھاتے ہیں سنتے ہو تم
پھر نہیں کہنے کے آگے کو ...... ہوئی

(۲۱) دیوان سودا

نمبر دواوین (۱۵۲۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۰۸)
سطر (۹) خط نستعلیق۔

آغاز :-

مقدور نہیں اوسکی تجلی کے بیاں کا
جوں شمع سراپا ہو اگر حرف زباں کا

اس دیوان میں صرف غزلیات شامل ہیں پہلے صفحہ پر
حسب ذیل عبارت درج ہے۔
بتاریخ بست و نہم شوال ۱۲۶۴ھ بہ من عاصی عنایت شد
اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دیوان ۱۲۶۴ھ سے
پہلے لکھا گیا ہے۔

اختتام :-

وقتیکہ دلبران جہاں کا ہو یہ سلوک
پھر دل کو دوں کہو تو کس امید پر کہیں
نہ اشک آنکھوں سے بہتے ہیں نہ دل سے اُٹھتی ہیں آہیں
ناقص الآخر ہے۔

(۲۲) قصائد سودا

نمبر قصائد (۲۴۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۶۱)

سطر (۱۷) خط نستعلیق

آغاز:-

قصیدہ در تعریف مسجد کہ بنا کردہ سیف الدولہ بود

باعندلیب گلشن ایماں برابر است

گلبانگ مرغ خامہ ام اللہ اکبر است

فارسی قصیدہ کے بعد اُردو قصائد ہیں - اس نسخہ میں کئی قصائد شامل ہیں جو سلاطین مغلیہ وغیرہ کی مدح میں کہے گئے ہیں۔

اختتام:-

جو لعن اوسکے پدر پر کرے اوس کیتیں

ہمیشہ لعنت خلد بریں ہوا رزانی

(۲۳) قصائد سودا (دوسرا نسخہ)

نمبر قصائد (۱۳۷) سائز (۹×۸) صفحہ (۳۶)

سطر (۱۵) خط نستعلیق - کتابت ۱۲۱۲ھ

آغاز:-

اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا

تو آب و دانہ کو لے کر نہ ہو گُہر پیدا

اس کتاب میں چند قصائد شامل ہیں۔

اختتام:-

یا الٰہی طرب و جشن و نشاط و ممدُوح

رہیں آفاق میں تا حشر کے دم چار دن ایک

(۲۴) قصائد سودا (تیسرا نسخہ)

نمبر قصائد (۱۱۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۵)

سطر (۱۷) خط شکستہ

آغاز:-

قصائد مرزا محمد رفیع سودا دختر زادہ نعمت خان عالی قصیدۂ اول در نعت جناب اقدس سید المرسلین حضرت خاتم النبیین حبیب الہ العالمین حاکم ملائک المقربین جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مُسلمانی

نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح زنار سلیمانی

اس کتاب میں چند قصائد ہیں - ناقص الآخر ہے آغاز کی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سودا نعمت خان عالی کا رشتہ دار تھا۔

اختتام:-

حسن و لطف آشفتگی جس کے کانوں کا بیاں

باغ میں سوسن کر نہیں سکتی با چندیں زباں

(۲۵) مجموعۂ قصائد و مثنویات سودا

نمبر قصائد (۲۸۳) سائز (۹×۱۲) صفحہ (۱۳۲)

سطر (۱۵ تا ۱۸) خط نستعلیق۔

آغاز:-

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی

نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس میں قصائد اور چند مثنویاں اور مرثیے شامل ہیں۔

اختتام:-

ہو اوس کا جیتے جی مونس امام کا ماتم

جو بعد مرگ ہو مدفن تو کربلائے حسین

مرثیہ تمام شد

(۲۶) کلیات میر

نمبر دواوین (۹۶) سائز (۸×۱۸) صفحہ (۷۳۱)

سطر (۱۱ تا ۱۵) خط نستعلیق - مصنف - میر تقی میر

تاریخ تصنیف

کتابت

میر تقی نام - میر تخلص، اردو کا مشہور شاعر، آگرے میں پیدا ہوئے - دلی میں بود و باش کی - یہاں بھی شاعری میں شہرت حاصل کی پھر لکھنؤ گئے سنہ ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی - تمام قدیم اور جدید تذکروں میں میر کے حالات درج ہیں - انہوں نے اپنے حالات خود بھی لکھے تھے۔

آغاز

تھا مستعار حسن سے اوس کی جو نور تھا

خورشید میں بھی اوسہی کا ذرہ ظہور تھا

اس کلیات میں غزلیات، مثنویاں، قصائد، رباعیات، مخمس، مرثیے وغیرہ جملہ اصناف سخن شامل ہیں۔

اختتام:-

حق میرہی تھا دے مردود سارے باطل

پردہ اٹھا دیا تھا اوس قوم بے حیا کا

ترقیمہ:-

تمت بالخیر بعون الملک وہاب بدستخط ذوالفقار علی باتمام رسید۔ دیوان کلیات میر تقی سلمہ اللہ تعالیٰ

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کلیات میر تقی کی زندگی میں مرتب ہوا ہے حیدرآباد کے بعض دوسرے کتبخانوں میں دیوان میر کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ کلیات میر اور انتخاب کلام میر کئی مرتبہ شایع ہوا ہے۔

(۲۷) دیوان سوز

نمبر دواوین (۷۹۴) سائز (۹×۵) صفحہ (۷۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف سید محمد سوز۔

سید محمد نام سوز تخلص دہلی کے اساتذہ سخن میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے اجداد بخارا سے گجرات آئے۔ اس کے بعد دہلی میں سکونت کرلی۔ دہلی سے مرشدآباد اور پھر لکھنو میں قیام کیا۔ آصف الدولہ شاہ اودھ نے ان کی شاگردی کی۔ سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ میں ہوا۔ اکثر تذکروں میں ان کا حال درج ہے۔

آغاز:-

ہر دیوان پر اپنی جو بسم اللہ میں لکھتا

بجائے مد بسم اللہ مد آہ میں لکھتا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر میں چند رباعیات بھی شامل ہیں متن کے علاوہ حاشیہ پر بھی غزلیات درج ہیں

اختتام:-

جو نخل کے بار آور ہوا دنیا میں

جڑ پیڑ سے بس اوسکو اوکھاڑا تونے

سوز کا کلام شایع ہوا ہے۔ بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی ملتے ہیں۔

(۲۸) دیوان سوز (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۷۱۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۳)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:-

جز شکر قلم صفحے پہ خلاق جہاں کا

چاہے جو کرے وصف تو منہ کیا ہے زباں کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور آخر میں چند رباعیات ہیں اور ایک مستزاد ہے۔

اختتام:-

کیا ہنستا ہے بہت پشیماں ہوگا۔

مت دانت نکال ....

آخر پر دو تاریخیں محمد زماں خاں شہید کے شہید ہونے کی درج ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۲۹۲ھ میں لکھا گیا ہوگا۔ تاریخ یہ ہے۔

خدا کے گھر میں محمد زماں شہید ہوئے

(۲۹) کلیات آصف الدولہ

نمبر دواوین (۹۴) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۴۴۸)

سطر (۱۱) خط نستعلیق خوش خط۔ مصنف آصف الدولہ شاہ اودھ۔ تاریخ تصنیف

تاریخ کتابت ۱۲۷۵ھ

یحیٰی علی خاں نام، مرزا امانی عرف، آصف الدولہ خطاب اور آصف تخلص۔ شجاع الدولہ شاہ اودھ کے فرزند۔ ۱۱۶۱ھ میں تولد ہوئے، ۱۱۸۸ھ میں مسند نشین ہوئے۔ اور ۱۲۱۲ھ میں انتقال ہوا، سوز سے تلمذ حاصل کیا۔ آصف الدولہ کے حالات تذکروں اور تاریخوں میں موجود ہیں۔

آغاز:۔

خداوند کہاں طاقت زباں میں

کہ لاؤں وصف تیرا کچھ بیاں میں

اس کلیات میں آصف کا ہر قسم کا کلام، غزلیات، مثنویاں، مخمس وغیرہ شامل ہیں۔ فارسی غزلیں بھی ہیں۔

اختتام:۔

عشق کرتے تو ہیں کیا آصف ہے پر اس کا خدا کے ہات نبا

کتب خانہ سالار جنگ میں بھی کلیات آصف کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۳۰) دیوان مصحفی

نمبر دواوین (۹۵) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۷۶)

سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف غلام ہمدانی مصحفی

تاریخ تصنیف کتابت

غلام ہمدانی نام مصحفی تخلص ۱۱۴۳ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔ باپ امروہہ میں رہا کرتے تھے مصحفی تعلیم کے لئے دہلی آئے۔ یہاں بھی شاعری شروع کی اور نام آوری حاصل کی۔ پھر لکھنؤ گئے۔ انشا اللہ خاں کے ساتھ شاعری اور ہجو کے معرکے ہوئے۔ تمام قدیم اور جدید تذکروں میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

خورشید کو سایہ میں زلفوں کی چھپا رکھا

چتون کی دکھا خوبی سرمہ کو لگا رکھا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، مسدس، مثنویاں وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

ہے یہ چنگاری اک جو شعلہ نما شعلۂ شوق نام ہے اُس کا

تمام شد تمام شد

(۳۱) دیوان مصحفی (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۲۶۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۰)

سطر (۱۳) خط شکستہ

آغاز:۔

کاش کہ پڑتے ہوں جس زمیں پر نقش پا

کر کے ٹکڑے جسم کے میرے وہاں دیوین بچھا

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات، مخمس شامل ہیں۔

اختتام!

اسیر رنج کبتک غم سے چھوٹ جائے گا

کنار و بوس سے روزہ ٹوٹ جائے گا

(۳۲) دیوان یقین

نمبر دواوین (۳-۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۶۷)

سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف انعام اللہ خاں یقین۔ تصنیف قبل ۱۱۶۹ھ

انعام اللہ خاں نام یقین تخلص اظہر الدین مبارک جنگ کے فرزند تھے۔ یقین کی ولادت ۱۱۳۰ھ میں ہوئی۔ شاعری میں مرزا مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے۔ ۱۱۶۹ھ میں باپ نے کسی وجہ سے قتل کر دیا۔ ان کے حالات قدیم اور جدید تذکروں میں موجود ہیں۔

آغاز:۔

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا

نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں ناقص الآخر ہے

اختتام :-

اوذ میرے کو خدا قیامت تک پشت پا سے تیرے جدا نہ کرے

دیوان یقین کے قلمی نسخے سالار جنگ کے کتب خانے میں بھی موجود ہیں۔ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب نے ایڈٹ کر کے اپنے معلومات آفریں مقدمے کے ساتھ اس کو شایع کیا ہے۔

(۳۳) دیوان یقین (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۴۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۴)

خط شکستہ۔

آغاز :-

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام :-

شعر خاطر خواہ مجھ سے ہو نہیں سکتا یقیں
ہو جب استعداد ناقص پر کامل کیا کرے

(۳۴) دیوان یقین (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۴۸۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۹۹)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۳۰ھ

آغاز :-

کون کر سکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام :-

نہیں کہہ بات سکتے شمع پروانے کے ماتم میں
یقیں ہر جائے روئیں کسو کی گر زباں لرزے

ترقیمہ :-

تمت دیوان انعام اللہ خاں المتخلص یقین۔ از شاگردان مرزا مظہر علیہ الرحمہ۔ بتاریخ یازدھم ماہ ذیقعدہ ۱۲۳۰ھ نقل برداشتہ

(۳۵) دیوان یقین (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین شاملات (۶۵) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۶۸)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز :-

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اختتام :-

نہیں کہہ بات سکتے شمع پروانہ کے ماتم میں
یقیں ہر جائے رونے میں کسو کی گر زباں لرزے

ترقیمہ :-

ایں دیوان یقین بفضل جہاں آفریں بتاریخ پانزدھم ماہ شعبان المعظم در مقام ترونڈرم از دست معاصی ازلی میر ظہور علی صورت اختتام پذیرفت

(۳۶) دیوان یقین (پانچواں نسخہ)

نمبر دواوین شاملات (۶۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۲)

سطر (۱۴) خط شکستہ۔

نامکمل ہے صرف چند غزلیات شامل ہیں۔

آغاز :-

نام حمد اور مدح کا لینا مجھے انصاف نہیں
کٹی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا

اختتام :-

شکوہ کوئی ہے کہوں تو کیا میرے اشک سرخ کا
تیری کب آستیں میرے لوہو سے بھر گئے

(۳۷) دیوان عاجز

نمبر دواوین (۳۹۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۰)

سطر (۱۴) خط نستعلیق مصنف عارف الدین خاں عاجز
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۷۰ھ

عارف الدین خاں نام عاجز تخلص، عاجز کے باپ عالمگیری عہد میں بلخ سے ہندوستان آئے۔ پھر اورنگ آباد میں اقامت کی۔ عاجز کی پیدائش اسی مقام پر ہوئی۔ سنہ ولادت معلوم نہیں ہوتا۔ عاجز ایک باکمال شاعر تھے۔ فارسی اور اردو میں مشق سخن کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۸۰ھ میں عاجز کا انتقال ہوا۔ چمنستان شعراء، دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

الٰہی ہم کو اپنے عشق کا دار البقا بتلا
جو کوئی دنیا کا طالب ہے اسے دار الفنا بتلا

دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:۔

بزم حبیب کے طرف ہم تو نہ دیکھیں عاجز
گر کہے ساقی خوش چشم وے خاص الخاص

(۳۸) کلیات ایجاد

نمبر دواوین (۱۵۲۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۰۳)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف مرزا علی نقی خاں ایجاد۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۹۴ھ

مرزا علی نقی خاں نام نقد علی خاں خطاب اور ایجاد تخلص، آصفی دور کے باکمال اور کہنہ مشق شاعر ہیں۔ مفصل حالات چمنستان شعراء، دکن میں اردو وضاحتی فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہیں۔ سنہ ۱۱۹۴ھ میں ایجاد گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

آغاز:۔

گلشن دل ہے تماشا گاہ رب العالمیں
ابر رحمت سے ہمیشہ سبز ہے یہ کل زمیں

اس کلیات میں قصائد، غزلیات، مخمس، وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

نیستاں تو لا میں میرے ایجاد کے دل پر
ازل سے حیدر کرار نقش شیر کھینچا ہے

خاتمہ پر اعتصام الملک کی مہر ثبت ہے۔
ایجاد کا کلیات شایع نہیں ہوا۔ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۳۹) دیوان بیان

نمبر دواوین (۲۹۸۹۹) سائز (۸×۵)
صفحہ (۱۴۴) سطر (۹) خط شکستہ مصنف احسن اللہ خاں بیان۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۰۰ھ، کتابت سنہ ۱۲۰۰ھ

احسن اللہ خاں نام بیان تخلص۔ اصلی وطن اکبرآباد تھا مگر ان کے والد دہلی میں آبسے۔ بیان کی ولادت دہلی میں ہوئی، مرزا مظہر جان جاناں کے آغوش میں تربیت پائی۔ مولانا فخر الدین دہلوی کے مُرید ہوئے۔ آخری عمر میں حیدرآباد چلے آئے اور آصف جاہ ثانی، ارسطو جاہ اور مہاراجہ چندو لال سے متوسل رہے، یہاں ان کے بیسیوں شاگرد ہوئے۔ سنہ ۱۲۱۳ھ میں ان کا انتقال ہوا، رائے گلاب چند ہمدم نے "استاد از جہاں رفت" سے تاریخ نکالی ہے۔

آغاز:۔

کیا کیجے بیاں اوس کے وجود اور قدم کا
طاقت نہ زباں کی ہے نہ مقدور قلم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات، مخمس، قصیدہ، ہجو، مثنوی وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام

صدق دل سے جو کوئی ہو اس گھر کا غلام

وہ کسو در پر کبھو لے کر نہ جاوے التجا

ترقیمہ:۔ تمت در سنہ ۱۲۰۰ھ

بیان کے دیوان کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں بھی موجود ہے۔

(۴۰) کلیات ذرہ

نمبر دواوین (۸۵۳) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۳۴۸)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف بالاجی ترمک

ذرہ تخلص۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۰۰ھ

بالاجی ترمک نام اور ذرہ تخلص، اورنگ آباد وطن، مولانا غلام علی آزاد کے ہمعصر تھے، فارسی اور اردو میں فکر سخن کرتے تھے۔ سلطنت آصفیہ کے متوسل رہے۔

آغاز:۔

از روئے من عاشق دل دادہ او رنگ

مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

بے نام خدا کا جو میں دیوان لکھوں گا

لاشک ہے کہ موصوفۂ انسان کہوں گا

اس کلیات میں ردیف وار غزلیات، مثنویاں جو منظہر نامۂ لطیف اور بہارستان کے نام سے موسوم ہیں، سراپا اور مسدس اور مخمس بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔

ورد کر ہر دم توں دل سے نام کے سمرن عیاں

فیض ان کا تو جہاں میں تجھ او پر یکساں چلا

ادارہ ادبیات اردو کی جانب سے انکے کلام کا انتخاب شایع ہوا ہے۔ اردو کے بعد فارسی دیوان شامل ہے

---

(۴۱) دیوان تاباں

نمبر دواوین (۷۹۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۶۲)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف میر عبد الحی تاباں

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۲۶ھ

عبد الحی نام اور تاباں تخلص بقول مصحفی حشمت کے شاگرد تھے۔ بڑے خوبصورت جوان تھے۔ دہلی میں ان کے حسن کا شہرہ تھا۔ بقول فیلن سنہ ۱۷۵۷ء تک زندہ تھے۔

آغاز:۔

اے مرد خدا تو پرستار بتاں کا

مذہب میں میری کفر ہے انکار بتاں کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

بتاں کے شہر نا پرساں میں کوئی کیا داد کو پہونچے

مگر وہاں اپنے بندوں کے خدا فریاد کو پہونچے

ترقیمہ:۔

دیوان تاباں باختتام رسید بروز سہ شنبہ بوقت دو پہر سنہ ۱۲۲۶ھ نوشتہ شد۔ سید قاسم علی۔

(۴۲) دیوان بیدار

نمبر دواوین (۱۰۹۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۸)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف میر محمد علی بیدار

تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۰۹ھ تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۳ھ

میر محمد علی بیدار خواجہ میر درد کے شاگرد تھے شاہ فخر الدین کے مرید ہوئے، آخری عمر میں دہلی سے آگرہ چلے گئے سنہ ۱۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

آغاز:۔

جو کچھ ہوتا تھا سوائے دل ہو گیا

پہ مجھے کہہ کس پہ مائل ہو گیا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:۔

تیرے مژگاں بھی نہ پہلو مارتے ہی تیر سے
ہمسری رکھتے ہیں ابرو بھی دم شمشیر سے

ترقیمہ:۔

درماہ رمضان ۱۲۶۴ھ بست وچہارم، درد یوڑھی
نواب شمس الامرا بہادر کتابت دیوان بیدار تمام شد

بیدار کے دیوان کا ایک قلمی نسخہ جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں ہے۔

(۴۳) دیوان چندا

نمبر دواوین (۲۲۸) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۵۶)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف ماہ لقابائی چندا
تاریخ تصنیف ۱۲۱۳ھ کتابت ۱۲۲۶ھ

حیدرآباد دکن کی باکمال رقاصہ، شاعرہ ماہ لقابائی چندا ۱۱۸۰ھ میں تولد ہوئی اور ۱۲۳۶ھ میں انتقال ہوا۔ اپنے تعمیر کردہ مقبرہ قریب کوہ مولا حیدرآباد میں مدفون ہے۔ اس کا دیوان ۱۲۱۳ھ میں مرتب ہوا ہے۔ اس کا ایک نسخہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ حیدرآباد سے اولاً ۱۳۱۲ھ اور پھر دوبارہ ۱۹۵۹ء میں شایع ہوا ہے۔ چندا موسیقی، شاعری، مصوری میں بہت اچھی مہارت رکھتی تھی۔ وہ علم دوست، ادب اور تاریخ سے دلچسپی رکھتی تھی اپنے زمانہ میں اس کا بڑا شہرہ تھا۔

آغاز:۔

قسمت بیاناں عالم استغراق وزیبائش وحمد وثنائے آفریدگاری۔

کہاں طاقت ہے راہ حمد میں جو ہو زباں گویا
کہ یہاں جز عجز و خاموشی نہیں ہے یک جہاں گویا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔ ابتدا میں ایک فارسی دیباچہ ہے جس کو سید نصیر الدین قدرت نے لکھا ہے،

اختتام:۔

حال دل کس سے یہ چندا کہے ہر مشکل میں
یا علی تیرے سوا کوئی مددگار بھی ہے

ترقیمہ:۔

بتاریخ بست دویم جمادی الثانی روز یکشنبہ ۱۲۲۶ھ
دیوان ماہ لقابائی تحریر بدست عاجز عبد اللہ تمام شد

(۴۴) دیوان افسوس

نمبر دواوین (۷۹۵) سائز (۱۳×۹) صفحہ (۹۴)
سطر (۱۹) خط شکستہ۔ مصنف میر شیر علی افسوس،
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۱۵ھ تاریخ کتابت ۱۲۴۴ھ

میر شیر علی نام اور افسوس تخلص، ان کے والد سید علی مظفر تھے جو اپنے آخر زمانہ میں حیدرآباد آگئے تھے اور یہاں ہی ان کا انتقال ہوا۔

شیر علی کی پیدایش ۱۷۳۵ء کے قبل ہونا قیاس کیا جاتا ہے، لکھنؤ میں سالار جنگ کے متوسل رہے اسی زمانہ میں دیوان مرتب کیا۔ سالار جنگ کے انتقال کے بعد شاعری ترک کر دی اور نثر نگاری کی جانب متوجہ ہوئے۔ کلکتہ گئے اور کمپنی کے ملازم ہوئے۔ کئی کتابوں کا ترجمہ کیا جن میں سے ایک گلستاں بھی ہے۔ افسوس کا انتقال ۱۸۰۹ء میں ہوا مفصل حالات ارباب نثر اردو میں درج ہیں۔

آغاز:۔

کس طرح ہو وصف مجھ سے تری صنعت کا
کرشمہ ایک ہے یہ چرخ تیری دست قدرت کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پر چند رباعیات بھی ہیں۔

اختتام:۔

بقچہ دین قصد کھلا کر تو نے   گل کر دیا نوک خانہ نشتر کتیں

ترقیمہ:۔

تمام شد دیوان میر شیر علی افسوس بتاریخ ہشتم شہر رجب المرجب ۱۲۲۳ھ۔ افسوس کے دیوان کا ایک قلمی نسخہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۴۵) مجموعۂ فصاحت

نمبر قصائد فارسی (۲۸۴) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۱۸۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ جامع شاہ تجلی علی تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ کتابت ۱۲۱۶ھ

اس مجموعہ کے کئی نام ہیں۔ مثلاً ریاض قصائد، خزینۂ سخن، قصائد اعظم، دفتر وصف وزیر قابل وغیرہ۔

شاہ تجلی علی نام، تجلی تخلص، اُمرائے دربار آصفی سے تعلق رکھتے تھے۔ عربی فارسی کی اعلیٰ مہارت تھی۔ شاعری پر عبور حاصل تھا۔ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ مورخ بھی تھے۔ چنانچہ "تزک آصفیہ" ان کی تاریخ دکن مشہور ہے اور معتبر تسلیم کی جاتی ہے۔

شاعری کے ساتھ مصوری، خطاطی میں ملکہ حاصل تھا۔ شاہ معین تجلی کے مرید تھے۔ ۱۲۱۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ مرقع دکن، تذکرہ شعراء دکن، دکن میں اُردو وغیرہ کتابوں میں ان کے حالات درج ہیں۔ اولاً ایک فارسی دیباچہ ہے۔ اس کے بعد شعراء کے قصائد، قطعے وغیرہ شامل ہیں۔

آغاز:۔

توشیح کلام بلاغت آغاز فصاحت انجام سخن آفرینی ا'سزد کہ نظم اجرام افلاک ونشر ترصیع خط خاک رائے قیام حکمت بالغہ او خامہ از سرنگوں۔

اس مجموعہ میں ارسطوجاہ کے مدح میں موزوں کئے ہوئے قصائد درج ہیں جو مختلف شعراء نے ۱۱۹۴ھ سے ۱۲۱۵ھ تک کہے ہیں۔ ارسطوجاہ نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ کے دیوان یعنے چیف منسٹر تھے۔

اختتام:۔

... تاریخ رقم کردہ سخن دفتر وصف وزیر قابل

دلہ

ریاض قصائد قصائد اعظم

ترقیمہ:۔

بافضال داور کامل جلد اولیٰ از قصائد حمیدہ نواب ارسطوجاہ طول اللہ عمرہ وانبالہ در سال سعید بنیاد یکہزار دو صد و شانزدہ بحصول آئین ہمی حق از تمام یافت۔ یارب این مجموعہ را تو تمامی کند۔

سنٹرل ریکارڈ آفس میں پہلی جلد ۲ ردیف "ص" کے قصائد تک موجود ہے۔ اور سالار جنگ کے کتب خانہ میں دو نسخے ہیں۔ ایک اردو مخطوطات میں اور دوسرا فارسی مخطوطات میں۔ اب تک یہ کتاب شایع نہیں ہوئی۔

(۴۶) خزینۂ سخن (مجموعۂ فصاحت)

نمبر دواوین (۱۶۱۹) سائز (۱۲×۵) صفحہ (۷۷۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

توشیح کلام بلاغت آغاز فصاحت انجام سخن آفرینی را سزد۔

فارسی اور اردو دونوں زبان کے قصائد اور قطعات شامل ہیں۔

اختتام:۔

بے نصیب است زخم بر مرہم۔
بے نیاز است دردم از درماں

(۴۷) دیوان ایمان

نمبر دواوین شالات (۶۸۷) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۵۱۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف شیر محمد خاں ایمان۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۰ھ

کتابت ۱۲۳۶ھ ہجری

شیر محمد خاں نام اور ایمان تخلص، دور آصفی کا باکمال شاعر، اس کے والد محمد عاقل خاں واقعہ نگاری کی خدمت پر مامور تھے باپ کے بعد یہ خدمت اسی کو ملی۔ ایمان اپنے عہد کے شعراء میں سربلندی رکھتا تھا۔ علمی قابلیت اچھی تھی کلیات کے علاوہ کئی اور کتابیں لکھی ہیں۔ ۱۲۲۰ھ میں انتقال ہوا مرقع سخن، تذکرہ شعرائے دکن، دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں اس کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

الہٰی شکر جاری ہے زباں پر دم بدم تیرا
کہ بخشا جان و ایمان یے نہایت ہے کرم تیرا

اس کلیات میں غزلیات، رباعیات۔ مخمس۔ مثنویاں شامل ہیں۔ مثنویاں کئی ناموں سے موسوم ہیں۔

اختتام:۔

کرتا تھا وہ زید سب قلم بند مجنوں ہوتا تھا دیکھ خورسند

ترقیمہ:۔

دیوان شیر محمد خاں تخلص ایمان بتاریخ بست و چہارم شہر شوال ۱۲۳۶ھ روز یکشنبہ بوقت سہ پہر بحسن اختتام رسید۔ مالک سرمست خاں۔

ایمان کا دیوان شایع نہیں ہوا، البتہ ادارۂ ادبیات اردو کی جانب سے ایمان سخن کے نام سے انتخاب شایع ہوا ہے کتب خانہ سالارجنگ میں دیوان کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۴۸) دیوان جراءت

نمبر دواوین (۶۳۶) سائز (۸×۱۵) صفحہ (۵۳)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف قلندر بخش جراءت

تاریخ تصنیف ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۴۸ھ

قلندر بخش نام جراءت تخلص لکھنؤ کے مشہور شاعر تھے، سلیمان شکوہ کے دربار سے متوسل رہے ۱۲۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ قدیم اور جدید تذکروں میں ان کے حالات درج ہیں،

آغاز:۔

نالۂ موزوں ہے مصرع آہ کا چسپاں ہوا
زور یہ پر درد اپنا مطلع دیواں ہوا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

آرسی کیا دیکھتی ادس میں جراءت اندوہ گیں
لطف کیا گر ہو مقابل شکل رنجور آئینہ

ترقیمہ:۔

تمت الکتاب نسخۂ دیوان جراءت بتاریخ بست و پنجم شہر ربیع الثانی ۱۲۴۸ھ بخط اضعیف العباد مرزا فضل علی حسب الفرمایش صاحبزادہ بلند اقبال۔۔۔۔ ۔۔۔طال اللہ عمرہٗ وضاعف قدرہٗ

جراءت کا کلام شایع ہوا ہے قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ سالارجنگ کے کتب خانے میں تین نسخے موجود ہیں اور انڈیا آفس کے کتب خانہ میں بھی ایک نسخہ ہے۔

(۴۹) دیوان جراءت (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۴۲۸) سائز (۸×۱۵) صفحہ (۴۸۹)

سطر (۲۵) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۷۹ھ

اشعار کی تعداد (۔۔۔۱۶) ہونے کی صراحت کیگئی ہے

آغاز:۔

کھلے گر آبلہ دل یکبار گرہ
تو قطرے اشک کے ہوکر پڑیں ہزار گرہ

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات۔ مسدس۔ مثنویاں ہجو سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام :-

شرف نگینہ عہد کو آج ہے اس پہ کہدہ تمہارا اسم اعظم

ترقیمہ :-

تمت تمام شد دیوان جرات بروز چہار شنبہ بوقت
مغرب بتاریخ دویم صفر المظفر ۱۲۷۹ہجری در بندر
چینا پٹن بخط عقیدت اشتباہ خواجہ عظیم اللہ وانتقال
در مہ آخر بعارضہ تشنج افتادہ بود۔ عظیم اللہ بن
ولی اللہ بن نجیب اللہ بن خواجہ عصمت اللہ خاں
بن خواجہ عبداللہ خاں بلخی۔

اس دیوان میں جرات کے انتقال کا قطعہ تاریخی بھی
درج ہے جو حسب ذیل ہے۔

جب میاں جرات کا باغ دہر سے گلشن فردوس کو جانا ہوا
مصرع تاریخ تاریخ نے کہی ہائے ہندوستان کا شاعر مرا
۱۲۲۵ھ

(۵۰) دیوان جرات (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۰۱) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۲۱۶)
سطر (۲۰) خط شکستہ۔

آغاز :-

سپہر معرفت حق ہے وہ مہرباں ......
کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

اختتام :-

دفع ہو جائے اب یہ بیماری ہوئے صحت سبھوں کو ایکباری

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات اور ہجو شامل ہیں۔

(۵۱) دیوان قیس

نمبر دواوین (۱۷۹) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۵۵)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف محمد صدیق قیس
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۰ھ

محمد صدیق نام قیس تخلص، حیدرآباد کا مشہور شاعر تھا
شیر محمد خاں ایمان کا بھانجہ اور ان ہی سے تلمذ حاصل کیا۔
وقائع نگاری کی خدمت کے علاوہ نواب شمس الامراء سے بھی
متوسل رہا سنہ ۱۲۳۰ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ دیوان مرتب
کیا تھا مگر اب تک شایع نہیں ہوا۔ قلمی نسخے دستیاب ہوتے ہیں

آغاز :-

آج وہ صحن گلستاں میں ہے عالم نور کا
ہر رگ گل میں جھمکتا ہے چراغ طور کا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار، رباعیات
کے علاوہ ریختی بھی شامل ہے۔ قصیدے بھی ہیں جو شمس الامرا
اور مہاراجہ چندو لال کے متعلق ہیں۔

اختتام :-

صحبت برآر ہو گئے او سے نہ ایک دم بھی
کیجے نہ میرے آگے ذکر ایسے بے ادب کا

کتب خانہ سالار جنگ میں قیس کے دیوان کے دو قلمی
نسخے موجود ہیں۔

(۵۲) دیوان ال اللہ شاہ

نمبر دواوین (۹۱م) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۳۹)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف ال اللہ شاہ
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۳۰ھ کتابت سنہ ۱۲۳۰ھ

ال اللہ شاہ شطاری۔ حیدرآباد میں شطاری خاندان
صدیوں سے مقیم ہے۔ ال اللہ شاہ اسی خاندان کے چشم و
چراغ تھے، سلوک اور باطن کے مدارج طے کئے تھے۔

آغاز :-

نکتہ میلا ہے جکوں پیا کے خیال کا
لاگا ہے عشق اسکوں منور جمال کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام :-

اب یہ دیوان ہوئی سمجھ اختتام کہاں

بارہ صد و ہے تیسواں ہجری کا سال ہے

ترقیمہ :-

تمت تمام شد کار من نظام شد، حج اکبر کے روز یہ دیوان
ہوئی ہے تمام اے محب جاں۔ این دیوان تصنیف
فقیر الحقیر ال اللہ شاہ شطاری۔

دیوان مصنف کا اصلی نسخہ ہے۔ کسی اور نسخہ کا پتہ نہیں چلا۔

(۵۳) دیوان ناسخ

نمبر دواوین (۱۳۲۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۷)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف امام بخش ناسخ۔
تاریخ تصنیف ۱۲۳۲ھ کتابت ۱۲۹۹ھ

شیخ امام بخش نام ناسخ تخلص، باپ کا نام خدا بخش تھا۔ فیض آباد وطن تھا۔ نواب محمد تقی خاں فیض آباد کے امیر بانکوں، ترچھوں، کثرتی نوجوانوں کی قدردانی کرتے تھے۔ ناسخ ان کی سرکار میں ملازم ہوئے اور نواب صاحب کے ہمراہ لکھنؤ آ گئے۔ بقول بعض مصحفی کے شاگرد تھے اور بعض محمد عیسیٰ کو ان کا استاد بتاتے ہیں۔ دبستان لکھنؤ کی اُنہوں نے بنیاد رکھی اور اردو شاعری میں اپنا نام روشن کیا۔ ۱۲۵۴ھ میں ناسخ کا انتقال ہوا۔ تاریخ ادب کی کتابوں اور تذکروں میں ان کے حالات تفصیل سے درج ہیں۔

آغاز :-

خوب موزوں ہم سے وصف قد بالا ہو گیا

عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر میں چند رباعیات ہیں۔

اختتام :-

ہے بیچ گھر چار طرف ہے صحرا

دالان اور چار ہے سراے چھپرا

دروازے میں زنجیر کے جا مار سیاہ

کہپرے میں کہپرا چوں سو سکہپرا

ترقیمہ

دیوان ناسخ بتاریخ دویم شہر جمادی الاول ۱۲۹۹ھ
قلمی نمود۔ فقیر حقیر سید شاہ داؤد اللہ حسینی نوشتہ
نماید بخط غریب۔

دیوان ناسخ طبع ہو چکا ہے۔ قلمی نسخے بھی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

(۵۴) کلیات ناسخ

نمبر دواوین (۱۲۸۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۴۰۲)
سطر (۱۲) برحاشیہ (۲۰) مصنف۔ ناسخ
تاریخ تصنیف ۱۸۴۷ء ۱۲۵۴ھ کتابت ۱۲۶۶ھ

اس مجموعہ میں ناسخ کے تین دیوان شامل ہیں جن کی صراحت یکے بعد دیگرے کی جاتی ہے۔

(الف) دیوان اول موسوم دیوان ناسخ۔

آغاز :-

بلبل ہوں بوستان جناب امیر کا

روح القدس ہے نام میرے ہم صفیر کا

اس دیوان میں غزلیات، تاریخی قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام

نقط خاک پر کیوں نہ سوتا علی

نہ تھا شیر خالی و شتر جلی

علیک سلام اے علی ولی

(ب) دیوان دوم موسومہ دفتر پریشاں۔ یہ حاشیہ پر ہے

آغاز:۔

خوب موزوں ہم سے صفِ قد بالا ہو گیا

عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا

اس دیوان میں غزلیات، قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

شدہ سال این مائے غسل اطہارت

کر گر دیدہ حمام ظاہر عمارت

(ج) دیوان سوم موسومہ دفتر شعر

آغاز:۔

لکھوں پہلے حمد علی عظیم علیم حکیم رحیم کریم

دیوان اوّل کے خاتمہ پر ترقیمہ یہ ہے۔

الحمد اللہ والمنہ کہ بفرمایش شاہزادہ والاجاہ مرزا فرخندہ بخت بہادر دام اقبالہٗ۔ کلیات رئیس شعراء زماں و سر دفتر بلغائے دوراں در علم و عمل راسخ شیخ امام بخش متخلص بہ ناسخ، دیوان اول دیوان ناسخ در متن۔ دیوان دوم مسمّٰی دفتر پریشاں بر حاشیہ و دیوان سوم مسمّٰی دفتر شعر، در ہر ردیف ملحق بدفتر پریشاں، بتاریخ سیوم شہر جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ روز سہ شنبہ باتمام رسید و انتظام گردید۔

(۵۵) دیوان ناسخ (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۵۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۶۱)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

اقرار نبوت میں ہے اقرار خدا کا

انکار امامت میں ہے انکار خدا کا

یہ ناسخ کا تیسرا دیوان ہے۔ اس میں غزلیات ہیں آخر پر ایک مسدس ہے اور اس کے بعد ایک فارسی قطعہ ہے۔

اختتام:۔

گفت تاریخ این فرخ ناسخ

جشن عیش و نشاط باد سعید

(۵۶) دیوان ہوس

نمبر دواوین (۳۱۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۰)

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مرزا محمد تقی خاں ہوس۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ

مرزا محمد تقی خاں نام، ہوس تخلص، لکھنؤ وطن، صاحب فضل و کمال تھے۔ میر حسن کے شاگرد تھے۔ ان کی ایک مثنوی لیلیٰ مجنوں ہے

آغاز

نقوش کلک قسمت میں ہے اندیشہ کو حیرانی

پڑھا جاتا نہیں ہرگز کسی سے خط پیشانی

اس دیوان میں قصائد، غزلیات، مخمس، منظوم خطوط اور رباعیات شامل ہیں۔

اختتام:۔

جو دم بہ خوشی گزرے کر شکر دلا اس کا

تو عالم فانی میں مہماں کوئی دم ہے

اس نسخہ میں لیلیٰ مجنوں کی مثنوی شامل ہے۔ اس کا تذکرہ علیحدہ کیا گیا ہے۔

(۵۷) کلیات ہوس

نمبر دواوین (۶۲۲) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۴۳۰)

سطر (۲۱) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

نقوش کلک قسمت میں ہے اندیشہ کو حیرانی

پڑھا جاتا نہیں ہرگز کسی سے خط پیشانی

اس نسخہ میں قصائد، غزلیات، مثنویاں، ترکیب بند

رباعیات شامل ہیں۔

اختتام:۔

کہتا ہوں دوستی سے ادھر ٹک کو دیکھئے

اب جیسی ایک حسن سنی ....

پڑھ اس طرح ہر ایک سے ..... نچاہئے

(۵۸) دیوان اظفری

نمبر دواوین شالمات (۶۴) سائز (۱۲×۶)

صفحہ (۳۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ تصنیف

مرزا محمد ظہیرالدین اظفری۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۴ھ

کتابت ۱۲۷۳ھ

مرزا محمد ظہیرالدین علی بخت نام اور اظفری تخلص، دہلی سے ۱۲۱۲ھ میں مدراس آئے۔ خاندان والاجاہی کے متوسل ہوئے۔ نواب رئیس الامراء کے درباری شاعر تھے فارسی اور اردو میں شاعری کرتے، ترکی زبان سے بھی واقف تھے۔ ۱۲۳۴ھ میں انتقال ہوا۔

گلزار اعظم اور خمخانۂ جاوید میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

شکر وحمد وایزدی آرائش عنواں ہوا

نعت و وصف احمدی دیباچۂ دیواں ہو

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

بیٹھا طفل دل اظفری کا تیری دیکھ

دو بادام و آم اور چھارے پیارے

ترقیمہ

مالک این کتاب میر باقر حسین، اگر کسے دعوی کند

باطل است به ید

میر عبدالقادر ۱۲۷۳ھ

(۵۹) مجموعۂ اشعار اصغر

نمبر دواوین شالمات (۱۰۵) سائز (۷×۴)

صفحہ (۴۳) سطر (۸) خط شکستہ۔

مصنف سوامی پرشاد اصغر۔ تاریخ تصنیف ۱۲۳۹ھ

کتابت ۱۲۳۹ھ

سوامی پرشاد نام اصغر تخلص، کایستھ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا نام رام پرشاد تھا۔ اصغر کو بدرالدین خاں لایق سے تلمذ تھا۔ اصغر فارسی اردو اور ہندی شعر موزوں کرتے تھے۔

آغاز:۔

"اشعار، غزلیات وریختہ، دوہا وگیت، فارسی ہندی وغیرہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد در محلۂ حسینی علم شاہ در عہد قرماں روائے رستم دوراں قطب زماں عالم پناہ ~~نواب~~ سکندر جاہ بہادر دام اقبالہ ...."

اس کتاب میں اولاً دیباچہ فارسی میں ہے۔ اس کے بعد فارسی اور پھر اردو کلام ہے۔ اردو کلام کا آغاز

مجھ سے رہے ہولی میں عیش وشادمانی کی بہار

ہے جہاں میں شور وغل اور کامرانی کی بہار

اختتام

سوامی داس تلسی تم روے .....

کریں کچھ تدبیر ہماری معاف، کرو تقصیر

(۶۰) دیوان سخن

نمبر دواوین (۱۸۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۸۶)

سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف غلام مصطفی سخن

تاریخ تصنیف ۱۲۳۹ھ

غلام مصطفی نام اور سخن تخلص، حیدرآباد کے مشہور شاعر تھے

سنہ ۱۱۴۷ھ میں تولد ہوئے اور سنہ ۱۲۳۹ھ تک بقید حیات رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ مرنے کے سنہ کی تحقیق نہیں ہوئی، شاعری میں لالہ لچھمی نارائن شفیقؔ کی شاگردی کی۔ دولت آصفیہ کے وزراء ارسطوجاہ اور مہاراجہ چندولال کے متوسل رہے۔ سخن کے حالات مولوی عمر یافعی صاحب نے تفصیل سے رسالہ مکتبہ میں درج کئے تھے۔ موصوف کے پاس سخنؔ کا قلمی دیوان بھی تھا۔

آغاز:-

بجائے خویش ہے بشاش ہر صغیر و کبیر
خیال خام کو اپنی سمجھ خیال اسیر

اس دیوان میں قصائد، غزلیات، مسدس، ترجیع بند رباعیات وغیرہ شامل ہیں۔ سخنؔ کا فارسی کلام بھی ہے۔

اختتام:-

مرغانِ چمن کرتے ہیں سب مرثیہ خوانی
ہے رشک سے بلبل کے ..... پانی
گل باغ سے کیا رخت سفر یار کرے ہے

تمت تمام شد

(۶۱) دیوان حفیظ

نمبر دواوین (۱۸۸) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۴۸)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ شیخ محمد حفیظ حفیظؔ۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۴۷ھ

شیخ محمد حفیظ نام، حفیظؔ تخلص، دہلی وطن، مگر حیدرآباد آکر بود و باش کرلی، مہاراجہ چندولال کے درباری شاعر تھے۔ اولاً اورنگ آباد کے راجہ ہمیت رام کے متوسل ہوئے۔ حیدرآباد کے مہاراجہ چندولال کے درباری شاعر بنے۔ ان کے زمانہ میں تین شاعر استاد سخن تسلیم کئے جاتے تھے۔ ذوقؔ دہلی میں، ناسخؔ لکھنؤ میں، اور حفیظؔ دکن میں، گلزار آصفیہ، دکن میں اردو، تذکرہ شعرائے دکن وغیرہ میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز

یہ آسماں حباب ہے دریائے ذات کا
خورشید ایک ذرہ ہے اوسکی صفات کا

اس دیوان میں قصائد اور غزلیات شامل ہیں۔

اختتام:-

ضبط کہاں تک حفیظؔ ناک میں دم آگیا
زیست کی تدبیر یہاں کچھ تو کیا چاہئے

ترقیمہ:-

تمام شد دیوان اول شیخ محمد حفیظ برائے مہاراج راجہ بالا پرشاد بہادر۔

حفیظؔ کا دیوان شایع نہیں ہوا۔ کتب خانہ سالارجنگ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۶۲) دیوان حفیظ (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۹) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۲۴)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:-

یہ آسماں حباب ہے دریائے ذات کا
خورشید ایک ذرہ ہے اوسکی صفات کا

اس دیوان میں ردیف دار غزلیات ہیں۔

اختتام:-

جو بندہ عشق کا ہے عشق کی منزل کو سمجھے

.....

(۶۳) دیوان حفیظ (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۹) سائز (۹×۵) صفحہ ۱۷۴
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۱ھ

آغاز:۔

یہ کون و مکاں عکس ہے آئینۂ کن کا

کیا کیا نظر آتا ہے طلسمات سخن کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

پھر دل کو کہیں کھو بیٹھے شاید حفیظ ان روزوں میں

جو آج نصیب اعداوہ مضطر سے پائے جاتے ہیں

ترقیمہ:۔

تحریر بتاریخ پنجم ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۱ھ روز

چہار شنبہ اختتام یافت۔

(۶۴) دیوان جوہر

نمبر دواوین (۱۶۲۹) سائز (۸×۵) صفحہ ۱۳۲

سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف ملک محمود جوہر

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۳۰۲ھ

ملک محمود نام اور جوہر تخلص، باپ کا نام قاضی محمد عبدالرؤس اور دادا فاضل خاں، قوم نوایط سے تعلق تھا۔ مشاہیر قوم میں شامل تھے۔ نواب کرنول کی جانب سے موضع کیرلا آپکی جاگیر تھی، والیٔ ریاست کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ آپکے فرزند غلام حیدر شہسوار تخلص رکھتے تھے۔ تاریخ نوایط میں حالات درج ہیں (ص ۵۱۵)

آغاز:۔

جلوہ فقط نہیں ہے دیر و حرم میں تیرا

ہستی میں بھی ہے تیرا ملکِ عدم میں تیرا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

شراب سے یہ سمجھیں گے پینا خراب کہتا ہے اسکو عالم

کبھی نشے میں کٹی نہ جوہر ادھر ہماری ادھر تمہاری

ترقیمہ

الحمد للہ والمنہ دیوان جوہر بموجب حکم سرکار فیض آثار نواب غلام محی الدین خاں بہادر از دست کمترین خاکسار سید فضلو میاں فرزند سید حیات صاحب مرحوم بتاریخ ۱۱ شوال سنہ ۱۳۰۲ھ باتمام رسید۔

کتب خانہ سالار جنگ میں ایک قلمی نسخہ دیوان جوہر کا موجود ہے

(۶۵) دیوان اثر

نمبر دواوین (۲۶۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۰۴)

سطر (۱۰) خط نستعلیق ۔ مصنف سید محمد اثر

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ

سید محمد نام، اثر تخلص، خواجہ ناصر عندلیب دہلوی کے فرزند خواجہ میر درد کے بھائی اردو کے مشاہیر شعراء میں شامل تھے۔ مرنے کے سنہ کی تحقیق نہیں ہوئی۔ بھائی کے بعد مسند سجادگی پر متمکن ہوئے تھے۔

آپ کے حالات اردو کے تذکروں اور تاریخ ادب کی کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں۔

آغاز:۔

بس رفع اب خیال مے و جام ہوگیا

ساقی بیک نگاہ میرا کام ہوگیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور آخر پر چند رباعیات ہیں۔

اختتام:۔

بس اور تو کیا کہوں کہ جیوں شمع سحر

روشنی جو کچھ کہ صبح ہوتے گذری

ایک مہر محمد بدرالدین خاں ثبت ہے۔

(۶۶) دیوان نصیر

نمبر دواوین (۲-۴) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۰۷)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ شاہ نصیر دہلوی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۴ھ

شاہ نصیر الدین نام، نصیر تخلص، سیاہ فام ہونے سے میاں کلو سے بھی موسوم تھے۔ دہلی وطن تھا۔ مہاراجہ چندو لال نے حیدرآباد طلب فرمایا۔ کچھ عرصہ قیام کرکے واپس ہوئے دوبارہ ایسے آئے کہ دہلی واپس جانا نصیب نہیں ہوا حیدرآباد میں ۱۲۵۴ھ میں انتقال ہوا۔ درگاہ شاہ موسیٰ قادری میں مدفون ہیں۔ حیدرآباد میں حکومت آصفیہ کی جانب سے پچیس روپیہ یومیہ یعنی سات سو پچاس روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔

بقول مصنف گل رعنا ان کے فرزند عبدالرحمٰن نے نصیر کا دیوان مرتب کیا۔ نصیر کے شاگردوں میں ذوق نے جو نام آوری حاصل کی وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

آغاز

ہم نے وصف گوہر عرفاں کو جب لکھا کیا

موج سے مسطر کشیدہ صفحہ دریا کیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ ہر ردیف کے بعد سادہ صفحہ چھوڑا گیا ہے۔ آخری پندرہ صفحے دوسرے کاغذ اور دوسرے خط سے شامل کئے گئے ہیں بعض صفحوں میں حاشیہ پر بھی غزلیات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

مانند گرز و خنجر و نیزہ بتائید خدا

بن جائے بہر دشمناں شمس و ہلال کہکشاں

شاہ نصیر کا دیوان حیدرآباد میں طبع ہوا تھا مگر اب نایاب ہو گیا ہے۔ ایک قلمی نسخہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ بقول بعض دیوان نصیر کا یہ نسخہ بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ نصیر کے استاد سائل کی قلمی اصلاحیں شامل ہیں۔

---

(۶۷) دیوان راجہ

نمبر دواوین (۸۱۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۴۴۷)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ خوش خط مطلا مصنف مہاراجہ بلوان سنگھ بہادر راجہ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ۔ کتابت ۱۲۵۳ھ

مہاراجہ بلوان سنگھ نام، راجہ تخلص، راجہ جیت سنگھ کے فرزند بنارس کے حکمران تھے۔ اس کے بعد گوالیار میں مقیم رہے بلوان سنگھ کی زندگی کا بڑا حصہ آگرہ میں بسر ہوا۔ میاں نظیر اکبرآبادی اور مرزا حاتم علی مہر کے شاگرد تھے۔ بلوان سنگھ ۱۷۹۹ء میں تولد ہوئے اور ۱۸۵۵ء تک زندہ تھے۔

آغاز:۔

یک ذرہ وصف ہو نہ سکے تیری ذات کا

ہر مو اگر زبان بنے کائنات کا

دیوان میں غزلیات، مثلث، مسدس، اور آخر پر ایک ترجیع بند ہے۔

اختتام:

تو بیٹھ کے بالیں پہ میری دیکھ طلسمات

راجہ میں کہوں کیا دل بریاں کی حقیقت

ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آید

دودے است کز و بوئے کباب جگر آید

ترقیمہ:۔

دیوان ہذا من تصنیف راجہ صاحب مہاراج راجہ بلوان سنگھ بہادر، بتاریخ بست و ہفتم شوال المکرم ۱۲۵۳ھ بقلم بربط رقم غلام رسول۔

دیوان کا یہ نسخہ اصلاح شدہ ہے۔ مصرعے اور اشعار بدلے گئے ہیں، تاریخ تصنیف کا شعر مہر نے اس طرح موزوں کیا ہے

ایسے دیوان کی تاریخ تو مہر　　لکھ دی باغ گل معنی یہ ہے
۱۲۵۳ھ

راجہ کا دیوان آگرہ میں طبع ہوا تھا۔ اب نایاب ہے

(۶۸) دیوان حنا موسوم دفتر اشعار

نمبر دواوین (۷۷۶) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۸۶۸)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ عبدالکریم خاں
حنا تخلص، تاریخ تصنیف ۱۲۵۶ھ

منشی عبدالکریم خاں نام، حنا تخلص، سردار خاں لکھنوی کے فرزند تھے۔ میر وزیر صبا کے شاگردوں میں شامل تھے واجد علی شاہ کے زمانہ مشاہیر شعرا میں شمار ہوتا ہے۔

مولف خم خانۂ جاوید کو ان کا دیوان ہمدست نہیں ہوا ہے۔ اس لئے اس نے صراحت کی ہے کہ "سنا ہے کہ ان کا دیوان مرتب ہوا تھا"۔ اس سے واضح ہے کہ حنا کا دیوان نایاب ہے۔

آغاز:۔

نہ موزوں ہو سکا مطلع جز ہم سے حمد داور کا
سر دیوان لکھا ہم نے الف اللہ اکبر کا

اس دیوان میں حمد و نعت کے بعد قصیدے، غزلیات اور رباعیات شامل ہیں۔ ان کے بعد چند تضمینیں ہیں۔ یہ تضمینیں مختلف شعراء مثلاً آغا حسن شرر، اور امیر محل ملکہ کی غزلوں پر کی گئی ہیں۔ آخر پر چند قصائد اور ایک مختصر مثنوی ہے۔ دیوان کے ابتدائی حصے میں اصلاح بھی ہوئی ہے

اختتام:۔

نظم میری باخدا مقبول ہو　　مثنوی یہ جابجا منقول ہو

تاریخ تصنیف کا شعر یہ ہے۔

بہر تاریخ فکر کی جو حنا　　کہا ہاتف نے دفتر اشعار
۱۲۵۶ھ

(۶۹) دیوان خان

نمبر دواوین (۱۵۵۰) سائز (۸×۱۰.۱) صفحہ (۲۹۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق خوش خط۔ مصنف۔
اشرف خاں، خان تخلص۔ تاریخ تصنیف ۱۲۵۶ھ
کتابت ۱۲۵۶ھ۔

اشرف خاں نام اور خان تخلص، شعراء دہلی میں شامل ہیں۔ مگر دہلی سے لکھنو چلے گئے۔ جب تک دہلی میں رہے مشاعرے ترتیب دیتے رہے۔ جس میں شعراء کا جمگھٹا ہوتا، مصحفی سے تلمذ حاصل تھا۔ دیوان ناقص الاول ہے۔

آغاز:۔

وصف اس کا میں نے لکھا ہے شب مہتاب میں
کس صفائی سے بندھا مضموں ترے رخسار کا

اس دیوان میں غزلیات، فردات، قطعات، مخمس اور مسدس شامل ہیں، واسوخت بھی ہے اور تاریخی قطعات بھی ہیں۔

اختتام:۔

بوقت شب جو میں اس سوچ میں آیا
کہ تاریخ تولد ہو بصد راحت
تو ہاتف نے کہا خان شب کو مجھ سے یہ
کہ اولاد علی کا ہے بہت برکت

ترقیمہ:۔

تمام شد دیوان اول تصنیف حضرت جناب خاں صاحب قبلہ اشرف خاں سلمہ اللہ تعالیٰ ولد محمد علی خاں بن محمد روشن خاں بخطاب روشن الدولہ۔ ساکن شاہ جہاں آباد۔ بتاریخ یازدہم شعبان ۱۲۵۶ھ بروز شنبہ وقت دو پہر تمام شد۔

---

(۷۰) دیوان شہ سوار

نمبر دواوین (۱۶۳۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۲۳)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف۔ غلام حیدر شہ سوار۔ تاریخ تصنیف ۱۲۶۰ھ۔ کتابت ۱۳۰۳ھ

غلام حیدر نام اور شہ سوار تخلص۔ قوم نوایط سے تعلق تھا۔ ان کے باپ ملک محمود جوہر کا دیوان بھی موجود ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے، کرنول کے جاگیر داروں میں شامل تھے۔

آغاز:۔

بیٹھے بھی دم ذبح جو آنکھوں نہ باندھے۔

کچھ رحم تجھے مجھ پہ ستم گار نہ آیا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں۔ غزلیات کے علاوہ مستزاد، رباعیات بھی شامل ہیں۔ آخر پر "مجرائے" کے عنوان سے چند نظمیں ہیں۔ در اصل ان کو قصائد کہنا چاہئے۔ ایک قصیدہ نواب الف خاں کی مدح میں ہے۔ ایک طویل مرثیہ مسدس میں ہے۔

اختتام:۔

پر نالہ چلے جائیو تریشم ہے سمجھ کر

اے حضرت دل آپ ہما سے بھی ہو بالا

بہم مشاورہ تقدیر را بہ تدبیر است

کہ روز جلوہ کند بدعائے مضمر تو

ترقیمہ

کردچوں دیوان من جمع بوجہ حسن

ہاتف غیبی بگفت دفتر عشق نہاں

الحمد للہ والمنہ دیوان حسب الحکم سرکار فیض آثار نواب غلام محی الدین خاں بہادر از دست خاکسار سید فضلو میاں فرزند سید حیات صاحب بتاریخ ۲ ماہ محرم شریف ۱۳۰۳ھ انصرام یافت۔

(۷۱) واسوخت امانت

نمبر دواوین (۶۱۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۹)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ سید آغا حسن امانت۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۲۶۰ھ کتابت ۱۲۷۱ھ

سید آغا حسن نام امانت تخلص۔ شعراء لکھنو میں شامل ہیں۔ ۱۲۳۵ ہجری میں کسی مرض کے باعث گونگے ہوگئے، مگر ۱۲۶۰ھ میں خود بخود اچھے ہوگئے۔ اولاً مرثیہ لکھا کرتے اور دلگیر سے اصلاح لیتے تھے۔ غزل کہہ کر استاد کو بتائی استاد نے اصلاح سے انکار کیا۔ پھر کسی سے اصلاح نہیں لی۔ امانت کی اندر سبھا مشہور ہے۔

آغاز:۔

عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہ ہو

پاؤں اس راہ میں رکھ کر کبھی گمراہ نہ ہو

اختتام:۔

غیر کے ذکر سے دل یار کا گھبراتا ہے

ہے امانت اسے دم بھر نہیں چین آتا ہے

ترقیمہ

تمت تمام شد واسوخت سید آغا حسن، متخلص بہ امانت۔ ساکن پل غلام حسین۔ فی تاریخ پانزدھم جمادی الاول ۱۲۷۱ھ

---

(۷۲) دیوان رشک موسوم بہ نظم مبارک نظم گرامی

نمبر دواوین (۱۱۸۱) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۴۰۵)

سطر متن (۱۳) حاشیہ (۱۲) مصنف۔ میر علی اوسط رشک۔ تاریخ تصنیف ۱۲۶۱ھ۔ کتابت ۱۲۷۰ھ

میر علی اوسط نام، رشک تخلص، میر سلیمان کے فرزند

بزرگوں کا وطن فیض آباد تھا۔ مگر رشک کا نشو و نما لکھنؤ میں ہوا۔ ناسخ کے شاگرد تھے۔ ۱۲۸۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ ادب وغیرہ کی کتابوں میں ان کے حالات درج ہیں۔

اس مخطوطہ میں رشک کے دو دیوان شامل ہیں۔ انکی علیحدہ علیحدہ صراحت کی جاتی ہے۔

(الف) متن میں دیوان موسوم "نظم مبارک" شامل ہے

آغاز

ممنون فضل کا نہ سحاب مطیر کا

گلچیں ہوں ایسے گلشن جنت نظیر کا

اس دیوان میں مخمس، پھر بسم اللہ کے ساتھ غزلیات، تاریخی قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام :-

شد ہمیں مصرع تاریخ رشک

از سوم بست و ششم بود اے وا

ترقیمہ

المنتہ للہ بتاریخ بست سیویم رمضان المبارک ۱۲۷۰ھ روز سہ شنبہ کتاب دیوان رشک مسمیٰ بہ نظم مبارک۔

بدست عاصی ....

(ب) دیوان نظم گرامی۔ یہ حاشیہ پر ہے

آغاز :-

جو زیدہ یک بینی ہے وہ منظر ہے خدا کا

جس دل میں نہیں شرک وہی گھر ہے خدا کا

اس دیوان میں غزلیات تاریخی قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام :-

اوسی ساعت کہنے تاریخ اے رشک

ہائے ہتنیکا ہے گھرے لوٹ گئے

---

(۷۳) دیوان رشک (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۳۶۳) سائز (۸×۱۴) صفحہ (۲۳۷)

سطر (۲۳) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۱۶ھ

آغاز :-

ممنون فضل کا نہ سحاب مطیر کا

گل چیں ہوں ایسے گلشن جنت نظیر کا

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات اور تاریخی قطعات شامل ہیں۔

اختتام :-

شد ہمیں مصرع تاریخ اے رشک

از سوم بست و ششم بود اے وا

ترقیمہ

تمام شد بتاریخ ۱۹ر شوال ۱۳۱۶ھ روز پنجشنبہ از دست محمد حبیب اللہ عشقی تخلص بمقام نیلور۔

اس دیوان کے آغاز پر کاتب کی ایک مہر ثبت ہے۔

(۷۴) دیوان صفا

نمبر دواوین (۳۳۷) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۳۷)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف میرزو الفقار علیخان صفا۔ تاریخ تصنیف ترتیب ۱۲۶۰ھ

میرزو الفقار علی خاں نام اور صفا تخلص۔ لکھنؤ کے شریف زادے تھے۔ میر تقی میر سے تلمذ کا شرف رکھتے تھے وطن چھوڑ کر بنگال گئے اور پھر وہاں سے مدراس آگئے اور مدراس سے حیدرآباد آگئے۔ مہاراجہ چندو لال نے پانچ سو روپیہ ماہوار جاری کردی۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ حیدرآباد میں انتقال ہوا، دائرۂ میر مومن میں دفن ہوئے۔ سنہ انتقال معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:-

ہو جو والہ چشم کا یا ابروں کے آن کا
اپنے آنکھوں پر رکھے مطلع میرے دیوان کا

اس دیوان میں ردیف دار غزلیات اور مثنوی موسوم "چھومنتر۔ در عاشق شدن طالب بر صراف" شامل ہے۔

اختتام:-

دردمندوں کے لئے درماں ہے یہ
دل کی بیماری کو حرز جاں ہے یہ

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔ صفا کا دیوان طبع نہیں ہوا۔ سالار جنگ کے کتب خانے میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۷۵) دیوان تجلیؔ

نمبر دواوین (۲۰۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۴۰)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ مصنف۔ تجلی علی تجلیؔ۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۶۰ھ

تجلی تخلص، میر محمد حسین کلیم کے فرزند، میر تقی میر کے بھانجے۔ باپ اور ماموں شاعر تھے۔ یعنی گھر کا ماحول شاعری تھا اور ورثتاً شاعری ملی۔ مرزا مظہر جان جاناں سے تلمذ تھا۔ بقول مصحفی ضخیم دیوان مرتب کیا تھا۔ مصحفی کے تذکرۂ ہندی کے مرتب کرتے وقت چالیس سال کا سن تھا۔

آغاز:-

پھروں کب نامۂ اعمال جب لگ اوسکی قامت کا
نہ دیکھوں مد لبسم اللہ دیوان قیامت کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات، مخمس، مسدس وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مرثیے، قصائد، اور ہجو بھی ہیں۔

اختتام:-

نہ مانگو تجھ سے ہے پر مصحفی نہیں ہے زبوں
کہاں تلک میں خراب آخر اسطرح سے پھروں
ترے پدر کا مدح خواں ہوں یا امام حسین

آخری صفحہ پر کچھ دوسرے اشعار درج ہیں۔

(۷۶) کلیات ممنون

نمبر دواوین (۵۸۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۴۳)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف میر نظام الدین ممنونؔ۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۶۰ھ

میر نظام الدین نام اور ممنون تخلص، دہلی وطن، لیکن ان کے اجداد کا وطن سونی پت تھا۔ باپ کا نام میر فخرالدین مستؔ تخلص۔ اکبر شاہ ثانی نے ان کو فخر الشعراء لقب کیا تھا۔ سنہ ۱۲۶۰ھ ممنون کا انتقال ہوا۔ مفتی صدرالدین آزردہ ان کے مشہور شاگرد تھے۔

آغاز:-

اے صفت و ذات میں تجکو ظہور و خفا
چشم و سرو چشم سر حسن پہ تیرے فدا

اس کلیات میں قصائد، قطعات، غزلیات، مثنویاں، سب کچھ شامل ہیں۔ تاریخی قطعات سنہ ۱۲۵۳ھ تک موجود ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ یہ کلیات سنہ ۱۲۵۳ھ کے بعد مرتب ہوا ہے۔

اختتام:-

گلرنگ عذاروں پہ نگہ خوش خوش تھی
معلوم نہ تھا کہ خون پڑے گا ......

کلیات کے پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔

کلیات ممنون نوشتہ خود مولف، ہر صنف سخن کے بعد سادہ اوراق چھوڑے گئے ہیں۔ اس سے بھی

مصنف کا اصل نسخہ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

(۷۷) ترجمہ رُباعیات عمر خیام

نمبر دواوین (۸۵۰) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۷۰)
سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف ۔ راجہ مکھن لال
مکھن ۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۶۰ھ کتابت سنہ ۱۲۶۷ھ

راجہ مکھن لال نام اور مکھن تخلص، حیدرآباد کے امیر اور جاگیردار تھے ۔ اردو اور فارسی میں بڑی اچھی مہارت حاصل تھی ۔ راجہ چندو لال کی جانب سے حضور نظام میر عثمان بیگی کی خدمت پر فائض تھے۔

مکھن کو تصنیف و تالیف کا شوق تھا ۔ یادگار مکھن لال کے نام سے دکن کی ایک تاریخ قلمبند کی جو شایع ہو گئی ہے اور معتبر تاریخ شمار کی جاتی ہے ۔ مکھن کو عمر خیام کی شاعری سے بڑی خصوصیت تھی اس لیے اونہوں نے رباعیات عمر خیام کو اُردو رباعی کے قالب میں منتقل کیا ہے ۔ آغاز کتاب میں پانچ صفحہ کا دیباچہ ہے ۔ اس کے بعد رباعیات ہیں۔

آغاز:۔

"دیباچہ کلام نام نامی سے اس پیر مغاں کے سجاہے کہ جس نے مشت خاک آدم سے خمکدۂ معرفت کو بنا کر بادۂ عرفاں سے معمور کیا۔"

پہلی رُباعی یہ ہے:۔

جب عشق ہو پستی و بلندی پھر کیا
ہے بے خبری تو ہوشمندی پھر کیا
رکھ طاق میں یار تو مریدی پیری
رندی میں خیال ارجمندی پھر کیا

اس مخطوطہ میں عمر خیام کی کئی رباعیوں کو اُردو کا جامہ پہنایا گیا ہے۔

اختتام:۔

دیر و کعبہ میں سنا لکھ ہر گئے ۔ کفر اسلام میں حد ہو گئے
کونسی جانب کو جائیں ناصحا ۔ میکدہ کی راہ بھی سد ہو گئے

ترقیمہ:۔

بفضلہ بتاریخ چہارم ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۷ ہجری روز پنجشنبہ بہ حسن انصرام رسید۔

ان رُباعیات کی اشاعت نہیں ہوئی ہے۔

(۷۸) دیوان مکھن لال

نمبر دواوین (۵۰۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف ۔ مکھن لال ۔
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۶۵ھ

دیوان کے ابتدا اور آخر میں فارسی کلام ہے ۔ درمیان میں صفحہ (۲۰) سے اردو کلام شروع ہوا ہے۔

آغاز:۔ کلام اُردو

کیا نبی اور کیا نبوت کیا مُعلّیٰ شان ہے
جن کی صورت سے ہویدا صورتِ رحمان ہے

اس دیوان میں مسدس اور مخمس ہیں دوسرا کلام نہیں ہے

اختتام:۔

جہاں بیچ جب لگ کے جیتے رہو
نبی جی نبی جی نبی جی کہو

راجہ مکھن لال کا دیوان شایع نہیں ہوا ہے۔

(۷۹) دیوان لایق

نمبر دواوین (۴۵۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۰۰)
سطر (۹) خط نستعلیق خوش خط ۔ مصنف
بدرالدین خاں لایق ۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۶ھ

بدرالدین خاں نام، لایق تخلص، امیر جنگ امیر الدولہ خطاب تھا۔ سرکار آصفیہ کے جاگیردار تھے ۔ آصفجاہ ثانی و

ثالث کے میرساماں کی خدمت پر مامور تھے۔ بڑے سلیقہ شعار اور نفاست پسند امیر تھے۔ شاہی تقاریب شادی بیاہ وغیرہ میں ان کے کمال فن کا ثبوت ملتا تھا۔ لایق کا انتقال ۱۲۶۶ھ میں ہوا۔ اولاً فارسی کلام ہے۔ اسکے بعد اردو کلام شروع ہوا ہے۔

آغاز:۔

لباس کعبہ پہنا ہے خط عنبر نگار اوس کا

ہوا نظروں سے فرض العین اب طوف خدا اس کا

اس دیوان میں غزلیات، قصائد، رباعیات، مخمس اور فردات ہیں۔ اس کے علاوہ سلام اور ایک مرثیہ بصورت مسدس ہے۔

اختتام:۔

تو تصدق ہو بدل صاحب خیبر اوپر

پڑھ درود حضرت شبیر و شبر اوپر

(۸۰) دیوان لایق (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۶۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۱۶)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ خوش خط

آغاز:۔

کیا بتاؤں میں ٹھکانہ ہے کہاں اللہ کا

لامکاں کہتے ہیں جس کو ہے مکاں اللہ کا

اس دیوان میں (۱۹۵) غزلیات ہیں۔ ہر غزل کا نمبر اور تعداد شعر میں لکھی گئی ہے۔

اختتام:۔

لایق ہے میرا نام میں لایق ہوں نام کا

رکھتا ہوں کیا میں علم و ہنر کچھ نہ پوچھئے

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت ہے۔

کتبہ کمترین احقر الکونین سید غلام حسین جعفری زیور قلمی آراستہ۔

(۸۱) دیوان لایق (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۴۹-) سائز (۱۰-×۶) صفحہ (۱۵۵)

سطر (۱۵) خط نستعلیق

آغاز:۔

لباس کعبہ پہنا ہے خط عنبر نگار اوس کا

ہوا نظروں سے فرض العین اب طوف خدا اس کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، مخمس اور مسدس اور مرثیہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

تو تصدق ہو بدل صاحب خیبر اوپر

پڑھ درود حضرت شبیر و شبر اوپر

(۸۲) دیوان تمیز

نمبر دواوین (۴۷۰) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۱۵۳)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ خوش خط مطلا جدول

مصنف۔ بدرالدین خاں تمیز۔

تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۹ھ۔

محمد بدرالدین خاں نام تمیز تخلص، نواب فخرالدین خاں شمس الامراء کے فرزند رفعت جنگ معظم الدولہ معظم الملک خطاب تھا۔ ۱۲۲۰ھ ولادت ہوئی اور ۱۲۶۹ھ میں انتقال ہوا۔ حافظ قرآن اور عربی فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ انگریزی سے بھی واقف تھے۔ حضرت فیض سے شاعری میں تلمذ حاصل تھا۔ پائیگاہی امیروں میں پہلے شخص تھے جو حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ مذہب سے زیادہ شغف تھا۔ تمیز شاعر ہونے کے علاوہ خوشنویس بھی تھے۔ خط ناخن میں بھی مہارت حاصل تھی۔ تمیز صاحب تصنیف بھی تھے۔ شجرۂ آصفیہ انکی تصنیف ہے۔ سنگلاخ زمینوں میں شعر کہا کرتے تھے۔

آغاز

شکر ادا کیا ہو کسو سے ایزدِ سبحان کا
آخر بندہ ہو جو حور و ملک انسان کا

اس دیوان میں غزلیات، قصائد، مخمس اور ترجیع بند شریک ہیں۔

اختتام:۔

کیا فرق داغ گل میں اگر گُل میں بو نہ ہو
کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

تمیز کا دیوان طبع نہیں ہوا۔ نواب ظہیر یار جنگ کے پاس ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۸۳) دیوان اسد

نمبر دواوین (۴۵۷) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۲)
سطر (۹) خط نستعلیق۔ مصنف۔ اسد۔
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ۔

اسد کے نام اور وطن کے متعلق کوئی صراحت نہیں کی جا سکتی۔ اسد تخلص کے کئی شعراء کا پتہ چلتا ہے، کلام کے لحاظ سے اس کو سنہ ۱۲۰۰ھ کے بعد کا شاعر قرار دیا جا سکتا ہے غالب کے ہمعصر اسد ان کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

آغاز:۔

لے گیا کوئی کسو نے کھو گیا
پھر نہ آیا اس مکاں سے جو گیا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:۔

ایک اسد ہی نہیں ہے زائر   جو کے آیا سو پاک ہوتا ہے

(۸۴) کلیات موزوں

نمبر دواوین (۱۷۹۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۷۵)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف فرزند علی موزوں
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۵۰ھ۔ ناقص اول و آخر

میر فرزند علی نام، موزوں تخلص، میر شمس الدین فقیر سے تلمذ حاصل تھا۔ زیادہ تر فارسی شعر کہا کرتے تھے مصحفی نے اپنے تذکرہ ہندی میں ان کا ذکر کیا ہے۔

آغاز:۔

کی ہوئی سیر کبھی خوان دہر کی   لقمہ دہان گور کو ہر مہماں ملا

اس کلیات میں زیادہ تر غزلیات ردیف وار ہیں اس کے علاوہ مخمسات بھی ہیں جو نظیری، آتش، ہوس، مصحفی، میر، درد وغیرہ شعراء کے غزلیات پر تضمین کی ہیں۔ آخر پر رباعیات ہیں۔

اختتام۔ رباعی

آئے ہوئے بسمل کی قضا پھر جائے
گل زرد ہوں گلشن کی ہوا پھر جائے
مونہہ کو تری جانب سے نہ پھیروں واللہ
قبلہ سے اگر قبلہ نما پھر جائے

ترقیمہ:۔

تاریخ وفات جناب میرن صاحب مغفور۔
اس کے بعد دوسرا صفحہ "آفتاب" کے لفظ سے شروع ہوتا ہے جو نہیں ہے۔

(۸۵) مدح لنگ راج

نمبر داخلہ (۱۱۹۸) سائز (۷×۵) صفحہ (۴۶)
سطر (۷) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مخلص،
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ۔ طلائی جدول مطلا

مخلص تخلص کے کئی شعراء کا ذکر تذکروں میں ملتا ہے، مگر اس مدحیہ مثنوی کو کسی مخلص سے مختص کرنا دشوار ہے

آغاز:۔

جو نامہ بنام خسرواں ہو   آرائش محو ......

یہ ایک مدحیہ نظم ہے جو راجہ لنگ راج کی شان میں موزوں کی گئی ہے۔ مثنوی میں اولاً حمد، مناجات، نعت اور منقبت حضرت علیؓ ہے۔ اس کے بعد سبب تصنیف میں لکھا گیا ہے کہ لنگ راج کی عدالت سے تمام پھول پتے، چرند پرند خوش حال ہیں۔ اس کو دیکھ کر مدح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

اختتام:-

اعدا جو ہیں اوس کے ہوئیں مقہور

در دام بلا رہیں وہ رنجور

آخر پر ایک مہر ثبت ہے۔ نام پڑھا نہیں جاتا سنہ ۱۲۵۸ھ پڑھا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کتابت سنہ ۱۲۵۸ھ کے پہلے ہوئی ہے۔

(۸۶) دیوان شناور

نمبر دواوین (۸۱۴) سائز (۷×۱۲) صفحہ (۸-۱)

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ مصنف۔ شناور

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

شناور کے متعلق کسی تذکرۂ شعراء یا تذکرہ مخطوطات میں صراحت نہیں ہے۔ کوئی مشہور شاعر معلوم نہیں ہوتا۔

آغاز:-

کرم تیرا نہیں محتاج ہم سے شکر نعمت کا

صدف سے ہو نہ طالب ابر نیساں دُر کی قیمت کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور ایک طویل واسوخت شامل ہے۔

اختتام

آخری تین شعر کے مصرعے مٹ گئے ہیں۔

دل دار دل آزار ہے تقاریر میں اس کی

. . . .

انے جو سمجھے تو کبھی بات نہ کرتے

. . . .

(۸۷) دیوان شہید

نمبر دواوین (۱۶۸۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۷۲).

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ میر احمد علی شہید موسوی۔ تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ۔ کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

میر احمد علی خاں شہید دہلوی آصفجاہ ثالث سکندر جاہ (سنہ ۱۲۱۸ھ، سنہ ۱۲۴۴ھ) کے دور میں دہلی سے حیدرآباد آئے اور یہاں بس گئے۔ راجہ چندو لال کے دربار میں باریاب رہے۔ آصف جاہ رابع ناصر الدولہ (سنہ ۱۲۴۴ھ، سنہ ۱۲۷۳ھ) نے آپ کو امیر الشعراء کے خطاب سے سرفراز کیا۔ طویل عمر پائی سنہ ۱۲۹۲ھ میں انتقال فرمایا۔ شاہ نصیر کے شاگرد تھے۔ فارسی اور اردو میں شاعری کرتے تھے۔ آپ کی اولاد آج بھی موجود ہے اور علم کی خدمت کرتی ہے۔

آغاز:-

اے ذات تیری مطلع دیوان وجود

ہر بود و نمود کو تجھی سے ہے نمود

جب تک تو حجاب کنت کنزاً میں رہا

بے پردہ ہوا نہ شاہد گفت و شنود

آغاز میں اس رُباعی کے بعد دیباچہ نثر میں لکھا ہے جس میں شہید نے اپنے مختصر حالات درج کئے ہیں۔ اس میں ناصر الدولہ کے دربار میں پیش ہونے کا حال اس طرح لکھا ہے

"جب نواب ناصر الدولہ بہادر ابن سکندر جاہ نے سنہ ۱۲۴۴ھ میں جلوس فرمایا تو ریاست پر بیٹھے۔ تمام منصبداران کو بلایا اور مخاطب کیا اور مصاحب بنایا۔ فقیر بھی حسب الطلب دربار میں آیا اور اضافۂ خلعت و قربت و صحبت سے فائدہ اٹھایا۔"

دس صفحے کا دیباچہ ہے۔

دیوان کا آغاز

برق کے مصرع سے کیا چسپاں ہے مصرع آہ کا
مطلع دیوان ہے گرم اس بندۂ درگاہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر پر دو رباعیات ہیں۔

اختتام کی رباعی یہ ہے

یارب تیرا اقبال عدو سوز رہے
شب عیدبرات روز نو روز رہے
دولت تیری ایک شمع ہے لے آصفجاہ
روشن یہ شمع عالم افروز رہے

ترقیمہ

بفضلہ تعالیٰ شانہٗ کتاب ہذا یعنی دیوان اول حضرت اوستاد اکمل سخندان بے بدل حضرت میر احمد علی صاحب الموسوی متخلص بہ شہید ساکن شاہ جہاں آباد عرف دہلی بمقام بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد از خط شاگرد حضرت معز مسمی بہ غلام مصطفےٰ خاں مندوزی، بتاریخ بستم شہر صفر المظفر ۱۲۷۰ھ

دیوان کے خاتمہ کے بعد دو صفحے تاریخی قطعات درج ہیں جو ناصر الدولہ کے مرنے اور افضل الدولہ کے مسند نشین ہونے سے متعلق ہیں۔

(۸۸) دیوان حریف

نمبر دواوین (۱۳۰۷) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰۱)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ حریف
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

حریف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے اگرچہ بعض تذکروں میں حریف شاعر کا ذکر موجود ہے۔ مگر تیقن کے ساتھ کسی سے متعلق نہیں لکھا جا سکتا۔

آغاز:۔

جب سے جو توجہ کیا ہے جوں کا دریا
کہتے ہیں سبھی اہل یقیں اور یہ عرفا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں۔

اختتام۔

اس رنگ ہو آشنا ہے جو حریف اب
نیرنگی عالم نہ رہے نفع و ضرر بھی

صفحۂ اول پر ایک مہر محی الدین انور منور کی ثبت ہے۔

(۸۹) دیوان اشک

نمبر دواوین (۴۲۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۶)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف۔ سید علی حسن لکھنوی اشک۔ تاریخ تصنیف ۱۲۷۰ھ

سید علی حسن نام اور اشک تخلص شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد سمجھے جاتے ہیں مگر دیوان کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ شہید کے شاگرد تھے۔ اپنے استاد کے رنگ میں شعر کہا کرتے، تذکروں میں ان کے حالات شامل ہیں۔ بسم اللہ کے اوپر حسب ذیل صراحت ہے۔

"چند غزلیات دیوان حقیر سید علی حسن لکھنوی متخلص بہ اشک شاگرد جناب مولوی شہید صاحب مرحوم شاگرد رشید جناب غفراں مآب شیخ امام بخش متخلص بہ ناسخ مغفور تحریر ۱۳ صفر ۱۲۷۰ھ"

آغاز:۔

عشق کا راز نہ بھولے سے زباں پر آیا
روئے بیٹھ کے خلوت میں جو دل بھر آیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پر دو تاریخی قطعے جو دیوان کی ترتیب سے متعلق ہیں درج ہیں اسی پر دیوان ختم ہوتا ہے۔

اختتام:-

پھر ہاتف کی ندا آئی ..... دفعتہً
کیجے قند مکرر اسکو فکر اشک

۱۲۷۳ھ

(۹۰) دیوان شرم موسوم عروس مضمون

نمبر دواوین (۱۳۶۴) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۳۰)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف۔ شمس النساء بیگم
شرم۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۰ھ۔ کتابت ۱۲۹۶ھ

شمس النساء بیگم نام، شرم تخلص، حکیم فخر الدین کی بیٹی، اصل وطن بنارس تھا، مگر لکھنو میں سکونت کرلی تھی۔ خواجہ وزیر سے تلمذ حاصل کیا۔ وزیر کا دیوان ۱۲۷۱ھ میں مرتب ہوا تھا۔ شرم کا دیوان اس کے بعد مرتب ہوا ہے۔ مشاہیر نسواں مرتبہ محمد عباس میں شرم کا تذکرہ درج ہے (ص ۳۶۹)

آغاز:-

معترف ہوں روز اول سے میں تیری وحدت کا
نہ کیوں ہو ورد .... مجھے کلمہ شہادت کا
ادا ہوا نہیں کچھ حق جو ہے عبادت کا
فقط ہمیں تو وسیلہ ہے تیری رحمت کا

دیوان میں ردیف وار غزلیات اور ایک قصیدہ جو مسٹر طامس گورنر کے مدح میں کہا گیا ہے شامل ہے۔

اختتام:-

اقلیم ساتوں ہوں نہ فرمائے یہ ہے دعا
لفٹنٹ طامسین گورنر ہو حکمراں

ترقیمہ:-

تمام گردید دیوان شمس النساء بیگم المتخلص بہ شرم بتاریخ بستم شعبان روز دوشنبہ ۱۲۹۶ھ از دست حاجی حبیب اللہ حسینی عفا عنہ۔

پہلے صفحہ پر ایک مہر ہے۔ جس پر محمد حبیب ۱۲۹۱ھ ثبت ہے۔

(۹۱) دیوان آزاد

نمبر دواوین (۱۸۱۳) سائز (۶×۱۲) صفحہ (۱۳۰)
سطر (۱۵) خط شکستہ۔ مصنف الگزنڈر آزاد تخلص۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۷۷ھ

الگزنڈر ہیڈلے نام، آزاد تخلص، باپ کا نام جیمس ہیڈلے۔ جیمس ہیڈلے انگلستان سے آکر ایک ہندوستانی عورت سے شادی کرلی۔ اس کے بطن سے الگزنڈر بمقام دہلی تولد ہوا (۱۸۲۹ء) اس کی پرورش ہندوستانی مسلمانوں کے طرز پر ہوئی۔ شعروشاعری کا شوق ہوا۔ زین العابدین عارف سے شاعری میں تلمذ حاصل کیا اور آزاد تخلص اختیار کیا۔ صرف (۳۲) سال کے سن میں ۱۸۶۱ء میں انتقال ہوگیا۔

خمخانۂ جاوید (ص ۲۷) اور رام بابو سکسینہ نے اپنی کتاب یورپین شعراء اردو میں آزاد کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے ص ۹۵

خواجہ یوسف الدین صاحب ایم اے، ایم ایڈ نے بھی اپنی کتاب یورپین اور انگلو انڈین شعراء میں آزاد کا تذکرہ کیا ہے۔

آغاز:-

غلام خاص ہوں آزاد شاہ دین و دنیا کا
سر پر آرائے رحمت ہے لقب میرے مسیحا کا
ہے اوس کا آستانہ فلک کعبہ ترصد کا
رجا کا آرزو کا دل کی خواہش کا تمنا کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں کوئی اور صنف سخن نہیں ہے۔

اختتام :-

منزا سر نور ایک ظلمت سے چمکا ہر طرف آزاد

پس سر موے سر اپنے جو اس نے دیکھے پل باندھے

آزاد کا دیوان ان کے بھائی نے شایع کیا تھا مگر نایاب ہے۔ قلمی نسخے بھی نایاب ہیں۔

(۹۲) دیوان ارشاد

نمبر دواوین (۴۰۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۳۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ غلام محی الدین
ارشاد۔ تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲۰۰ھ

غلام محی الدین نام ارشاد تخلص۔ بعض اصحاب نے ارشد ان کا تخلص لکھا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ اجین کے باشندے تھے۔ ان کے اجداد وہاں قاضی تھے۔ ارشاد ۱۱۵۷ھ میں اورنگ آباد آئے اور اسکو وطن بنالیا۔ درگاہ قلی خاں صوبہ دار اورنگ آباد ان کے بڑے قدرداں تھے جب درگاہ قلی خاں کا انتقال ہوا تو ارشاد نے یہ تاریخ نکالی۔

اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ
۱۱۸۰ھ

درگاہ قلی خاں سالار جنگ کے انتقال کے بعد ارشاد حیدرآباد آگئے۔ ارشاد صوفی منش بزرگ تھے شاہ فخر الدین ترمذی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شاعری میں کس سے تلمذ حاصل کیا اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ تاریخ نکالنے کا ملکہ حاصل تھا۔ غزلیات کے ساتھ قصائد لکھنے کا بھی پتہ چلتا ہے مگر اب تک ارشاد کے قصائد دستیاب نہیں ہوئے۔ ان کے انتقال کا سنہ معلوم نہیں ہوا۔

آغاز :-

حمد رب العالمین ہے ابتدا دیوان کا

جس طرح الحمد سے آغاز ہے قرآن کا

سالک و مجذوب ہیں دریائے وحدت میں غرق

کوئی نہ پایا گوہر اسرار اس سبحان کا

اس دیوان میں صرف غزلیات ہیں۔ کوئی دوسرا کلام نہیں ہے۔

اختتام :-

نحن اقرب کے شوق میں ارشاد

ہو رہی ہے اس پیا کی جلوہ گری

ترقیمہ :-

تمت تمام ہذا النسخہ دیوان غلام محی الدین عرف ارشاد دام ایدہ برکاتہ۔ بتاریخ دہم شہر ذیقعدہ روز چہارشنبہ در وقت صبح در اول پہر ساعت مشتری و پہر فلک باتمام رسید۔

ارشاد کے دیوان کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔

(۹۳) دیوان شاہ قاسم

نمبر دواوین (۹۹۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۷۷)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ خوش خط جدول مطلا
مصنف۔ شاہ قاسم علی قاسم۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ
کتابت سنہ ۱۱۶۰ھ

شاہ قاسم علی نام قاسم تخلص۔ اولاً برہان پور پھر اورنگ آباد کو وطن بنایا۔ باکمال شاعر تھے۔ شفیق نے ان کا حال اپنے تذکرہ میں قلمبند کیا ہے۔ اورنگ آباد سے حیدرآباد آگئے۔ کیونکہ آصف جاہ ثانی نے اورنگ آباد کے بجائے حیدرآباد کو اپنا دار السلطنت بنالیا تھا۔ اسی لئے بہت سارے شعراء ادیب اور اصحاب علم اورنگ آباد سے حیدرآباد آگئے۔ ۱۱۸۵ھ میں وہ حیدرآباد میں موجود تھے انتقال کا صحیح سنہ معلوم نہیں ہوا۔ شاہ فقیر علی چشتی سے

بیعت حاصل کی تھی۔ رسالہ اردو بابتہ جنوری ۱۹۵۶ء میں
شاہ قاسم کے حالات تفصیل سے درج ہوئے ہیں

آغاز:-

ورد ہر دم اسم رکھ اللہ کا — گرد ہو راہ رسول اللہ کا
ماسوا اللہ دھو کر درد والم — درد رکھ وہ مرسل آگاہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ اس کے بعد چند مخمس ہیں۔

اختتام:-

ہے یوہی خبربات سے سب گل کی زندگی
شہ قاسم عاشقوں کے بالکل زندگی
چندر بدن کے سایہ میں مہیار خوش رہے

ترقیمہ:- نصف دیوان کے بعد اس طرح درج ہے

محمد علی کاتب ایمن آبادی فی سنہ ۱۱۶۰ ہجری

یہ عبارت درمیان دیوان کے ایک صفحہ کے آخر پر درج ہے
قاسم کا دیوان طبع نہیں ہوا ہے۔ سالار جنگ کے کتب خانے میں دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۹۴) قصیدہ مدحیہ نصیر الدین حیدر

نمبر (۷ جدید) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۱)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف احسان علی املا
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۴۳ھ

احسان علی نام، املا تخلص۔ نصیر الدین حیدر شاہ اودھ کے درباری شاعر تھے۔ تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کرتے تھے

آغاز:-

صبح دم پیک صبا نے یہ کہا مجھ سے پکار
سوتا ہے غافل پڑا کیوں ہو ذرا تو ہوشیار

اس قصیدہ میں شاہ اودھ نصیر الدین حیدر کی مدح کی گئی ہے، بادشاہ کے جلوس، بحری شکار، اس کے لوازمات انگریزی باجوں کے نام، حسینوں کا جمگھٹا۔ حضرت عباس کی درگاہ کی زیارت کو جانا۔ جلوس کے تفصیلات درج کئے گئے ہیں

اختتام:-

بہ نصیر الدین حیدر بادشہ قائم رہے
سب کہو آمین بحق حیدر دُلدُل سوار

قصیدہ کے پہلے صفحہ پر ایک مہر مہدی علی خاں ضیغم جنگ افتخار الدولہ محتشم الملک ۱۲۶۶ھ ثبت ہے

(۹۵) دیوان فیض

نمبر دواوین جدید (۳۰۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۸۲)
سطر (۱۵) خط شکستہ مصنف میر شمس الدین فیض
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۵ھ

میر شمس الدین نام، فیض تخلص، ۱۱۹۵ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۸۳ھ میں حیدرآباد میں وفات پائی۔ فیض کے اجداد دہلی سے دکن آکر بس گئے۔ فیض کی پیدائش دکن میں ہوئی۔ بارہ سال کے سن میں قرآن شریف حفظ کر لیا پھر عربی اور فارسی میں اعلیٰ دست گاہ پیدا کی۔ اپنے دور کے عالم متبحر اور استاد سخن تھے مشتاق دہلوی سے جو خواجہ میر درد کے شاگرد تھے تلمذ حاصل کیا۔ فیض نہ صرف شاعر اور عالم تھے بلکہ ایک صوفی بزرگ بھی تھے۔ خلافت حاصل تھی۔ درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا تھا۔ آپ کے مریدوں، شاگردوں میں مسلمان اور ہندو دونوں شامل ہیں۔ صاحب تصنیف تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں عرصہ دراز تک آپ کے عرس کے ساتھ مشاعرہ ترتیب دیا جاتا تھا۔ آپ کا مزار اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے

فیض کے شاگردوں کی تعداد خاصی طویل ہے جن میں کئی ایک نامور شعراء ہیں مثلاً عصر، نقش وغیرہ۔
فیض کے حالات تذکرہ شعراء دکن، مرقع سخن،

دکن میں اردو وغیرہ میں درج ہیں۔

آغاز:۔

حرم میں دیر میں جب کوئی روبرو آیا
مجھے یقیں ہوا بس یہی کہ تو آیا

اس دیوان میں کئی سو غزلیات ردیف وار شامل ہیں۔ غزلیات کے علاوہ رباعیات، مخمس، قطعات شامل ہیں۔ آخری قطعہ تاریخی ۱۲۷۰ھ کا ہے۔

اختتام:۔

لکھی ہے میں نے بھی تاریخ اوس مکاں کی فیض
رہے نشاط محل میں مدام عیش مزید

دیوان کے لکھے جانے کے بعد دوبارہ مقابلہ اور صحت کی گئی ہے۔ حاشیہ پر بھی اشعار کا اضافہ ہوا ہے اور ہر ردیف کے بعد سادہ جگہ چھوڑی گئی ہے۔ فیض کا دیوان شایع ہوا تھا۔ مگر اب نایاب ہے۔ فیض سخن کے نام سے ادارۂ ادبیات اردو نے آپ کے کلام کا انتخاب شایع کیا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں دیوان فیض کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۹۶) دیوان رفعت

نمبر دواوین (۶۲ جریدہ) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مرزا قاسم علی رفعت۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

مرزا قاسم علی نام اور رفعت تخلص، لکھنؤ میں سکونت کرتے تھے، عبدالغفور نساخ نے اپنے تذکرہ میں ان کا حال لکھا ہے۔

آغاز

آہ میری ہے مونہ مد بسم اللہ کا
بس ہے اس شیرازہ دیوان کو رشتہ آہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں کوئی اور صنف سخن نہیں ہے۔

اختتام:۔

جور سے اوس کی تمنا ہو۔۔۔ آوارہ ولے
ڈھونڈتا پھرتا ہوں پھر پھر اس جفا جو کا مکاں

(۹۷) دیوان مسیحا

نمبر دواوین (۱۷۹۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۹۱)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مسیحا۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۷۵ھ

مسیحا کے حالات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

اے خدا تو شافی مطلق ہے ہر آزار کا
نام ہے دار الشفا بیشک تیری سرکار کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ فردات، آخر صفحہ پر چند تضمینیں ناسخ کی غزلیات پر لکھی گئی ہیں۔

اختتام:۔

گو مسیحا سے بھی رتبہ ہے سوا ناسخ کو
اب تلک یاد نہ جنت میں کیا ناسخ کو
اپنے مداح کو کیا شاہ زمن بھول گئے

(۹۸) دیوان مقصدی

نمبر دواوین (۱۱۵۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ ۳۳۸
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مقصدی
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

مخطوطات ادارۂ ادبیات اردو کی تیسری جلد میں ایک بیاض کے مندرجہ شعراء کا نام درج ہے جن کے مرثیے اس میں شامل ہیں۔ اس فہرست میں مقصدی بھی شامل ہے (ص ۳۳۶) ڈاکٹر زور صاحب کو بھی

اس شاعر کے حالات ہمدست نہیں ہوئے ہیں۔

آغاز:۔

قائل ہوں اے یارا حد حسنِ رخ براق کا
تاباں ہے جیوں خورشید وہ احمد تیرے آفاق کا
ہیں قدسیان پاک بھی دست دعا دار کے
از بسکہ پہونچا عرش تک غوغا دلِ مشتاق کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں آخر پہ چند رباعیات شریک ہیں۔

اختتام:۔

شرما گئے بہت منہ کو چھپائے بیٹھا
یکبارا دھر دیکھ کہ دیکھوں میں تجھے

اردو دیوان کے بعد چند صفحے فارسی کلام کے شامل ہیں۔

(۹۹) کلیات سطوت

نمبر دوادین (۸۲۰) سائز (۸×۱۲) صفحہ ۳۴۰
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف دارابِ علی
سطوت۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

داراب علی نام، سطوت تخلص، تیموری خاندان سے تعلق تھا۔

صفحۂ اول پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔
کلیات نواب داراب علی خاں صاحب سطوت شہزادہ تیموریہ ہیچمداں فصاحت پسر امانت لکھنوی کہ تعلیم استاد صحیح کردہ شد، اصلاح شدہ استاد فصاحت اصلاح کردہ ہیں۔ یعنی مصنف کا اصل نسخہ ہے۔

اختتام:۔

سطوت دل اپنا پھینکے بھلا نکلے کس طرح
دام اور ہے وہ زلف گرہ گیرا ور ہے

آغاز:۔

سر مو بھی نہ ہرگز حق ادا ہو شکر یزداں کا
اگر ہر رونگٹا مثل زباں ہو جائے انساں کا

اس دیوان میں صرف غزلیات ہیں جو استاد کے

(۱۰۰) قصائد میاں میر

نمبر دوادین (۹۷۹) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۸۹)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف میاں میر
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

میاں میر کو حیدر آباد سے تعلق تھا۔ غالباً ایک صوفی بزرگ تھے۔ تمام قصائد نعتیہ ہیں۔

آغاز:۔

ولا کر حمد بیچوں لامکاں کا
نہیں ثانی کوئی شاہِ جہاں کا

کتاب کا نام "قصائد میاں میر" ہے مگر قصائد کے ساتھ نعتیہ غزلیات بھی ہیں جو ردیف وار ہیں۔ یہ قصائد حمد، نعت، منقبت اور مدح محبوب سبحانی میں ہیں۔

اختتام:۔

دست بستہ ہے میاں میر آپکی در کا غلام
حال پریشاں ہے میرے کشف اللہ جا کے واسطے

(۱۰۱) کلیات مہر

نمبر دوادین (۱۸۵۳) سائز (۶×۱۲) صفحہ ۳۹۸
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف میر جہانگیر علیخاں
مہر۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۵ھ

میر جہانگیر علیخاں نام، مہر تخلص، آصفجاہی خاندان سے تعلق تھا۔ ان کے والد میر ہدایت علیخاں ہدایت تخلص کے ساتھ شاعری کرتے تھے
زمرۂ صاحبزادوں میں ملازمت کرنا معیوب تھا

مہر پہلے صاحبزادہ ہیں جو سرکاری ملازمت میں شامل ہوئے
مہر کو شاعری سے بڑی دلچسپی تھی۔ اس دلچسپی کے باعث ضخیم
کلیات مرتب کیا۔

آغاز:۔

حمد کے لایق وہی خالق ہے مخلوقات کا
دو تو عالم میں ظہورا ہے اوسی کی ذات کا

اس کلیات میں ردیف وار غزلیات اور آخر پر دو
مخمس ہیں۔

اختتام:۔

مصاحبین سے پوچھو تو سب یہ کہتے ہیں
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ ہیں پوچھتے ہو کیا اونکے

(۱۰۲) دیوانِ منوّر

نمبر دواوین (۱۳۳۹) سائز (۱۳×٦) صفحہ (۲۸)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ سید منوّر۔ منوّر
تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ

سید منور کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے
صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ مہدوی مذہب سے تعلق تھا۔
حیدرآباد میں رہا کرتے تھے۔

آغاز

کروں میں حمد کیا پروردگار پاک سبحان کا
کہ لا احصی ثنا ہے قول صاحب جی قرآں کا

اس دیوان میں ردیف "س" تک ردیف وار
غزلیات ہیں۔ حاشیہ پہ بھی غزلیات ہیں جس پر دیوان
اول لکھا گیا ہے مگر اس کے چند غزلیات نامکمل ہیں۔
یعنی اس دیوان کو نامکمل کہنا چاہیے۔

دیوان حاشیہ کا آغاز

مثل غنچہ وا نہ یک عقدہ ہوا تقدیر کا
پشت خنجر بن گیا منہ ناخن تدبیر کا

اختتام:۔

بھیج گئے اوس کے پاس جو مل جائے نامہ بر
نامہ رکھے ہیں ہم جو منور لکھا کے پاس

(۱۰۳) دیوان سرور

نمبر دواوین جدید (۳۔۱۹) سائز (۱۲×۷)
صفحہ (۳٦۴) سطر (۱۹) خط۔ شکستہ
مصنف۔ میر مصطفٰے علی سرور۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

میر مصطفٰے علی نام، سرور تخلص، میر مراد علی خاں بہادر کے
استاد تھے۔ مشہور شعرا میں ان کا شمار نہیں ہے۔

آغاز:۔

کیوں نہ ہر مصرع ہو مرا کہکشاں کی شان کا
بیت زلف مہوشاں مطلع ہے اس دیوان کا

اس دیوان میں غزلیات، واسوخت، مسدس،
مثلث اور مثنوی شامل ہیں۔

اختتام:۔

اے رحمت خدا کبھو بھولے ادیدہر نظر
دے آگ میری گیت کو تا ہووے سبز تر
باشد بہ تخم آہ چو نشو و نما نصیب
شاید بود سرور بدل زیں قضا نصیب

(۱۰۴) دیوان عصر

نمبر دواوین (۲۹۸) سائز (۱۲×۸) صفحہ (٦۹۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف میر احمد علی عصر۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۸۲ھ

میر احمد علی نام اور عصر تخلص، حضرت شمس الدین فیض کے

ارشد تلامذہ میں شامل تھے۔ ۱۲۸۲ھ میں دیوان مرتب کیا۔ عصر کا انتقال ۱۳۲۲ھ میں ہوا عصر نے چار دیوان مرتب کئے۔ عصر شاعر بھی تھے اور عالم بھی، ایک صوفی بھی تھے اور صاحب ارشاد اور ہدایت بھی۔

آغاز:۔

اے عصر سلسلہ ہے یہی مجھ فقیر کا
جاروب کش ہوں روضۂ پیران پیر کا
شام و سحر جو نام لے پیران پیر کا
کیا خوف اس کو پرسشِ منکر نکیر کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات، قطعات، مخمس اور مثلث شامل ہیں۔

اختتام:۔

کوئی کیا اپنا حضوری میں نشاں بتلائے
کچھ نہ کچھ کان میں پھونکا ہے ہوا خواہوں نے
گو آپ ہو فقیروں میں اڑائی جاتی

(۱-۵) دیوان اسیر

نمبر دواوین (۱۱۲۰) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۲۰۲)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ مصنف۔ سید مظفر علی اسیر
تاریخ تصنیف ۱۲۸۲ھ

سید مظفر علی نام، اسیر تخلص، سید امداد علی کے فرزند، ۱۲۹۹ھ میں انتقال ہوا۔ علماء فرنگی محل لکھنؤ سے اکتساب علم کیا تھا۔ اپنے دور کے قابل اشخاص میں شمار کئے جاتے تھے، اولاً شاہان اودھ نصیر الدین حیدر، اور امجد علی شاہ سے متوسل رہے۔ پھر واجد علی شاہ کے مصاحبوں میں منسلک ہوئے، تدبیر الدولہ مدبر الملک کے خطاب سے سربلند کئے گئے۔ لکھنؤ کی تباہی کے بعد رام پور چلے گئے۔ وہاں نواب یوسف علی خاں اور کلب علی خاں نے انکی قدردانی کی

کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کے شاگردوں کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ امیر مینائی سب سے زیادہ مشہور ہوئے

آغاز:۔

بے زباں اور بے دہن ہے نطق کلام اللہ کا
سب کلاموں سے ہے بالاتر کلام اللہ کا
دھیان بندوں کو ہے لازم صبح و شام اللہ کا
دل میں یاد اللہ کی ہو لب پہ نام اللہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ ایک مخمس ہے جو آتش کی غزل پہ لکھا گیا ہے۔ چند تاریخی قطعات بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔ تاریخ قطعہ شفایابی نواب صاحب

ہزار شکر کہ نواب کو ہوئی صحت
ہر ایک دور بلا ہو گئی شفا پائی
کہا یہ میں نے بنذر مصرع تاریخ
دعائے خلق سے دور ہو گئی شفا پائی

۱ ۸ ۱۲ ھ

(۱-۶) واسوخت امیر مینائی

(شکایت رنجش تاریخی نام ہے)

۱۲۸۴ھ

نمبر دواوین (۱۲۰۹) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۱۲۷)
سطر (۱۶) خط نستعلیق۔ مصنف۔ امیر احمد مینائی
امیر۔ تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ

منشی امیر احمد مینائی نام، امیر تخلص۔ لکھنؤ وطن۔ مولوی کرم محمد کے فرزند۔ ۱۲۴۳ھ میں تولد ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ مینائی کے خاندان سے تعلق تھا اس لئے مینائی کے لفظ سے شہرت حاصل کی۔ طریقہ صابریہ کے ایک بزرگ حضرت امیر شاہ کے مرید ہوئے اس لئے امیر تخلص کر لیا۔ اسیر کے

شاگرد تھے۔ لکھنو کی تباہی کے بعد نواب صاحب رام پور کے پاس چلے گئے۔ پھر حیدرآباد آئے۔ لیکن یہاں قیام نصیب نہیں ہوا۔ ۱۳۱۵ھ میں انتقال ہوا۔ درگاہ یوسفین میں دفن کئے گئے۔ حال میں انکی قبر کو سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے اور خوش نما جالی اور نام کا پتھر لگایا گیا ہے۔

آغاز:۔

دھوم ہے خسروِ اقلیم جنوں آتا ہے
فوج غم ساتھ ہے آمادۂ خوں آتا ہے
خلل انداز صفت صبر و سکوں آتا ہے
صاحب لشکر نیرنگ و فسوں آتا ہے

اس مخطوطہ میں کئی واسوخت ہیں جو مختلف عنوان سے لکھے گئے ہیں مثلاً شکایت رنجش، غبار طبع، حد غبار، صغیر آتشبار، بانگ اضطرار وغیرہ

اختتام:۔

پھر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤں گا انھیں
ہوش آئیگا تو افسانہ سناؤں گا انھیں

(۱۰۷) دیوان محمود

دواوین (۱۰۶۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۲۸)
سطر (۱۰) خط نستعلیق۔ مصنف۔ میر محمود۔ محمود
تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ

میر محمود نام محمود تخلص۔ دکن کے شاعر ہیں۔ مگر زیادہ مشہور نہیں ہوئے۔

آغاز

لکھوں گر وصف میں اوس نو کماں ابروئے رخشاں کا
ہلال عید ہو وے مدلسم اللہ دیوان کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ اس کے بعد چند مخمس اور پھر قصائد ہیں۔ چند مثنویاں بھی ہیں۔ ہر ردیف کے بعد سادہ جگہ چھوڑی گئی ہے۔

اختتام

لکھی خوب والا نے تاریخ اسکی
یہ ہیں نیک گلچیں رنگیں سخن کا
۱۲۸۴ھ

(۱۰۸) کلیات شاد لکھنوی

نمبر دواوین (۱۸۴۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۸۳۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ شیخ محمد جان صدیقی شاد۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ

شیخ محمد جان صدیقی نام، شاد تخلص، شیخ داراب علی صدیقی کے فرزند لکھنو میں ۱۲۲۰ھ میں تولد ہوئے۔ میر کلو عرش کے شاگرد تھے۔ ناسخ اور آتش کے معرکے دیکھے تھے (۹۷) سال کی عمر ہوئی ۱۳۱۷ھ میں انتقال ہوا۔ دو دیوان مرتب کئے تھے۔ ایک سخن بے مثال سے موسوم ہے جو شائع ہوگیا ہے۔ خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی ان کے مشہور شاگرد تھے۔

پہلے صفحے پر دیوان کے آغاز میں یہ عبارت درج ہے۔
دیوان اول اردو مسمی سخن بے مثل۔ شیخ محمد جان شہزادہ لکھنوی صدیقی محمدی متخلص بہ شاد معہ قصائد فارسی قطعات و رباعیات معہ قصائد اردو و مخمسات و مسدسات۔ چند مناظرہ شہر آشوب وغیرہ بقلم آغا حسن بااتمام رسید۔

آغاز:۔

کنشت و دیر آئینہ ہے شان کبریائی کا
وہ بت پیدا کئے ہیں جنکو دعویٰ ہے خدائی کا

اس کلیات میں شاد کا حسب ذیل کلام شامل ہے

(۱) دیوان اول موسوم سخن بے مثل
(۲) دیوان دوم موسوم سخن بے مثال

(۳) مثنوی چار باغ۔
(۴) مجموعہ قصائد، مخمسات و مسدسات
(۵) مجموعہ قصائد فارسی۔
(۶) مجموعہ قصائد۔
(۷) دیوان سوم موسومہ سخن لاثانی۔

اختتام:۔

اختر برج دادشاہ اودھ
ہو گئے خلد آشیانی ہائے
شاد نے اس کی یہ کہی تاریخ
گل چراغِ اودھ ہوا ہے وائے

اس کے بعد کچھ فارسی قطعات ہیں۔

ترقیمہ:۔

بتاریخ ۲۴ر اگست ۱۸۹۹ء۔ یوم سہ شنبہ شیخ محمد جان صاحب شاد مصنف دواوین ہذا بعمر تخمیناً (۹۰) سال ازیں جہاں فانی بہ عالم بقا رحلت نمودن انا للہ و درفاطمین کہ قریب درگاہ حضرت عباس واقع است مدفون گشتند۔

(۱۰۹) کلام شاد

نمبر دواوین (۱۰۲۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۴)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ مصنف سید علی محمد شاد عظیم آبادی۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ ہجری
کتابت ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء۔

سید محمد علی شاد عظیم آبادی اردو کے مشہور شاعر ۱۸۴۶ء میں تولد ہوئے اور ۱۹۲۷ء میں انتقال فرمایا۔ سید الفت حسین فریاد سے تلمذ حاصل تھا۔ صوبہ بہار کے ہی نہیں بلکہ دنیائے اردو کے مشہور اور نامور شاعر تھے۔ شاد کے حالات اور کلام شایع ہو گئے ہیں۔

آغاز:۔

کیا مفت کا زاہدوں نے الزام لیا
تسبیح کے دانوں سے عبث کام لیا
یہ نام وہ تھا کہ جس کو بے گنتی لیں
کیا لطف جو گن گن کے تیرا نام لیا

اس مخطوطہ میں شاد کے چند غزلیات شامل ہیں۔

اختتام:۔

ساعی ہیں ہوا بقدر طاقت
آیندہ سخن وروں کی قسمت

ترقیمہ:۔

بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۱۱ء از مسودہ نقل کردہ شد بقلم مصنف در پٹنہ عظیم آباد کتبہ۔ علی محمد شاد

حضرت علی محمد شاد نے اپنا منتخب کلام خود اپنے ہاتھ سے نقل کرکے نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کو روانہ کیا تھا۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ساتھ یہ نسخہ بھی اس کتب خانہ میں داخل ہوا ہے۔ مصنف کا قلمی ہونے سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔

(۱۱۰) دیوان منیر موسومہ باغ منیر

نمبر دواوین (۱۴۳۵) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۹۱)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ منیر الدین منیر
تاریخ تصنیف ۱۳۰۶ھ کتابت ۱۳۱۹ھ

حاشیہ پر بھی کلام کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سید محمد منیر الدین نام منیر تخلص سکندر یار جنگ خطاب حیدرآباد کے جاگیردار تھے۔ سانپ کے عمل سے واقف تھے حضور نظام محبوب علی خاں کو اس عمل کی اجازت دی تھی تاریخ نوائط میں آپ کا حال درج ہے۔

آغاز

کیا لکھے وصف ذات عدیم المثال کا
پہنچے صفات تک نہیں یارا خیال کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ تاریخی قطعات ہیں۔ ان میں حضرت مسکین شاہ، حافظ بدر الدین، خورشید جاہ، اقبال الدولہ وغیرہ کی وفات کے قطعات شامل ہیں

اختتام:۔

وقار الامرا، اقبال الدولہ کے مرنے کا قطعہ

چوں سکندر جنگ فضل الدین حال
ترک کردہ منصب و جاگیر و فوج
اینچنیں سال وصالش گفت دل
خلد شد جاگیراں با عز و اوج
۱۳۱۹ھ

(۱۱۱) مشورت جعفری عرف نوید بہار

نمبر دواوین (۱۷۹۴) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۱۳)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف سید میرن نامی
تاریخ تصنیف ۱۳۰۹ھ

سید میرن نام نامی تخلص۔ تفصیلی حالات نہیں ملے۔

آغاز:۔

آ ادھر اے مطرب رنگیں خیال
دیکھ عطا و کرم ذو الجلال

اس مخطوطہ میں حضرت علی کی مدح میں کہی ہوئی مثنوی ہے۔

اختتام:۔

نذر جو ہے حضرت نواب کی — نام بھی ہے مشورت جعفری
اور ہے معروف نوید بہار — جو پڑھے اسکو ہو ادبی سازوا
۱۳۰۹ھ

ترقیم:۔

نذر حقیر گوشہ گیر گمنامی سید میرن صاحب نامی
گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

(۱۱۲) قصیدہ تہنیت عید الضحیٰ

نمبر دواوین (۱۳۰۴) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۶)
سطر (۱۰) خط نستعلیق مصنف۔ امیر احمد امیر مینائی۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۱۱ھ مطلا جلدول

امیر مینائی کے حالات قبل ازیں تحریر ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

جھلک عید قرباں نے اپنی دکھائی
مبارک سلامت کی آواز آئی

یہ قصیدہ امیر احمد امیر مینائی نے شاہ جہاں بیگم، والیہ ریاست بھوپال کو پیش کیا ہے۔

اختتام:۔

یوں ہی عید ہر روز مجرے کو آئے
کرے پاؤں پڑھ پڑھ کے بخت آزمائی

ترقیم:۔

معروضہ دعا گو فدائی امیر احمد امیر مینائی

(۱۱۳) دیوان بہرام

نمبر دواوین (۳۲۵) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۱۸۲)
سطر (۷) خط نستعلیق مصنف۔ دستور بہرام جی جاماسپ جی۔ تاریخ تصنیف ۱۳۱۳ھ

دستور بہرام جی جاماسپ جی حیدر آباد کے ایک معزز پارسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے اجداد حیدر آباد میں صدیوں سے متوطن ہیں۔ بہرام کی ولادت حیدر آباد میں ہوئی۔ فارسی، اردو کی تعلیم پائی۔ فارسی اور اردو شاعری سے شغف تھا۔ دونوں زبانوں کے

شعر موزوں کرتے تھے۔ دیوان مرتب کیا ہے۔

آغاز:۔

ساتھ وہ گلرو جو کل سیر گلستاں میں نہ تھا
شکل گل کیا چاک تا دامن گریباں میں نہ تھا
زلف کو ظالم سمجھ کر دیجیو جھٹکا ذرا
یعنی آویزاں یہ دل کب زلف پیچاں میں نہ تھا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور کوئی کلام اس میں نہیں ہے۔

اختتام:۔

بہرام اب کسی کی نہیں مجھ کو آرزو
ورد زباں مگر میری نام خدا رہے

ترقیمہ:۔

سرخی سے حسب ذیل نوٹ درج ہے۔

دستور بہرام جی صاحب جاماسپ جی متوفی سنہ
روز چہارم شہر یور ماہ ہفتم مہر ۱۲۶۲ یزدگردی

(۱۱۴) دیوان نظم طبا طبائی

نمبر دواوین (۱۴۲۴) سائز (۸×۱۵) صفحہ (۳۱۱)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ سید علی حیدر نظم
تاریخ تصنیف ۱۳۱۵ھ

سید علی حیدر نام، نظم تخلص، طبا طبائی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا خاندان ایران سے آکر ہندوستان میں مقیم ہوا۔ آپ کے والد سید مصطفےٰ حسین ایک سپاہی منش شخص تھے۔ علم و فن سے دلچسپی نہیں تھی۔ نظم کے دادا سید مہدی طباطبائی فوجدار جلال آباد (یوپی) تھے اور دادی مختار الدولہ کی پوتی تھی۔ مختار الدولہ نواب آصف الدولہ شاہ اودھ کے نائب السلطنت تھے۔ نظم کی پیدائش لکھنؤ میں ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے ننیہال شان امارت اور علم و فضل میں سربلند رہا۔ نظم کی پرورش ننیہال میں ہوئی۔ تعلیم کی تکمیل مولانا محمد علی جو قائمۃ الدین سے مشہور تھے سے ہوئی۔ علامہ نظم اولاً کلکتہ میں مٹیا برج کے مدرسہ میں جو اودھ کے شاہی خاندان کے لئے قائم کیا گیا تھا ملازم ہوئے ۱۳۰۵ھ تک یہاں رہے۔ جب واجد علی شاہ کا انتقال ہوا تو حیدرآباد آئے۔ اولاً کتب خانہ آصفیہ کے مہتمم بنے پھر نظام کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔ وظیفہ کے بعد جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ سے آپ کا تعلق رہا۔ نظم کو بچپن سے شاعری کا ذوق تھا ۱۹۲۷ء میں حضور نظام آصف جاہ سابع نے حیدریار جنگ کے خطاب سے سربلند کیا۔ ۱۳۵۲ھ (۱۹۳۳ء) میں حیدرآباد میں انتقال ہوا۔

قصائد اور غزلیات اور انگریزی نظموں کے ترجمے آپکی یادگار ہیں۔

آغاز:۔

نظر آتا ہے ابر آسا گزرنا کو ہساروں کا
کہ عالم عالم اجسام میں ہے بے قراروں کا
کیا ہے دستگیری کا جو وعدہ اسکی رحمت نے
کلیجا ہاتھ بھر کا ہو گیا امیدواروں کا

یہ مخطوطہ نظم کا اصلی مسودہ ہے۔ اس میں قصائد ہیں

اختتام:۔

کوئی حرف تمنا ضبط کرتا ہوں جو اے حیدر
تو آنکھوں سے ٹپک پڑتا ہے بنکر اشک خوں وہ بھی

نظم کے کلام کے دو حصے شایع ہوئے ہیں۔ ایک قصائد کا مجموعہ ہے اور دوسرا غزلیات کا۔ چونکہ یہ اصلی مسودہ ہے اس لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔

---

(۱۱۵) دیوان نظم دوم

نمبر دواوین (۱۴۲۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۰۶).

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

تیرے جلوہ کے آگے اپنی ہستی کو فنا پایا

یہ پیغام اجل ہم نے دم قالو بلے پایا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

نظم میں نے طبع کے گن کے سنین

کہہ دیا تیرہ سو اٹھارہ ہوئے

۱۳ ۱۸ ھ

(۱۱۶) دیوان نظم

نمبر دواوین (۱۴۶۱) سائز (۸×۱۵) صفحہ (۲۱۲)

سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کلام حق ہے توریت اب مجھے یہ اعتبار آیا

خبر موسیٰ نے جس کی دی تھی وہ ناقہ سوار آیا

اس مخطوطہ میں قصائد۔ مثنویاں، ساقی نامے وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

قرین مصلحت یہ تھا کہ جاں بخشی کی مولا نے

خطا بھی رحمت للعالمین نے عفو فرمائی

دیوان کے آخر میں یہ عبارت درج ہے

مجھے ہمیشہ سے تاریخ کہنے سے انکار ہے، تاریخ فن شعر میں داخل نہیں ہے، مگر مجبور ہو کر کہہ لیتا ہوں۔ نواب عزیز یار جنگ بہادر، مرزا داغ مرحوم کے ایک خوش فکر شاگرد ہیں۔ میرے پاس آئے اور اپنے دیوان کی تاریخ کہنے کے لئے مجبور کیا، میں نے یہ مصرع کہا۔

داغ کا انداز اس دیوان میں ہے

۳۶ ۱۳ ھ

(۱۱۷) دیوان کمال موسوم مخزن العرفان

نمبر دواوین جدید (۱۶۳۳) سائز (۶×۸½) صفحہ (۴۴۰)

سطر (۱۷) خط نستعلیق مصنف۔ سید شاہ کمال الدین کمال۔ تاریخ تصنیف ۱۳۰۱ھ

کرنول کے صوفی بزرگوں میں شاہ کمال الدین کمال تخلص کے ایک مشہور صوفی گزرے ہیں۔ آپ کے خاندان میں سلوک اور باطن کے ساتھ علم و فضل بھی بزرگوں کی میراث رہی ہے۔ آپ کے تفصیلی حالات سخاوت مرزا صاحب نے رسالہ اردو ۱۹۳۹ء میں شایع کئے ہیں۔

آغاز:۔

ہر ذرہ رونما ہے تیرے آفتاب کا

آئینہ طشت آب ہے جوں ماہتاب کا

یہ نعتیہ دیوان ہے۔ ردیف وار مرتب ہے۔ ختم غزلیات کے بعد طویل مخمسات، اور قصائد ہیں۔ بعد ازاں گیارہ ورق پر رباعیات ہیں۔ آخر میں ایک قصیدہ حضرت شہمیرؒ کی مدح میں ہے۔ اور ایک نظم (الف تا ی) تحریر ہے۔

اختتام:۔

شکر خدا کا کمال الدین تو پایا کامل پیر

دین و دنیا والی حضرت سید محمد شاہ میر

تمت بالخیر

(۱۱۸) قصائد کمال (بیاض)

نمبر جدید (۱۲۰۶) سائز (۸¼×۳¾ انچ)

صفحہ (۱۸۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مصنف متخلص کمال

آغاز

ہے تجھ پہ سدا یا حبیب خدا   میرا جاں فدا یا حبیب خدا

اس میں نعتیہ قصائد، آنحضرت صلعم و صحابہ کرام و بزرگان دین کے شامل ہیں۔

اختتام:۔

تیرا مدح و ثنا و نعت و وصف و منقبت نغمہ
میرا ہی جسم نی ہو اروح نائی یا رسول اللہ
...... عاصی نہیں دنیا میں کوئی لیکن
.... کار جائی یا رسول اللہ

آخر پر پانچ چھ اوراق کا کچھ حصہ دیمک خوردہ ہے جسکی وجہ سے بعض الفاظ ضایع ہوگئے ہیں۔

(۱۱۹) دیوان کمال (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۲۷۹) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۲۶۸)
سطر (۲۱) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۱۸ھ

آغاز:۔

ہر ذرہ رونما ہے تیرے آفتاب کا
آئینہ طشت آب ہے جیوں ماہتاب کا

اس مخطوطہ میں غزلیات، مخمس، رباعیات، مثنویاں اور قصائد شامل ہیں۔

اختتام:۔

عاصی کمال الدین اوپر فضل و کرم کی رکھ نظر
عدل و سیاست سے گزر یارب بحق مصطفیٰ

ترقیمہ:۔

بفضلہ التعالیٰ تمام شد کاتب الحروف فقیر سید منصف علی بلند شہری عفی اللہ عنہ۔
واقعہ ۱۲ امرخورداد ۱۳۱۰ف

ہر صنف سخن کے بعد کئی صفحے خالی چھوڑے گئے ہیں۔

(۱۲۰) دیوان مہر

نمبر دواوین (۱۴۳۰) سائز (۱۴×۶) صفحہ (۲۰۷)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف میر آفتاب علیخاں مہر۔ تاریخ تصنیف ۱۳۱۸ھ کتابت ۱۳۱۸ھ

صاحبزادہ میر آفتاب علی خاں نام اور مہر تخلص۔ خاندان آصفی کے یہ دوسرے مہر تخلص کے شاعر ہیں۔ یہ آصفجاہ اول میر فخر الدین کے فرزند بسالت جنگ کی اولاد میں تھے۔ ۱۳۰۳ھ میں تولد ہوئے۔ اولاً گھر میں تعلیم پائی۔ پھر مدرسہ عالیہ میں شریک ہوئے۔ سید حیدر علی طباطبائی سے تلمذ حاصل کیا۔ ختم تعلیم کے بعد مدرسہ عالیہ میں ملازم ہوئے اور وظیفہ حاصل کیا۔

آغاز:۔

بھروسہ مجھ کو دونوں پہ ہے پھر کیا غم قیامت کا
الٰہی تیری رحمت کا محمد کی شفاعت کا

اس دیوان میں غزلیات ہیں اور تاریخیں ہیں۔ جن میں بعض فارسی ہیں۔

اختتام:۔

بہ قضا جان سپرد قطب الدین
گفتم از آہ دل سنہ رحلت
باغبانِ الست پیدا کرد
گلِ تازہ بہ گلشن جنت
۱۳ ۱۸ ھ

آخری تاریخ ۱۳۱۸ھ کی ہے۔ اسلئے دیوان کی ترتیب ۱۳۱۸ھ قرار دیجا سکتی ہے۔ یہ دیوان مصنف کا اصلی نسخہ ہے۔

(۱۲۱) دیوان مہر (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۴۳۱) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۲۸۰)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۲۷ھ

آغاز:-

بھروسہ مجھکو دونوں پر ہے پھر کیا غم قیامت کا
الٰہی تیری رحمت کا محمد کی شفاعت کا

پہلے نسخہ سے اس میں زیادہ کلام ہے۔ اس میں غزلیات ہیں اور چند تاریخیں۔

اختتام:-

مہر سالش بدعا عرض نمودہ زادب
لطف فرما صدو سی سال شود سالگرہ
۲۷ ۱۳ ھ

(۱۲۲) دیوان مہر دوم

نمبر دواوین (۱۴۳۲) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۱۲۴)
سطر (۱۵) کتابت ۱۳۲۲ھ

آغاز:-

ہر برگ سے آشکار صنعت تیری
ہر بار کو دی ہوئی ہے لذت تیری

اس دیوان میں غزلیات، مسدس، رباعیات قطعات شامل ہیں۔ چند فارسی قطعات بھی ہیں۔

اختتام

نامم میان شود چو حروفش گرفتہ
فرق مہ منیر دل مہر پائے بدر

(۱۲۳) دیوان مہر سوم

نمبر دواوین (۱۴۳۳) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۳۵۳)
سطر (۱۵) کتابت ۱۳۲۶ھ

آغاز:-

خلد ایک بوٹا ہے تیرے فرش پا انداز کا
ہے جہنم ایک کرشمہ شعلۂ انداز کا

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات وغیرہ شامل ہیں

اس دیوان کی نظر ثانی بھی کی گئی ہے۔

اختتام:-

دل کہتا ہے اشک آنکھ میں کیونکر آئیں
پانی تو بھرا ہوا ہے یہاں چھالوں میں

ترقیمہ:-

بتاریخ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۲۷ھ روز سہ شنبہ بوقت یازدہ ساعت۔ دیوان ختم ہوا۔

(۱۲۴) مجموعہ تواریخ مہر

نمبر دواوین (۱۴۳۴) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۶۴)
سطر (۱۵) تاریخ تصنیف ۱۳۲۶ھ کتابت ۱۳۲۶ھ

آغاز:-

تاریخ شادی نواب شمس الامراء امیر کبیر خورشید جاہ بہادر
عقد خورشید گشت از شہزادی
گردیدہ ہر قطب مسرت حاصل
تاریخ گذارش نمودم اے مہر
نوشاہ منیر عروس بدر کامل
۵۵ ۱۲ ھ

اس مخطوطہ میں اردو اور فارسی تاریخی قطعات شامل ہیں۔

اختتام:-

تاریخ انتقال حضرت بخاری شاہ قبلہ درگاہ حضرت اوجالے شاہ۔
از قطع سر اجل شدہ سال
شد زہے خلد نیک انجام
۲۸ ۱۳ ھ

مہر کی پیدائش ۱۳۰۳ھ میں ہوئی۔ مگر انہوں نے اپنی پیدائش کے پہلے کے واقعات کی تاریخیں بھی لکھی ہیں جو اس مخطوطہ میں شامل ہیں۔

(۱۲۵) دیوان مہر

نمبر دواوین (۱۸۴۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۷۴)

سطر (۸) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

قمری ہو لے سرو باغ رسالت پناہ کا

دم کیوں بھروں نہ الفت شیر الٰہ کا

اس دیوان میں غزلیات شامل ہیں۔

اختتام:۔

لحد تک مہر مجھکو اُس نے پہونچایا تو کیا حاصل

پھر آئے آشنا راہِ عدم کی پہلی منزل سے

(۱۲۶) دیوانِ عشق موسومہ تفسیر حسن و عشق

نمبر دواوین (۱۸۲۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۵۰۶)

سطر (۲۱) خط نستعلیق۔ خوش خط۔

مصنف۔ شاہ حبیب اللہ بیابانی۔ عشق

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۲۴ھ

حبیب اللہ نام، عشق تخلص، شاہ حبیب اللہ کے اجداد کا وطن نیلور علاقہ آندھرا تھا۔ اس کے بعد حیدرآباد آکر مقیم ہو گئے۔ عشق کو شاعری سے بڑی دلچسپی تھی۔ پرگو شاعر تھے ان کے دیوان کے دس نسخے اس کتب خانے میں موجود ہیں۔ پہلے داغ کے شاگرد تھے۔ اس کے بعد ضیاء لکھنوی کے شاگرد بنے۔

آغاز:۔

سر دیواں رقم کیوں کر نہ ہو مضمون وحدت کا

کہ ہاتھ آیا ہے خامہ مجھکو انگشت شہادت کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پر چند رباعیات ہیں۔

اختتام:۔

ہوتی ہے حرام تین دن میں تو حلال

یہ ہے تیس ۳۰ دن کا پیا ساساقی

(۱۲۷) دیوانِ عشق موسومہ خنجر عشق

نمبر دواوین (۱۸۲۱) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۳۲۸)

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۲۳ھ

آغاز:۔

وردِ زباں وظیفہ ہے صبح و شام تیرا

جیتا ہوں یا الٰہی لے لے کے نام تیرا

اس مخطوطہ میں صرف غزلیات ہیں جو ردیف وار ہیں

اختتام:۔

امید کس کو ہے اس بت کے عشق میں اے عشق

سلامت اپنا ہم ایمان لے کے جائیں گے۔

(۱۲۸) دیوانِ عشق موسومہ پری خانہ عشق

نمبر دواوین (۱۸۲۲) سائز (۱۰×۸) صفحہ (۱۳۱۳)

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۲۵ھ

آغاز:۔

ادب آموز ہستی ہے بہ انداز رقم میرا

لکھے حمد خدا تو سر بسجدہ ہے قلم میرا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات کے علاوہ قصائد شامل ہیں۔

اختتام:۔

چاہئے اس کا تفضل کیا غم ہے

ایسے دشمن ہوں گر پچاس ہزار

(۱۲۹) دیوانِ عشق (پری خانہ عشق)

۱۳ ۳۸ ھ

(دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۸۲۳) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۹۸۸)

سطر (۱۹) خط نستعلیق - تاریخ تصنیف ۱۳۳۸ھ

آغاز:-

درد زباں وظیفہ ہے صبح و شام تیرا
جیتا ہوں یا الٰہی لے لے کے نام تیرا

اختتام:-

دل وہ کس کام کا ہے کینہ سے اگر پاک نہیں
آئینہ ہیچ ہے اے عشق جلا سے پہلے

(۱۳۰) دیوانِ عشق

نمبر دواوین (۱۸۲۴) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۴۴۷)

سطر (۱۹) خط نستعلیق - تاریخ تصنیف ۱۳۴۲ھ

آغاز:-

کوئی شکر خدا ہیں دیکھئے انداز رقم میرا
جھکا ہے صفحہ کاغذ پر سجدہ کو قلم میرا

اختتام:-

دل وہ کس کام کا ہے کینہ سے اگر پاک نہیں
آئینہ ہیچ ہے اے عشق جلا سے پہلے

اس دیوان میں عشق کے استاد ضیاء نے جو صراحت کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

برسوں کی اصلاح کے بعد آپکی طبیعت کا یہ رنگ ہے تو جو کچھ بتایا گیا ہے اوس کا نتیجہ کچھ نہیں۔ جن باتوں کو رد کیا وہ موجود ہیں۔ طبیعت بڑھنے کے بدلے پست ہو رہی ہے ایسے ایسے الجھاوے ہیں کہ سلجھانا مشکل ہوتا ہے۔ دل اوچٹ جاتا ہے۔ اُٹھا کر جزو کو رکھ دیتا ہوں۔ اسی وجہ سے اصلاح میں دیر ہوئی ہے۔

ضیاء
۱۱ر اگست ۱۹۲۲ء

---

(۱۳۱) دیوان عشق

نمبر دواوین (۱۸۲۵) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۲۰۸)

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔

آغاز:-

لذت وہ ہر کام و زباں ہیں تیرے بوسے
یہ مائدہ حسن کے گویا ہیں سنبوسے

غزلیات کا مجموعہ ہے جو استاد کے اصلاح شدہ ہیں

اختتام:-

حق میں بیمار ناتواں کے عشق
ہر گھڑی وقت واپسی نکلی

(۱۳۲) دیوان عشق (جلد ہفتم جواہر خانہ عشق)

نمبر دواوین (۱۸۲۶) سائز (۷×۹) صفحہ (۸۰۴)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

غیر سے مول لوں برابر کیوں   اس سے ہوگا نہ کچھ بھلا میرا

یہ بھی اصلاح شدہ غزلیات کا مجموعہ ہے۔

اختتام:-

قائم رہے انجمن کی بنیاد جب تک چلے کاروبار دنیا
ہر سبز یہ نخل انجم ہو بر لاتے مراد کا . . . .

(۱۳۳) دیوان عشق (جلد ہشتم)

نمبر دواوین (۱۸۲۷) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۳۲۱)

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔

آغاز:-

کیوں کر پڑھوں نہ کلمہ خدا و رسول کا
ہے یہ اصول دولت دیں کے حصول کا

اس دیوان میں غزلیات کے علاوہ قصائد بھی ہیں کچھ فارسی کلام بھی ہے۔

اختتام:۔
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

(۱۳۴) دیوان عشق (نہم)

نمبر دواوین (۱۸۲۸) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۷۵)۔
سطر (۱۹)

آغاز:۔
وردِ زباں وظیفہ ہے صبح و شام تیرا
جیتا ہوں یا الٰہی لے لے کے نام تیرا

اختتام:۔
انہیں کے واسطے ہے لطف سیر خلد اے عشق
جو ساتھ یار کے ارماں لے کے جائیں گے

(۱۳۵) دیوان عشق

نمبر دواوین (۱۸۲۹) سائز (۱۰×۸) صفحہ (۱۳۴)
سطر (۱۹) خط نستعلیق

آغاز:۔
دشمن اہل کمال کا ہے فلک کیوں جہاں میں ہنر ہوا پیدا
اس میں غزلیات کے علاوہ مرثیے بھی ہیں۔

اختتام:۔
اک عمر سے پابند تفکر ہے خدارا
اے عقدہ کشا عشق کی ہو عقدہ کشائی

(۱۳۶) فہرست مطلع ہائے ہر سہ دیوان

نمبر دواوین (۱۸۳۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۷۸)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔

آغاز:۔
ادب آموز ہستی ہے بہ انداز رقم میرا
لکھے حمد خدا تو سر بسجدہ ہو قلم میرا

اختتام:۔
جشن دربار فتح برٹش ہے
. . . .

(۱۳۷) فہرست غزلیات ہر سہ دیوان

نمبر دواوین (۱۸۳۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۳۴)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

آغاز:۔
ادب آموز ہستی ہے بہ انداز رقم میرا
الخ
. . . .

اختتام:۔
یا حضرت قادر ولی گنج سوائے
ہر عقد دشوار میرا سہل کشاں

(۱۳۸) قصائد بقاء

نمبر قصائد (۲۴۳) سائز (۱۴×۹) صفحہ (۱۰۶)
سطر (۹) خط نستعلیق مصنف شاہ جلیل الحق بقاؔ۔ تاریخ تصنیف ۱۳۴۲ھ
شاہ جلیل الحق نام، بقا تخلص۔ ایک صوفی بزرگ تھے شاعری کا ذوق تھا۔

آغاز:۔
بھا گیا دل کو میرے چہرہ رسول اللہ کا
روبرو آئینہ ہے وہ صاحب وجہ اللہ کا
دو جہاں روشن ہیں جس سے ہے وہ ایک قمر بسیط
ہر مکاں میں جس طرح جلوہ ہے مہر و ماہ کا
اگرچہ کتاب کا نام قصائد بقا ہے، مگر در اصل اس میں نعتیہ غزلیات اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں غزلیات کہی گئی ہیں۔

اختتام:۔
بقا سکھلاتے ہیں مجھ کو ادب یہ فکر انکار ہر بار توبہ

(۱۳۹) دیوان فدائیؔ

نمبر جدید (۲۸۴۹۳) سائز (۹ × ۸) صفحہ (۲۴)

سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ ہدایت محی الدین

فدائی۔ تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ

سید ہدایت محی الدین نام، فدائیؔ تخلص، صاحب جاگیر و منصب تھے۔ اولاً وکالت کی اور پھر سررشتۂ عدالت میں مامور کئے گئے، فدائی کے خاندان میں سلوک اور باطن سے بھی دلچسپی رہی آپ کے خاندان کے ایک بزرگ معروف علی شاہؒ حیدرآباد کے ایک مشہور صوفی تھے۔ فدائیؔ کا انتقال حیدرآباد میں ۱۳۶۲ھ میں ہوا۔

اس دیوان میں اولاً (۳۴) فارسی غزلیات ہیں اس کے بعد اردو کلام ہے۔

آغاز دیوان فارسی

. . . .

. . . .

آغاز دیوان اردو

مصطفےٰ کیا ہیں ذرا دیکھئے رتبہ ان کا

جن کا محبوب ہے ہر چاہنے والا ان کا

اس دیوان میں فارسی اور اردو غزلیات ہیں۔

اختتام

فدائی حسینوں کا جمگھٹ ہے لیکن

جوانی کا تیرا زمانہ نہیں ہے

ترقیمہ

غزلیات مولانا ہدایت محی الدین تخلص فدائی

ناظم دار القضا حیدرآباد۔ المرقوم ۱۴ر محرم ۱۳۶۱ھ

تاریخ انتقال مولانا شاہ ہدایت محی الدین سابق ناظم

۲ر ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

(۱۴۰) دیوان رعد

نمبر جدید (۳۱۰) سائز (۱۵½×۶½ انچ)

صفحہ (۱۲۶) سطر (۲۶ - ۲۴ - ۲۳) خط طبعی

مصنف۔ حکیم میرزا نادر علی رعدؔ۔ تاریخ تصنیف ۱۳۵۸ھ

حکیم نادر علی نام، رعدؔ تخلص، آپ کے دادا امیر الشعراءُ میر احمد علی شہید کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ رعد ۱۲۹۱ھ میں تولد ہوئے اور ۱۳۶۳ھ میں انتقال ہوا۔ باپ، دادا بھائی سب شاعر تھے۔ آپ موسوی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ رعد کا پیشہ حکمت تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ پُرگو شاعر تھے۔

آغاز :-

مہر عالم تاب سے ہے ماہ کو حاصل ضیاء

اُس کو ناممکن مگر ہے اس کو ممکن دیکھنا

دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ آخر میں مخمس و مرثیہ و قصائد مدحیہ نواب میر عثمان علیخاں بہادر تاجدار دکن۔ اور کچھ غزلیات اضافہ کئے گئے ہیں۔ اور تواریخ سالگرہ اعلحضرت تاجدار دکن ہیں۔ بظاہر صاحب دیوان کا قلمی نسخہ معلوم ہوتا ہے

اختتام :-

ہشت ز فصلی ہزار و با سہ صد

ہزار و سہ صد و پنجاہ ہشتمی موسوم

۵۸ ۱۳ ھ

ایک مصرع میں ہجری و فصلی دونوں سال

ہزار و سہ صد و پنجاہ و ہشت نامی سال

۱۳۴۸ ف ۱۳۵۸ ھ

روانہ تو ہوا ہوں مگر رعدؔ ہے دُعا

خاکِ محمدؐ ہو خاکِ بیاباں کے بعد

---

(۱۴۱) کلام معصوم

نمبر دواوین (۵۰۴) سائز (۹×۶) صفحہ ( )
سطر ( ) خط شکستہ۔ مصنف۔ معصوم۔
معصوم تخلص کے کئی شاعر گزرے ہیں۔ کسی خاص شاعر سے منسوب کرنا دشوار ہے۔

آغاز:۔

پرورش یافتہ دل تھا میرا غم خواری سے
خوف دلداری سے دشوار خبرداری سے
میں نے پالا تھا اسے اپنا یگانہ ہے سمجھ
تھا فراموش کیا اوس کے جفاکاری سے

مصنف کا اصلی مسودہ ہے۔ مختلف صنف کا کلام شامل ہے۔

اختتام:۔

اے شہد معصوم کے دل کی یہی ہے آرزو
خاتمہ ہو خیر پر رنجیدہ ناہوں میں کبھو
خاتمہ ہو خیر پر رنجیدہ ناہوں میں کبھو
عشق میں جل وعلا کے ہو رہوں دائم محو

نوٹ

بارثانی کی تلاش میں جو کتابیں اس عنوان کی ہمدست ہوئیں ان کو اب درج کیا جاتا ہے۔

(۱۴۲) دیوانِ ہاشمی

نمبر جدید (۱۹۹۹) سائز (۹×۶)
صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف سید میراں ہاشمی۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ
سید میراں نام، ہاشمی تخلص، بیجاپور کا مشہور شاعر، علی عادل شاہ کے عہد میں موجود تھا۔ بیجاپور کی تباہی کے بعد ارکاٹ چلا گیا اور عالمگیر کے صوبہ دار ذوالفقار خاں کے دربار سے متوسل ہوا اور ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا (جو سالار جنگ کے کتب خانے کے دیوان میں موجود ہے) ۱۱۰۹ھ میں اس کا انتقال سمجھا جاتا ہے۔

آغاز:۔

دیوان ہاشمی نور اللہ مرقدہٗ
اے مدمتی بھاتا تیرا کیفی ہو دل دل بولنا
تجھ لیکے می کا جام ہور شیشے کا قلقل بولنا
ہلنا تیری نت کا مجھے لگتا ہے جھمکے کا چھپک
جھنکا بیچن کا تیرے گھنگروں کا کھل کھل بولنا

ہاشمی کے اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:۔

جاتے ہیں باغ میں تب کئی ہریلگی تمنا
تو ہیں خبر کرونگی ویلے تو جب دیکھے
اوہاشمی ملے گئے آپن آپن ہے کتنے
اس شوخری کون حاجت کتنی کے ناپڑے گی

دیوان پر اعتبار جنگ کے دو مہر ثبت ہیں۔
۱۲۴۵ھ

(۱۴۳) کلیاتِ ولی دکھنی

نمبر کتاب جدید (۳۱۴۶) سائز (۹×۴½) صفحہ (۲۰۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق معمولی۔

آغاز:۔

کنتا ہوں تیرے ناتو کون میں ورد زباں کا
ہردم میں دھن ہوں ......

ردیف وار مرتب ہے لیکن آخر سے کچھ حصہ ناقص ہے
نسخہ کرم خوردہ اور بعض مقامات پر دیمک خوردہ بھی ہے۔
لیکن نسخہ قدیم ہے۔

اختتام:-

آب سوں دریا کے ہرگز نہیں کام عشاق کا
کہ یہ حیرت سوں ہے سرسبز باغ عاشقی

(۱۴۴) دیوان درد

نمبر کتاب جدید (۳۵۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:

بعد مدت کے در دکل مجھ سے   مل گیا راہ میں وہ غنچہ دہن

دونوں طرف سے ناقص اور ردیف وار مرتب نہیں ہے۔ صرف چند غزلیات ہیں۔

اختتام:-

ہے غم ہی ترا کہ یوں شب و روز
رکھتا ہے ہمارے دل کو معمور

(۱۴۵) دیوان سوز

نمبر کتاب جدید (۲۲۹۸) سائز (۷½ × ۵¼ انچ)
صفحہ (۵۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

آغاز:-

جز شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہاں کا
جاہے جو کہے وصف تو منہ کیا ہے زباں کا

غزلیات ردیف وار ہیں۔ آخر میں صرف چار رباعی اور ایک مستزاد صرف چار شعر میں ہے۔

اختتام:-

یہ چال بری ہے تجھے ہنسنے کی نہیں ۔۔۔ وہ خام خیال
گیا ہنستا ہے تو بہت پشیمان ہوگا ۔۔۔ مت دانت نکال

ترقیمہ

۲۷ شہر ربیع الاول روز سہ شنبہ بوقت عصر اختتام شد
در میلاپور بحسب فرمایش محمد محی الدین حسین خاں صاحب بہادر
بدست سید جہانگیر شاہ باتمام رسید۔

کتاب کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے
میر معین الدین علی تخلص نادر نبیرہ صلابت جنگ مغفور

(۱۴۶) دیوان تمنّا

نمبر جدید (۱۴۴۸) سائز (۹×۶¼)
صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف۔ اسد علیخاں تمنّا۔ تاریخ تصنیف ۱۱۹۲ھ

اسد علیخاں نام، تمنا تخلص۔ پہلے اورنگ آباد میں مقیم تھے۔ پھر حیدرآباد آئے۔ ارسطو جاہ اور آصف جاہ ثانی کی مدح میں قصائد لکھے۔ "گل عجائب" ان کا تذکرہ شعراء شایع ہوگیا ہے۔ تمنا اپنے عہد کا ایک مشہور شاعر تھا اس کے بیسیوں شاگرد تھے۔ اسی کی اہل خانہ لطف النساء امتیاز تھی (جس کا دیوان مخطوطہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں ہے اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ہے) سنہ ۱۲۰۴ھ میں انتقال ہوا۔

آغاز:-

رات دن ورد زباں ہے نام اس اللہ کا
صاف چہرہ جس نے بخشا اسکو مہر و ماہ کا
لے ازل سے تا ابد ہر صبح سے لے تا شام
مصطفےٰ و مرتضےٰ ہے دادرس ہر آہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر کچھ قطعات ہیں۔

اختتام:-

یوں عشق کی راہ تم نے سیکھی کب سے
اور حسن کی چاہ تم نے سیکھی کب سے
دل سرد کب جنانی ہے پیاری دم سرد
یہ ٹھنڈی آہ تم نے سیکھی کب سے

عشق میں تیرے یار بیٹھی ہیں تجھ پہ ہو جانثار بیٹھی ہیں
تمت تمام شد

تمنا کا دیوان شایع نہیں ہوا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں ایک مخطوطہ موجود ہے۔

(۱۴۷) دیوان شاداں

نمبر جدید (۱۵۴۳) سائز (۱۰½ × ۵½ انچ)

صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

کتابت ۱۲۵۳ھ مصنف۔ مہاراجہ چندو لال شاداں۔ تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ

چندو لال نام، مہاراجہ بہادر خطاب اور شاداں تخلص آصف جاہ ثالث کے عہد میں حکومت آصفیہ کے پیشکار تھے مگر دیوانی کی خدمت بھی عرصہ تک انجام دیتے رہے۔ علم دوست صاحب علم اور اصحاب علم اور شعراء کے قدرداں تھے۔ شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ بیسیوں شاعر ان کے دربار سے متوسل رہے۔ ۱۱۸۹ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۶۱ھ میں انتقال ہوا مشتاق دہلوی، حفیظ دہلوی، شاہ نصیر وغیرہ آپ کے دربار کے ممتاز شعراء تھے۔ فارسی اور اردو کے مشاعرے بھی ہوتے تھے۔

آغاز:-

بندہ ہوں دل وجاں سے میں اپنے صنم کا
سایہ ہے میرے سر پہ تو او سکے ہی قدم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور ہر غزل کی بحر ابتدائی غزل پر لکھی گئی ہے۔ آخر میں ایک مخمس اور رباعیات ہیں۔

اختتام:-

کہا میں نے روئی ہدایت سے تب یہ دیوان دفتر ہے توحید کا
۱۲۵۳ھ

ترقیمہ:-

دیوان بمیمنت عنواں وزیر دوراں حاتم زماں راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر المتخلص شاداں دام اقبالہ بتاریخ اول شہر رمضان ۱۲۵۳ ہجری باتمام رسید

کتب خانہ سالار جنگ میں دیوان شاداں کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے

(۱۴۸) دیوان کافی

نمبر جدید (۱۱۵۳) سائز (۷ × ۴½ انچ)

صفحہ (۲۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ میر عباس علی خاں۔ کافی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

میر عباس علی خاں نام، کافی تخلص، بیگن پلی کے جاگیرداروں میں شامل تھے، دربار آصفی سے خانی و بہادری کا خطاب تھا۔ مہاراجہ چندو لال کے مصاحبوں میں شامل تھے عربی و فارسی اور ہندی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔

آغاز:-

کافی بگزیں تو حُبّ اولاد رسول
نور نظر رسول حسنین بتول
نام حضرت پہ لاکھ بار درود
بی عدد اور بے شمار درود

اس میں نعتیہ غزلیات ہیں۔ آخر میں دو خمسہ ہیں دیوان ردیف وار مرتب ہے۔

اختتام:-

پا شکستوں کی طرح بیٹھے کافی تا چند
جامی ارباب وفا جز رہ عشق نروند
سر میاوت کہ ازیں راہ قدم باز کشی

(۱۴۹) دیوان لطف

نمبر جدید (۱۵۱۶) سائز (۱۲½ × ½ ۷ انچ)

صفحہ (۴۳) سطر (۲۵) خط نستعلیق۔ خوش خط

مصنف۔ لطف علیخاں لطف۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

کتابت سنہ ۱۲۸۰ ہجری۔
لطف علی خاں نام، لطف تخلص، بریلی کے متوطن تھے۔

آغاز :-

ازل میں جوش پر آیا جو دریا حق کی رحمت کا
سر احمد پہ رکھا تاج عالم کی شفاعت کا

اس میں نعتیہ غزلیات ردیف وار ہیں۔

اختتام :-

مجھے امید قوی ہے یقیں واثق ہے
عجب نہیں اگر ای لطف بخشدے غفار

ترقیمہ :-

ہزار شکر جناب کبریا کہ دیوان لطف تصنیف مولوی لطف علی خاں ساکن بریلی کہ مشتمل بر نعت جناب رسول مقبول صلعم . . . شانزدہم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۱ھ میں تحریر ہوا . . . . . . مئے عشق محبوب سے مجھے سرشار کر، وتصلی علی محمد و آلہ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین۔

(۱۵۰) مخمس در ہجو امرائے حیدر آباد

نمبر جدید (۱۴۱۵) سائز (۱۰ ½ × ۷ انچ)
صفحہ (۱۶) سطر (۱۰) کتابت ۹ ارمضان سنہ ۱۳۱۹ھ

اگرچہ مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا مگر ممکن ہے ہدایت اسکے مصنف ہوں کیوں کہ آصفی دور میں ہجو گوئی میں انہوں نے امتیاز حاصل کیا تھا۔

آغاز :-

مہر الملک کا مشہور ہوگیا لیت و لعل
کہے ہے آجکی اوسے تو وہ بتاوے کل

اس میں ابتدائی ورق نہیں ہے۔ حیدر آباد کے امرا مثل مہر الملک۔ معین الملک۔ نظام یار جنگ۔ بندہ علیخاں اور فیروز جنگ۔ قطب الملک اور ان امراء کے ذیلی عہدہ داروں وغیرہ کی ہجو میں یہ مخمس کہا گیا ہے۔ اور آخر میں دو ورق مذمت افیون کی مسدس ہے۔

اختتام :-

کہاں تلک میں زمانے کا مبتذال لکھوں
بنا دیں بیتیں اگر چند پوچھ ناموزوں
تو شاعروں کو وہ کرتے ہیں مفت میں بدنام

ترقیمہ :-

المرقوم ۹ ارمضان سنہ ۱۳۱۹ھ روز سہ شنبہ مطابق ۲۸ ربہمن سنہ ۱۳۱۱ف۔ راقم بدست میر رفیع الدین۔

(۱۵۱) دیوان تاب

نمبر جدید (۶۸۸) سائز (۸ ½ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (۳۳۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد علی خاں تاب

محمد علی خاں تاب کا تعلق مدراس سے تھا۔ مگر تذکرہ گلزار اعظم اور صبح وطن میں ان کا ذکر نہیں ہے

آغاز :- دیوان اول

سر دیوان پر میں نے لکھا ہے اسم یزداں کا
نہ کیوں ہو عرش اعلیٰ نام میری تاب دیواں کا
لکھا جب ہم نے وصف اس عارض پر نور جاناں کا
بنا مطلع ہمارا صاف مطلع مہر تاباں کا

اس جلد میں دیوان اول اور دیوان دوم۔ دو دیوان ہیں۔ ہر ایک ردیف وار مرتب ہے۔

پہلے دیوان میں غزلیات کے بعد مخمسات اور مثلثات ہیں اور ۲۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

دوسرے دیوان کے آخر میں غزلیات کے بعد صرف دو مخمس ہیں۔ یہ دیوان ۱۱۵ صفحے پر مشتمل ہے۔

اختتام:-

ہشیار رہو خواب معصیت سے
غفلت میں رہو گے تاب کہتک

آغاز دیوان دوم:-

دیدۂ دل دیکھ کر روشن ہر انساں کا ہوا
مثل شمع طور مطلع میرے دیوان کا

اختتام:-

ہے قبول مجکو بجان و دل کہ پکارے تیرا گدا اگر
نہ غرور تاج شہی بسر نہ سرور نشۂ کر و فر
یہ من افتخار بس اینقدر کہ بخوانده اند غلام غوث

(۱۵۲) دیوان عاشق

نمبر جدید (۲۱۳۴) سائز (۹ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۳۷) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ عظیم الدین خاں عاشق۔ کتابت ۱۲۱۶ھ

آغاز:-

کر سکے وصف اوس خدائے پاک کا
ہے کہاں مقدور مشتِ خاک کا

اس مخطوطہ میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ جنکی تعداد ۳۶۶ ہے۔

اختتام:-

خلق و عالم میں تیرا فیض سخن سے کیا عجب
نام قایم حشر تک خان عظیم الدین ہے

(۱۵۳) دیوان فیض دوسرا نسخہ

نمبر جدید (۲۴۹۱) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۵۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف۔ فیض

آغاز:-

سر دیواں کیا تحریر جدم نام داور کا
صریر کلک نے نعرہ کیا اللہ و اکبر کا

اس دیوان میں صرف غزلیات شامل ہیں۔

اختتام:-

فگار کیوں نہ ہو شمشیر غم سے دل اے فیض
خیال ابروئے خمدار کی یاد رہتی ہے

تمام شد

پہلے صفحے پر کاتب کی صراحت حسب ذیل ہے
از قلم فیض رقم جناب قبلہ و کعبہ مولوی امجد علی صاحب دام ظلہ طلیق اللسان دیوان گلدستۂ سخن۔ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۳ھ

(۱۵۴) دیوان بسمل

نمبر جدید (۲۲۰۴) سائز (۸ × ۶ ½ انچ)
صفحہ ( ) سطور مختلف۔ خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ بسمل۔

بسمل تخلص کے تیس شعرا کا تذکرہ خمخانۂ جاوید میں درج ہے جن میں دہلی، لکھنؤ۔ رام پور کے اور شمالی ہند، بہار اور چند دکن کے شعراء شامل ہیں۔ کسی خاص شاعر یا شخص سے یہ دیوان منسوب کرنا دشوار ہے۔

آغاز

زر رکھتے تھے پر ہو گئے بے زر بسمل
گھر رکھتے تھے پر ہو گئے بے گھر بسمل

غیر مرتب دیوان ہے۔ بعد میں فارسی کلام بھی ہے۔
ناقص الآخر ہے۔

اختتام:-

آپ فرماؤ حضرت یعقوب
اپنا یوسف کسے عزیز نہیں

. . . .

یاالٰہی یہ تیرے بسمل کو
وصل جاناں و وصال دلبر ہو

(۱۵۵) دیوان سلطان

نمبر جدید (۲۵۰۳) سائز (۱۰ × ۶ انچ)

صفحہ (۵۲) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔ مصنف
سلطان ۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ

یہ دیوان قطب شاہی دور کے سلطان تخلص شاعر کا
نہیں ہے بلکہ زمانہ مابعد کے سلطان شاعر کا دیوان ہے
جن کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

کس مونہہ سے شکر کیجئے رب جلیل کا
ہر حال میں کفیل ہے عبد ذلیل کا

یہ دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ لیکن مکمل نہیں ہے
صرف ردیف الراء مہملہ کے ابتدائی تین شعر تک ہے اس کے
بعد ایک ورق میں ردیف لام کے چند غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

سر عشاق ہوں گے آج کل پامال شوخی کے
لگا کرنے سواری اب تو وہ چابک سمندوں پر

آخری دو ورق پر دوسرے قلم سے چند غزلیں درج ہیں

(۱۵۶) کلیات بہرام (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۳۲۳) سائز (۱۲ × ۷ انچ)
صفحہ (۲۲۷) اکثر صفحات معرا ہیں۔ سطر غیر معین
خط نستعلیق۔ (اوائل صدی ۱۳ھ کی کتابت ہے)
مصنف۔ دستور بہرام جی جاماسپ جی تخلص بہرام
ان کے حالات صفحات گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

ساتھ وہ گل رو جو کل سیر گلستاں میں نہ تھا
شکل گل کیا چاک تا دامن گریباں میں نہ تھا

اس دیوان میں صرف غزلیات ردیف وار ہیں

اختتام:۔

نہ تھی ہم کو فرصت مگر خیر بہرام   غزل میں یہی چند اشعار ٹھیرے

اس دیوان میں اول فارسی دیوان ہے اس کے بعد
اردو دیوان ہے۔

(۱۵۷) دیوان کرم

نمبر جدید (۱۳۲۷) سائز (۹½ × ۶¼ انچ)
صفحہ (۷۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ کرم
شیخ غلام ضامن نام، کرم تخلص۔ مومن کے شاگرد تھے
حیدرآباد آکر مقیم ہو گئے تھے۔

آغاز:۔

وحدت میں اوسکے دخل ہے کیا قال و قیل کا
ہوتا ہے زہرہ آب وہاں جبرئیل کا

ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

دل اور اشک سے میں ہوں کیونکر کرم امین
یہ دشمن بغل ہے وہ مار آستیں ہے

(۱۵۸) دیوان آسی

نمبر جدید (۲۴۹۰) سائز (۸½ × ۵)
صفحہ (۳۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ عبدالعلیم آسی۔
عبدالعلیم نام، آسی تخلص۔ خانقاہ رشیدیہ جونپور
کے سجادہ تھے۔

آغاز:۔

یاں دو دن کے ہیں مہمان ستاتے کیوں ہو
آپ روتے ہوئے آئے ہیں رلاتے کیوں ہو

اس میں صرف غزلیات ہیں جو ردیف وار مرتب نہیں ہیں۔

اختتام:۔

بیہوش تجکو اگر تھی گنج مخفی کی تلاش
کیا نہیں تھی قبل اسکے دل کے ویرانے کی خاک

(۱۵۹) دیوانِ واقف

نمبر جدید (۲۵۱۶) سائز (۷ ½ × ۶)
صفحہ (۷۰) سطر (۱۰) خط نستعلیق مصنف
غلام علیم واقف - تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۷۵ھ
غلام علیم نام واقف تخلص، مرزا باقر علی بیگ
سالک سے تلمذ حاصل تھا

آغاز:-

نظر آتا ہے دو دیدوں سے نقشہ ایک صورت کا
کہ نور چشم ترا شاید یکتا ہے وحدت کا

صرف ردیف الف کے غزلیات ہیں - یہ ردیف
بھی ناتمام ہے - کاغذ بوسیدہ ہے -

اختتام:-

غم جدائی نے ہم کو مارا ہوئی ہے اب زندگی دوبارا
نہ تم نے آکر کبھی ہمارا ذرا بھی حال خراب دیکھا

(۱۶۰) کلیاتِ مروّت

نمبر جدید (۲۷۸۶) سائز (۸ ½ × ۵ ½)
صفحہ (۴۴) سطر (۱۱) محرف - خط نستعلیق
مصنف - مروت - تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ
صغیر علی نام، مروت تخلص، سنبل وطن - جرأت
کے شاگرد تھے -

آغاز:-

ز راہِ لطف و کرم اے صبا ذرا گذران
جناب رُوحِ مبارک میں فاتحہ گذران

اس مختصر بیاض میں پہلے صحابہ کرام و حضرت
محبوب سبحانی و آنحضرت صلعم و بزرگان دین مثل
حضرت زندہ زری زر بخش و حضرت بندہ نواز وغیرہ
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مدح میں قصائد و منقبت
اور شہیدان کربلا رض کے شان میں سلام و مراثی
ہیں - ردیف وار ترتیب نہیں ہے - شروع میں اس
بیاض کی ملکیت امۃ السلام بیگم صاحبہ عرف گوری بیگم
تحریر ہے -

اختتام:-

دوستوں کو اپنے تب بلوا کے سیر
خوب دکھلاتے ہیں وہ یادش بخیر

(۱۶۱) غزلیاتِ تشیعہ

نمبر جدید (۲۷۸۴) سائز (۷ ¾ × ۴ ¾)
صفحہ (۱۰) سطر (۱۴) محرف - خط نستعلیق
مصنف - تخلص یہ تشیعہ -

آغاز:-

صبغۃ اللہ وحل احسن اوسی کا رنگ ہے
نور لمعان جبیں پر ماہ کنعاں دنگ ہے

ان اوراق میں ردیف یا کے صرف بیس
غزلیں ہیں (دیوان کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا ہے)

اختتام:-

یہی ہے دولت دنیا تشیعہ
جو نام اپنا یہ مشہور جہاں ہے

(۱۶۲) دیوانِ شکوہ

نمبر جدید (۳۵۹۸) سائز (۶ × ۴ ½ انچ)
صفحہ (۱۶۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق -
مصنف - محمد رضا شکوہ -
محمد رضا نام، شکوہ تخلص - قتیل کے شاگرد تھے -

آغاز:-

ہو کلام اللہ نقشہ بت دلخواہ کا　　ابروئے رخ پہ کا ہیکو ہے الیسم اللہ کا

دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ آخر میں ایک واسوخت شکوہ اور ایک واسوخت دارا۔ اور ایک مخمس شکوہ اور ایک مخمس دارا۔ اور ایک سلام شکوہ۔ اور ایک قلق نامہ ہے اس کے بعد دو ورق پر متفرق ابیات ہیں۔

اختتام :-

مردہ دل زندہ ہوا جان میں بھی جان آئی
نامہ بر لایا جو مژدہ ترے آجانے کا

اس دیوان کے اختتام پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔
تاریخ ختم دیوان از طبع جناب خواجہ محمد مرتضیٰ خاں بہادر مستند المتخلص بہ بقا......

یہ دیوان ہی دیوانوں کا بادشہ — کلام شہ ملک معنا یہ ہے
تردد ہے کیوں سال تاریخ کا — بقا لکھ عجم نظم دارا یہ ہے
۱۳۰۱ھ

نوٹ

یہ تاریخ نظم دارا سے متعلق ہے۔ اس دیوان سے کوئی مناسبت نہیں معلوم ہوتی۔ البتہ یہ پتہ چلتا ہے کہ شکوہ، معاصر دارا تھے۔ کیونکہ اس میں ایک مخمس دارا بھی تحریر ہے۔

(۱۶۳) دیوان نسیم

نمبر جدید (۲۲۸۶) سائز (۸ ۱/۲ × ۶ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۳۲۲) سطر (۱۲ و ۱۳) خط نستعلیق
مصنف۔ اصغر علیخاں نسیم۔ کتابت ۱۳۱۷ھ
اصغر علی خاں نام، نسیم تخلص، مومن کے شاگرد تھے۔

آغاز :-

واہ کیا رتبہ ہے فکر طبع حق آگاہ کا
سایہ ہے بالا سے مطلع جیسے بسم اللہ کا

دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ آخر میں چار صفحوں پر متفرق فردیات ہیں۔ اس کے بعد دو مخمسات ہیں۔

اختتام :-

دیکھ چشم غور سے اے ہمدم روشن ضمیر
حسن ابیات وزیر و ربط مصراع فقیر
کیوں نہ ہو ایسی غزل پڑھنے کے قابل باغ میں

ترقیمہ :-

بقلم جانکی پت پرشاد بتاریخ ۴ ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ نقل کی گئی۔

(۱۶۴) دیوان کامل

نمبر دواوین (۱۸۳۲) سائز (۱۶ × ۹)
صفحہ (۳۷۲) ان میں اکثر صفحات معرا ہیں۔ سطر (۲۲)
خط نستعلیق۔ مصنف۔ حکیم عبدالغفار خاں کامل
تاریخ تصنیف ۱۳۴۱ھ

آغاز :-

یہ گلستاں ہے ثنائے نبی داور کا
ڈر خزاں کا ہے اسے اور نہ خطر صرصر کا

اس دیوان میں پہلے ردیف وار غزلیات ہیں جن میں اکثر نعتیہ ہیں۔ غزلیات کے بعد مخمس و ترجیع بند اور دو منظوم رقعات ہیں۔ اس کے بعد قطعات تواریخ ہیں۔ آخری تاریخی قطعہ ۱۳۳۶ھ کا ہے۔ اس کے بعد چند اسمی تواریخ ہیں جو ۱۳۴۱ھ تک ہیں۔ آخر میں دو ورق انتخاب کلام شعرا کے ہیں جس میں شیفتہ، ذوق، مصحفی، آتش اور غالب کے اشعار ہیں۔

اختتام :-

کامل میں نے ہاتف سے سال رحلت جب پوچھا
صد حیف اجل نے لوٹ لیا نقد حیات آئی یہ صدا
۱۳۳۶ھ

ہوا وسکے گھر میں ہر دم عیش و عشرت — ہوا وسکو رنج و غم جو بد چلن ہے

(٢) مجموعہ کلام ۔ کشکول ۔ بیاضیں

(١٦٥) مجموعۂ نظم

نمبر جدید (٨٠٤) سائز (١٠×٦) صفحہ (٤٦)
سطر (١٢) خط نستعلیق ۔ مصنف ۔ فرید فقر اللہ شاہ برکت ۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ۔

آغاز :-

دیکھی پیا کے کیسے کھیل — سکیوں نے جو باندھے میل
ساتھ جو اپنے لے کر کھیل — جھو لکڑی کے ٹھیلم ٹھیل
ہات میں ہاتا باندھ کے ذیل — اللہ ہو کے کرتے ایل
ذکر سے اپنا دم ہے سکیل — ذات کے اپنے گاڑی فیل
آری سہیلی جھگڑے کھیل — ہو ہو ہو سے دم کو جھیل
پیٹ کو صندل بیٹوں تیل
جسم جسم بڑیو تیرے بیل

اس میں اس قسم کی چھ نظمیں ہیں ۔ بعض اشعار سے فرید تخلص ہونے کا پتہ چلتا ہے ۔ لیکن در اصل فرید تخلص کے متعلق غور طلب ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ فرید کے ہوں یا کسی اور بزرگ کے ۔ مگر ایک نظم کے ذیل کے شعر سے فرید ہی کی تصدیق ہوتی ہے

پیر علا و دین کو پا — فرید بھگڑ کھیل کھلا
حرص ہوا کو دیا جلا — صمٌ بکمٌ سب سے بھلا
دیکھا ہو کے صورت لو
اللہ بندہ ایک ہے سو

اسی طرز کی ایک نظم فقر اللہ شاہ کی اس میں شامل ہے
اس کا آغاز :-

یاد کروں میں اللہ کو — سانچا ساجن ہیگا او
مالک جگت کا سو در سو — من میں گٹ میں منہ یا ہو
یاد رکھو یہ حرفاں دو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ہو

کئی بند ہیں ۔ آخری بند یہ ہے

جگت گرد فقر اللہ شاہ — چیلا ان کا فنا فی اللہ
سمجھ یار ان تم واللہ — پیو آپی چکھے واہ
پانی اپنا کر لو لہو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ہو

یہ ایک نظم "برکت" سے منسوب کی جا سکتی ہے ۔
اس کا آغاز :-

نفس گواہی دے رہا ذات صفات کے ہاتھ
جیسے پاس ہو بول کے پیلے پھولوں ہاتھ

اختتام

... یا دست ایک رکھ درجا سب کچھ بھول
برکت کہے یقین بن بھولا پھرے سمول

خاتمہ دوہرہ تمام شد

(١٦٦) بیاض اشعار

نمبر دوادین (١٣/٤) سائز (٤×٨) صفحہ (٢٥٠)
سطر (٢٣) خط نستعلیق — جامع ؟
تاریخ کتابت ۱۲۲۱ھ

اس بیاض میں مختلف شعراء کا کلام جمع کیا گیا ہے ۔

فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے شعراء ہیں۔ ان میں سے
بعض شعراء یہ ہیں۔ غزلیات کے علاوہ مرثیئے بھی شامل ہیں
شرر۔ سودا۔ عظام۔

آغاز:۔

طاس حمام است ایں دنیائے دوں
ہر زباں در دست تا تا کے دگر
عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن
دل بدست دیگرے دادن و حیراں بودن

اختتام:۔

چنداں کہ بود جود و سخا جیدٗ ازعدوے ہزار لعنت بعمر
پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔
بحکم سید عالی نوشتم بصد شکر خدا تاریخ ہفتم ۱۲۲۱ھ
ایک مہر بندہ رضوی علی ۱۹ ......

(۱۶۷) انتخاب کلام شعرا

نمبر دواوین شاملات (۶۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۹)
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ جامع (؟)
اس مجموعہ میں کئی ایک شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے جو فارسی
اور اردو دونوں ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔
(۱) خسرو (۲) آبرو (۳) مخلص (۴) مضمون۔
(۵) یکرنگ (۶) سودا (۷) کلیم (۸) سجاد (۹) فغاں۔
(۱۰) عزلت (۱۱) سراج (۱۲) داؤد (۱۳) تاباں (۱۴)
شوق (۱۵) دانا (۱۶) حاتم (۱۷) صبا (۱۸) کافر (۱۹)
مہر (۲۰) بسمل (۲۱) نذر۔
بعض کا ایک ایک شعر درج کیا گیا ہے اور بعض کے
غزلیات لکھے گئے ہیں۔

آغاز:۔

زرگر لپسرے چوں ماہ پارا کچھ کھڑا ہے ستوا لے پکارا
نقد دل من

اختتام:۔

سایہ جو اوسے نہ تھا یہ باعث ہیگا
کل حشر کو ہوگا سب سایہ اوس کا

(۱۶۸) مخمسات

نمبر مثنوی شاملات (۱۰۰۵) سائز (۷×۴) صفحہ (۱۹۴)
سطر (۸) خط شکستہ۔ جامع (؟)
اس مجموعے میں کئی شعراء کے مخمس جمع کئے گئے ہیں جن میں
سے بعض شعرا حسب ذیل ہیں۔
سودا، عاجز، اقبال، نیر، تمنا، قاسم،
اصل آغاز سے پہلے کچھ فارسی کلام بھی ہے۔

آغاز:۔

کہا میں آج یہ سودا سے کیوں تو ڈانواں ڈول
پھرے ہے جا کہیں نوکر ہو لیکے گھوڑا مول

اختتام:۔

ہر شبی گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز.... کنم
مخمسات کے بعد نو صفحے فارسی نثر شامل ہے۔

(۱۶۹) بیاض اشعار

نمبر دواوین (۱۳۳۶) سائز (۹×۴) صفحہ (۸۰۸)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ جامع (؟)
تاریخ مابعد ۱۲۵۰ھ
اس مخطوطہ میں کئی ایک شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے ان میں
سے بعض شعرا یہ ہیں۔
شریف۔ حمید۔ مونس۔ معصوم۔ کمتر۔ نظر۔ صادق۔
حسرت۔ عاصی۔ احقر۔
ناقص الاول ہے
آغاز کا ایک صفحہ نہیں ہے۔

آغاز :-

یار جانی تھے نبی کے اور صادق دوستدار

کر دئے حضرت نبی پر جان و دل اپنا نثار

اس بیاض کا آغاز دونوں رخ سے ہوا ہے۔ اس لئے اختتام نہیں لکھا گیا۔ دوسری جانب کا یہ ہے۔

آغاز (۶۰) شعر

کہ یک بار یارو سیوئی خود چھوٹا

تم سمجھو کہ او سپر قیامت بھی ٹوٹا

(۱۷۰) انتخاب کلام

نمبر جدید (۱۵۵۱) سائز (۷×۳) صفحہ (۶۸)

سطر (۸) خط نستعلیق ۔ جامع حبیب اللہ

ذکا ۔ تاریخ مابعد ۱۲۷۵ھ

منشی حبیب اللہ نام، ذکا تخلص، مدراس سے آکر حیدرآباد میں بس گئے۔ نواب مختار الملک کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ غالب سے دوستانہ تعلقات تھے۔ عربی، فارسی اور اردو کی بہت اچھی قابلیت تھی۔ ۱۳۰۹ھ میں حیدرآباد میں انتقال ہوا، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

آغاز :-

دیکھ شاہیں و باز کی صورت یہاں مرکے فاختے اڑ گئے

اس مخطوطہ میں بعض شعرا کا فارسی اور اردو کلام جمع کیا گیا ہے۔ بعض شعرا یہ ہیں۔ ذکا ۔ ناسخ ۔ مضمون ۔

اختتام :-

تر لوو رشک حور یہاں آئینہ بن گیا

کلبہ ہمارا رشک پری خانہ بن گیا

(۱۷۱) فغان دہلی

نمبر قصائد (۱۱۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۱۳)

سطر (۱۷) خط نستعلیق ۔ جامع تفضل حسین خاں

کوکب ۔ تاریخ ۱۲۷۹ھ

اس مخطوطہ میں کئی شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض شعرا یہ ہیں۔

سودا، آزردہ، قاضی فضل حسین صاحب۔ محمد علی آزاد ۔ داغ، مرزا ۔ سالک، سوزاں ۔ ظہیر، عیش، کامل، عارف ۔ محسن ۔ تجمل وغیرہ۔

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس مخطوطہ میں دہلی کی تباہی کی مرثیہ خوانی کی گئی ہے۔ آغاز میں ایک فارسی دیباچہ ہے

آغاز :-

ہلہ ہاں اے دیدۂ دوان ہم نفس سخن سنجان نکتہ رس ہر چند دریں آئین است۔

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جواں ہے

دعویٰ نہ کرے یہ کہ مرے منہ میں زباں ہے

اختتام :-

تاریخ از نتائج افکار حکیم تجمل رسول خاں تجمل۔

کی جمع جبکہ حضرت کوکب نے یہ کتاب

یہاں فکر سال طبع نے دل میں کیا ہجوم

اس میں بیان غم ہے تجمل ہر ایک کا

میں نے بھی سال طبع لکھا منبع الغموم

۱۲ ۷۹ ھ

ترقیمہ :-

بتاریخ چار دھم شوال المکرم روز جمعہ ۱۲۷۵ھ حلیہ اتمام در بر کشید۔

پہلے صفحے پر ایک مہر محمد احسن اللہ خاں حاذق الزماں عمدۃ الحکما معتمد الملک کی ثبت ہے

(۱۷۲) بیاض مجموعۂ اشعار

نمبر دواوین (۱۸۳۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۲)

سطر (۱۶) خط نستعلیق - جامع - قریب سنہ ۱۳۰۰ھ

اس مخطوطہ میں کئی شعراء کا کلام جمع کیا گیا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جلال - امیر - داغ - مجنوں، آبرو - آزردہ - لطافت - رفعت - کامل - ناسخ - سحر - وزیر - ضبط - ضیاء - طالب - بادشاہ - منوہر - سخن - کیف - تیر وغیرہ

آغاز:-

یہ کیوں ہے جان بے چین آج کس پر اپنا جی آیا

پکارا اے بلائے اضطراب دل کہ جی آیا

اختتام:-

وقت بد میں نہ ہوا کوئی میرا آ کے شریک

یار سمجھا تھا میں جس کو وہ میرا یار نہ تھا

(۱۷۳) مجموعہ واسوخت

نمبر نوادر شاملات (۴ ۹ ۴) سائز (۸ × ۶) صفحہ ۱۱۴

سطر (۱۵) خط نستعلیق - جامع کتابت سنہ ۱۲۷۲ھ

اس مجموعہ میں کئی شعراء کے واسوخت جمع کئے گئے ہیں - جن میں بعض یہ ہیں۔

مہدی حسن خاں آباد - جرات - عباس قلی خاں، قیصر، شوق - فراق - جولاں، بحر، رمضان علی شہید قاسم علی رفعت - مجرم - مرزا محمد بلال۔

آغاز

بیشتر حسن سے یوں آپ خبردار نہ تھے

فتنۂ پرداز نہ تھے، یار دل آزار نہ تھے

آشنا ناز و ادا سے کبھی زنہار نہ تھے

اختتام:- ہم ہی صحبت میں رہا کرتے تھے اغیار نہ تھے

عمر بھر تم سے بنا ہیگا میرے یار بلال

مغتنم جانوں کہ ہے یار وفادار بلال

ترقیمہ:-

واسوخت ہائے مجموعہ تمام شد بتاریخ بست و یکم صفر المظفر سنہ ۱۲۷۲ھ

صفحہ (۹۱) پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

واسوخت مہدی حسن خاں صاحب متخلص بہ آباد بہ اہتمام میر حسن رضوی ولد میر حسین عرف میر کامل - مرحوم - در تاریخ سیزدھم محرم سنہ ۱۲۶۵ھ در بیت السلطنت لکھنؤ محلہ محمد نگر حلیہ طبع پوشیدہ بود قلمی گردیدہ بہ ششم صفر سنہ ۱۲۷۲ھ

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس مجموعہ کا ایک حصہ طبع شدہ کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

(۱۷۴) بیاض غزلیات و قصائد و مثنویات و ساقی نامہ وغیرہ

نمبر جدید (۷۳) سائز (۸ ½ × ۴ ¾ انچ)

سطور مختلف - خط نستعلیق - جامع - شیدا۔

آغاز:-

عاشق ہوا وصال بت گلعذار مفت

شیدا بنا فراق سہا انتظار مفت

یہ بیاض ابتدا سے ناقص ہے اس میں شیدا کی غزلیات اردو و فارسی غیر مرتب ہیں - درمیان میں ساقی نامہ کے طور پر ایک مثنوی فارسی ہے جس میں راس گنگا امیٹی کاشی کی تعریف کی گئی ہے - تین بحروں میں تالیف ہے اور اسی کے ساتھ فارسی زبان کی ایک مناجات ہے - اس نظم کا نام تاریخی "خنجر نجات" رکھا ہے - اس کے بعد تاریخ شادی نبیرۂ مہاراجہ صاحب بہادر کاشی گو سوم ادت نرائن سنگھ بہادر لکھی ہے - سنہ ۱۳۰۰ھ نکلتا ہے اور ایک قصیدہ فارسی زبان میں بطرح مہاراجہ کشمیر

درج ہے۔اس کے بعد فارسی اور اردو غزلیات بلاتعین ردیف درج ہیں۔بعض مقامات پر تاریخ فتح روس بر روم و دیگر نسخہ جات طب وغیرہ تحریر ہیں۔یہ شیدا کے کلام کا انتخاب معلوم ہوتا ہے۔

اختتام :۔

نہ منہ سے بولو نہ مسکراؤ لبھانے صورت دکھادو مجکو
یقین جانو کہ میں ازل سے تمہارا شیدا بناہوا ہوں

(۱۷۴) مجموعہ مثنویات وقصائد وغیرہ

نمبر دوادین جدید (۴۴۵) سائز (۶×$\frac{1}{2}$۸ انچ) صفحے (۱۸۸) سطر (۱۱-۱۲-۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔حاتم۔میر۔سودا وغیرہ۔ناقص الآخر

آغاز

بسم اللہ کے پہلے ایک فارسی اور ایک اردو شعر درج ہے
الہی شعلہ زن کر آتش دل تپ دل دی بقدر خواہش دل
تنہا نہ میرے عشق نے پا خار پر کھینچا
منصور سے سردار کا سردار پر کھینچا

اس جلد میں حسب ذیل مثنویات وغیرہ ہیں۔

(۱) مثنوی قایم۔ تاورق ۱۷ الف
(۲) مثنوی میر " ۲۹ الف
(۳) قصیدۂ سودا در منقبت حضرت علیؓ محررہ ۱۲۰۵ھ
(۴) قصیدۂ دیگر از سودا " " تاورق ۳۶ ب
(۵) " " " ۴۰ ب
(۶) ہجویات سودا در شان مولوی ساجد متوطن شاہ آباد۔ تاورق ۵۰ الف
(۷) مخمسات سودا تاورق ۶۸
(۸) متفرق غزلیات ناسخ " ۸۳ ب
(۹) واسوخت جرات تاورق ۹۲ الف تحریر در ۱۲۳۶ھ

اس کے بعد ایک ایک دو دو غزل عزلت اور یقین وسودا و سراج کے تحریر ہیں۔

اختتام :۔

خدا کے واسطے اوس کو نہ ٹوکو
جہاں میں ایک وہ قاتل رہا ہے

(۱۷۵) بیاض انتخاب کلام شعراء اردو قدیم

نمبر دوادین جدید (۴۸۷) سائز (۹×$\frac{1}{2}$۵ انچ) صفحہ (۱۰۴) سطر محرف (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز :۔

مثل آئینہ باصفا ہیں ہم دیکھتے ہی یہ آشنا ہیں ہم

اس بیاض میں شعراء اردو یعنے عاصیا۔مرزا رفیع سودا۔خیر۔امیر۔فدائی۔میر اور فرحت کے کلام کے منتخب غزلیات وغیرہ ہیں۔

اختتام :۔

آزار کے دینے کی قسم کھائی ہے شاید
فرحت جو ہے اب آہ ستاتے نہیں ہم کو

(۱۷۶) قصاید خیر وغیرہ

نمبر دوادین جدید (۴۸۵) سائز (۸×۵ انچ) صفحہ (۱۴۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

آغاز :۔

(ابتداء قصیدہ سید)

دل یہ کہتا ہے کہ ہر بار مدینہ دیکھوں
جلوہ احمد مختار مدینہ دیکھوں

(ابتداء قصیدہ کمال)

صلوات خدا و سلام خدا ہو دوام علیک رسول خدا

(ابتداء قصیدہ سلطانی)

یا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

. . . .

(ابتداء قصاید خیر) آئینہ خیر

بن آپ کی واللہ نہیں کسی کا سہارا

بنگر بسوئے خستہ دل خیر خدا را

یہ ردیف وار قصائد مرتب ہیں۔ البتہ باب الشین سے باب الغین تک اوراق معرا ہیں۔ ہر قصیدہ پر مضمون کے لحاظ سے لفظ آئینہ استعمال کیا گیا ہے۔ مثل آئینہ خیر۔ آئینہ محشر، آئینہ اسلام۔ آئینہ شمشاد وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب ایک مجموعہ قصائد کی شکل میں ہے جس میں تین شعراء کے قصائد ہیں۔ پہلے چار ورق پر قصائد سید ہیں ورق پنجم پر ایک قصیدہ نعتیہ کمال الدین متخلص بہ کمال کا ہے اور ایک کمانی کا اور دو قصیدہ سلطانی کے ہیں۔ اس کے بعد سے خیر کے قصائد شروع ہوتے ہیں جو (   ) صفحات پر مشتمل ہیں۔ آخر میں ۱۶ صفحات پر قصائد کافی ہیں۔

اختتام :۔

(اختتام قصائد خیر)

الٰہی خیر کو فضل و کرم سے   مدینہ کو بخوبی جلد پہونچا

(ابتداء قصائد کافی)

نام حضرت پہ لاکھ بار درود   بے عدد اور بے شمار درود

(اختتام قصائد کافی)

مدح خواں کافی محتاج نجائے محروم

رحمتِ عام یہ دربار ہے سبحان اللہ

تمت تمام شد

(۱۷۷) بیاض انتخاب قصائد و مناقب
از شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۱۳۰۸) سائز (۸ ½ × ۴ ½)

صفحہ (۲۷) سطر (۱۰) محرف ۔ خط ۔ نستعلیق

نام کاتب ۔ پیر محمد ساکن امل گوڑہ

آغاز :۔

ہے درک کہاں میری سخن اور زباں کون

جس کے مرتبہ معلوم ساری سبحان کون

یہ بیاض ابتداء سے ناقص ہے۔ اس میں شعرائے ذیل کے قصائد و منقبت ہیں۔

جعفر۔ کمتر۔ قادر۔ غضنفر۔ ایجاد (فارسی) لایق۔ مسکین۔ ولی۔ نقی۔ ہاشم۔

اختتام :۔

نئی جب آدم نے جو جنت ستی نکلی بہار

ہوگی حیراں ..... تھا ظلمت کا نہار

(۱۷۸) مجموعہ قصائد عربی و اردو

نمبر دواوین جدید (۱۳۰۴) سائز (۸ ¼ × ۶ ½)

صفحہ (۲۰۲) سطر (۸) خط نستعلیق

تاریخ کتابت ۲۳ ماہ صفر ۱۳۳۳ھ کاتب محمد فاروق

آغاز :۔

وصلی اللہ علی خیر البرایا   وسلم کلما ہبت نسیم

ہے اسم اعظم عالی کے ایماں

تم ہو سراپا قدرت یزداں

یہ قصائد عربی و اردو نعتیہ و مراثی و نظم کرامات حضرت غوث اعظم وغیرہ کا ایک مجموعہ ہے۔ کسی مولود خواں کا جمع کیا ہوا مجموعہ ہے جو اکثر چہلم وغیرہ اور درگاہوں پر پڑھا کرتے ہیں۔ مطبوعہ اور قلمی دواوین سے قصائد وغیرہ نقل کرلئے گئے ہیں۔ جن میں اکثر شایق و عاجز مرحوم کے قصائد ہیں۔

اختتام

ہے یہی عاجز کا اتنا مدعا   فیض مرشد کا میرے بار خدا

پہونچا ہے جس دل پہ اے کریم ہو نہ کرد ے زیادہ مستقیم

(۱۷۹) انتخاب کلام شعراء

نمبر دواوین جدید (۱۷۸۲) سائز (۸×۴ ۳/۴ انچ)

صفحہ (۳۰) سطر (۱۰) محرف ۔ خط ۔ شکستہ

مصنف ۔ سید امام الدین علی دہلوی شیرازی متخلص بہ کامل و فضلی وغیرہ۔

آغاز :۔

ہلال ابرو کی شہرت جا بجا ہے

ولیکن ان دنوں میں کم نما ہے

پہلے ایک صفحہ پر مخمس سراج ہے ۔ ورق دوم سے کامل کے غزلیات اور ایک مخمس سیدنا علی رض کی مناقب میں ہے۔ یہ سلسلہ ورق (۸) پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک مثنوی مصنفہ فضلی دکھنی زبان میں دس صفحات پر مشتمل ہے جس کا آغاز یوں ہوتا ہے

ایک قصہ ہے دکھن میں معمور

نیو تا نام ہے اس کا مشہور

ختم مثنوی کے پشت پر شاہ قاسم کا ایک ریختہ ہے جس کے صرف پانچ شعر ہیں ۔ اور ایک غزل میر محمد خلیل قادری نذر باری کی ہے

اختتام :۔

ناطق ادس لیلے نگہ کا جیب سوں ہے صحرا نورد

ایسے اپنے دور میں مجنوں ستیں کوئی کم نہیں

(۱۸۰) بیاض قصائد و منقبت وغیرہ

نمبر دواوین جدید (۱۹۷۲) سائز (۶ ۱/۲ × ۵ انچ)

صفحہ (۲۱۴) سطر (۶) محرف ۔ خط ۔ نستعلیق۔

آغاز :۔

بھولے ہیں راہ شرع نبی ہم تم رہنما ہو ارشاد کیجئے

یہ بیاض کسی مولود خاں کی ہے جس میں قصاید و منقبت وکلام نعتیہ جمع کیا گیا ہے ۔ اس میں مسکین و کمتر و نطق اور غیاد وغیرہ شعراء کے قصائد ہیں ۔ ابتداء سے ناقص ہے۔

اختتام :۔

ہے تصور میں سمجھ بوجھ کہ بندھا ہے سامنا

دید کی افلاک پر وہ نظر آیا آفتاب

ترقیمہ

تمت تمام بقلم غلام شد ۔ سید سلیمان کمینہ

(۱۸۱) مثنوی (مجہول الاسم)

نمبر دواوین (۲۱۴۵) سائز (۷ ۱/۲ × ۶ انچ)

صفحہ (۱۵) سطر (۱۳) خط ۔ نستعلیق۔

آغاز :۔

الٰہی ترا حمد مقدور نیں اگرچہ سخن کا یہ دستور نیں

مختصر مثنوی مثل ساقی نامہ کے ہے ۔ شاعر کا نام و تخلص اس میں نہیں ہے ۔ حمد کے بعد محمد علیخاں کی تعریف کی گئی ہے

محمد علیخاں سعادت کی جاں

کہ کرتے ہیں فخر اس سے دو نو جہاں

اختتام :۔

نبی کی ہوئی تسکہ حرمت ضرور

اس اُمت یہ آیا ہے طوفان نور

(۱۸۲) انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۳-۲۲) سائز (۸×۵ ۱/۲ انچ)

صفحہ (   ) سطر (۱۳) خط ۔ شکستہ۔

مصنف ۔ مرزا قتیل ۔ انشاء ۔ جرات ۔ ناسخ وغیرہ

آغاز فارسی (قتیل)

بود برق و کرد رحلوہ ہا جانانہ مارا

نہ ہر شمعی بجاں آتش زند پروانہ مارا

آغاز ۔ اردو (از انشاء)

جب سے سامنا ہی آنچا کی گلی کا ہے درد مجھ کو حضرت مشکل کشا علی کا

یہ شعرائے فارسی و اردو کے کلام کا انتخاب ہے۔ اس میں مرزا قتیل وغیرہ کا فارسی کلام، اور انشاء اللہ خاں انشاء کے دیوان ریختی کا انتخاب اور جرأت، ناسخ، واقف، درد، جرأت کے کلام کا انتخاب ہے۔ کاغذ بوسیدہ ہوگیا ہے سرورق پر ایک مہر "سید محمد علی خاں کرد" کی ثبت ہے۔

اختتام:۔

اوس الٹے بخت کے شہر میں کیا کہوں شامت

وہ دل تو تھا ہی پہ یہ طفل اشک بھی جراوت

نہیں ہے کہنے میں ٹپکے پڑے زمانے کو

(۱۸۳) انتخاب کلام بندہ

نمبر دواوین (۲۲۹۷) سائز (۷½×۵½ انچ)

صفحہ (۵۰) سطر (۷) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

ہائے ہم خواب میں جب آپ سے دوچار ہوئے

آنکھ ہی کھل گئی اپنی میں گرفتار ہوئے

پہلے ایک صفحہ پر فارسی غزل ہے۔ اس کے بعد اردو کلام ہے۔

اختتام

جاری جاری گرجی ہتیم۔ لو توری ری کاہی کی بات چیت

من مانی کی بیت کی ریت

تال ٹھمری راگ

(۱۸۴) انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۲۴۸۷) سائز (۸¾×۵¾ انچ)

صفحہ (۵۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

عبث دل بیکسی اپنے پہ تو ہر وقت روتا ہے

نہ کر غم اے دیوانے عشق میں ایسا بھی ہوتا ہے

اس میں مختلف شعراء اردو (مثلاً حشمت۔ رسوا۔ ساماں۔ سوز۔ سودا۔ آفتاب (شاہ عالم بادشاہ) و آصف الدولہ۔ و میر۔ و جوشش۔ و مصحفی۔ و طپش وغیرہ وغیرہ) کے کلام کا انتخاب ہے۔

صفحہ اول پر کسی صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ انتخاب مرزا لطف اللہ کے تذکرہ سے لکھا گیا ہے۔"

اختتام:۔

مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچھ ہمیں نہیں

کیا جانئے کہ میر گئے ہم کدھر کہیں

(۱۸۵) انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۳۸۵۸) سائز (۶¼×۴ انچ)

صفحہ (۶۶) سطر مختلف محرف۔ خط نستعلیق۔

آغاز:۔ (آبرو)

تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے

تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے

اس میں حسب ذیل شعرائے اردو کے کلام کا انتخاب ہے

آبرو۔ امیر مسکین۔ امجد۔ آشفتہ۔ امید۔ تسلی۔ حاتم۔ سلطان۔ سراج۔ ممنون و سودا وغیرہ۔

اختتام:۔ (مخمس سودا)

خوش کنی خاطر سودا بنگاہی سہلست

سوی او گوشہ چشمی زتو گاہی سہلست

(۱۸۶) قصاید سودا

نمبر دواوین جدید (۳۴۸۶) سائز (۹×۶½ انچ)

صفحہ (۳۴) سطر مختلف محرف۔ خط نستعلیق۔

آغاز:۔

رفیع ترین کلامیکہ الخ ...... قصیدہ

ہے سخن سنج یک جوان متین — فخر صائب جودہ کرے تحسین

پہلے ایک دیباچہ فارسی زبان میں ہے۔ اس کے بعد قصائد کا آغاز ہے۔ اس کے بعد کچھ رباعیات ہیں اور مدح آصف الدولہ میں ایک قصیدہ تحریر ہے۔ آخر سے ناقص ہے

اختتام:۔

اپنے مدح کو بھی کردے مقرر صحنک
جائے کس در پہ کوئی پہنچ کے ایسے در تک

(۱۸۷) انتخاب دیوان جرأت

نمبر دواوین جدید شامل (۳۸۴۵) سائز (۷ ½ × ۴ ½ انچ)
صفحہ (۲۸) سطر (۸) محرف ۔ خط نستعلیق۔

آغاز:۔

سرتن سے میرے تو نے ستمگار اتارا
آخر کو محبت میں مجھے مار اوتارا

جرأت کے غزلیات کا انتخاب ردیف وار ہے جو بیاض (۳۸۴۵) میں شامل ہے۔
فارسی کلام بھی کئی شعراء کا شامل ہے دونوں طرف سے آغاز ہوا ہے۔

اختتام:۔

لگایا روگ جوانی میں کیوں میاں جرأت
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن

---

(۱۸۸) بیاض انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۳۵۳۴) سائز (۸ ½ × ۴ ½ انچ)
صفحہ (۲۳۴) سطر مختلف محرف ۔ خط نستعلیق

آغاز:۔

ماروں گا یہاں تک کہ ترے دل کو ہو سکیں . . . .
کل مقصد کے ہار ولے ہیں نقشہ ہستی ہے جو ہار والے ہیں

اس بیاض میں مختلف شعراء مثل خسرو ۔ ولی ۔ زانی قاسم ۔ وغیرہ کے ریختہ کلام کا انتخاب ہے اور مراثی و مخمس و رباعیات اور متفرق تحریرات یعنے نسخہ جات و فالنامہ درجواب میر جعفر زٹلی وغیرہ بھی ہیں۔

اختتام:۔

بہر شرافت نبی و حیدر و بتول
یا سامع الدعا یہ دعا میری کر قبول
مقبول ہو یہ مرثیہ بزم امام میں
تاثیر بخش ہر نبی اس کلام میں

(ج) مذہبی قصّے

(۱۸۹) قصص الانبیاء

نمبر سیر (۳۵۱) سائز (۱۵×۱۰) صفحہ (۸۴۶)

سطر (۱۲) خط۔ نسخ۔ مصنف۔ قدرتی۔

تاریخ تصنیف قبل سنہ ۹۰ھ

قدرتی کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے اور نہ اسکی مثنوی سے کچھ روشنی پڑتی ہے۔ چونکہ زبان کے لحاظ سے یہ عادل شاہی دور سے متعلق کی جاسکتی ہے، ہوسکتا ہے رستمی، نورس، مقیمی، نصرتی کی طرح اس نے قدرتی اپنا تخلص قرار دیا ہو۔ البتہ قدرتی کا ایک مذہبی شخص ہونا اس سے پایا جاتا ہے کہ اس نے اس دور کے شعراء کی طرح کوئی عشقیہ داستان منظوم کرنے کے بجائے انبیاء کے قصوں کو اپنا فکری جولان گاہ بنایا ہے۔ ممکن ہے کبھی مزید روشنی پڑسکے۔

آغاز:۔

کہ الحمد اللہ پروردگار
کیا جگ اپس نور تے آشکار

سراؤں اول میں جو سبحاں کوں
جیکوئی جیو دیا ہے سو سلطان کوں

خلیفہ ہے اُس کا نبی مصطفےٰؐ
کہا جس کے کیتیں لیل ہور والضحیٰ

یہ ایک ضخیم مثنوی ہے مگر ناقص الآخر ہے۔ اس میں عنوانات کے تحت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ عنوان فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ بعض عنوان کی صراحت کیجاتی ہے حمد۔ قصۂ ابلیس۔ عناصر اربعہ۔ آسمان و ملایک، قصۂ تحت الثریٰ۔ قصۂ فرش ہائے اربعہ۔ قصۂ آفرنیش آدم علیہ السلام۔ آدم وحوا۔ اخراج از جنت۔ قصہ ہابیل وقابیل۔ وفات آدم۔ شیث وادریس۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ اسحاق۔ یوسف۔ ایوب۔ فرعون۔ موسیٰ۔ یوشع۔ الیاس۔ شعیب۔ اشموئیل۔ شداد۔ داؤد و سلیمان۔ ذکریا۔ یحییٰ۔ سکندر۔ لقمان۔ اصحاب کہف۔ عیسیٰ۔ جرجیس۔ اصحاب فیل۔ سید المرسلین۔

ہر عنوان پر "قصہ" کا لفظ ہی لکھا گیا ہے۔ یعنی قصّہ آدم وحوا۔ قصۂ یوسف وغیرہ۔

مثنوی باوجود کئی ہزار شعر پر مشتمل ہونے کے ناقص الآخر ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے حالات مکمل نہیں ہیں بلکہ صرف حبش کی ہجرت تک کا بیان ہوا ہے۔

" قدرتی " تخلص کی وضاحت کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

یو آدم کیرا صفت جھاڑا ہوا
بندہ قدرتی شعر کاڑا ہوا

کھیا قدرتی قصّہ دکھنی تمام
ابراہیم نبی پو درود و سلام

کھیا قدرتی خوب تازہ کلام   کہ بر صدق یوسف علیہ السلام

کھیا قدرتی قصہ ایوب کا   سنے کوئی بندہ محبوب کا

دکھنی مثنویوں میں رستمی کی مثنوی "خاورنامہ" بڑی ضخیم مثنوی ہے۔ جس کے چوبیس ہزار شعر ہیں۔ اس کے بعد قدرتی کی مثنوی ہے۔ جس کے دس ہزار سے زیادہ شعر ہیں چونکہ رستمی کی مثنوی کی طرح اس کا بھی صرف ایک نسخہ ہمدست ہوا ہے اس لئے چند مزید شعر ملاحظہ ہوں۔

قصہ حضرت اسحاق علیہ السّلام

سنو قصہ اسحاق کا بے بدل　　ابراہیم کیرا بدیا ہے نسل
اسمٰعیل منگے میں جو اسحاق سات　　نشانی دے مجھ باپ کی میرے ہات
منجے باپ کی یادگاری اچھے　　فتح پابی جگ میں ہماری اچھے
اسحاق بولے تمیں نیدۂ زاد　　تمنکوں یو کیا ہے جو میراث ناد
تجے بادشہ کا نواسہ ہوں میں　　یو تقسیم منگتا ہے خاسا ہی میں
اسمٰعیل دلگیر ہو اس بات سو　　جو اسحاق کوں کچ نہ کئے عتاب سو
وجبریل پیدا اسی سات ہو　　واسحاق کوں یوں کہے بات او
خدا سوں حکم اب ہوا ہے جو یوں　　اسمٰعیل کوں یو بات بولے ہے کوں

قصہ حضرت یوسف

ایک رات یوسف ویعقوب دین
ستے تھے بچھانے میں مل خوب کتیں
دیوسف دیکھے خواب اس رات جیوں
ویعقوب تھے کہے کہتر بات یوں
کہے خواب دیکھا ہوں شب کھوریون
اگیارہ ستارے چند رسور یون
کئی سجدہ کئے منج ستار یکے تیں
ویعقوب تعبیر جو سارے کی تیں
. . . .
اتھا مصر کا شاہ اس نام عزیز
دھر نہار تھا مال ہور بہوت چیز
سنائے جو در حال اس شاہ کوں
کئی آئے ہیں سوداگراں راہ سوں
منا بہوت کچ لیکو آیا ہے او
غلام ایک سنگات لیا ہے او
عزیز مصر کا سنا یو جواب
اس دھات کیتا طلب اہی شتاب
. . . .
کہ جیوں شہر میں مصر کی آسیے
تماشا دیکھن لوگ سب دھائے
وشہ مصر فرمان صادر کیا
جتا سلطنت تب جو حاضر کیا
جو عورت کون لیائے ہیں یارا ہزار
جو بھی بیس ہزار غلاماں سوار
چنیا راستاتب صفاں باندھ کر
ادب سوں کھڑے رے ایسے ساندکر
. . . .
زلیخا کہی یوں مرا حال سب
جو دیتی ہوں ایکبارگی حال سب
کھیا مصر کا شاہ رہاں جو دیں
زلیخا سوں دسی حصہ دیتا ہوں میں
زلیخا یو سن کر جو خاموش رہی
اپس میں اپے چیر کو بی ہوش رہی

اختتام

چوں ہشتاد چوداں وعیار تھے
وجانے کون واں سب تیار تھے

(۱۹۰) قصص الانبیاء موسوم ریاض مسعود

نمبر سیر (۴۷۱) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۴۱۲)
سطر (۱۳ تا ۱۵) خط شکستہ مصنف غوثی دہامی

تاریخ تصنیف ۱۱۹۱ھ - کتابت ۱۲۷۱ھ

شاہ غوث جامی نام، غوثی تخلص ارکاٹ کے متوطن تھے صوفی منش بزرگ تھے۔ ہمیشہ انبیاء اور اولیاء کے قصص کا مطالعہ کیا کرتے، دوست احباب اور معتقدین نے قصص انبیاء کے ترجمہ کی خواہش کی اس بناء پر انہوں نے اس کو تصنیف کیا ہے۔ مثنوی میں اپنے بادشاہ محمد علی والا جاہ کی مدح بھی کی گئی ہے۔

غوثی جامی کا انتقال ۱۲۲۵ھ میں ہوا۔ ارکاٹ میں مدفون ہیں۔

آغاز

کروں حمد خدا اول بیاں میں
ثنا اور صفت کو اسکی عیاں میں
کیا ارض فلک کو جس نے پیدا
جو کچھ مابین ہیں اوسکی ہویدا

اس قصص انبیاء کو فارسی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ ترجمہ کرنے کی صراحت بھی کر دی ہے۔ مگر فارسی کتاب کس کی مصنفہ ہے اس کا تذکرہ نہیں ہے صرف ترجمہ کرنے کی صراحت کی ہے۔

قصص جو انبیاء کا فارسی ہے
قصص قرآن سوں یہ جو آرسی ہے
سو اس کا ترجمہ کرتا ہوں میں اب
میری تو طبع کر جولان یا رب

اس قصص انبیاء میں انبیاء کے ذکر کے ساتھ فرعون، شداد وغیرہ کا تذکرہ موجود ہے۔

اختتام :-

عطا پر شکر میرے سوں اظہار
تفضل کر گرچہ ہے غوثی گنہ گار

ترقیمہ :-

تمت تمام بعون الملک الوہاب قصص الانبیاء بدست کاتب غلام حسین میار اتمام رسید بمقام حیدرآباد و سکندرآباد فوکنہ ترپ بازار تحریر بست و یکم ماہ ذیحجہ ۱۲۷۱ھ انصرام یافت روز چہار شنبہ

ریاض مسعود کا ایک نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں اور ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے ہمارے خاندان میں بھی اس مثنوی کا ایک نسخہ موجود ہے۔

(۱۹۱) قصہ بی بی مریم

نمبر سیر (۴۹۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۳۸)
سطر (۱۳) خط ثلث - مصنف - غلام اعز الدین نامی - تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۵ھ

غلام اعز الدین نام - نامی تخلص مستقیم جنگ خطاب تھا۔ دربار ارکاٹ کے امیر تھے۔ ۱۱۸۰ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

مولانا حافظ فخر حسین سے جو اپنے وقت کے ایک عالم متبحر تھے تحصیل علم کیا۔ شاعری میں باقر آگاہ سے تلمذ حاصل کیا۔ عمدۃ الامراء رئیس ارکاٹ (۱۲۱۰ھ تا ۱۲۱۶ھ) نے نامی کو اپنے دربار کا ملک الشعراء قرار دیا تھا۔ کبھی نامی اور کبھی مستقیم بھی اونہوں نے اپنا تخلص قرار دیا ہے۔ نامی اردو اور فارسی میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ دیوان مرتب کرنے کے علاوہ کئی ایک مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں لیلیٰ مجنوں - شیریں خسرو - وفات نبی - قصۂ بنارس، سلیمان نامہ وغیرہ - نامی کے حالات تذکرہ گلزار اعظم، اور صبح وطن میں درج ہیں۔

آغاز :-

محی الدین ہے سرور اتقیا   محی الدین سر جملہ اولیا

اس مثنوی میں حضرت بی بی مریم کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔
قصہ کو قرآن شریف اور بعض تفسیروں سے اخذ کیا ہے۔

اختتام:۔

ہوا باب ششم ختم اس وصفا | نبی پر درود اں کہوں باصفا

اس کتاب کا کاتب غریب شاہ ہے۔ آخر پر اس نے
اس طرح صراحت کی ہے۔

نوشتہ بماند بخط غریب | کہ نصر من اللہ فتح قریب
نوشتہ بماند بخط فقیر | کہ اسم غریب شاہ عاجز حقیر

ترقیمہ:۔

تحریر فی تحریر قصہ بی بی مریم در ماہ محرم بتاریخ
بست چہارم بروز سہ شنبہ بوقت ظہر مرتب شد

(۱۹۲) قصہ بی بی مریم (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۵۰۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۸۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

شہنشاہ نامی کے نادر ہیں در
رکھو دل میں ثابت یو ہے نور در

اگرچہ دونوں ایک مثنوی کے نسخے ہیں مگر آغاز اور
اختتام میں فرق ہے۔ ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

تیا جرع فرق تیا عم الم | نہیں تم کوں اجبا ے شاکم

ترقیمہ:۔

تحریر فی التاریخ دہم ماہ ذیقعدہ روز جمعہ بوقت
عشاء تمام شد، کار من نظام شد۔ شیطان من
غلام شد۔ ایں قصہ راقم حسن علی شاہ۔ ایں
کتاب فاضل احمد است۔ تمت تمام شد

---

(۱۹۳) یوسف زلیخا

نمبر مثنوی (۴۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۸۶)
سطر (۱۱) خط شکستہ مصنف سید میراں ہاشمی۔
تاریخ تصنیف بسنہ ۱۰۹۹ھ کتابت سنہ ۱۱۶۹ھ

سید میراں ہاشمی کے حالات صفحات ماقبل
میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

ثنا حمد اوس کے تیں سزاوار ہے
سگل عشق کا جس کے بستار ہے
اول عشق کا کر کے دن جگ قرار
تراں جسم پیدا کیا کردگار

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں حضرت یوسف
علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔
اس امر کا کوئی حوالہ نہیں ملا کہ ہاشمی نے اس کو کسی
فارسی مثنوی سے ترجمہ کیا ہے یا خود اسکی تصنیف ہے۔
تاریخ تصنیف اور تعداد اشعار بھی مصنف نے نظم
کر دی ہے۔

مرتب کیا میں یو قصہ کوں تو
ہزار برس پر جو تھے نود اوپر تو
اگر کوئی بیتوں کا پوچھے شمار
کہو یک صد ایسے سات ہے پنج ہزار

اختتام

میرا شعر جیو رکہ سنیگا جنے | میرے حق پو ایماں منگنا انے
والحمد اللہ یہ قصہ تمام | سوا سو محمد پو ہے سب سلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد۔ از کاتب الحروف
شیر محمد ساکن قصبہ ماہرا برائے خواندن بکرہ خوردار

جبیب خاں نوشتہ شد ۔ سنہ ۱۲۶۹ھ جمادی الثانی
بتاریخ ہفتم روز آدینہ تمام شد تمام شد ۔

کتب خانہ سالار جنگ میں اس مثنوی کا ایک نسخہ محفوظ ہے

(۱۹۴) سلیمان و بلقیس

نمبر مثنوی (۳۷۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۶۸)
سطر (۱۲ تا ۱۵) خط شکستہ مصنف غلام عزالدین
نامی ۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۶ھ ۔ کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

غلام اعزالدین نامی کا حال صفحات ماقبل میں درج ہو چکا ہے۔

آغاز

سرا وں سدا اوس سلیمان کو
دیا جان جو جانِ انسان کو
زمین و فلک اور عرش بریں
ہوئی اوسکی قدرت سے کرسی نشیں

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔

تاریخ تصنیف بھی مصنف نے نظم کی ہے۔

ہوا ختم جب نسخۂ دلکشا — میں تاریخ کی فکر کرنے لگا
یکایک سروش سعادت سرشت — کیا ہے ندا "بوستان بہشت"
۱۲۲۶ھ

جو پوچھا میں سال شروع کتاب
کہا روضۂ حور سے کر حساب
یہ تاریخ دونوں کیا جو بیاں
ہے آغاز و انجام اس سے عیاں

اختتام :-

اب یہ نظم کرتا ہوں میں اختتام
بنام محمد علیہ السلام

ترقیمہ :-

آغاز تحریر ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۰ھ روز آدینہ
اتمام ایں بست ہشتم ربیع الاول سنہ ۱۲۷۱ھ بوقت عشاء

(۱۹۵) قصۂ مریم

نمبر مثنوی (۵۴۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۴)
سطر (۱۳ تا ۱۷) خط شکستہ مصنف ۔ ایمان
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۴۰ھ

حیدر آباد میں ایک مشہور شاعر شیر محمد خاں ایمان تخلص کے تھے۔ مگر یہ مثنوی انکی مصنفہ نہیں کسی اور ایمان تخلص شاعر کی ہے۔ جن کے حالات دستیاب نہیں ہوئے ناقص الآخر ہے۔

آغاز :-

چور آکر نہ پایا میرے دل کا مال
بھی ..... رکھتے میں منجے میری کھال
کہ یو بات مشہور بے تہور ہے
گیا مال جس کا وہی چور ہے

اس مثنوی میں بی بی مریم کا قصہ نظم کیا گیا ہے غالباً کسی فارسی مثنوی سے ترجمہ ہوا ہے۔

اختتام :-

لکھا یو رہے گا سیہ بر سفید
لکھن ہارے کو نیں صباح کی امید
صلوات و سلام کہہ نبی پر شتاب
پڑو فاتحہ انبیا و با صواب

(۱۹۶) یوسف زلیخا

نمبر مثنوی (۱۵۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۸۶)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف ۔ عاشق
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۴۰ھ کتابت سنہ ۱۲۴۳ھ

مہدی علی نام۔ عاشق تخلص۔ دہلی کے اعلیٰ اور معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ نواب علی مردان خاں کے پوتے تھے۔ دس برس تک ہر جمعہ کو اپنے گھر میں مشاعرہ ترتیب دیتے تھے جس میں دہلی کے تقریباً تمام شعراء شامل ہوتے عاشق بڑے پُرگو شاعر تھے۔ تین دیوان مثنوی یوسف زلیخا۔ حملہ حیدری۔ لیلیٰ مجنوں۔ خسرو شیریں کے علاوہ ایک اور مثنوی قلمبند کی جس میں لکھنؤ کے حالات درج کئے اپنے ہمعصر شعرا کا ایک تذکرہ بھی لکھا تھا۔ اردو میں شاہنامہ کا بھی ترجمہ آغاز کیا تھا مگر موت نے مہلت نہیں دی۔ اسپرنگر نے ان کے حالات لکھے ہیں۔

آغاز:۔

خدایا میرے دل کا کھول دے باب
کہ جس میں آرہیں یوسف سے احباب
نہ رکھ یعقوب سا نالاں دل کو
نہ ڈالیں چاہ میں اخوان دل کو

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ مثنوی یوسف علیہ السلام کے حالات پر مشتمل ہے۔

اختتام:۔

خموشی پیشہ کی عاشق نے یہاں سے
نہ نکلے لفظ بھی ایک زباں سے

ترقیمہ:۔

کاتب جہاں آرا بیگم عرف نواب بی بی بنت بخشی الملک سیف الدولہ سیف الملک نواب نجف علی خاں بہادر مظفر جنگ مرحوم و مغفور بتاریخ بست و چہارم شہر رمضان المبارک سنہ یک ہزار دو صد و چہل و ہشت ہجری روز جمعہ در شہر شاہ جہاں آباد۔ و عالم کمال بے مشغلی یک پاس زور آمد بہ یادگار قلمی نمود۔

(۱۹۷) مثنوی یوسف زلیخا

نمبر مثنوی (۴۸۸) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۲۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ معتبر خاں عمر تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۶۳ھ

معتبر خاں نام اور عمر تخلص، اورنگ آباد وطن تھا۔

آغاز:۔

الٰہی غنچۂ امید جاں کھول
دکھا آئینہ طوطی کی زباں کھول

اس مثنوی میں یوسف علیہ السلام کا قصہ بعض تفسیروں سے اخذ کر کے نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

عمر اب ختم کر اس داستاں کو
سخن گوئی سے ساکت کر زباں کو
نبی پر بھیج صلوات و تحیات
رکھ ان کا نام ورد جاں دن رات

ترقیمہ:۔

۲۴ رمضان سنہ ۱۲۶۳ ہجری تمام شد

(۱۹۸) قصص انبیاء (نثر)

نمبر سیر (۴۷۳) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۱۲) سطر (۱۷) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ ہجری۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے

آغاز:۔

اول کچھ نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذات سے ایک تھا سوچا کہ خلقت کو پیدا کردے اس جہاں کو زیب دوں سو محمدؐ کے نور کو پیدا کیا۔

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں تمام انبیاء کا تذکرہ ہے
آدم علیہ السلام سے لے کر زکریا علیہ السلام تک کا حال موجود ہے
یہ ایک مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔ آنحضرت صلعم کا حال اس
مخطوطہ میں نہیں ہے۔

اختتام:-

ذکریا علیہ السلام سن کر شکر کئے گوشہ اختیار کر کر
حجرہ میں رہتے تھے۔ ایک روز باہر آئے سو دیکھے کہ بنی اسرائیل
فساد کرتے ہیں اون کو غصہ کئے کار نیک فرمائے سو وہ
حضرت ....

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۱۹۹) قصہ حضرت مریم

نمبر سیر (۴۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۷)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف غلام امام خاں ہجر
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۷۵ھ

غلام امام خاں نام، ہجر تخلص۔ ان کے اجداد سپاہی
پیشہ تھے۔ اونہوں نے تلوار کے بجائے قلم ہاتھ میں لیا۔
عربی فارسی کی اچھی قابلیت پیدا کی شمس الامراء امیر
پائیگاہ (حیدر آباد) اور انکی اولاد سے متوسل رہے۔
مورخ بھی تھے اور شاعر بھی۔ ریاضی میں بھی دخل تھا۔
تاریخ رشید الدین خانی۔ ضیاء خورشید وغیرہ تاریخی کتابیں
ہیں۔ ۱۲۸۵ھ میں غلام امام خاں کا انتقال ہوا۔ اونہوں
نے اپنے مختصر حالات اپنی تاریخ رشید الدین خانی میں تحریر
کر دیئے ہیں۔

آغاز:-

ہے کار واں عیاں و نہاں — کہ پیدا کئے جس نے ہیں دو جہاں
کسو کو دیا مال و زر بے شمار — کسو کو کیا فقر کا تاجدار

اس مثنوی میں حمد و نعت و مدح حضرت غوث اعظم کے بعد
اپنے مرشد حضرت موسیٰ قادری کی مدح کی ہے اور پھر ان کے
فرزند اور خلیفہ شاہ غلام علی کی تعریف ہے۔ اس کے
بعد حضرت مریم کا جو تذکرہ قرآن مجید میں ہے اس کو
نظم کیا ہے۔

اختتام:-

کرا ہے ہجر شکر خدائے انام
ہوئی اب تو یہ مثنوی بھی تمام

(۲۰۰) رفاقت صدیق اکبر

نمبر سیر (۱۷۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۵)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔ مصنف محمد نعیم مسکین۔
تاریخ تصنیف بعد ۱۲۷۵ھ۔ کتابت ۱۲۹۳ھ

محمد نعیم نام، مسکین تخلص۔ مسکین شاہ سے موسوم تھے
نقشبندی طریقے میں سے تھے۔ آپکے مرشد شاہ سعد اللہ تھے
جو حضرت غلام علی شاہ کے خلیفہ تھے مسکین شاہ ایک
صوفی بزرگ تھے۔ آپ کی عمر کا بڑا حصہ اذکار و اشغال
میں بسر ہوا مسکین شاہ کے خلیفہ مولانا خیر الدین تھے جن کا
بنی خانہ پتھر گٹی حیدر آباد میں اب تک موجود ہے۔
مسکین شاہ کا انتقال ۱۳۱۲ھ میں ہوا۔ آپ کئی کتابوں کے
مصنف ہیں جن میں سے مراقبات سلوک زیادہ مشہور ہے

آغاز

صدق سے لوگو سنو یہ داستاں
جس میں ہے صدیق کے غم کا بیاں

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں حضرت ابوبکر صدیق
کے رفاقت کا حال نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:-

خیر سے مسکین کا ہو خاتمہ — از کرم و لطف نبی فاطمہ

ترقیمہ:- تمام شد ۱۲۹۳ھ

(۲۰۱) عشق نامہ (مثنوی یوسف زلیخا)

نمبر مثنوی (۱۲۷ جدید) سائز (۶ ۱/۲ × ۴ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۲۳۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف
متخلص بہ فگار۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۲ھ
تاریخ کتابت ۶ شوال المکرم ۱۲۶۰ھ روز جمعہ

آغاز:۔

الٰہی عشق سے اپنے تو کر شاد — میرا دل کر تو اپنا عشق آباد

اس مثنوی میں کل (۳۰۲۰) ابیات ہیں۔

گنے ابیات جو میں اس کے ایکبار
۳۰۲۰
ہوئے تب سہ ہزار و بست اشعار

قصۂ حضرت یوسف ؑ اور زلیخا کو نظم کیا ہے (مصنف نے لکھا ہے کہ اس کو دو ہفتہ میں نظم کیا ہے۔)

ہزار و دو صد و دہ اور تھے دو
کیا انجام جب یہ داستاں کو

کتاب کا نام:

لکھا تھا عشق سے جو اس کو نامہ
رکھا تب نام اس کا عشق نامہ

اختتام

فگار اب خامشی ہو تجکو بہتر — بھلا ہے اب یہ قصہ مختصر کر
گئی آنکھوں سے نیند اب ناگہانی — زباں کر بند بس کر یہ کہانی

ترقیمہ:۔

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ ششم شوال المکرم ۱۲۶۰ھ روز جمعہ بوقت سہ پہر
بحسب فرمایش جناب ...... محمد نور اللہ خاں
بہادر جمعدار ...... مرتب یافت ....

(۲۰۲) قصص الانبیا (ریاض مسعود)

نمبر قصص جدید (۱۰۱۶ و ۱۰۱۷) سائز (۷ ۳/۴ × ۵ ۱/۴ انچ)
صفحہ (۸۲۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ غوثی (دکھنی) (دو جلدوں میں)
مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے سلسلہ نمبر ہاشمی (۱۹۰)

آغاز:۔ جلد اول ناقص الاول)

کئے تب عرض عبد اللہ بہر کر — زمیں ہفتم جگہ کس کی ہے سرور

آغاز:۔ جلد دوم

کروں حمد و ثنا خلاق سبحاں — کئے پیدا ہنر سے تن منے جاں

پہلی جلد ناقص الطرفین ہے۔ اس جلد میں حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ سے لے کر حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ تک حالات ہیں جو نا تمام ہے۔ اور جلد دوم میں سکندر ذوالقرنین کے قصہ سے آغاز ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک ہے، آخر پر قصہ جمجمہ پر یہ جلد ختم ہوتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کو تین جلدوں میں منقسم کیا تھا۔ جلد اول دوم تو موجود ہیں جو حضرت عیسیٰ کے قصہ تک ہیں۔ آخری جلد جو سیرت آنحضرت محمد صلعم پر مشتمل تھی وہ موجود نہیں ہے۔

اختتام:۔ (جلد اول ناقص)

اونے کے خیر کون ہے اتھا کاں — کہ تم المجد بولا جنکوں سبحاں

اختتام:۔ (جلد دوم)

برکت سوں محمد کے اے سبحان
سلامت رکھ توں اس غوثی کا ایمان

(د) منظوم افسانے

(۲۰۴) مینا وستونتی (چندا و لورک)

نمبر مثنوی (۵۲۲) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۴)
سطر (۱۲) خط ۔ نسخ ۔ مصنف ۔ غواصی ۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۰۳۵ھ
غواصی کے حالات بسلسلہ ۱ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

کہوں حمد ہیں پاک رحمان کا　　کہ او حمد زیور ہے ایمان کا
ثنا حمد اس کوں سزاوار ہے　　کہ دو جگ کوں پیدا کر نہار ہے
او خالق ہے سب خلق کا خاص و عام　　او مالک ہے سب ملک کا جیون تمام

غواصی کی یہ بھی ایک مثنوی ہے۔ اگرچہ اس کی صحیح تاریخ تصنیف معلوم نہیں ہوئی مگر خیال یہ ہے کہ ۱۰۳۵ھ کے قریب مرتب ہوئی ہے۔ اس مثنوی میں اسکی دوسری مثنوی سیف الملوک اور طوطی نامہ کی طرح بادشاہ کی مدح نہیں ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اس کو شاہی تقرب حاصل نہیں ہوا تھا۔

اس مثنوی میں اولاً حمد و نعت ہے۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی کی مدح ہے۔ اس کے بعد افسانہ شروع کر دیا گیا ہے قصے کا خلاصہ یہ ہے۔

ایک بادشاہ جو ملک اور دولت کے لحاظ سے بہت بڑا تھا۔ اس کی ایک دختر چندا نام کی تھی۔ ایک گولی جو خوبصورت تھا اور لورک نام تھا۔ اس کو دیکھ شہزادی عاشق ہو گئی اور اس کے ساتھ فرار ہو گئی۔ بادشاہ کو خبر ہوئی اور تلاش شروع ہوئی۔ ایک پیرزن کے ذریعہ سراغ لگایا گیا۔ اسکی ایک بیٹی مینا تھی اور مینا کے سوال و جواب ہونے لگے۔ اس نے عورتوں کی بے وفائی کے قصے بیان کئے اور واضح کیا کہ ماں باپ پر اولاد کی تربیت کے لئے چار باتیں ضروری ہیں اولاً یہ کہ شریف اور نیک، اچھے کردار کی عورت کا دودھ پلایا جائے دوسرے یہ کہ نیک اور اچھی صحبت میں ان کو رکھا جائے۔ تاکہ تربیت اچھی ہو۔ تیسرے یہ کہ اچھی باتوں کی تعلیم دی جائے اور چوتھی ادب سکھایا جائے۔ اگر ان باتوں میں نقص رہ جائے تو اولاد بگڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد چندا اور لورک کا پتہ چلتا ہے اور والدین ان کا قصور معاف کر دیتے ہیں۔

بعض اصحاب کا خیال ہے کہ یہ مثنوی غواصی کی نہیں ہے اسلئے تخلص کے اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ کتب خانہ سالار جنگ کے مخطوطات میں تخلص کے اشعار نہیں ہیں اور قصہ بھی کچھ مختلف ہو گیا ہے۔

کیا نظم قصے کا نایاب کھول　　جنے خوب لگتا ہے تو لیتا ہے مول
غواصی پو کرنا کرم کی نظر　　دعا حق سوں منگنا میرے حق اپر
بڑے فہم داراں ہیں ہوں کم فہم　　لکھیا ہوں یو نادانگی سوں تمام

اختتام:۔

شتابی سوں لکھیں کوں انے ہوس
پڑن ہار کوں پھر کوں آوے اوس
ہزاروں درود اں ہزاراں سلام
بحق محمد علیہ السلام

یہ مثنوی اب تک شایع نہیں ہوئی۔ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے کئی قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۲۰۵) مینا وستونتی (چندراولورک) دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی (۱۴۱ جدید) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۵۹)

سطر (۱۳) خط۔ نسخ۔

آغاز :-

کہوں حمد میں پاک رحمان کا — کہ او حمد ہے زیور ایمان کا

اختتام :-

بڑے فہم داراں میں ہوں کم فہم

کیا ہوں یو نادانگی سوں تمام

غواصی کمینہ یو کرنا نظر

دعا حق سوں منگنا میرے حق اوپر

ہوا نظم یو ناؤں سوں تمام

بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ :-

کاتب الحروف شیخ انور

(۲۰۶) مینا وستونتی (تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۴۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۶۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

کہوں حمد پاک رحمان کا — کہ او حمد زیور ہے ایمان کا

اختتام :-

کتیں میم ہے اور کتیں میم دال — دروداں نبی پر پڑے شاد حال

الٰہی گنہ بخش اور مجھ خطا — ۔۔۔۔ کرتوں ایماں کی مجھ عطا

(۲۰۷) سیف الملوک و بدیع الجمال

نمبر کتاب (۳۸۱۴ جدید) سائز (۱۰ × ۵ ½ ۱ انچ)

صفحہ (   ) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف

غواصی۔ تاریخ تصنیف ۱۰۳۵ھ کتابت ۱۳۱۰ھ

ناقص الآخر ہے۔

آغاز :-

الٰہی جگت کا الٰہی سوتوں — کر نہار رحم بادشاہی سوتوں

ترے حکم تل نو گرہ آسمان کے — رعیت ملک تیرے فرمان کے

ابتدائی صفحہ پر ایک مہر جو صاف پڑھی نہیں جاتی جس سے ۱۳۱۱ھ معلوم ہوتا ہے۔ نسخہ کرم خوردہ ہے۔

اختتام :-

دنیاں غیب ہوی اوس دھولاری منی

کنو اتا کیا دیس انداری منی

یہ دکھنی بورڈ کی جانب سے شایع ہو گئی ہے میر سعادت علی رضوی نے معلومات آفریں مقدمہ کے ساتھ اس کو شایع کیا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۲۰۸) طوطی نامہ

نمبر مثنوی (۳۱۵ جدید) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۹۲)

سطر (۱۵) خط ثلث۔ مصنف۔ غواصی۔

تاریخ تصنیف ۱۰۴۹ھ۔ ناقص الاول

آغاز :-

دیکھیا ایک ۔۔۔۔۔ کو بیٹھ بول

او سے بھی لیا ہور ایا خوب مول

یہ غواصی کی مشہور مثنوی ہے جو ضیاء الدین نخشبی کی فارسی طوطی نامہ کا دکھنی ترجمہ ہے۔ ناقص الآخر ہے۔

اختتام :-

۔۔۔ دیا چھوڑ مرنے کوں بچاں سبھی

ترقیمہ

ایں رسالہ نوشت حسن خاں

غواصی کا طوطی نامہ سالار جنگ دکھنی بورڈ کی جانب سے شایع ہوگیا ہے۔ اس کے قلمی نسخے بھی کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو وغیرہ میں موجود ہیں۔

(۲۰۹) طوطی نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۴۰۰ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۰۱) سطر (۱۸ - ۲۰) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۲ صفر ۱۲۴۷ھ - ناقص الآخر

آغاز

…… ہوا تو بدنچی — کرن جائیگی توں نہو سی سہی
بزن ہو یگا قصہ تیرا میرا — ہوا تھا جو اسکی اس اوین کیرا

اختتام :-

دعا سوں کیا ختم میں یو کتاب
الٰہی دعا یو کرے مستجاب

ترقیمہ :-

کاتب الحروف شاہ حسین حسینی پیرزادے ساکن سرہٹی بتاریخ ماہ صفر ۲۲ روز جمعرات بوقت فجر یک تا سس ۱۲۴۷ھ

(۲۱۰) قصہ چندر بدن و مہیار

نمبر قصص (۸۰۱ جدید) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۳)
سطر (۱۳) خط نستعلیق - مصنف - مقیمی۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۰۵۰ھ - کتابت ۱۱۸۳ھ

مرزا محمد مقیم نام مقیمی تخلص - ایران کا باکمال شاعر تھا۔ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دربار کا شاعر تھا۔ اس کے تفصیلی حالات اکبر الدین صدیقی صاحب نے بڑی تلاش اور جستجو سے مرتب کرکے شایع کئے ہیں۔ اس کے علاوہ دکن میں اردو میں بھی مقیمی کے حالات درج ہیں۔

آغاز :-

رحیماں خلق پر تو رحمان ہے — تر نکھار بیچوں تو سبحان ہے
اندھیارا کرے اور اجالا تہیں — او چارے سلامے تعالیٰ تہیں

اس مثنوی میں ایک عشقیہ داستان نظم کی گئی ہے۔ جو بعض تاریخوں کے بیان کے مطابق دکن کا ایک صحیح واقعہ ہے۔ ایک مسلمان جوان ہندو کنواری پر عاشق ہوگیا اور دیوانہ ہوکر جنگل کی سیر کی۔ بالآخر معشوق کی یاد میں جاں بحق ہوگیا۔ جب جنازہ معشوق کے گھر کے مقابل آیا تو وہاں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ چندر بدن بھی اب جاتی ہے۔ دونوں لاشوں کو جدا کرنے کی کوشش کی گئی مگر جدا نہو سکے اور بالآخر دونوں کو ایک قبر میں دفن کردیا گیا۔ عرصۂ دراز تک ان کی قبر دکن کے ایک قصبہ میں موجود تھی۔

اختتام :-

دنیا تو فنا ہے مقیمی صحیح — رہے گی سخن کی نشانی یہی
مرتب ہوا یہاں قصہ کا کلام — درود بر محمد علیہ السلام

اس مثنوی کو پروفیسر اکبر الدین صدیقی نے ایک بلند پایہ مقدمہ کے ساتھ شایع کردیا ہے۔

کتب خانہ سالار جنگ اور ادارۂ ادبیات اردو کے کتب خانے میں اسکے قلمی نسخے بھی ہیں۔ یورپ میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے۔ اسکی صراحت میں نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کردی ہے۔

(۲۱۱) قصہ چندر بدن و مہیار (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۱۷۰۴ جدید) سائز (۱۰ ½ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (۳۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز

رحیما خلق پر تو رحمان ہے — تر نکار بیچوں تو سبحان ہے

اختتام :-

دنیا تو فنا ہے مقیمی سہی — رہیگی سخن کی نشانی یہی

(۲۱۲) گلدستہ

نمبر مثنوی (۵۳۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۵۵)
سطر (۱۳) خط نستعلیق - مصنف صنعتی
تاریخ تصنیف ۱۰۵۵ھ کتابت ۱۲۴۲ھ

محمد ابراہیم نام، صنعتی تخلص - بیجاپور کا بلند پایہ شاعر جو عادل شاہوں کے زمانہ میں اپنی شاعری کے لحاظ سے مشہور تھا - اس کی دو مثنویاں ہمدست ہوئی ہیں - ایک قصہ تمیم انصاری اور دوسرے گلدستہ -

اول الذکر مثنوی قصہ بے نظیر سے بھی موسوم ہے اور دکھنی بورڈ کی جانب سے شایع ہوگئی ہے صنعتی کے حالات دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں درج ہیں اور پروفیسر سروری صاحب نے دکھنی بورڈ کی جانب سے جو کتاب شایع کی ہے اس میں بھی صنعتی کے حالات درج ہیں

آغاز :-

کہوں حمد اول میں رازق جہاں
کہ خالق ہے کل شی کا او بے گماں
کہتا ہوں اول حمد میں اس قادر سبحان کا
جن سو حرف ہیں سر جہاں بسیار کل میدان کا

صنعتی تخلص کے بعض اشعار

ایتا صنعتی کون ہے طاقت کہاں
ترا وصف کہنے فصاحت کہاں

ایتا صنعتی کر توں قصہ شروع
و بسے پیر کی بل سوں ہو کر رجوع

مثنوی کا نام

تو گلدستہ کر نام اس کا ہیں رک
دیا ہوں بدل یادگاری ہو جگ

اس مثنوی میں ایک شہزادی کا قصہ نظم کیا گیا ہے جو اپنے سوالات کے صحیح جوابات پر اپنی شادی منحصر کی تھی - ایک فقیہہ عالم عبد العلیم صحیح جوابات دیتا اور شہزادی سے بیاہ کرتا ہے -

تاریخ تصنیف کا شعر -

سنو کان بہر سن اول ہجرتی — یو بہدیا دیا دل لکت صنعتی
۱۰۵۵ھ

اختتام :-

کیا سعدیت کا یو قصہ تمام — بحق محمد علیہ السلام
ختم کر قلم رک یہاں سوں تمام — علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

ترقیمہ :-

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب مرقوم بخط محمد علی - ساکن مدن پلی - تحریر فی التاریخ - نہم شہر رمضان ۱۲۴۲ ہجری

(۲۱۳) پھول بن

نمبر مثنوی (۱۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۵۲)
سطر (۱۳) خط شکستہ - مصنف ابن نشاطی
تاریخ تصنیف ۱۰۶۶ھ کتابت ۱۱۹۳ھ

ابن نشاطی قطب شاہی دور کا مشہور شاعر ہے اس کا نام اب تک معلوم نہیں تھا - اب ڈاکٹر زور کی تحقیق کے لحاظ سے شیخ مظہر الدین نام تھا - دراصل یہ نثر نگار تھا - مگر اس کی یہ مثنوی پھول بن اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اردو ادب میں ممتاز ہے -

ابن نشاطی کے حالات دکن میں اردو، اردو شہ پارے وغیرہ کتابوں میں درج ہیں اس کے علاوہ دکھنی بورڈ کی جانب سے یہ کتاب شایع ہوگئی ہے اس کے مقدمہ میں ابن نشاطی کے حالات درج ہیں -

لندن میں بھی ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ اس کی صراحت
یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کر دی گئی ہے۔ ابن نشاطی
کو قطب شاہی دربار سے توسل تھا سلطان عبد اللہ
قطب شاہ کے دربار کا شاعر تھا۔

آغاز :-

اول میں حمد رب العالمین کا — دل و جاں سوں کہو جان آفریں کا
خداوند تجھے ہے حم خدائی — ہمیشہ تجکوں ساجی کبریائی

پھول بن کا تفصیلی قصہ مطبوعہ کتاب میں درج ہے
یہ ایک عشقیہ داستان ہے جس میں ضمنی کئی حکایتیں درج
ہیں۔ جن سے بیسیوں اشخاص کے کردار کی وضاحت ہوتی ہے

اختتام :-

مسلماناں سوں ہے امید واری
سخن داناسوں یو امید واری
کرینگے تو میسر ایو پھول بن سیر
کہوں یکبارگی جو عاقبت خیر

ترقیمہ :-

تمت تمام شد کار من نظام شد۔ ایں نوشتہ
علیم اللہ خاں صاحب ۱۱۹۲ھ۔ پھول بن کے قلمی نسخے کتب خانہ
سالار جنگ و کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو، د
جامعہ عثمانیہ، انجمن ترقی اردو اور علی گڈھ میں موجود
ہیں۔ پاکستان سے بھی یہ شایع ہو گئی ہے۔

(۲۱۴) گلشن عشق

نمبر مثنوی (۲۹۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۶۸)
سطر (۱۷) خط نسخ۔ مصنف نصرتی۔
تاریخ تصنیف ۱۰۶۸ھ کتابت ۱۱۶۴ھ

محمد نصرت نام، نصرتی تخلص، بیجاپور کے عادل شاہی
دربار کا مشہور شاعر۔ علی عادل شاہ ثانی کا ملک الشعراء تھا
اس کی مثنوی گلشن عشق کے علاوہ علی نامہ اور تاریخ اسکندری
کا علم ہو چکا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ کے قلمی نسخوں سے
واضح ہوتا ہے کہ ۱۰۸۳ھ میں نصرتی شہید ہوا تھا۔

نصرتی کے حالات تاریخ ادب کی کتابوں میں درج ہیں
مولانا ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے "نصرتی" کے نام سے ایک دلچسپ
اور معلومات آفریں کتاب میں اس کے حالات درج کئے ہیں
یہ نسخہ ناقص الاول ہے۔

آغاز :-

کہ یو جگ بھولایا سو تیرا حبیب
کہ شہ رگ تھے تیری ہے تجھ سوں قریب

گلشن عشق میں کنور منوہر اور مدمالتی کی عشقیہ داستان
نظم کی گئی ہے۔ گلشن عشق اور اسی مضمون کی دوسری کتابوں
کے متعلق میں نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں تفصیلی صراحت
کی ہے۔

اختتام :-

تلک جگ میں مقبول اچھو یو مدام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ :-

کاتب الحروف قصہ گلشن بندۂ درگاہ محمد غلام احمد
در شہر حیدرآباد بتاریخ بست و ہشتم شہر جمادی الاول
۱۱۶۴ھ روز یکشنبہ

گلشن عشق سالار جنگ بورڈ اور پاکستان سے شایع
ہو گئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ :
ادارہ ادبیات اردو کے علاوہ یورپ میں بھی موجود ہیں۔

(۲۱۵) گلشن عشق (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۴۳) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۵۲)
سطر (۱۳) خط نسخ۔

آغاز:-

ثنا صانع کی ہے جن ہے کتاب عشق کا بانی

دیا ہے حسن کوں خلعت کے ہر یک جزپہ عنوانی

عنوان کے دو شعر کے بعد آغاز

صفت اسکی قدرت اول سر آنو

دھریا جس نے یو گلشن عشق ناز

اختتام:-

ہوا طبع معطر دسے رنگیں نظر

جن سیر کرے عشق سوں گلشن . . .

(۲۱۶) بہرام و گل اندام

نمبر مثنوی شاملات (۸۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۹۱)

سطر (۱۵) خط نستعلیق - مصنف - طبعی -

تاریخ تصنیف ۱۰۸۱ھ کتابت ۱۲۳۶ھ

طبعی گولکنڈہ کا مشہور شاعر عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں موجود تھا - پھر سلطان ابو الحسن تاناشاہ کے دربار میں بھی رسائی تھی - حضرت شاہ راجو حسینی کا مرید اور معتقد تھا مثنوی میں اس نے اپنے مرشد اور بادشاہ کی مدح کی ہے طبعی کے حالات دکن میں اردو اور اردو شہ پارے میں درج ہیں -

آغاز:-

الٰہی تہیں ہور کرتار توں رنجن تہیں ہور ترنگساز توں

تمہیں آسماں ہور تمہیں دھرتری تمہیں قطب نہر ہور تمہیں مشتری

اس مثنوی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کی داستان نظم کی گئی ہے - اختتام پر تاریخ تصنیف بھی نظم کیا ہے -

کیا ہوں میں چالیس دن میں کتاب بہوت فکر کر رات دن بے حساب

کیا میں ہتیاں نوا کر جو سیس ہزار اور ہے تین سو پر سو تیس

اتھا سال تاریخ کا خوب یوں

سنے ایک ہزار و ہشتاد و یک میں ۱۰۸۱ھ

اختتام:-

یو نامہ پڑینگے تو بہر خدا پڑو فاتحہ نام لے کر مرا

یو نامے کو طبعی کیا ہے تمام بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ

تمت تمام شد کار من نظام شد در ماہ رجب بتاریخ چہاردہم بروز شنبہ بوقت سہ پہر ۱۲۲۷ھ - کاتب کرم خاں پسر اعظم خاں سال دورانی - باشندہ قمرنگر -

طبعی کی مثنوی شایع نہیں ہوئی - یورپ میں ایک نسخہ موجود ہے

(۲۱۷) قصہ ابو شحمہ

نمبر مثنوی ۶۱-۸ جدید) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۱)

سطر (۱۴) خط نستعلیق - مصنف اولیاء

تاریخ تصنیف ۱۰۹۰ھ . کتابت ۱۱۸۳ھ

اولیاء قطب شاہی دور کا شاعر ہے - مگر اس کو درباری شاہی سے کوئی تعلق نہیں تھا - دور قطب شاہی کے خاتمہ کے بعد بھی زندہ تھا - بعض نسخوں میں ابو شحمہ کے مصنف کا نام امین ہے - اولیا کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے - دکن میں اردو میں اس کا تذکرہ کر دیا گیا ہے -

آغاز:-

الٰہی میرے دل میں توں گیان دے

ہمیشہ جو مجھ میں ترا دھیان دے

نہ تجھ بن مجھے کوئی ادھار ہے

ہمیشہ ترا ذکر مجھ یاد ہے

اس مثنوی میں حمد و نعت کے بعد حضرت گیسو دراز کے بعد عالمگیر کی ستایش، تعریف سخن کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے - قصہ میں حضرت عمر اور ان کے فرزند کا بیان ہے یعنی عمر کے فرزند ابو شحمہ تھے - انہوں نے شراب پی لی اور حضرت

عمر نے بحیثیت خلیفہ وقت ان کو بموجب احکام شرعی کوڑے مارے۔ جس کے صدمہ سے ابو شحمہ مر گئے، اور ان کو دفن کر دیا گیا۔ ابو شحمہ نے خواب میں آکر خبر دی کہ ان کو شرعی سزا دینے کے باعث وہ جنت میں اچھی حالت میں ہیں۔

اختتام :-

زباں کی جو گھوڑے کو گردان توں
محبت ستے دے اوسے مان توں
زباں کی جو شمشیر کوں میان کر
صبوری توں کرنا ایس گیان کر

مصنف نے اس امر کی بھی صراحت کر دی ہے کہ یہ داستان اولاً فارسی میں تھی اس کے مصنف نعمت اللہ (نامی تخلص) تھے۔ ان کے فارسی قصہ سے دکھنی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے۔

اتھا در اصل یو قصہ فارسی
نظم خوش صفائی کی جیوں آرسی
سمایا ہے اس میں سو یوں دانہ دار
نزاکت لطافت ہر اک خوش نگار
او تصنیف تھا نعمت اللہ کا
کتے جیوں مدد پائے اللہ کا
تخلص اتو کا جو نامی اہے
یو نا مسے تخلص گرامی اہے

ترقیمہ :-

خاتمہ ۱۲۸۳ھ کاتب میر حفیظ اللہ حسینی

یہ کتاب قدیم زمانہ میں شایع ہوئی ہے۔ مگر اب نایاب ہے قلمی نسخہ کتب خانہ سالار جنگ، ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہیں۔

---

(۲۱۸) قصہ ابو شحمہ (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۵۸۹ جدید) سائز (۸×۵ ½ انچ)
صفحہ (۳۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ ناقص الآخر

آغاز :-

الٰہی میرے دل میں تون گیان دے
ہمیشہ جو مجھ میں تیرا دھیان دے

اختتام :-

سلام ہور دعا بولو مان باپکوں
تمہارے کرم تی چھوٹیا پاپ سوں

یہ آخری شعر اس عنوان کے تحت ہے :-

"در خواب دیدن حضرت علی کہ ابو شحمہ با رسول اللہ در بہشت نشستہ اند و پیغام دادن بحضرت عمرؓ"

(۲۱۹) قصہ رضوان شاہ و روح افزا

نمبر قصص (۱۲۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۷۹)
سطر (۱۳) مصنف۔ فائز۔ تاریخ تصنیف ۱۰۹۴ھ
کتابت۔ ۱۲۴۰ھ خط نستعلیق

فائز گولکنڈہ کے قطب شاہی دور کا شاعر ہے اس کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے اور یہ مثنوی بھی ایسی نہیں ہے جس کے لحاظ سے فائز کو شاعری کے لحاظ سے بلند مرتبہ دیا جاسکے۔ فائز کے مختصر حالات دکن میں اردو، اردو شہ پارے میں درج ہیں۔

آغاز :-

اول نام حق کا لے بولوں سخن
بندوں اسکی توحید کھولوں سخن
ہے اللہ معبود بر حق قدیم
کہ رحمان ہے خلق پر اور رحیم

اس مثنوی میں حمد و نعت کے بعد سبب تالیف کا

عنوان ہے۔ اس کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے جو فارسی سے
ترجمہ کیا گیا ہے۔ داستان ایک بادشاہ رضواں شاہ سے
متعلق ہے جو ایک پری روح افزا پر عاشق ہوجاتا ہے اور
اس کے حصول کے لیے بڑی بڑی مصیبتیں اور پریشانیاں جھیل کر
کامیاب ہوکر وطن کو واپس ہوتا ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر اور اختتام

انتھا جس وقت سال ہجرت ہزار
اس اوپر نود اس کے اوپر چہار
ہوا قصہ رضواں شہ کا تمام
نبی ہور ولی پر ہزاراں سلام

ترقیمہ

یہ قصہ تمام ہوا، ربیع الاوّل کے مہینے کے بیس پونو
کو تین پہر کے وقت پیر کے روز سنہ ہجری (۱۲۳۰)
میں لکھکر ہوا۔ واسطے یادگاری رہے۔

من نوشتم صرف کردم روزگار
من نمانم خط بماند یادگار

اس مثنوی کے قلمی نسخے کتب خانہ سالارجنگ۔ ادارۂ
ادبیات اردو اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں۔

(۲۲۰) قصہ رضوان شاہ (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۴۹-جدید) سائز (۵ ¾ × ۴ انچ) صفحہ
(۱۰۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ ناقص الآخر

آغاز:۔

ہوئی ماعرفناک پر معترف   پکڑ عجز کا کنجِ اے معتکف

اختتام:۔

کیا ہے جو راوی حکایت تمام
درود بر محمد علیہ السلام

---

(۲۲۱) قصہ چور

نمبر قصص (۵۱۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۰)
سطر (۱۷) خط۔ نسخ۔ مصنف۔ عبدالعلی۔
تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ

عبدالعلی کے حالات کسی تذکرہ یا تاریخ کی کتابوں میں
درج نہیں ہیں۔ اس کی ایک اور مثنوی "نامۂ علی" ادارہ
ادبیات اردو میں موجود ہے۔ اس سے بھی مصنف کے
حالات پر روشنی نہیں پڑتی۔

آغاز:۔

یو قصہ کہتا ہوں سنو چور کا
نہ آسماں زمیں بیچ کنتیں چور کا
کہتیں کہ گجرات یک شہر تھا
کہ وو چور اس جاپہ رہتا اتھا

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گجرات کے ایک شہر میں ایک
چور رہا کرتا تھا۔ اوسکو کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک عرصہ
کے بعد اس کو ایک فرزند تولد ہوا جو نہایت حسین اور
خوبصورت تھا۔ لڑکا جب بالغ ہوا تو باپ سے کہا کہ
اس کو اپنے پیشہ کی تعلیم دے۔ باپ نے کہا وہ چور ہے اور
یہی ہنر اس کو سکھائے گا۔ چنانچہ بادشاہ کے محل میں چوری
کے لئے گیا اور شہزادی کو قتل کرنا چاہا مگر شہزادی نیند کے
بیدار ہوگئی اور چور گرفتار ہوگیا اور کوتوال شہر کے پاس پیش
کیا گیا۔ کوتوال نے کہا کہ وہ ایک عرصے سے شہزادی پر
عاشق ہے مگر وصل نصیب نہیں ہوا۔ چور اس امر پر راضی
ہوا کہ کوتوال سے شہزادی کو ملا دے اس کے بعد چور کو قاضی
کے پاس پیش کیا گیا۔ قاضی نے اپنے ایک کام کی فرمائش کی
پھر اس کو بادشاہ کے پاس پیش کیا گیا اور بادشاہ نے
قتل کا حکم دیا۔ اس عرصہ میں دائی حاضر ہوئی اور

بادشاہ سے کہا کہ یہ دراصل بادشاہ کا لڑکا ہے جو غائب ہوگیا تھا۔ اس طرح جبر بادشاہ بن گیا۔

اختتام:۔

کہ تمت، کیا یو قصہ کا تمام دبرکت محمد علیہ السلام

(۲۲۲) ابلیس نامہ

نمبر مثنوی (۴۲۸) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۳۹)
سطر (۱۳) خط نسخ ۔ مصنف ۔ کمین
تاریخ تصنیف ۱۱۱۲ھ کتابت ۱۲۴۷ھ
مصنف کے متعلق کوئی حالات ہمدست نہیں ہوئے

آغاز:۔

الٰہی توں رحمان ہے ہور رحیم
تیرا فضل سب پر تو رحمت کریم
سرانا ن اکوں سزاوار ہے
کیا خلق بیحد اکر نہار ہے

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتی ہے۔ بتایا ہے کہ ایک دن حضرت محمدؐ صلعم سے ابلیس نے آکر ملاقات کی اجازت چاہی حضرت عمرؓ نے اجازت نہ دینے پر اصرار کیا۔ مگر حضرت محمدؐ نے ابلیس کو حاضر ہونے کی اجازت دی ابلیس حاضر ہوا۔ بیان کیا جو علماء کا دشمن ہوگا وہ دنیا میں ذلیل اور خوار ہوگا۔ آنحضرت نے اُس کو فرمایا۔ اپنے حاضر ہونے کا منشا ظاہر کرنا۔ ابلیس نے کہا آپ کے قدم دیکھنے آیا ہوں۔ آنحضرتؐ نے سوال کیا تیرا دشمن کون ہے۔ ابلیس نے کہا میرے کئی دشمن ہیں۔ اول تو وہ لوگ ہیں جو علی کو محبوب رکھتے ہیں۔ پھر وہ لوگ۔ جو عادل کرتے ہیں۔ اور جو صبر کرتے ہیں۔ اس طرح ابلیس تمام اخلاق حسنہ رکھنے والوں کے نام گنائے۔ اسی میں دوزخ اور جنت کا تذکرہ آیا ہے اور اپنے ہزاروں سال دوزخ میں رہنے کا تذکرہ کرتا ہے۔ پھر وہ عورتوں کا ذکر کرتا اور دنیا کی نیک عورتوں کے نام گنا تا ہے۔ اس میں بی بی سارا، بی بی مریم، حضرت بی بی خدیجہ، بی بی فاطمہ زہرہ، بی بی عائشہ بی بی سلمہ، بی بی حفصہ، بی بی آسیا کا ذکر کرتا اور بیان کرتا ہے۔ وہ جن لوگوں کو پسند کرتا ہے اس میں رشوت لینے والا قاضی، یتیموں کا مال کھانے والا اور امانت میں خیانت کرنے والا۔ اس میں مصنف نے بیان کیا ہے کہ یہ قصہ اولاً عربی میں تھا۔ عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا اور فارسی سے اُردو میں منتقل کیا گیا ہے۔

عربی انتھا یو ہوا فارسی نظر تن پر یا مجکوں جوں آرسی
ہوا تب نظم یو دکھن سال میں چمن آن موتی سیتیں تھال میں

تاریخ ترجمہ دکھنی شعر کا

اگیارویں صدی پر برس باروان
۱۱۱۲ھ چلا تھا ر ہجرت ہوئی بعد ازاں

اختتام:۔

سگل بیت ابلیس نامہ جو کیان
پانچ سو پر پچاس ہور پچیس سو کیان
مرتب ہوا قصۃ تمت تمام
درود اں نبی آل پر وا لسلام

ترقیمہ

بتاریخ ہفتم شوال کاتب الحروف عطار باوا ساب ولد شیخ حسین۔ مالک ایں کتاب قادر محی الدین عطار ۱۲۴۷ھ ہجری۔

جامعہ عثمانیہ میں اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۲۲۳) جنگ نامہ

نمبر مثنوی شاملات (۸۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۴)
سطر (۱۴) خط شکستہ ۔ مصنف ۔ اشرف

تاریخ تصنیف ۱۱۲۵ھ

سید اشرف نام اشرف تخلص۔ تذکرہ جات شفیق اور حمید کے
علاوہ میر حسن نے بھی اشرف کا تذکرہ کیا ہے۔ ولی کے ہمعصر ہونے
کی صراحت درج ہے۔ اشرف نے مثنوی بھی لکھی ہے اور مرثیے
بھی موزوں کئے ہیں اڈنبرا یونیورسٹی کے مخطوطہ میں اشرف کے
مرثیے موجود ہیں۔ انکی صراحت یورپ میں دکھنی مخطوطات میں
کردی گئی ہے۔

آغاز:۔

الہٰی دو نو جگ کا کرتار تو
دو عالم کا پیدا کرنہار تو
سچا تو خدا ہور......
دو تو جگ کوں پیدا کرنہار تو

مثنوی میں حمد و نعت اور منقبت حضرت علی کے بعد
اصل داستان شروع ہوتی ہے۔ قصہ میں واضح کیا گیا ہے کہ
ملک روم کا ایک بادشاہ فضل نام تھا اسکی ایک دختر سہل نام
نہایت حسین و جمیل تھی اور حسن و جمال کے ساتھ وہ بہادر اور
شجیع بھی تھی۔ آنحضرت صلعم کے حکم سے حضرت علی اس ملک کو
فتح کرنے روانہ ہوئے۔ بڑی جنگ ہوئی۔ حضرت علی نے بازی
جیت لی۔ فضل اور اس کی دختر مسلمان ہوگئے، اور فضل نے
اپنی دختر کو حضرت علی سے بیاہا۔ اور اس تقریب میں ایک
بڑی ضیافت ترتیب دی گئی۔ حضرت علی بعد فتح و فیروزی
مدینہ کو واپس ہوئے۔

تاریخ تصنیف کی صراحت اور تخلص کی صراحت

جو کوئی صفت ادنو کی سُنے گا تمام
یقیں جان اشرف ہے ان کا غلام
کہا شعر غربت کرے طور ہیں
سو فرخ سیر کے کیا دور ہیں
کیا ہوں بڑے شوق سوں جمع جاں
گیارہ سو پچیس سن ہجری پہچان

اختتام:۔

کیا مختصر جنگ یو بات میں
گیارہ سو اوپر چہار ابیات میں
مرتب کیا جنگ اشرف تمام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ

تمت تمام شد کاتب الحروف شیخ محمد مخدوم ولد
حسین صاحب...... موضع پرپلی پرگنہ انملہ

اس جنگ نامہ کا ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم لندن میں
موجود ہے۔ یورپ میں دکھنی مخطوطات میں صراحت کی گئی ہے

(۲۲۴) مخزن عشق (باغ جاں فزا)

نمبر مثنوی (۵۳۵) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۳۱)
سطر (۱۵) خط شکستہ۔ مصنف۔ وجدی۔
تاریخ تصنیف ۱۱۴۴ھ۔ کتابت ۱۲۳۷ھ

وجیہہ الدین نام وجدی تخلص۔ دکن کا مشہور صوفی شاعر ہے
اس نے شیخ عطار کی دو مثنویوں یعنی منطق الطیر اور گل ہرمز
کا ترجمہ پنچھی باچا اور تحفہ عاشقاں کے نام سے کیا ہے۔
اس کے حالات محمد بن عمر مرحوم نے اپنے مقالہ میں
تفصیل سے درج کئے ہیں جو "وجدی" کے نام سے شایع ہوا
ہے۔ دکنی میں اردو اور یورپ میں دکھنی مخطوطات۔ فہرست
کتب خانہ سالار جنگ میں بھی وجدی کا تذکرہ کردیا گیا ہے
ناقص الاول ہے۔

آغاز:۔

منگیا جو عشق کا کرنے پسارا — کیا حسن ازل کوں جلوا...
نکل کر پردۂ وحدت سوں یکبار — تجلا واحدیت کا سنیا ربہار

یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ اس میں جنگ وپیکار کی، ہنگامہ آرائی، عشق ومحبت کی دلچسپ اور دلکش عیش و نشاط کی پر لطف داستان سموئی گئی ہے۔ ہیرو کئی مصیبتیں جھیل کر پریشانیاں برداشت کرکے کامیاب واپس ہوتا ہے۔

تاریخ تصنیف اور مثنوی کے نام کی صراحت اختتام

اگر تاریخ کا ہے دل منے عشق
کر ابجد سوں حساب مخزن عشق
نکال اسنے عدد وجدی کے تیولیس
رہیگے تب اگیارہ سو چوالیس

جو سپر دیا دل میرے روزی عشق
تو بات آیا سراغ مخزن عشق

ترقیمہ

در ماہ جمادی الاول بتاریخ پانزدھم بروز سہ شنبہ بوقت اول پہار ۱۲۳۷ ہجری کاتب الحروف اعظم خاں ولد کرم خاں۔

اس مثنوی کے قلمی نسخے کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو کتب خانہ سالار جنگ اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں۔

(۲۲۵) مخزن عشق (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۶۸۷ جدید) سائز (۱۱½ × ۷ انچ)
صفحہ (۳۰۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

آغاز:-

کرتا ہوں بسم اللہ سوں حمد خدا و جل وعلا
وہاں تی انکھی ہے ایجوان یو مخزن عشق ابتدا
ہزاراں آفریں عشق آفریں پر
جسی ہی آفرینش آفریں کر

اس مثنوی کے مولف نے دو نام تاریخی رکھے ہیں ایک مخزن عشق جس کے ابجدی اعداد ۱۱۶۷ ہوتے ہیں اس میں سے صفت تخرجہ کے لحاظ سے وجدی کے اعداد (۲۳) خارج کرنے پر ۱۱۴۴ھ تاریخ برآمد ہوتی ہے گویا یہ ابتدائے تالیف کا سنہ ہے دوسرا نام باغ جانفزا ہے جس سے ۱۱۴۵ھ تاریخ نکلتی ہے۔ یہ خاتمہ کا سنہ ہے۔ دونوں تاریخوں کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

(۱)

اگر تاریخ کا ہے دل منے عشق — کر ابجد سوں حساب مخزن عشق
۱۱۶۷

(۲)

نکال اوستی عدد وجدی تیولیس — رہیں گے تب اگیارہ سو چوالیس
۱۱۴۴

(۳) یونہی بیاں خاتمہ جی شکر سوں بولیا ہوں
تاریخ جس کی ختم کا آیا ہی باغ جانفزا
۱۱۴۵

بہرکیف یہ نسخہ کامل اور قدیم ہے۔ آخری ترقیمہ کے لحاظ سے مصنف کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ حقیقی معنوں میں یہی واحد نسخہ ہے۔

اختتام:-

نکال اوستی عدد وجدی تیولیس
رہیں گے تب اگیارہ سو چوالیس
۱۱۴۴ھ

ترقیمہ

تمت کتاب مخزن عشق بخط مصنف کتاب ابوالبرکات

(۲۲۶) قصۂ ملکۂ مصر

نمبر قصص (۹۶۸ جدید) سائز (۶ × ۴ انچ)
صفحہ (۲۶) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
مصنف سید محمود۔ تاریخ تصنیف۔ سنہ ۱۱۰۱ھ
تاریخ کتابت سنہ ۱۱۰۱ھ

محمود کے متعلق کوئی حالات دستیاب نہیں ہوئے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہبی شخص تھے غالباً مہدوی مسلک کے تھے

سید خوند میر شاہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔

آغاز:

کہوں اب قصہ سب بجا اظہار کر

کتے ہیں شہنشاہ نیکبخت ور

یہ نسخہ ابتدا سے تقریباً ایک ورق ناقص ہے۔ ملکۂ مصر یعنے سلطان فیروز شاہ کی دختر کے قصہ کو (جو فارسی نثر میں تھا) دکھنی زبان میں منظوم کیا ہے۔

اختتام:۔

ایسا یاد کر دل کیں اپنا امام

درود بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ

تمت تمام شد بتاریخ ہفدہم ماہ صفر مرتب شد

کاتب الحروف شاہ کمال محمد

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے اور ادارۂ ادبیات اردو میں بھی ایک نسخہ ہے۔

(۲۲۷) قصہ ملکۂ مصر (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۱۵۲۱ جدید) سائز (۸ ۳/۴ × ۴ ۱/۲ انچ)

صفحہ (۲۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت ۱۱۵۰ھ

آغاز:۔

کروں میں ثنا صفت حق کا اول

بنایا ہے یو بیروی بے بدل

اختتام:

جداں ہو دیں حضرت سو تم ہم کلام

رکھیو مجھ بندے کا اپنے سو سلام

ترقیمہ

بتاریخ بستنو چہاردہ شہر شعبان ۱۱۲۵ ہجری

بتاریخ پانزدہم ماہ جمادی الثانی تمام کردہ شد۔ برائے خواندن خود ترقیم نمودہ شد۔ فقیر حقیر محمد علی ۱۱۵۷ھ

(۲۲۸) مجموعہ مثنویات (قایم و میر وغیرہ)

نمبر مثنوی (۲۴۵ جدید) سائز (۷ ۱/۲ × ۶ انچ)

صفحہ (۱۸۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف

قائم و میر وغیرہ۔ تاریخ کتابت ۱۲۷۵ھ

آغاز (مثنوی اول قائم)

الٰہی شعلہ زن کر آتش دل تپ دل دے بقدر خواہش دل

آغاز (مثنوی دوم میر)

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال

اس مجموعہ میں حسب ذیل مثنویات و دیگر مخمسات وغیرہ ہیں۔

(۱) مثنوی عشقیہ از قائم (۲) دیگر مثنوی عشقیہ از میر۔ (۳) قصائد سودا در منقبت نبیؐ و علیؓ۔ (۴) ہجویات سودا در شان مولوی ساجد (۵) مخمسات سودا (۶) انتخابات دیوان ناسخ (۷) واسوخت جرادت (۸) چند غزلیات ایک دو دو۔ عزلت۔ ظفر۔ یقین۔ سودا۔ سراج و قاسم کے تحریر ہیں۔ آخری حصہ ناقص ہے۔ مظہر کے صرف دو شعر پر خاتمہ ہے۔

اختتام (مثنوی اول)

بس اب قایم خموشی پیشہ کر تو سخن کے طول سے اندیشہ کر تو
کہ اس حسن تکلم پہ طوالت مبادا ہو کسے دل کو ملامت

اختتام (مثنوی دوم)

میر اب شاعری کو کر موقوف عشق ہے ایک فتنۂ معروف
لب پہ اب مہر خاموشی بہتر یہاں سخن کی فراموشی بہتر

اختتام (آخری منظر)

خدا کے واسطے اوسکو نہ ٹوکو

جہاں میں ایک وہ قاتل رہا ہے

(۲۳۰) قصۂ لال و گوہر

نمبر قصص (۶۴۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۵)

سطر (۱۳) خط شکستہ مصنف عارف الدین خاں

عاجز۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۵ھ

مصنف کے حالات سلسلۂ نمبر (۴۷) پر درج

ہو چکے ہیں۔

آغاز

الٰہی عشق میں عشاق کر منجھ

آپکی شوق کا مشتاق کر منجھ

شریعت کا جہاں ہے شرع عام

اے دل کا کرو ہاں آغاز و انجام

اس مثنوی میں اولاً حمد و نعت اور عشق کی تعریف کے بعد داستان شروع ہوتی ہے۔ یہ داستان اندر سبھا کے طرز کی داستان ہے۔ ایک شہزادہ لال نام کا اپنے محل کے چھت پر سوتا ہے۔ گوہر نام کی پری کا اس طرف گذر ہوتا ہے اور شہزادہ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتی ہے اور شہزادہ کا پلنگ اٹھا منگواتی ہے۔ اس کے بعد عاشق و معشوق بیسیوں مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں بالآخر دونوں کی شادی ہوتی اور لال شہزادہ اپنی معشوقہ گوہر پری کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو واپس آتا ہے۔

اختتام:-

خموشی سیں زباں کو آشنا کر ہوا افسانہ آخر مدعا کر

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ اونکو دو جہاں میں سرخ رو رکھ

ترقیمہ:- ایں قصۂ لال گوہر بہ ماہ ربیع آخر بتاریخ بست و پنجم بروز دوشنبہ بوقت ساعت مشتری در بلدہ مہور در جالی خاص اسٹور نوشتہ ام از ارقام ابن ..... احقر العباد بندہ حقیر حوالہ دار غلام محی الدین ولد محمد عمر۔

یہ مثنوی ۱۳۰۳ھ میں مدراس میں اور ۱۳۰۸ھ میں بمبئی میں طبع ہوئی ہے، اب مطبوعہ نسخے نایاب ہیں۔ قلمی نسخے کئی کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ، ادارۂ ادبیات اردو وغیرہ میں قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۲۳۱) لال و گوہر (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۹)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجکو یاقوت معانی

اختتام:-

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ اونوں کوں دو جہاں میں سرخ رو رکھ

ترقیمہ

ایں قصہ لال و گوہر۔ کاتب الحروف محمد جعفر ساکن کرنول در بلدہ نوشتہ شد۔ یہ مثنوی دوسری مثنویوں کے ساتھ مجلد ہے۔

(۲۳۲) قصۂ لال و گوہر (تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی شاملات (۸۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۰)

سطر ( ) خط نستعلیق۔ (ناقص الآخر)

آغاز:-

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجھ کو یاقوت معانی

اختتام:-

اے عاجز سخن کب لگ کہیگا سخن کی فکر میں کب لگ رہیگا

(۲۳۳) لال و گوہر (چوتھا نسخہ)

نمبر قصص (۴۱ ۱۵ جدید) سائز (۸ ۳/۴ × ۷ انچ)
صفحہ (۹۸) سطر (۹-۱۱) خط شکستہ
تاریخ کتابت ۱۲۷۷ھ۔

آغاز:۔

الٰہی مجھ کو دے رنگین بیانی عطا کر مجکو یا قوت معانی

اس نسخہ میں دکھنی آرٹ کے معمولی (۵۳) تصاویر ہیں

اختتام:۔

بھیجو صلوات حضرت پر تو دائم
رکھے گا بہشت میں وو جی قایم

ترقیمہ:۔

رقیمہ فتح چند ولد رائے مول چند ابن رائے جادو رائے قوم کابستہ سکنہ دوسری ساکن گولی پورہ در عمل نواب صاحب قبلہ نواب افضل الدولہ بہادر حضور پرنور بتاریخ بست و دویم ماہ محرم سنہ ۱۲۷۷ھ بابتہ سال ایام سنہ ۱۲۶۹ف در نوکری علاقہ حضرت نواب صاحب قبلہ نواب عمدۃ الملک بہادر در پیش دستی رائے گلاب رائے

(۲۳۴) مثنوی لعل و گوہر (پانچواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۱۴۶۹ جدید) سائز (۷ ۱/۲ × ۴ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۶۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

الٰہی مجکو دے رنگیں بیانی عطا کر مجکو یا قوت معانی

یہ نسخہ مصور ہے اس میں مغل آرٹ کی کل (۵۸) تصاویر ہیں۔ یہ نسخہ قریب عہد مولف کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن نسخہ ناتمام ہے۔ لوح مطلا مذہب تھی جس کا نصف حصہ دیمک خوردہ ہے

اختتام:۔

کہا سب گھر میں نوبت بجاؤ
دہنڈورا عیش کا گھر گھر پھراؤ

(ناتمام)

(۲۳۵) ظفر نامہ و مہر و ماہ

نمبر مثنوی (۴۶ ۱۴۵ جدید) سائز (۱۱ ۱/۲ × ۷)
صفحہ (۴۲۶) سطر (۱۹) خط نستعلیق
مصنف سید مظفر، تخلص مظفر،
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۰۰ ہجری۔

سید مظفر کے متعلق صحیح حالات معلوم نہیں ہوئے چنانچہ میں نے اپنی مرتبہ فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں بھی صراحت کی ہے۔ ڈاکٹر زور صاحب کا خیال ہے کہ یہ سید مظفر وزیر ابو الحسن تانا شاہ ہو سکتا ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب کو شبہ ہی ہے کہ یہ اسکی تصنیف ہے یا نہیں (تذکرہ مخطوطات جلد (۵) صفحہ ۴۹) بہرحال مصنف کے متعلق کوئی صحیح رائے نہیں دیجا سکتی۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ اس کو دکن سے تعلق تھا۔ سید ایوب شاہ کا مرید تھا۔

آغاز:۔

تجہ حسن کے دریا کو ہے وسعت جتنا
کیوں قطرہ کہے کہ اوسے ہے اتنا اوتنا

الٰہی کرم سات کر یاوری جو دل ہوے میرا خسرو خاوری

مصنف کے تخلص کے بعض شعر اور کتاب کا نام

مظفر توں رکہ اس حکایت کو بیاں
ظفر نامہ عشق کا کر بیاں

مظفر ترا نعت گو اے رسول تو کرتا ہے خدمت کو اوسکے قبول
مظفر کہا قصہ مہر و ماہ کہا ہیگا اوس سے با حوال اِماہ

مثنوی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی تصنیف عالمگیر اورنگ زیب کے عہد میں ہوئی کیونکہ اس میں عالمگیر کی مدح موجود ہے۔

اس مثنوی میں عاقل خاں رازی کی مثنوی مہر و ماہ کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ جدا گانہ افسانہ ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بادشاہ کو اولاد نہیں تھی۔ ایک زاہد کے پاس دعا کے لئے گیا۔ زاہد نے اپنا دروازہ نہیں کھولا۔ زاہد کو غیب سے ہدایت ہوئی کہ بادشاہ تیرے پاس دعا کے لئے آتا ہے اور تو اس سے ملنے سے گریز کرتا ہے۔ ندا سنکر زاہد باہر آیا اور بادشاہ کو خوش خبری دی کہ خدا تیرا مقصد پورا کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ کو فرزند تولد ہوا۔ جب ستر سال کا ہوا تو دریائی سفر پر روانہ کیا گیا۔ اس سفر میں شہزادہ عشق میں مبتلا ہو گیا۔ مصیبتیں جھیلیں، آفتیں برداشت کیں بالآخر کامیاب واپس آیا۔

نصرتی کی مثنوی گلشن عشق کے عنوان اشعار میں درج ہیں اس طرح بعض دوسرے شعرا نے اسکی پیروی کی ہے چنانچہ مظفر نے بھی اس کے عنوان اشعار میں قلمبند کئے ہیں

اختتام:-

میں اب ختم کرہات سے اپنی دہر
کیا ختم نامہ یہ صلوات پر

اس مخطوطہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارکاٹ کے ایک شاعر مذنب نے اس کا دوسرا حصہ "پنجۂ آفتاب" کے نام سے لکھا ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

یہاں ختم مہر و ماہ ہو چکا · · · یمین کا جو احوال باقی رہا
سو ہے قصۂ پنجۂ آفتاب · · · بنی ایک علیحدہ ہے خاص کتاب
بجلد دوم ذکر او باتمام · · · مفصل ہوا ہے یہاں لا کلام
دیکھو دوسرا دفتر گلشن شوق ساتھ · · · کہ تا قصہ پوری سمج ہو گی بات

مثنوی پنجۂ آفتاب کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب "مدراس میں اردو" میں کیا ہے اور نمونہ کلام بھی شامل ہے "پنجۂ آفتاب" سے واضح ہوتا ہے کہ مظفر کے قصے مہر و ماہ نامکمل ہونے سے دوسرا حصہ لکھ کر قصہ کو مکمل کیا گیا ہے۔

"ظفر نامۂ عشق" شایع نہیں ہوا۔ اس کے دو قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ اور ایک قلمی نسخہ ادارۂ ادبیات اردو کے کتب خانے میں موجود ہے۔

عالمگیر کی مدح کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

خدا کے جو خاصاں میں خاصہ او
رسولِ خدا کا خلاصہ ہے او
سوا وکن جو شاہ اورنگ زیب
کیا فکر کوں دور اس سے نہیب
دھریں لطف سو اس پو آل رسول
اچھے شاخ پر سائباں جیوں کہ پھول
رہے اس کے سایہ میں خلق خدا
دل و جاں سو کرتے دعا و ثنا
معلم ہر اک علم کا باعمل
کیا ہے سبھی علم مشکل کوں حل
ہے معلوم علم حقائق او سے
ہے کم شوق رمز حقائق او سے
توی طالع و شاہ اختر بلند
کمند سٹ پکڑتا ہے کیواں کوں بلند

مذنب کی مثنوی "پنجۂ آفتاب" کا ایک نسخہ کتب خانہ ہذا میں موجود ہے جس کا تذکرہ صفحات آیندہ میں کیا گیا۔

(۲۳۶) قصہ محمد بن حنیف

نمبر مثنوی (۵۴۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۴۴)
سطر (۱۲) خط شکستہ۔ مصنف۔ سیوک

تاریخ تصنیف - سنہ ۱۰۹۲ھ - ناقص الاول و آخر

سیوک کے متعلق کسی کو تفصیلی معلومات نہیں ہیں صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ یہ قطب شاہی دور کا شاعر ہے - اور آخری زمانہ میں موجود تھا - ڈاکٹر زور صاحب کا خیال ہے سیوک غیر مسلم شاعر تھا -

آغاز :-

کمر باند نکلیا ہوں دعوے بدل
کچل نے یزیداں کوں شمشیر تل
دیکھت یو لکھا دین کمر باند زور
مدد کرتے حیدر کے فرزند زور

اس مثنوی میں محمد بن حنیف اور امام حسین کے متعلق ایک فرضی داستان نظم کی گئی ہے - اس قسم کی کئی داستانیں ملتی ہیں جن کے متعلق میں نے ایک علیحدہ مقالہ میں تفصیلی صراحت کردی ہے -

اختتام :-

حنیف شاہ شیر نبی کی زباں
یہ پچھانے لگیا مار گنج گراں
لگیا مارنے بھانے ......
کہ چند مہرج جس جگر سے

کتب خانہ سالار جنگ اور ادارہ ادبیات اردو میں اس مثنوی کے قلمی نسخے موجود ہیں - علاوہ ازیں یورپ میں بھی نسخے ہیں (یورپ میں دکھنی مخطوطات)

(۲۳۷) جنگ نامہ محمد حنیف

نمبر مثنوی (۱۵۱۲ جدید) سائز (۸×۶ انچ) صفحہ (۵۳) سطر (۱۲) خط نستعلیق - مصنف

محمد امین --- تاریخ تصنیف - مابعد سنہ ۱۱۰۰ھ

امین تخلص کے کئی شاعر دکن میں ہوئے ہیں جن کے تفصیلی حالات ہمدست نہیں ہوئے - بعض کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ امین الدین علی کے سلسلہ میں مرید ہیں -

آغاز :-

الٰہی توں ستار ہر عیب کا   تو دانا ہے عالم پو ہر غیب کا

اس مثنوی میں محمد حنیف شاہ اور شعری پری کے قصہ کو دکھنی زبان میں نظم کیا گیا ہے - قصہ کا اختصار یہ ہے کہ حضرت محمد حنیف گھوڑے پر سوار جنگل اور پہاڑوں میں گشت کر رہے تھے کہ ایک پری سے جس کا نام شعری پری تھا ملاقات ہوئی جو اپنے مرد غضنفر نام کے ظلم سے پریشان تھی - مختصر یہ کہ اوس پہلوان سے مقابلہ کر کے اون کو قتل کر دیا اس کے بعد اوس کے باپ کی فوج اور اس کے خسر کی فوج سے مردانہ وار مقابلہ کر کے سب کو شکست فاش دی اور آخر میں سب مسلمان ہوگئے اور شعری پری کو اوس کے باپ نے حنیف شاہ کے نکاح میں دیدیا - اس نظم میں (۷۰۰) ابیات ہیں مصنف کا نام آخر میں خاتمہ سے ۲ سطر پہلے لکھا ہے -

کے خادم فقیران کا محمد امین
کے فرزند مخدوم جنیکا امین

اختتام :-

کیا سات سو بیت دو کہتے تمام
پرویا ہوں موتیاں کے ہاراں تمام
ہزاراں درود ہزاراں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ

درماہ شوال تاریخ چوبیس ۲۴ دین روز چہار شنبہ ختم شد - باخط غریبا بندہ کمترین شیخ ایدا محمد موتوں مقام بابانگر -

اس قصہ کو فارسی سے دکھنی میں ترجمہ کیا گیا ہے -

انتھا یو قصہ فارسی یو تمام
کیا ہوں لکھن سال پر خاص و عام

(۲۳۸) جنگ نامہ حنیف شعری پری
(دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۳۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۶)
سطر (۱۳) خط۔ نسخ۔

آغاز

الٰہی توں ستار ہر عیب کا ۔ تو دانا ہے عالم پر ہر غیب کا

اختتام (ناقص الآخر)

کہ برسائے تیراں ہزاراں ہزار
جھوٹے سانگ داراں کے سانیکار
اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں

(۲۳۹) جنگ نامہ زیقوم بادشاہ

نمبر مثنوی (۵۱۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۲)
سطر (۲۷) خط۔ نسخ۔ مصنف۔ قاسم علی
تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ ۔ ناقص الآخر۔
مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز :۔

کروں وصف اول سو پروردگار
جو کچھ تھا سو پنہاں کیا آشکار
فلک کوں کیا بے ستوں استوار
زمیں کوں رکھیا آب پر برقرار

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو زیقوم بادشاہ سے جنگ کرنے روانہ کیا، بادشاہ کی لڑکی خنابیل مسلمان ہو گئی۔ حضرت علی کے ساتھ آپ کے تینوں صاحبزادے، امام حسنؓ امام حسینؓ اور محمد بن حنیف بھی شریک جنگ تھے۔

مثنوی ناقص الآخر ہے۔
مصنف کے تخلص کا شعر جو حمد کے آخر میں ہے۔

اے قاسم علی بس کر اس بات کوں
سمج خوب توں اپنی ذات کوں

اختتام

تینوپر کو مسلمان کئے
جکچہ حق انتھا سب دکھلادے

(۲۴۰) شکار نامہ محمد حنیف

نمبر مثنوی (۵۱۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۸)
سطر (۱۳ تا ۱۷) خط۔ نسخ۔ مصنف۔ محمد قادری
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۲۵۵ھ

قادر دکن کا مشہور شاعر ہے ۱۱۶۹ھ کے قبل اس کا انتقال ہونا پایا جاتا ہے۔ اردو شہ پارے اور دکن میں اردو میں اس کا تذکرہ موجود ہے

آغاز :۔

الٰہی توں قدرت کا غفار ہے
دو جگ کے بندیاں کا توں آدھار ہے
تیرے حکم سوں سب غفور الرحیم
کہ جیوم قیوم صاحب کریم

اس مثنوی کی داستان یہ ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن اور امام حسین اپنے بھائی محمد حنیف کو لے کر شکار کو گئے۔ جنگل میں ایک ترو تازہ باغ ملا۔ باغ میں ٹھہر کی نماز پڑھی، اس عرصہ میں ایک دیو آیا! دیو سے محمد حنیف کا مقابلہ ہوا۔ محمد حنیف کامیاب مدینہ کو واپس ہوئے۔
یہ داستان فارسی سے ترجمہ کی گئی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر موجود ہے۔

قصا یو انتھا فارسی میں اول ۔ سو دکھنی میں لایا ہوں میں کر کو جل

اس مثنوی سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف کو قادریہ طریقہ میں بیعت حاصل تھی۔

اختتام:۔

محمد پو بھیجو درود و سلام
محمد کیا قادری یو کلام
ہزاراں درود و ہزاراں سلام
زویاں بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔

این شکار نامہ محمد حنیف شہ نوشتہ این خط نسخ شیخ سلطان کمترین مولانا۔ قصبہ اکوٹ پرگنہ ہوکرٹ سنہ ۱۲۵۵ ہجری۔

(۲۴۱) قصہ شمعون

نمبر مثنوی (۵۲۱) سائز (۸×۶) صفحہ (۷۰)
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ مصنف۔ حسین
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۵۰ھ۔ کتابت سنہ ۱۲۶۵ھ

حسین تخلص کے دکن میں ایک سے زیادہ شاعر ہوئے ہیں لیکن ان کے تفصیلی حالات کا پتہ نہیں چلتا۔

آغاز:۔

ثنا صفت سب تس سزاوار ہے
یو سب اس کی قدرت کا گلزار ہے
کیا کاف حق نوں سوں کل ظہور
الیس معرفت کا بھرا سب میں نور

اس مثنوی کا خلاصہ یہ ہے کہ خالد بن ولید کو سات بیٹیاں تھیں۔ کوئی لڑکا نہیں تھا۔ خدا سے اونھوں نے دعا مانگی۔ دعا قبول ہوئی اور فرزند تولد ہوا۔ اس کا نام شمعون رکھا۔ شمعون تولد ہوتے ہی مسلمان ہوگئے اور اپنے باپ کو بھی ترغیب دیکر مسلمان کردیا۔ اس عرصہ میں ابوجہل شمعون کا دشمن ہوگیا۔ اور آنحضرتؐ و شمعون کو قتل کرنے کی سازش کرنے لگا۔ سرافہ کو سو اونٹ کا لالچ دے کر آنحضرتؐ کے قتل پر متعین کیا مگر کامیابی نہیں ہوئی شمعون کو آنحضرتؐ لشکر دے کر قبطی قوم سے لڑنے روانہ کرتے ہیں، پھر ان کی مدد کے لئے ان کے والد خالد بھیجے جاتے ہیں۔ شمعون کو فتح ہوتی ہے اور وہ "ماریہ قبطیہ" کو آنحضرتؐ کے لئے شاہ قبطی کا تحفہ لے کر واپس آتے ہیں۔ مثنوی عنوانات کے تحت لکھی گئی ہے۔

اختتام:۔

اتھا اس عدو پر نبی کا وصال
یہ قصہ کے بیتیاں جتنے خوش مثال
کیا ہیر کے دن یو قصہ تمام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام بعون اللہ الملک العلام قصۂ شمعون رضی اللہ عنہ۔ بہ مکان پدر شیخ محمد ولد شیخ سلطان کمترین مولانا خط نوشتہ۔۔۔۔ وقت فجر سنہ ۱۲۶۵ھ

کتب خانہ سالار جنگ میں قلمی نسخہ موجود ہے

(۲۴۲) قصہ شمعون (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی شالا (۷۳) سائز (۸×۶) صفحہ
(۱۰۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق

آغاز

ثنا صفت سب تس سزاوار ہے
یو سب اسی کی قدرت سزاوار ہے

مصنف کے تخلص اور مثنوی کے اشعار کی تعداد۔

او جاہات بولیا او عاجز حسین
الہی [illegible] جگ میں دے منج کو چین

عجب بیت قصہ اجر کا ہے گنج
ہزار ایک سو بیت پر چہل و بنج

اختتام:-

انتہا اس عدو پر نبی کا وصال
یہ قصہ کہ جیتا رہے خوش مثال
کیا پیر کے دن یو قصہ تمام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

ہزار دو صد اور باسٹھ سنے تھی تاریخ ربیع الاول کی انیس۔ نقل یو قصہ کا یکشنبہ کا روز۔ مدد کریا نبی پیراں کاتب محمد ابو بکر۔

(۲۴۳) قصۂ فتح شہر بربر

نمبر مثنوی شاملات (۸۱) سائز (۸×۷) صفحہ (۱۵) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ مصنف۔ محمود
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

محمود تخلص کے ایک شاعر کا تذکرہ ہو چکا ہے جس نے "قصۂ ملکہ مصر" لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ وہی شاعر ہو۔ یا کوئی دوسرا شاعر۔ افسوس ہے تیقن کے ساتھ کوئی صراحت نہیں کی جاسکتی۔

آغاز

نوادر اب سنو یہاں سے حکایت
شہنشاہ ولایت کا ہے یہ شجاعت

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے جس میں حضرت علیؓ ہیرو ہیں اور شہر بربر کو فتح کرتے ہیں۔

تخلص کا شعر-

ارے محمود اب زودی سے زر گوش
نبی کن چل شتابی کر قدم بوس

اختتام:-

اپنا محمود زودی کرنوں اتمام
بحق مصطفےٰ شافع الشعام

(۲۴۴) قصہ سیاہ پوش

نمبر قصص (۸۰۰ جدید) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف خاکی
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۷۵ھ کتابت ۱۱۸۳ھ

خاکی تخلص کے ایک سے زیادہ شعراء پائے جاتے ہیں۔ زیر بحث خاکی کا نام سید محمد قادری تھا اور ریختی میں موزوں کرتا۔ اس کا دیوان مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کے کتب خانہ میں موجود تھا، خاکی نے اپنا تخلص کبھی رحمان بھی کیا ہے۔

آغاز:-

تواریخ ناموں میں دیکھا ہمیں
جو سر بستہ تھا سلطنت کا سخن
کہ سلطان محمود صاحب نظر
ہوس کی گلیوں میں نگر کی خبر

داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی رات میں بھیس بدل کر شہر میں گشت کیا کرتا۔ تاکہ شہر کے حالات سے باخبر رہے۔ ایک رات وزیر کے مکان کو دیکھا کہ کمند لگی ہوئی ہے اور ایک جوان اس کے ذریعہ اوپر چڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اوس کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ مجھے صبح تک کے لئے رہا کیا جائے تو میں صبح حاضر ہو جاؤں گا۔ کوتوال نے ضمانت طلب کی نوجوان اپنے باپ کے پاس ضمانت کے لئے گیا۔ باپ نے ضمانت دینے سے انکار کیا۔ پھر اس کے بعد وہ نوجوان اپنے دوست کے پاس گیا اور دوست نے اس کے بچانے

خود صبح تک کوتوالی میں رہنے آمادہ ہوگیا اور جوان کو رہا
کردیا گیا۔ جوان اپنی معشوقہ (وزیرزادی) کے پاس آیا
اور بیان کیا کہ وہ دوسرے دن صبح تک زندہ رہے گا
اس لئے دونوں مل کر تمام رات قرآن شریف کی تلاوت
کرتے رہے۔ صبح کو جوان کوتوالی میں حاضر ہوگیا۔ سلطان
محمود نے پورے واقعات جوان سے سنکر وزیرزادی کا عقد
اس سے کردیا۔

اختتام اور فارسی سے ترجمہ کرنے کی صراحت

یو خاکی کیا سنکر نظم دکھنی   ہزاروں درود ......
یو سنکر پڑو فاتحہ ہور درود   محباں یو سگل ہوئے آساں
اتھا فارسی یار من یار او   یو دکھن گلاں کا کیا بار ہو

ترقیمہ:-

کاتب میر حفیظ اللہ حسینی۔ بتاریخ ۱۲ر شوال ۱۳۰۵ھ
کتب خانہ سالار جنگ اور ادارۂ ادبیات اردو میں اس کا
ایک نسخہ موجود ہے۔

(۲۴۵) قصۂ سیاہ پوش (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۵۰۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۰) سطر ۱۲
خط۔ نستعلیق

آغاز

تواریخ نامہ میں دیکھا ہمن   جو سربستہ تھا سلطنت کا سخن

اختتام:-

کیا شاہ رحماں نے قصہ تمام
بحق محمد علیہ السلام

(۲۴۶) قصۂ زیتون (جنگنامہ محمد حنیف)

نمبر مثنوی (۳۷۷) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۰۰)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۰۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:-

الٰہی دو عالم کا کرتار توں
دو نو جگ کا پیدا کرنہار توں
کیا اپنی حکمت سوں قدرت ظہور
زمیں آسماں ہور ملایک و حور

اس داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر کے دور خلافت میں
محمد حنیف شکار کھیلنے گئے آپ کے ساتھ آپ کے پانچ دوست بھی تھے
جس میں ابن ابوبکر اور ابن عمر بھی شامل تھے شکار کے لئے جب جنگل پہونچے
تو ایک گرد و غبار نظر آیا اور جب گرد و غبار صاف ہوا تو ایک حسین و
جمیل عورت گھوڑے پر سوار تھی۔ اس نے محمد حنیف سے دریافت کیا اس کی
شکارگاہ میں کیوں آئے ہو؟ وہ زیتون نام شاہ روم کی دختر تھی۔ دونوں
طرف سے لڑائی ہوئی محمد حنیف گرفتار ہوگئے لیکن آپ کے دوستوں نے آپ کو
رہا کرالیا۔ دوبارہ پھر مقابلہ ہوا اس مرتبہ محمد حنیف کامیاب
ہوگئے اور زیتون شہزادی سے عقد کرلیا اور
واپس ہوئے۔

اختتام:-

ہوا یہاں سے قصہ سواب ذوالکرم
محمد حنیف ہیں سبھوں کے امام
سلام علیکم، علیک السلام
ترا نیک نام اور ترا نیک نام
یہاں تے یو قصہ ہوا ہے تمام
زیر برکت محمد علیہ السلام

ترقیمہ

قصۂ زیتون حسب فرمائش صوبہ دار فقیر احمد صاحب
روز چہار شنبہ وقت چاشت در مزرعہ دلیر آباد
واقع چنور محمد ابوبکر بخط زشت اتمام یافت
محمد حنیفہ کے متعلق کئی داستانیں ہیں جو یارھویں صدی

اور تیرھویں صدی ہجری کے اوایل میں لکھے گئے ہیں۔ میں نے ایک تفصیلی مضمون اس قسم کے داستانوں کے متعلق لکھا ہے اس داستان کے مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں پائے جاتے ہیں۔

(۲۴۷) جنگ نامہ زیتون و محمد حنیف

(دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۱۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۸۰)

سطر (۱۳) خط۔ نسخ۔

آغاز:۔

الٰہی دو عالم کا کرتار توں　　دونو جگ کا پیدا کرنہار توں

اختتام:۔

ہوا جنگ زیتوں کا سارا تمام

محمدؐ کے بھیجو درود و سلام

ترقیمہ:۔

ایں قصہ بی بی زیتون ختم شد در ماہ ذیحجہ روز چہارشنبہ ختم شد بتاریخ بیسویں با خط شیخ ابی محمد است مقام بابانگر۔

(۲۴۸) جنگ نامہ زیتون و محمد حنیف

(تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی شاملات (۸۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۹۴)

سطر (۱۲) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۵۵ھ

آغاز

کیا اپنی قدرت سوں خلقت ظہور

زمیں آسماں ہور ملک جن و حور

اختتام:۔

یو دتی یو کہئے جواب الکرم

محمد حنیف ہیں بس مدد کریں امام

ترقیمہ

تمت تمام شد ایں جنگ نامہ ماہ رجب دوشنبہ ۱۲۵۵ھ ہجری

(۲۴۹) نافرمان عورت

نمبر مثنوی (۵۱۸) (۷۲) شعر

مصنف۔ شیخ مخدوم۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۱۷۵ھ

مخدوم کی یہ مثنوی یورپ میں بھی ہے جس کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں کر دیا ہے شاعر کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

سو... تجھے نیند آتی ہے کیوں

پیاری تجھے سیج بھاتی ہے کیوں

پیارے پیا کوں ...... رکھ

اپیس ہو کنے ...... رکھ

اس داستان میں بیاں کیا گیا ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی تھی۔ اس کا شوہر صاحب دل تھا مجبور ہو کر شوہر نے بد دعا کی اس بد دعا کے اثر سے عورت کے پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ آخر مجبور ہو کر عورت نے شوہر سے معافی مانگی۔ شوہر نے معاف کر کے دوبارہ دعا کی اور عورت کا درد شکم اچھا ہو گیا۔

اختتام:۔

کہے شیخ مخدوم زباں کھول صاف

ہر اک بولے گے گنہ ہے اوصاف

ہریک ہسار لایا یو پورا کلام

محمدؐ نبی پر درود و سلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد۔ کار من نظام شد

(۲۵۰) قصہ محمد حنیف

نمبر مثنوی شاملات (۸۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۲)
سطر (۱۲) خط شکستہ - مصنف - محمود
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۷۵ھ
ایک محمود کا تذکرہ کردیا گیا ہے
یہ مثنوی ناقص الاول و آخر ہے۔

آغاز:-

حکایت مجلس دویم کا بولوں
دین کے جام میں شکر کوں گھولوں

اس مثنوی میں بھی محمد حنیف کی داستان ہے جو ناقص الاول و آخر ہے۔

اختتام:-

امرے محمود کر اب بات آخر
قلم دست فسخ میں کر مسافر
اپنا غازی کا شہ کی کچھ بیاں کر
بیاں مذکور مجلس میں عیاں کر

(۲۵۱) جنگ نامہ ذیقوم

نمبر مثنوی شاملات (۷۹) سائز (۸×۷) صفحہ (۹۲)
سطر (۱۲) خط نسخ - مصنف - نامی -
مصنف کے حالات صفحہ (۸۸) پر درج ہوچکے ہیں۔

آغاز:-

خدایا جگ کا تو پروردگار
کیا تج حکم سوں ہوئی لیل و نہار
ہے خالق زمیں ہور زمانے کا توں
ہے رازق جتے انس و جن کا توں

اس مثنوی کی داستان یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو اطلاع دی گئی کہ ذی قوم ملک کا بادشاہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کرتا ہے۔ اس کا تدارک کیا جائے۔ آنحضرت نے اعلان جنگ کر کے ایک لشکر روانہ کیا اور اولاً اسلام کی دعوت دی گئی۔ مگر اس نے قبول نہیں کیا۔ جنگ ہوئی جس میں حضرت علی اور محمد حنیف نے بہادری کے جوہر پیش کئے۔ بعد کامیابی مدینہ کو واپسی ہوئی۔

اختتام:-

یوں مقبول ہو سب قصیاں میں اچھو
بیاں اس کا سارے جہاں میں اچھو
ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میرا ہے دل تمام
بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ:-

بدست قادر حسین ولد محمد حنیف ولد سید ستار۔

(۲۵۲) ذی قوم نامہ

نمبر مثنوی (۳۷۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۱۶)
سطر (۱۱) خط نستعلیق - مصنف فضل بن محمد
تخلص امین - تاریخ تصنیف ۱۱۹۳ہجری
کتابت ۱۲۶۳ھ

مصنف بیان کرتا ہے کہ وہ درد شکم میں مبتلا تھا رات کو خواب میں ہدایت ہوئی کہ ذی قوم کی داستان لکھی جائے تو شفا ہوگی۔ اس خواب کو دیکھ کر اس نے یہ داستان لکھی اور شفا پائی۔

آغاز:-

کہوں حمد اول میں سبحان کا
جو پیدا کرنہار ۔ ۔ ۔ رحمان کا
سزاوار قدرت اہے بے نیاز
ہے ستار و غفار بندہ نواز

یہ داستان بھی اسی نہج کی ہے جس کا تذکرہ صفحات

گزشتہ میں ہوا ہے کہ ایک روز جبرئیلؑ نے آنحضرت صلعم کو خبر دی کہ ذی قوم ملک کا بادشاہ آپ سے لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ آنحضرت نے اس کی مدافعت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر میں حضرت علیؓ، امام حسنؑ امام حسینؑ اور محمد حنیف بھی شریک تھے۔ بڑی جنگ ہوئی اور آپ کو کامیابی ہوئی۔ بعد جنگ اس بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی دختر خابیل کا عقد کر دیا آنحضرت نے ملک اسی کو بخش دیا۔

بادشاہ نے ایک کثیر دولت سونا، چاندی، اونٹ گھوڑے اور ہاتھی تحفے پیش کیا۔ آپ نے اس کو بھی بادشاہ کو عطا فرما دیا۔

مصنف کے تخلص کے اشعار۔

فضل بن محمد امیں بو سدا
زہے مرتضےٰ اور رسولِ خدا

مصنف کے خواب کے بعض شعر۔

میں یک روز تھا درد کے حال میں
پڑیا تھا ایس سخت جنجال میں
اتھا تس جمعرات کی شب کا خواب
دلی زور کا مجھ ہوا اکثر تھا خواب
سوتا تھا سو دیکھا چند سور کو
او تر مرم مکمل عجب نور کو
کہ یعنی اپی خود نبی مصطفےٰ
او شاہ ولایت علی مرتضےٰ
کہے او مجھے نت کہ اے دردمند
اے عاجز گناہ گار اے ہوشمند
نبوت ولایت کا ہے تج مدد
تو اب یک حکایت کا لکھ تو عدد
. . . .
کہ سلطان ذیقوم کا بول جنگ
تجھے اجر ہے دو جہاں میں لسنگ

اختتام اور تاریخ تصنیف۔

مرتب ہوا جنگ نامہ تمام
نبی پر ہزاراں درود و سلام
ہزار ایک سو نود پر تھے چار
ہوے تھے جو ہجری کی ہر سال تزار
سو ذیقعدہ ماہ میں یہ مقال
کہا میں جو اس کا مقرر تھا حال

ترقیمہ :۔

جنگ ذی قوم دھم شہر ربیع الاول ۱۲۶۳ ہجری مقدس یوم عید جمعہ وقت چاشت در عہد۔۔ ولیہ آباد محمد ابو بکر بخط زشت ارقام نمود۔

(۲۵۳) سحر البیان (بدر منیر)

نمبر مثنوی (۱۶۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶۰) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ میر حسن۔

تاریخ تصنیف ۱۱۹۹ھ۔ کتابت ۱۲۲۲ھ

"میر حسن" میر غلام حسین ضاحک کے فرزند اپنے حالات اپنے تذکرہ میں قلمبند کئے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے اجداد ہرات کے رہنے والے تھے پردادا میر امامی جو عالم متبحر اور فاضل تھے شاہ جہاں آباد آئے اور مغلیہ دور میں بلند مرتبہ پایا۔ کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتے تھے۔ میر حسن کو بچپن سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ اصلاح سخن میر ضیاء سے لیا کرتے لیکن ان کے طرز کو کما حقہٗ نبھا نہ سکے۔ ان کے طرز کو چھوڑ کر سودا اور میر کی پیروی کرنے لگے۔ گردشِ روزگار سے دہلی چھوڑ کر فیض آباد اور پھر لکھنؤ پہونچے اور نواب سالار جنگ کی سرکار سے متوسل ہوئے۔

سالار جنگ فرزند مرزا روشن علی خاں کی صحبت اختیار کی
اس عرصہ میں آٹھ ہزار شعر کہے تھے۔ ایک ترکیب بند اور
ایک مثنوی رموز العارفین قلمبند کی جس کو لوگوں نے پسند
کیا۔ میر حسن نے یہ مثنوی ۱۱۹۹ھ میں لکھی ہے۔ ان کے
غزلیات کا دیوان نایاب ہے۔ میر حسن کا انتقال ۱۲۰۱ھ
میں ہوا۔

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول قلم
سر لوح پر رکھ بیاض جبیں
کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں

میر حسن کی مثنوی "سحر البیان" جس کا نام "بدر منیر" اور
"بے نظیر" بھی ہے اردو کی مشہور مثنوی ہے۔ اس کے قصہ کے
صراحت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

اختتام:۔

ہزار آفریں اوسکے ناظم کو ہو — الٰہی حسن کو رکھو سرخرو

تاریخ تصنیف یہ ہے۔

بنائے زکا حسن بدر منیر — کہ تاریخ قصے کی ہے بے نظیر

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد نسخہ بدر منیر بموجب فرمایش.....
از دست فقیر حقیر العباد اللہ دعاگو.......
بتاریخ چہارم شہر الیہ روز دوشنبہ در بلدہ برہان پور
بہ محلہ سندی پور رو برو درگاہ حضرت شاہ برہان الدین
راز الہ سنہ ۱۲۲۲ ہجری ہزار دو صد بست و دو

مثنوی بدر منیر کئی مرتبہ شایع ہوئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے
بھی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ سالار جنگ کے
کتب خانے میں کئی نسخے موجود ہیں جن میں بعض مصور ہیں۔
اور ادارہ ادبیات اردو میں بھی قلمی نسخے موجود ہیں۔ یورپ
میں بھی اس کے نسخے ہیں۔

(۲۵۴) سحر البیان بدر منیر (دوسرا نسخہ)

مثنوی (۲۸۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۷۴)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

اس نسخہ کے آغاز میں آٹھ صفحے کا نثر میں دیباچہ ہے
اس کے بعد مثنوی شروع ہوئی ہے۔

آغاز:۔

"حمد کی لیاقت اس صانع کو ہے جس نے عناصر اربع کو آپس
میں ایک دوسرے کی ضد ہے اپنی قدرت کاملہ سے ربط دیکر
ارکان ٹھہرایا اور کیفیت متوسط پر مرکبات کے اجسام کو بنایا
لیکن انسان کو ہر مخلوق سے شریف تر اور لطیف تر خلق
کیا کہ نفس ناطقہ علاقہ اس سے پکڑا۔"

اختتام:۔

اختتام مثنوی میں کئی شعراء کی کہی ہوئی تاریخیں درج
ہیں جن میں سے بعض فارسی ہیں اور کئی اردو۔
مصحفی کی کہی ہوئی تاریخ یہ ہے۔

میاں مصحفی کو جو بھایا یہ طور
انہوں نے بھی کر فکر از راہ غور
کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

یہ نسخہ اس لئے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں میر حسن کا
دیباچہ نثری موجود ہے۔

(۲۵۵) سحر البیان (تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۱۳۱۲) سائز (۹×۸) صفحہ (۲۴۹)
سطر (۹) خط نستعلیق۔ خوش خط
کتابت ۱۲۵۸ھ لوح وجدول طلائی۔

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول قلم

اختتام:۔

کہی اس کی تاریخ یوں بر محل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:۔

ایں مثنوی میر حسن از دست عاصی سراپا معاصی میر عباس علی الموسوی ہفدہم جمادی الاول ۱۲۵۵ھ اتمام یافت۔

(۲۵۶) سحر البیان (چوتھا نسخہ)

نمبر مثنوی (۴۷۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۰۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ ناقص الاول

آغاز:۔

وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے
قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے

اختتام

یہ مصرع پڑھا وہ نہیں پاکیزہ فرح
ہے اس مثنوی کی یہ نادر طرح

ترقیمہ:۔

در عہد دولت مہد سعادت و اقبال آہنگ مہاراجہ صاحب گلاب سنگھ جی دام اقبالہ... بفرمائش لالہ صاحب مہربان قدرداں سعادت و اقبال اساس لالہ بھوانی داس جی دام عمرہٗ از دست بندہ نیاز مند عبودیت فرجام پنڈت طوطارام در صوبہ کشمیر صورت ارقام پذیرفت در سمت یکہزار نہصد یازدہ زینت انجام یافت۔ بالخیر و برکت سعادت۔

یہ نسخہ با تصویر ہے

(۲۵۷) سحر البیان (پانچواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۲۵) سائز (۱۲×۶) صفحہ ۲۲۳ سطر (۱۴) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۶۲ھ

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول رقم

اختتام:۔

کہی اس کی تاریخ یوں بر محل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:۔

ایں مثنوی بے نظیر بدر منیر تصنیف مرزا حسن از دست راقم لعل محمد صوبہ دار... روز جمعہ بوقت سہ پہر انصرام گردید۔
بتاریخ یازدھم جمادی الاول ۱۲۶۲ھ در قصبۂ بڑ محلہ فرار خانہ صورت اتمام یافت۔

با تصویر مثنوی ہے۔

(۲۵۸) سحر البیان (چھٹا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۴۸۵ جدید) سائز (۷ ¾ × ۴ انچ) صفحہ (۱۳۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۳۴ھ

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول قلم

قصہ عشق شاہزادہ بنظیر اور شاہزادی بدر منیر کو نظم کیا گیا ہے۔

اختتام

کہی اسکی تاریخ یوں بر محل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ

کتاب مثنوی میر حسن بدستخط حافظ . . . بشنہ جی میاں
بتاریخ چہاردہم ماہ ربیع الاول بہ وقت شب
یکپاس گذشتہ در حویلی خود بالضرام رسید سنہ ۱۲۳۴ھ
اس نسخہ کی لوح مُطلّا ہے اور آخر میں ایک
سادہ ورق پر "جینی لعل" کے بارہ مواہیر ہیں۔

(۲۵۹) سحر البیان (ساتواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۶۳۵ جدید) سائز (۹×۴ انچ)
صفحہ (۱۵۴) سطر (۱۴) خط شکستہ۔
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے میں اول قلم

اختتام:۔

کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانہ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:۔

تمت تمام یافت کتاب مثنوی میر حسن شاعر دہلوی
مرقومہ لالہ خوش وقت چند کالیتہ سری باستو کوہی
ساکن قنوج جمادی الاول سنہ ۱۲۴۲ ہجری مقام
حیدرآباد ترقیم یافت۔

(۲۶۰) مثنوی سحر البیان (آٹھواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۵۲۷ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ)
صفحہ (۱۷۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم | جھکا جس کے سجدے میں اول قلم

اختتام:۔

کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانہ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:۔

ایں مثنوی بخط عجز و انکسار کھنو لعل ولد پورن چند کالیتہ
کری در عہد نواب ناصر الدولہ بہادر کارپردازی
راجہ یاں راجہ مہاراجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر علاقہ
نوکری ہمراہی رائے صاحب خداوند نعمت رائے رایا دورائے
من قبلہ بتاریخ دوازدہم شہر شوال المکرم سنہ ۱۲۵۰ ہجری
روز چہارشنبہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد بمکان
رائے موصوف بحسب صلاح صوابدید رائے امول چند صاحب
پسر رائے صاحب موصوف ترقیم یافت۔

(۲۶۱) قصۂ مینا وستونتی (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۱۴ جدید) سائز (۷×۴) صفحہ
(۱۰۵) سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف غواصی
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۰۳۵ھ کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ
۱۸۲۸ء

آغاز:۔

کہوں حمد میں پاک رحمان کا
کہ او حمد زیور ہے ایمان کا
جمیع حمد اوسکوں سزاوار ہے
کہ جن جگ کوں پیدا کر نہار ہے
او خالق اہے سب خلق کا خاص و عام
او مالک اہے ملک سب کا تمام

اختتام

بڑے فہم داراں میں ہوں میں بھی کم
کہا ہوں لے نادانگی سوں فہم

ستر عیب اُسکوں بو سر پوشش اہیں
کہیں عیب اس میں جو دیکھوں تہیں
مرتب کیا یہاں سوں قصہ تمام
جو بولو نبی پر درود اور سلام

ترقیمہ :-

تمت الکتاب بنا ستونت بتاریخ ۱۶ ر رجب المرجب
روز پنجشنبہ بوقت سہ پہر اتمام رسانید۔
کاتب الحروف فقیر حقیر شیخ میران سنہ ۱۲۵۰ م سنہ ۱۸۳۵ ء

(۲۶۲) جنگ نامہ محمد حنیف

نمبر مثنوی (۴۷ ۱۳ جدید) سائز (۸ × ۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۲۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف
حسن بیگ متخلص بہ بیوک۔

حسن بیگ کے متعلق کوئی حالات ہمدست نہیں ہوئے مگر یہی کتاب "بیوک" کے تخلص سے بھی ملتی ہے۔ بلکہ اس نسخہ میں دونوں تخلص درج ہوئے ہیں۔

آغاز :-

حمد نبی نور رحمان کا اوتاریا جنے چاند آسمان کا

یہ نسخہ ابتدا سے کچھ ناقص معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں حمد باری تعالیٰ نہیں ہے۔ نعت حضرت مصطفےٰ صلعم سے ابتداء ہے۔ نعت کے بعد چاروں صحابہ کرام یعنے حضرت صدیق اکبرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور حضرت علی کے فضائل بیان کئے ہیں۔ اسکے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے۔ جس میں محمد حنیف برادر حضرت امام حسین اور یزید کے جنگ کا بیان ہے۔ مصنف کے نام کے اشعار (جو آخر کتاب میں تحریر ہیں) حسب ذیل ہیں :-

بیوک بیگ جنگ شاہ کا بولیا تمام محمد نبی پر درود ہور سلام
محمد حنیف شاہ پر بھیجو سلام سو بھیجو امام زباں پر سلام
حسن اور حسین پر درود و سلام حسین بیگ آخر سو بولیا تمام

اختتام :-

ہوا ختم آخر یہ قصہ تمام سلام علیکم علیکم سلام

ترقیمہ :-

ایں جنگ نامہ مالک عبد القادر است ولد محمد حسین
ساکن انکور پنجہ محل
. . . .

(۲۶۳) پنجۂ آفتاب

نمبر مثنوی (۱۴۵۵ جدید) سائز (۱۲ ۱/۴ × ۸ انچ)
صفحہ (۴۸۵) سطر (۱۶ - ۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف متخلص بہ مذنب

تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۱۰ھ تاریخ کتابت ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۷ھ

مذنب کے نام سے ہم واقف نہیں ہیں، یہ ارکاٹ کا شاعر تھا اور عمدۃ الامراء رئیس ارکاٹ (سنہ ۱۲۱۰ تا سنہ ۱۲۱۶ھ) کے زمانہ میں موجود تھے۔ مذنب اپنی ماہوار میں اضافہ ہونے اور ایک گھوڑا ملنے کی تمنا میں اس مثنوی کو لکھا ہے۔ "مدراس میں اردو" میں اس کا ذکر موجود ہے۔

آغاز :-

اوسے حمد سب کچھ سزاوار ہے
کہ جس کا کہ ہر دل پہ ستار ہے
اُٹھالے تو مذنب ذرا اب قلم
کچھ احوال اپنے لکھیے رقم

یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ جو ظفر نامہ عشق یعنے مہر و ماہ منظوم دکھنی مصنفہ مظفر کے سلسلہ کی کڑی ہے۔ اس مثنوی میں جو کئی ہزار شعر پر مشتمل ہے جزیات پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ منگنی شادی کے رسومات، برات کی کیفیت وغیرہ امور میں بڑی تفصیل کی ہے۔ شہزادۂ مہر کے تخت نشین ہونے پر مثنوی ختم ہوئی ہے۔

اختتام:۔

ہے مذنب دعا میں بدل روز و شب

زیادہ ہے معروضہ حد ادب

ترقیمہ:۔

بتاریخ ۲۱ ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ تمت تمام شد

(۲۶۴) پنجۂ آفتاب (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۱۵) سائز (۱۴×۹) صفحہ (۵۳۹)

سطر (۱۶) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۲۰ھ

آغاز:۔

اوسے حمد سب کچھ سزاوار ہے

کہ جس کی جز و کل پرستار ہے

اختتام:۔

کرے عمر اللہ تمہاری دراز

بڑے تم کو دولت دیوے بے نیاز

ہے مذنب دعا میں بدل روز و شب

زیادہ ہے معروضہ حد ادب

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد۔ بتاریخ بست و دوم شہر جمادی الاول ۱۳۲۰ھ۔ قصۂ پنج آفتاب اختتام یافت۔

میر عباس علی بیگ کربلائی بتاریخ نقل کتاب ۹ شعبان ۱۳۲۰ھ۔

(۲۶۵) ترجمہ حکایات مولانا روم

نمبر مثنوی (۵-۹ جدید) سائز (۷½×۶ انچ)

صفحہ (۶۰) سطر (۹) خط نستعلیق۔ مصنف متخلص بہ حسن۔ تاریخ کتابت ۱۲۰۰ھ

آغاز:۔

ہے سزاوار ستادہ کردگار | حسن نے کی وحدت سے کثرت آشکار

مثنوی مولانا روم کے منتخب حکایات کو اردو میں نظم کیا گیا ہے۔

اختتام

بات کر رکھے حسن کی یاد تو | دین و دنیا میں رہے بہرہ شاد ہو

مدعی اسقدر نصیحت تھی تمام | اس سلئے قصہ کہا یہ والسلام

ترقیمہ

تمت ہذا کتاب بعون الملک الوہاب بید خاکپائے عباد اللہ الصالحین محمد امیر الدین حسن۔

فی التاریخ چہاردہم شہر صفر المظفر ۱۲۰۰ ہجری

(۲۶۶) اسرار عشق (یعنی قصہ شاہ روم فیروز شاہ)

نمبر مثنوی (۸۵-۱۰ جدید) سائز (۹½ × ۶ انچ)

صفحہ (۴۲۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام حسین (ملقب بہ عبدالحسین) المتخلص بہ محمد

تاریخ تصنیف ——— ۱۲۱۵ھ ابتداء
۱۲۲۵ھ ختم

مصنف کا نام عبدالحسین اور غلام حسین تھا۔ محمد تخلص رکھا تھا۔ تفصیلی حالات نہیں معلوم ہوئے۔

آغاز:۔

شروع میں کیا ہوں بنام کریم

کہ وہ ہے گا بیشک علی العظیم

وہ واحد ہے یکتا وہ خلاق ہے

وہ معبود برحق وہ رزاق ہے

اس میں دختر شاہ روم یعنی نظر بند اور شاہزادہ عاقل پسر مسعود شاہ کے عشق کے قصے کو نظم کیا گیا ہے اور اس مثنوی کا نام "اسرار عشق" رکھا ہے

کتاب کے آغاز و اختتام کی تاریخ

یہ حاصل ہوا ہے گا جب مجھ کو گنج

تھا سن یکہزار و دو صد و بست و پنج

شروع جو کیا میں یہ قصہ کتیں
تھا یار اسے پندرہ دہ سن یقین

نام اور تخلص کی صراحت

ہے مولود میرا غلام حسین — مدد ہیں میرے امام حسین
اور عبد المحسن بھی میرا نام ہے — یہی نام سے مجھ کو اکرام ہے

اختتام :-

جمادی الاول کی تاریخ چار — ہوا ختم یہ قصہ پر بہار
تخلص تو میرا محمد ہوا — غلام اب میں تیرا محمد ہوا

(۲۶۷) قصہ پرہیزگار و شیطان

نمبر قصص (۵۰۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۵)
سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف علی رحمٰن
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ
مصنف کے کوئی حالات دستیاب نہیں ہوئے

آغاز :-

کہوں اک نصیحت عجب خوب تر
پہلے بیت سنو جیو کے کان دھر
بھلے کو بھلا پند آتی اچھے
بھلائی میں دل کوں بھاتی اچھے

اس مثنوی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہر شخص پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اس میں بہت ساری خوبیاں ہیں عالم اور جاہل میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس کے بعد بطور ثبوت ایک داستان لکھی ہے۔ ایک مرتبہ شیطان کے دربار میں اس کے چیلوں نے اپنی کارگزاریاں بیان کیں۔ ایک نے شراب پلایا۔ دوسرے نے میاں بیوی میں جھگڑا ڈالا وغیرہ امور کو بیان کیا۔ آخر پر ایک چیلے نے بیان کیا کہ اس نے بچوں کو مدرسہ جانے سے باز رکھا اور کھیل کود میں مشغول کر دیا۔ شیطان اس کو گلے لگا کر شاباش دی۔ دوسروں نے اس کی وجہ دریافت کی تو شیطان اس کے ثبوت کے لئے ایک بے علم زاہد اور قاضی کے فرزند کے پاس جو شراب میں مست تھا لے گیا زاہد بے علم تھا۔ اس کو معراج کا حیلہ کر کے رسوا کر دیا۔ اور قاضی کے فرزند نے شیطان کو دھت کار دیا۔

اختتام :-

بروز مبارک ہوا یو تمام — درود بر محمد علیہ السلام
بروز مبارک و سال سعید — بتاریخ فرخ میاں دو عید

(۲۶۸) قصہ حسن و دل

نمبر سیر شاملات (۶۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۹)
سطر (۱۷) خط نستعلیق مصنف حاکم دکھنی
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ
مصنف کے حالات دستیاب نہیں ہوئے البتہ یہ پایا جاتا ہے اس کو دکن سے تعلق تھا۔

آغاز :-

حمد بے حد اوس خدائے پاک کوں
کیا شرف بخشیا مٹھی بھر خاک کوں
نور سوں اپنا نبی پیدا کیا
شرف سب خلقت منی اول کوں دیا

اس مثنوی میں انسانی اعضا کو نام دیکر ایک فسانہ کی صورت دی گئی ہے۔ دل، نظر، رخسار، ہمت، نفس حسن، دیدار وغیرہ نام رکھے ہیں۔

دکھنی میں نظم کرنے کی صراحت -

شعر سوں رکھتا نہ تھا حاکم خبر
جوں سنا تھا یو قصہ اوسر بسر
بعد ازاں دکھنی میں یو لیا ہوں تمام
فضل سوں حق کے کیا ہے والسلام

تھا ہنگامہ گرمی ماہ رجب
پندرھویں تاریخ تھی رجب کی جب
او مبارک روز تھا بدکا تداں
یو قصہ لکھ کر کیا آخر جدہاں

اختتام :-

مہر حاتم نے کئے ہیں خوب کام
حسن ہور دل کا کیا قصہ تمام

(۲۶۹) شمع و پروانہ

نمبر مثنویات (۱۲۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۷)
سطر (۱۶) خط نستعلیق مصنف ضیاء الدین
عزت و غلام علی عشرت۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۱ھ
کتابت ۱۲۶۷ھ

ضیاء الدین نام عزت تخلص۔ رام پور کے متوطن تھے شاعری کا اچھا مذاق تھا۔ اس مثنوی کے بارہ سو شعر کہے تھے کہ پیام اجل آگیا۔ اس لئے اس کو عشرت نے مکمل کیا۔
غلام علی نام عشرت تخلص۔ بریلی کے متوطن مرزا علی لطف سے (جس نے گلشن ہند کا تذکرہ قلمبند کیا ہے) تلمذ حاصل کیا عشرت کی ایک مثنوی کا تذکرہ شہادت ناموں میں آئے گا۔
ناقص الاول ہے۔

آغاز :-

ہیں اوس کے عشق میں ارض و سما گم
ہوئی حیرت سے اونکے دست و پا گم
جنوں اس کا ہر اک کا ہے گلوگیر
رگِ گردن ہے دانا تشکل زنجیر

یہ پدماوت کا قصہ ہے جس کو اولاً ملک محمد جائسی نے قلمبند کیا تھا۔ مثنوی کئی ھزار شعر پر مشتمل ہے۔

اختتام :-

یہ کہہ کر دل میں کی میں نے جو یہ غور
کون تاریخ کہے اسکی خوش طور
کہا دل نے اسے دیکھے جو شاعر
بلاشک جانے "تصنیف دو شاعر"

تصنیف دو شاعر سے ۱۲۱۱ھ نکلتے ہیں۔

ترقیمہ :-

تصنیف دو شاعر تاریخ ہے ۱۲۱۱ھ تمت تمام شد مثنوی شمع و پروانہ بر زبان ریختہ من تصنیف مولانا ضیاء الدین عبرت و میر غلام علی عشرت رحمۃ اللہ کاتب الحروف فقیر حقیر حسین شاہ در شہر ذیحجہ در آنبہ مومن آباد ۱۲۶۷ ہجری شریف تاریخ یازدہم از فضل رب اختتام یافت۔

یہ مثنوی شایع ہوئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ ادارۂ ادبیات اردو میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ انڈیا آفس میں بھی ایک قلمی نسخہ ہے۔

(۲۷۰) چہار درویش

نمبر قصص (۲۳۹) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۳۰۸)
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ مصنف محمد علی شوق
تاریخ تصنیف ۱۲۱۲ھ کتابت ۱۲۶۹ھ

محمد علی شوق اورنگ آباد کے مشہور شاعر ۱۱۸۱ھ میں تولد ہوئے۔ میر عبد السلام باپ کا نام تھا۔ جب آصفجاہ ثانی نے اورنگ آباد کے بجائے حیدر آباد کو اپنا پائے تخت بنایا تو شوق کے والد حیدر آباد آگئے جاگیر اور منصب سے سرفراز ہوئے ۱۲۰۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ آصفجاہ ثانی نے ان کے کم سن فرزند کی سرپرستی فرمائی اور باپ کی جاگیر بیٹے کے نام منتقل کر دی۔

محمد علی شوق نے شاہ محمد وزیر سے تعلیم پائی۔ شاعری میں
اسد علی خاں تمنّا سے تلمذ حاصل کیا۔ اور کم عمری سے شاعری
کا شوق تھا۔

آغاز:۔

الٰہی تری حمد ہے بے قیاس
بشر کو کہاں اتنا ہوش و حواس
لکھے جو تیری نظم تعریف کے
کہے شعر برجستہ توصیف کے

اس میں چہار درویش کے قصہ کو نظم کیا گیا ہے۔

اختتام

اگرچہ مگر چہ ہیں گذری عمر
کہاں ہوے اس کو پھر ایسی خبر

تاریخ تصنیف کا شعر

وہ ہیں ایک اور مثنوی کے قریب
لکھا سال تاریخ لفظ غریب۔
۱۲ ۱۲

ترقیمہ:۔

کتاب چہار درویش، مراد علی متولی کوہ شریف
اتمام شد در ماہ رجب سن ایک ہزار دو صد
شست نہہ ہجری ۱۲۶۹ھ۔

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے
اور ادارۂ ادبیات اردو میں بھی ایک نسخہ موجود ہے۔

(۲۷۱) چہار درویش (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۲۲۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۰۱)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۳۲ھ

آغاز

الٰہی تری حمد ہے بے قیاس
بشر کو کہاں اتنا ہوش و حواس

اختتام:۔

شد ابیات ایں مثنوی چوں شمار
کم و بیش تحریر شد پنج ہزار

ترقیمہ

کاتب فقیر حقیر عاصی عاجز محمد وزیر۔ بتاریخ دوم
ماہ ربیع الثانی ۱۲۳۳ھ ہجری باتمام رسید

(۲۷۲) قصہ ہیر علی

نمبر مثنوی شالات (۸۰) سائز (۸×۷) صفحہ (۲۲)
سطر (۱۲) خط نسخ۔ مصنف۔ عظیم الدین۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۴ھ
مصنف کے حالات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

کہوں میں حمد رب العالمیں کا
کہ او خاوند ہے دنیا دیں کا
کیا اظہار قدرت خوب اپنا
بنایا نور سے محبوب اپنا

اس مثنوی میں ایک داستان آنحضرت صلعم کے
متعلق لکھی گئی ہے کہ ایک مرتبہ جنگل میں آپ کو اور
آپ کے اصحاب کو پانی نہیں ملا۔ حضرت محمد صلعم نے
حضرت علی کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔ راستہ میں
حضرت علی کو ایک بوڑھا ملا جو بتوں کو سامنے رکھ کر
پوجا کر رہا تھا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی
اس نے کہا اگر میری بی بی اسلام قبول کرے تو میں بھی
قبول کروں گا۔ حضرت علی نے اس کو حضرت محمد کے
پاس حاضر کیا اس نے عرض کیا کہ اس جنگل میں ایک بھوت
ہے اس کے محافظ شیر اور اژدھے ہیں۔ اگر اس کو قتل
کر دیا جائے تو وہ اسلام قبول کرینگے۔ حضرت محمد صلعم نے

ان کو ہلاک کرنے کے لئے ایک صحابی سعد کو روانہ کیا سعد نے شیر اور اژدھے کو قتل کر دیا۔ مگر بھوت نے سعد کو ہلاک کر دیا۔ سعد کے ہلاک ہو جانے سے تمام صحابہ کو رنج ہوا۔ اس عرصہ میں جبرئیل نے آکر خبر دی کہ بھوت کو سوائے حضرت علی کے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اب حضرت علی گئے اور بھوت کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت محمدؐ نے سعد کے سر کو جسم میں جوڑ دیا۔ سعد زندہ ہو گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر بوڑھا اور اس کا تمام قبیلہ اسلام قبول کیا۔

اختتام:۔

عظیم الدین اب خاموش کر تو
ذکر اتمام کر صلوات سے تو
ہوئی ہے جنگ کی اتمام بات
محمدؐ پر کہو سب مل کے صلوات

اس قصہ کو فارسی سے دکھنی میں ترجمہ کیا گیا اور تاریخ تصنیف بھی کہی گئی ہے۔

سنہ چودا جو بارہ سو کے اوپر
گئے حضرت کے ہجرت سے گزر کر
تب اس ایام میں یہ ذکر سارا
محمدؐ اور علی کا آشکارا
رسالہ فارسی تھا اس کا مذکور
کیا دکھنی زباں میں اس کو مذکور

(۲۷۳) قصہ سمر و داد

نمبر قصص (۲۲۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۱)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف صدر عالم صدر تخلص۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۰ھ۔ کتابت ۱۲۲۰ھ

آغاز

حمد محمود اول اعلا ہو   کہ در ہر مردم دل دا ہو
وہ صمد وہ سلام و سرمد   وہ ملک وہ ممدوح ہے واحد

یہ مثنوی بے نقطہ الفاظ میں ہے۔ ایک عشقیہ داستان ہے۔ ایک خوبصورت سوار ایک حسینہ کو دیکھ کر جس کا نام دل آرام ہے فریفتہ ہو کر دیوانہ ہو جاتا اور جنگل کی راہ لیتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معلوم ہوتا ہے اس کی معشوقہ مرگئی۔ اب یہ گھوڑے سے گر کر مر جاتا ہے۔

اختتام ۔جس میں تاریخ تصنیف بھی کہی گئی ہے

گو سراسر کلام طول ہوا
مدعا صدر کا حصول ہوا
مصرعہ سال اس کا لکھ صدر اس طرح
سو سرور دل رسالہ عمدہ صدر

ترقیمہ

الحمد اللہ کہ سمر و داد در سطور مہملہ اصل مسودہ مصحح محروم علم و کمال صدر عالم صدر لکھا ہوا در عہد والا مہد میر واعظ مورد عدل و کرم وحید الملک سعید الدولہ نواب سعادت علی خاں بہادر فرماں روائے سلطنت لکھنؤ۔ ملک او دھا ابداللہ ملکہ و دولتہ حوالہ کلک مہملہ سالک ہوا بست و پنجم ماہ صفر ۱۲۲۰ھ

(۲۷۴) ہشت گلزار

نمبر مثنوی (۲۹۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۹۵)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف سید حسین شاہ حقیقت۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۲۶ھ

سید حسین شاہ نام، حقیقت تخلص۔ ایک صوفی بزرگ تھے، فارسی اور اردو میں شاعری کرتے تھے۔ شمالی ہند سے کرناٹک آئے اور والاجاہ کی سرکار سے متوسل رہے۔

آغاز - اولاً چند فارسی اشعار ہیں اس کے بعد اردو مثنوی شروع ہوتی ہے۔

نقش پرواز کارخانہ کُن
آسماں ساز و ہم زمین سخن

واہ کیا شان کبریائی ہے
یہ کریمی ہے یہ خدائی ہے

یہاں جو گردن کشی کرے اور زور
مثل بہرام گور جائے گور

اس مثنوی میں حمد و نعت اور اپنا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد بہرام گور کی داستان قلمبند کی ہے۔ دراصل یہ کتاب امیر خسرو کی "ہشت گلزار" کا ترجمہ ہے۔

خاتمہ پر چند قطعہ تاریخی درج ہیں۔ میر محمود حیدر آبادی علی بخش کلکتہ۔ خواجہ عبدالغنی بمبئی۔ میر جان علی وغیرہ کی لکھی ہوئی ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ شاہ صاحب کا دائرۂ تعارف کس قدر وسیع تھا۔

اختتام:-

اسکی تاریخ کا جو دھیان کیا
بندے نے دل کا امتحان کیا

آسمان سے ندا ہوئی وہیں
ہے پری خانہ زیب روئے زمیں
۱۲۲۵ھ

ترقیمہ:-
بفضلہ و طفیل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۱۳ شعبان ۱۲۷۶ھ روز چہار شنبہ وقت چہار گھڑی روز بلند شدہ باتمام رسید

(۲۷۵) مثنوی لطف (عشق حقیقی)

نمبر مثنوی (۱۵۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۹) سطر (۱۵) خط شکستہ مصنف۔ لطف

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۵ھ

لطف دکن کا ایک شاعر تھا مگر مشہور نہیں ہوا۔ اس مثنوی کے سوا کوئی اور کلام اب تک ہمدست نہیں ہوا۔

آغاز:-

عشق ہے کوئی عجیب نیرنگ باز
عشق ہے طرفہ بلائے جاں گداز

عشق زور ہے برق خرمن سوز ہے
عشق زور ہے ناوک دلدار ہے

اس مثنوی میں ایک شخص کے عشق حقیقی کا افسانہ درج کیا گیا ہے کہ ایک جوان کو عشق حقیقی تھا۔ وہ ہر خوبصورت عورت کو دیکھ کر بے تاب ہو جاتا۔ اس کی وجہ سے اس کو شہر چھوڑ کر جنگل میں جانا پڑا۔ جنگل میں ایک خوبصورت عورت کو دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔ اسی حالت میں کئی دن گذر گئے اور وہ فوت ہو گیا۔ جنگل میں جس عورت کا حسن دیکھ کر بے ہوش ہوا تھا وہ دراصل ایک شہزادی تھی۔ جوان کے بے ہوش ہو جانے پر اس کے دل میں بھی عشق نے اثر کیا اور اس جوان کے پہلو میں لیٹ کر جان بحق ہو گئی۔ بادشاہ نے آکر دونوں کو دیکھا اور ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

اختتام:-

لطف بس اب بے ادب اتنا نہ ہو
موہنہ تو اپنا دیکھ اور یہ گفتگو

لایق انساں نہیں یہ قال قیل
ہے جو مداح علی تو جبرئیل

(۲۷۶) قصۂ ماہ رو پری

نمبر مثنوی شاملات (۸۴) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۴۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ رضا

تاریخ تصنیف ۱۲۲۷ھ - کتابت ۱۲۳۵ھ
ناقص الاول ہے۔

رضا تخلص کے کئی شعراء ہوئے ہیں مگر کسی کے بھی حالات میں ماہ روپری کی داستان شامل نہیں ہے اس لئے تیقن کے ساتھ کسی خاص شاعر کو اس کا مصنف قرار دینا دشوار ہے

آغاز:-

کھولے جس گھڑی اوسکے اوس جا پہ آنکھ
لگا وہ محل دیکھنے جہاں تک جھانکہ
تو دیوار و در کی چمک شعلہ سا
طلائی ہر ایک جائے پہ کام تھا

اس مثنوی میں شہزادہ فرخ سیر اور راحت افزا پری کی داستان نظم کی گئی ہے۔ مصیبتیں جھیلنے اور آفتیں اُٹھانے کے بعد بالآخر کامیابی سے شادکام ہوتے ہیں۔

تاریخ تصنیف کے اشعار

کیا جب کہ تاریخ کی جستجو — بھرے فکر تن میں مرے مو بمو
سر اتحادی سے یوں ایکبار — کہا مجھ کو ہاتف ہے باغ بہار
۱۲۲۷ھ

اختتام:-

سنی ہم نے جب مثنوی رضا — سو تاریخ اس کی کہی برملا
کہا مجھ کو یوں پیر فرخ سرشت — کہ ہے اسکی تاریخ رشک بہشت

ترقیمہ:-

بالانصرام رسید قصہ ماہ روپری بروز دوشنبہ تاریخ دویم شہر ذیحجہ ۱۲۳۵ ہجری

(۲۷۷) بہارستانِ عشق (لیلی مجنوں)

نمبر مثنوی (۲۷۵) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۵۶)
سطر (۹ تا ۱۵) خط نستعلیق - مصنف
غلام اعزاز الدین نامی - تاریخ تصنیف ۱۲۱۳ ہجری
کتابت ۱۲۶۱ ہجری

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:-

کون کرسکتا ہے حمد کردگار — عقل ہے مجنون جہاں لیلی و نہار
ہوش و فہم و وہم اور ذہن رسا — اس محل میں سربسر ہیں نارسا

اس مثنوی میں حمد و نعت معراج کا حال - مناجات کے بعد اپنے رئیس عمدۃ الامراء کی مدح و ستائش کی گئی ہے اور اپنے بچوں کو نصیحت کرنے کے بعد اصل داستان شروع ہوتی ہے۔

دراصل یہ مثنوی نظامی کی فارسی لیلی مجنوں کا ترجمہ ہے مثنوی کے ہر عنوان کو دو شعر میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی نصرتی کی پیروی کی گئی ہے۔

اختتام اور تاریخ تصنیف -

یوں کہا کھینچ کر کہ آہ سرد
اوسکی اب تاریخ ہیگی داغدار
دیکھ یہ سربسر کشتِ اہلِ عشق
پھر کہا یہ بہشتِ اہلِ عشق
ہے تر و تازہ جو یہ بستانِ عشق
نام اوس کا ہے بہارستانِ عشق
میں کیا جب اوسکی بیتوں کا شمار
پایا گنتی میں برابر دو ہزار
بھیج کر احمد پہ صلوات و سلام
مختصر کرتا ہوں قصہ والسلام

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کار من نظام شد - غرہ شوال ۱۲۶۲ ہجری

کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں اس مثنوی کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۲۷۸) بہارستان عشق (قصہ لیلےٰ مجنوں) دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی (۸۰۷ جدید) سائز (۷ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۱۵۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کون کر سکتا ہے حمد کردگار — عقل ہے مجنون یہاں لیلیٰ نہاں

اختتام:۔

دل میں کر تاریخ کا اس کے خیال
جب کیا پیر خرد سے میں سوال
یوں کہا کھینچ کر کے آہ سرد
اس کی تب تاریخ ہیگی داغدار
دیکھ یہ سر بسر کشت اہل عشق
پھر کہا ہے یہ بہشت اہل عشق
ہے تر و تازہ جو یہ بستان عشق
نام اس کا ہے بہارستان عشق
میں کیا جب اوسکے بیتوں کا شمار
پایا گنتی میں برابر دو ہزار
بھیج کر احمد پہ صلوات و سلام
مختصر کرتا ہوں قصہ والسلام

(۲۷۹) قصہ ملکہ

نمبر مثنوی (۲۱۴۰ جدید) سائز (۷×۴) صفحہ (۷۴)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ مصنف۔ محمد۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۰۰ ہجری

آغاز:۔

کہوں میں ثنا صفت حق کا اول
بنایا ہے اپنی یو جگت بے بدل
دکھا جب معلق یو سات آسماں
چلا دے وہی یو زمیں اور زماں

اس میں ایک عشقیہ داستان نظم کی گئی ہے جس میں پرندوں کو مثال میں پیش کیا گیا ہے اور اخلاق کا سبق دیا ہے۔

مصنف کا نام۔

اے محمد تو اب پیر کا ناؤں لے
ختم کر یو قصہ گھرے گھر چلے

تاریخ تصنیف۔

تھی تاریخ اگیارا سو یا ہی صفر
سو پنجشنبہ کا روز تھا خوب تر
نبی کی سو ہجرت برس یک ہزار
جو یک سو پو بولیا ہوں یو یادگار

اختتام:۔

مبارک گھڑی میں کہا یو تمام
بحق محمد علیہ السلام
ترا فتح دولت ہمیشہ مدام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد۔ تمت الکتاب ملکا قصہ بتاریخ بست و ششم ماہ رجب المرجب روز پنجشنبہ بوقت دوپہر انجام رسانید۔ کاتب الحروف فقیر حقیر شیخ میراں مالک شیخ میراں آست

(۲۸۰) قصہ لیلےٰ مجنوں

نمبر قصص (۳۱۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۷۳)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف مرزا محمد تقی ہوس۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۹۵ ہجری۔
مصنف لکھنؤ کے مشاہیر شعراء میں شامل ہیں۔ شاہان اودھ سعادت علی خاں اور غازی الدین حیدر کے

دربار سے متوسل تھے۔ میر حسن مصنف سحر البیان کے شاگرد تھے۔

آغاز :-

اے کاشفہ سر عشق جاں سوز
زینت دہ شمع محفل افروز
وے در محیط جاودانی
سرچشمۂ آب زندگانی

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ لیلیٰ مجنوں کی داستان ہے۔ مثنوی میں حمد و نعت منقبت حضرت علی کے بعد اپنے بادشاہ سعادت علی خاں کی مدح کی گئی ہے اور پھر سبب تالیف میں واضح کیا ہے کہ لیلیٰ مجنوں کی داستان سے ان کو بہت شغف تھا۔ اس لئے یہ داستان نظم کی گئی ہے۔

اختتام :-

جب تک ہے ہر ایک کا کام باقی
تیرا بھی رہے گا نام باقی
بس ہاتھ سے رکھ دے اب قلم کو
لے تھام ذرا عنان دم کو

ترقیمہ :-

بتاریخ غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۳ھ از شیخ قادر بخش۔
بمقام محلہ مرادپور ۔ شہر ٹھٹھہ خرید کردہ شد۔
ضبط تحریر یافت۔

کتب خانہ سالار جنگ میں اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۲۸۱) مثنوی گلزار اعظم

نمبر مثنوی (۱۳۰) سائز (۸×۶) صفحہ (۹۳)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف۔ محمد علی الفت،
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۳۴ھ کتابت سنہ ۱۲۳۴ھ

محمد علی الفت ارکاٹ کے شعراء میں شامل تھے محمد غوث خاں والاجاہ کے عہد میں موجود تھے۔

آغاز

خدایا سزا تجھ کو حمد و ثنا
ہے باقی تیری ذات باقی فنا
ہے ذرہ تیرے نور کا آفتاب
یہ پرتو ہے اوس نور کا ماہتاب

مثنوی میں حمد و نعت صحابہ کی مدح کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ مصنف نہایت تنگ دست تھا۔ والاجاہ کے دربار میں رسائی کے لئے یہ مثنوی لکھی۔ سبب تالیف کے بعد محمد غوث خاں والاجاہ کی مدح و ستایش کی گئی ہے۔ اس کے بعد ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ داستان کا ہیرو عراق کا شہزادہ ارجمند ہے جو سیر و سیاحت کے لئے جہاز میں روانہ ہوتا ہے۔ جہاز پریوں کے ملک میں پہونچ جاتا ہے۔ شہزادہ جواہر پری پر عاشق ہوتا چند مصیبتوں اور آفتوں کے بعد جس میں شہزادہ کو قید کی مصیبت برداشت کرنی پڑتی ہے کئی پریاں شہزادہ پر عاشق ہوتی ہیں بالآخر شہزادے کی جواہر پری سے شادی ہوتی اور اپنے ملک کو واپس آتا ہے۔

اختتام :-

دعا دیں احبا کو میرے سدا
کہ رکھے خوشی سے یہ دنیا خدا
کچھ الفت سے اپنے یہ عاصی کو بھی
نہیں بھول جانا دعا سے کبھی

ترقیمہ :-

بفضلہ مثنوی ارجمند بتاریخ بست و ہفتم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۳۴ھ از دست خاکسار ازلی محمد علی متخلص بہ الفت۔ بوقت اسد جلوۂ اختتام پذیرفت

اس صراحت سے واضح ہے کہ یہ خود مصنف کا اصلی نسخہ ہے۔ اس کے کسی اور نسخہ کا پتہ نہیں چلا۔

(۲۸۲) بہار دانش

نمبر مثنوی (۱۱۶) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۶۸۹)

سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔ مصنف۔ میر فرید الدین

آفاق۔ تاریخ تصنیف ۱۲۳۵ھ

میر فرید الدین نام۔ آفاق تخلص۔ نواب شمس الامرا امیر پائیگاہ کے متوسل تھے۔ دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ کے علاوہ انعام واکرام بھی ملتا تھا۔ ایک باکمال اور پُرگو شاعر تھے ضخیم کلیات کے علاوہ کئی اور کتابوں کے مصنف بھی تھے گلدستہ کے نام سے ایک طویل اور اخلاقی مثنوی لکھی ہے۔

ڈاکٹر زور صاحب نے آفاق کے پانچ تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔ میر فرید الدین کو حکومت آصفیہ کی جانب سے بلبل خاں کا خطاب ملا تھا۔ اس خطاب سے بھی وہ مشہور تھے۔

ان کی کلیات کا ایک قلمی نسخہ نواب ظہیر یار جنگ امیر پائیگاہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

آغاز:۔

کروں وصف گلزار وحدت بیاں

نہیں جسکو نہ بہار یہ ہم خزاں

جہاں تک کہ باغ جہاں کے ہیں گل

معطر اوسی کے ہیں خوشبو سے کل

مثنوی میں حمد و نعت، خلفائے راشدین کی مدح سیدنا عبدالقادر جیلانی کی ستائش کے بعد آصفی حکمران وقت نواب سکندر جاہ (آصف جاہ ثالث) کی مدح کرتے ہوئے اپنے مُربی نواب شمس الامرا کی تعریف کی گئی ہے۔ سبب تالیف میں بتایا ہے کہ موسم بہار تھا دوستوں کی طبیعتیں شاد تھیں ایک حسین اور خوبصورت برہمن کا لڑکا آیا۔ اس کو دیکھ کر لوگوں کی طبیعتیں مچل گئیں اور دل سے صبر جاتا رہا۔ اس بے قراری کو دور کرنے کے لئے اونہوں نے بہار دانش کو ہندی (اردو) میں نظم کر دیا۔ اس میں جہاندار سلطان ہیرو ہے دریا بانو ہیروئن۔ تصویر کو دیکھ کر عاشق ہوتا۔ مصائب اور آفتوں کے بعد کامیابی ہوتی ہے۔

مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بہار دانش کی یہ کتاب فارسی میں شاہ جہاں کے زمانے میں لکھی گئی تھی اور اونہوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

اختتام:۔

نہ قصہ کہا اور نہ میں نے بیاں

کہ تھی حسرت انگیز وہ داستاں

ملاقات پر کر دیا بالاتمام

کہا مختصر ہجر کی بس کلام

تاریخ تصنیف کا شعر۔

کہا جب موزوں اے نکتہ سنج

تھی سن ایکہزار دو صد وسی و پنج

(۲۸۳) قصۂ حاتم طائی (ہفت سیر)

نمبر مثنوی (۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۴۰۲)

سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔ مصنف۔ مہمان۔

تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ۔ کتابت ۱۲۶۷ھ۔

مہمان حیدرآباد کا شاعر تھا۔ امرائے پائیگاہ سے متوسل رہا۔ آصف جاہ ثانی نظام علی خاں کے دور میں اپنی مثنوی ترتیب دی اور کہا جاتا ہے اسی سنہ میں مہمان کا انتقال ہوا۔

آغاز

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس

کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

ہوا تھا جو اُس کو تماشے کا ذوق

سو یک آن میں بن گیا تخت و فوق

مثنوی میں اول حمد و نعت ہے۔ پھر حضرت علی کی منقبت۔ اس کے بعد ظاہر کیا ہے کہ حضرت سلیمان وہ پہلے بادشاہ تھے۔ جنھوں نے انسانوں، حیوانوں اور جنوں پر حکومت کی۔ اس کے بعد افسانہ شروع ہوتا ہے۔ سلطنت یمن کا ایک بادشاہ تھا۔ اس نے تمام دنیا فتح کرنے کے لئے ایک فوج تیار کی۔ مگر شکست کھا کر مرگیا۔ اس کی جگہ اس کا فرزند بادشاہ ہوا۔ اس کو خدا نے ایک حسین و جمیل فرزند دیا۔ سن رشد پر پہونچنے پر شادی کی فکر ہوئی اور روم کے بادشاہ کی دختر سے بیاہ ہوا۔ ان دونوں کے سنجوگ سے جو فرزند تولد ہوا اس کا نام حاتم رکھا گیا۔ منجموں نے خبر دی کہ وہ سات اقلیم کا بادشاہ ہوگا۔ اور قیامت تک ان کا نام روشن رہیگا۔

پھر اس کے ساتھ ایک اور قصہ شروع ہوتا ہے کہ حسن کی ہیروئن ایک بادشاہ کی دختر حسن بانو ہے۔ ملک خوارزم کا شہزادہ حسن بانو پر عاشق ہوجاتا ہے اور تلاش میں روانہ ہوتا راستہ میں اسکی حاتم سے ملاقات ہوتی او حاتم خوارزم کے شہزادہ کی کامیابی کی کوشش کرتا اور حسن بانو کے سوالات کے جوابات دیتا ہے۔ حاتم کی سخاوت کے امتحان ہوتے ہیں۔ کئی مرتبہ مصیبتوں میں گرفتار ہوتا ہے حسن بانو کے فرمائشات کی تکمیل کرتا ہے۔ بالآخر خوارزم کے شہزادے کی شادی حسن بانو سے ہوجاتی ہے

تاریخ تصنیف کا شعر۔

غرض کیا تو تاریخ اور کیا کتاب

یہ سارا سفینہ ہے بے انتخاب

اس مثنوی میں آصف جاہ ثانی میر نظام علی خاں کی مدح بھی کی گئی ہے جس کے چند شعر یہ ہیں۔

کہ جس کی ہر ایک ملک میں دھوم ہے۔

نگریک دکھن اس کے محکوم ہے

وہ سردار ہے فوج اسلام کا

نظام علی اپنے ہے نام کا

نیازیں کرے ہے بنام علی

مُحبِّ علی ہے نظام علی

سپہ خوش رعیت سبھی شاد ہے

یہ آسودگی ملک آباد ہے

ریاست میں اسکی ہے یک یک امیر

بجائے ریاست بجائے وزیر

خصوصاً جو ہے شمس الامرائے حال

نہیں عصر میں کوئی اسکی مثال

دلا امجد الملک ہے بے فریب

کہ ہے ان سے ساری ریاست کو زیب

اختتام:۔

یہ باتیں جو مہمان نے کہہ گیا

رہا وہ تو نہیں پر مزہ رہ گیا

خدا بن کسی کو نہیں ہے قیام

ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ

تحریر فی التاریخ شہر شوال المکرم بوقت چاشت ۱۲۶۷ھ

کاتب الحروف بندگان حقیر کمترین غلام چہار یار سید رحمان علی مرقوم شد۔

یہ کتاب شائع نہیں ہوئی اسکے نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں اور جامعہ عثمانیہ کے علاوہ ادارۂ ادبیات اردو میں بھی موجود ہے۔ خود اس کتب خانہ میں کئی نسخے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ کتاب حیدرآباد میں خاصی مقبول رہی ہے

(۲۸۴) قصہ حاتم طائی (موسوم بہ ہفت سیر) دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی (۸۵) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۴۰۰)

سطر (۱۵) خط نستعلیق

آغاز :-

کرے کب کوئی اوس کا حمد و سپاس

کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اختتام :-

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام

ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ :-

این کتاب ہفت سیر حاتم ابن طے بادشاہ یمن

تصنیف مہمان بتاریخ بست و یکم ماہ محرم الحرام ۱۲۲۱

بروز جمعہ بوقت چاشت بساعت عطارد تمت

تمام شد۔ کاتب الحروف محمد ذوالفقار علی عرف

خیرو صاحب در مکان آثار شریف عقب مکہ مسجد۔

(۲۸۵) ہفت سیر (تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۱۷۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۸۸)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز :-

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس

کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اختتام :-

جو بولوں تو قاصر ہے یوزباں

خدا کا آتا ہے جن پر گماں

(۲۸۶) ہفت سیر (چوتھا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۴۵) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۹۶)

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز :-

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس

کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

ناقص الآخر ہے۔

اختتام :-

جو حاتم سنا اس سے یہ ماجرا

کہا یو کہو مرض کیا ہو یگا

(۲۸۷) قصہ حاتم طائی (پانچواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۵۵۸ جدید) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۲۴) سطر

متن (۱۲) حاشیہ (۲۴) خط نستعلیق۔ ناقص الطرفین۔

آغاز :-

وہ سلطان برہم ہوا سر نگر

ہوا مستعد آپ ہی جنگ پر

اختتام

اگر ایک کی اس میں ہووے وفات

گرے گور میں دوسرا اوس کے سات

(۲۸۸) قصہ حاتم طائی موسوم بہ ہفت سیر (چھٹا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۲۹۶ جدید) سائز (۹×۵ ½ انچ)

صفحہ (۴۶۰) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

آغاز

کرے کیا کوئی اس کا حمد و سپاس

کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہے۔ (ناقابل استفادہ)

اس کتاب کی تالیف کا سنہ حسب ذیل اشعار میں نکلتا ہے

(۱) جو حاتم کیا راہ مولا میں سیر ہے تاریخ بھی مقدم کار خیر
۱۲۱۵ھ

خرد نے جو یہ مثنوی خوش کہی سو کہنے لگا ہے یہ باغ پری
۱۲ ۱۵

اختتام:-

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعاں کو میرا اب سلام

ترقیمہ:-

کتاب ہفت سیر حاتم ابن طی بادشاہ یمن تصنیف مہمان بتاریخ ہفت دہم شہر ربیع الاول نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز دوشنبہ بوقت پہر روز بر آمد باتمام رسید۔ کاتب الحروف میر احمد الدین متوطن مقام حیدر آباد۔

(۲۸۹) قصۂ حاتم طائی (ساتواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۲۰۹ جدید) سائز (۹×۶ انچ)
صفحہ (۳۷۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق
مصنف متخلص بہ مہمان۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ
تاریخ کتابت ۱۲۶۵ھ

آغاز

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اس کے متعدد نسخے پہلے لکھے جا چکے ہیں تفصیلی کیفیت ابتدائی نسخہ میں درج ہے۔

اختتام:-

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ:-

این کتاب ہفت سیر حاتم ابن طی بادشاہ یمن تصنیف مہمان بحسب فرمایش مہرالنسا بیگم بخط مرزا لطف علی بیگ ساکن بیرون دروازہ یاقوت پورہ متصل مکان سکندر بیگ بتاریخ ہشتم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۵ ہجری..... باتمام رسید۔

(۲۹۰) قصۂ حاتم طائی موسوم بہ ہفت سیر (آٹھواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۵۳۸ جدید) سائز (۸×۶ انچ)
صفحہ (۲۲۵) سطر (۹) خط نستعلیق۔
مصنف۔ متخلص بہ مہمان۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ
تاریخ کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز:-

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بیگماں بے قیاس

اختتام:-

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ

.... ہفت سیر حاتم بتاریخ بست و ہشتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۷۶ھ بروز جمعہ بوقت عصر بنا برخواندن تلمیذ....... بخط ضعیف ونحیف غلام غوث ولد غلام محی الدین عرف جیلانی صاحب المتخلص جولاں ساکن مدراس بانصرام رسید۔

رباعی

محب صادق ..... کتاب حاتم عجیب و نادر
لکھا ہے اتمام خوش قلم سے بنی رفیقاں دیار شاطر

اس کے بعد ایک غزل کاتب صاحب یعنی جولاں کی تحریر ہے۔ دوسرے صفحے پر رجال الغیب کے اسماء کا نقشہ تحریر کیا گیا ہے۔

(۲۹۱) قصہ حاتم طائی موسوم بہ ہفت سیر (نواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۵۵۸ جدید) سائز (۸½ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۲۴) سطر (۱۲ سوائے حاشیہ) خط شکستہ
مصنف المتخلص بہ مہمان۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ

آغاز:۔

وہ سلطان برہم ہوا سر نگر
ہوا مستعد آپ بھی جنگ پر

یہ نسخہ ناقص الطرفین ہے

اختتام:۔

تو دیکھے ہے کیا جا کے نزد شہر
جمع لوگ ہیں اون میں ہے شور و شر

(۲۹۲) بہارستان عشق

نمبر تصوف (۳۵۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۱۲)
سطر غیر معین۔ خط شکستہ۔ مصنف۔ مسرور
تاریخ تصنیف ۱۲۳۶ھ کتابت ۱۲۳۸ھ

شمالی ہند اور دکن میں کئی شعراء مسرور تخلص کے گذرے ہیں۔ یہ دکن کے مسرور ہیں۔ راجہ چندو لال اور ان کے فرزند بالا پرشاد کے دربار سے تعلق تھا۔ ان کے اوستاد کا نام حافظ احمد تھا جو اعظم الملک کے خطاب سے سربلند تھے۔

آغاز:۔

بنام خداوند پروردگار
قلم ہو رواں در صف کارزار
ولیکن کسے طاقت دم زدن
کہ حمد خدا میں کرے یو سخن

یہ مثنوی مشہور فارسی کے شاعر حسن کی ایک مثنوی موسوم "سام" کا ترجمہ ہے۔ اس میں بہرام گور کا افسانہ نظم کیا ہے۔ مثنوی کے آخر میں قطعات تاریخی درج ہیں۔

اختتام:۔

حضرت استاد سے پوچھا جو نام
یوں ہوا فرماں کہ اے مہمان عشق
نام اس کا ہم رکھیں تاریخ نو
کہہ کہ نکلے جس میں پوری شان عشق
بے سر و پرسش کہا مسرور ہو
واہ واہ ہے یہ بہارستان عشق

یہ مخطوطہ خود مصنف کا قلمی ہے۔ بڑے خاص طرز سے لکھی گئی ہے۔ یعنی گل بوٹے صراحی وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ آخر پر مہاراجہ چندو لال اور انکے فرزند بالا پرشاد اور اپنے استاد کی مدح میں کئی اشعار ہیں۔ استاد کا نام حافظ احمد خطاب اعظم الملک تھا۔ خاتمہ پر مثنوی سام کا نام اخذ کرنے کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے۔

حسن نے اسے سام نامے کے او
کہا اقتباس اور بدل جان کو
نگر بندرہ سال میں مثنوی
کہی ہے حسن نے بفضل ذکی
ولیکن کوئی ڈھونڈے تو لاوے
کوئی مثنوی اوسکے ثانی بنائے
زباں بیگی نخرے تلے کہے
مزے تب لکھاوٹ نے اوسکے دیئے
اوسے سام نامے سے میں بھی لیا
وہی قصہ اردو میں میں نے لکھا
کیا دو مہینے میں قصہ تمام یہ مسرور استاد کالے کے نام
"بہارستان عشق" سے تاریخ نکلتی ہے۔
ترجمہ:۔ بنہم جمادی الاول ۱۲۳۸ھ

(۲۹۳) قصہ فیروز شاہ و ماہ رخ

نمبر مثنوی (۲۵۸۷ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۳۴) سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق۔
ناقص الاول و آخر

آغاز

دھواں کل گیا نور میں نور ہو   سیاہی اوڑی سبکی کا فور ہو
اس مثنوی کے ایک نسخہ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ نسخہ ناقص الطرفین اور کرم خوردہ۔

اختتام :۔

میں ہر چند چاہا کروں تجھ سے بات
دے کی گئی کچھ نہ واں مجھ سے بات

(۲۹۴) جگت روپ

نمبر مثنوی (۲۹۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۲۶)
سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق۔ مصنف۔ نول سنگھ
عاجز۔ تاریخ تصنیف ۱۲۴۲ھ تاریخ کتابت ۱۲۴۲ھ

نول سنگھ نام عاجز تخلص دکن سے تعلق تھا۔ سکندر جاہ آصف جاہ ثالث کے دور میں موجود تھے۔ مہاراجہ چندولال کے دربار سے بھی تعلق تھا۔ رائے بھوانی پرشاد کے سررشتہ سے تعلق تھا۔ بھوانی پرشاد کی مدح کرنے کے علاوہ ان کی تیار کردہ دیول رام باغ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

آغاز :۔

تیرا نام گوبند دھری کردگار
جہاں آفریں ہے تو پروردگار
خداوند ہے تو جہاں گرد کا
کرشمہ تیرا آشکار آشکار

مثنوی میں حمد و نعت کے بعد اپنے مرشد کی مدح کی ہے جن کو "مہا پرس" سے موسوم کیا ہے۔ اس کے بعد سکندر جاہ پھر مہاراجہ چندولال کی مدح کرنے کے بعد بھوانی پرشاد کی ستائش کی ہے اس کے بعد داستان آغاز ہوتی ہے سرندیپ کے بادشاہ خورشید شاہ کو اولاد نہیں تھی ایک فقیر روشن ضمیر سے دعا کی درخواست کی گئی فقیر نے دعا کی۔ لڑکا تولد ہوا۔ اس کا نام جگت روپ رکھا گیا۔ شہزادہ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور اسکی شادی کی فکر ہوئی۔ قیصر روم کی دختر سے شادی کیلئے پیام گیا۔ شادی ہوئی دُلہن کو لے کر واپس ہوئے۔ راستہ میں مصیبتیں پیش آئیں جگت روپ پرستان پہونچ گیا۔ اس کے بعد مجنوں بن گیا۔ حکماء سے علاج ہوتا ہے مگر کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔ وزیرزادہ اصل حال سے واقف ہو کر تلاش شروع کرتا ہے اور کامیاب واپس ہوتا ہے

اختتام

سوال مجھ سے کس شخص نے کیا ایسا
کہ اس پری کی ولادت کا سال ہو مشہور
دیا جواب اوسے میں نے از سر ہمت
سدا بہار ہے یہ مثنوی بسان خور

ترقیمہ

تمت الکتاب بتاریخ بست نہم شہر رجب ۱۲۴۲ھ
کاتب الحروف فقیر محمد۔
مثنوی میں شب زفاف کا حال بڑے دلچسپ انداز میں لکھا ہے۔

نکل کر جگت روپ پانی ہوا
وہی جشن و عشرت کا بانی ہوا
گئے دیکھتے ہی سب آپس میں مل
نظر سے نظر جی سے جی دل سے دل

لبوں سے ملے لب دہن سے دہن
دلوں سے ملے دل بدن سے بدن
ملی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو
گئی حسرتیں دل میں پامال ہو
ملی جاکے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ
چلی ناز و غمزے کی آپس میں بات

. . . .

. . . .

اوٹھے صبح تو دونوں گلفام دو
گئے باری باری سے حمام دو

(۲۹۵) مثنوی چندر بدن

نمبر مثنوی (۲۸۹) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۱۱۷)
سطر (۱۳) خط شکستہ ۔ مصنف ۔ واقف۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ
واقف دکن کا شاعر ہے۔ غلام علیم نام تھا۔ اس کا دیوان بھی اس کتب خانہ میں موجود ہے۔

آغاز:۔

جلوۂ اول ۔ در حمد الٰہی و ستایش نامتناہی و ثنایزلی

کرم سے اپنی اے ساقی وحدت
پلا مجھکو تو صہبائے محبت
پیالے دے مجھے جام ظہورا
کہ تا دیکھوں خدائی کا ظہورا

اس مثنوی میں چندر بدن اور مہیار کی داستان نظم کی گئی ہے جو دکن کا ایک تاریخی واقعہ ہے اور سب سے پہلے مقیمی بیجاپوری نے اس کا حال مثنوی کی صورت میں قلمبند کیا تھا۔

اختتام

ہوا اب فضل حق سے قصہ اتمام
بحق مصطفےٰ کر کر سرانجام
اے واقف بھیج تو صلوات بیحد
محمد پر دہ بر آل محمد

ترقیمہ

بتاریخ شانزدھم ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۵۰ھ بنا بر فرمایش مہاراج بدیا دھیر جیو پسر گنیش رائے مہاراج در محلہ حسینی علم ۔ تیاری کتاب چندر بدن و مہیار نمودہ شد ۔ کاتب الحروف بندۂ شکستہ فقیر حقیر زنار دار پورن سنگھ پسر ہزاری دھن سنگھ نبیرۂ محکم سنگھ کارپرداز خزائن بردار سرکار نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر باشندہ مستعد پورہ حال سکونت در مکان مہاراج موصوف اقامت دارد ہیچ غرضی از کسے نمی دارد سوائے ذات عالی صفات راجہ مہاراجہ دھرم ونت اوتار راجہ چندو لال بہادر ۔ بروز چہار شنبہ بوقت دو گھڑی روز باقی ماندہ۔

اس عبارت کے بعد چند شعر ہیں۔

یہ مثنوی شایع نہیں ہوئی۔ ایک قلمی نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔

(۲۹۶) جنگ نامہ امیر حمزہ

نمبر تاریخ (۱۴۱۴) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۳۶۲)
سطر (۱۹) خط نستعلیق ۔ مصنف قربان حسین حاجی
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۷ھ
قربان حسین نام حاجی تخلص ۔ حیدرآباد کے شاعر تھے اگرچہ غزل کے دور کے شاعر ہیں مگر انہوں نے قدیم

طرز کے مطابق ثنوی کو اپنی شاعری کی جولان گاہ بنایا
اور ضخیم ثنوی مرتب کردی۔

آغاز:۔

نخستیں صفت اوسکی ہے فرض عین
ہے جس کا ٹھکانہ دو آنکھوں کے بین
احد تھا سوا یکبار وحدت میں آ
بجایا ہے کثرت کا نقارا جا

اس ثنوی میں اولاً حمد ہے۔ پھر نعت اس کے بعد حضرت علی کی منقبت اور منقبت کے بعد داستان شروع کردی گئی ہے۔

یہ امیر حمزہ کی داستان ہے خواجہ بزرگ جمہرین بخت الجمال کی پیدائش اور امیر حمزہ کی پیدائش سے داستان کی ابتدا ہوئی ہے۔

داستان امیر حمزہ اولاً فارسی میں مرتب ہوئی، اور پھر اس کا ترجمہ اردو نثر میں ہوا ہے۔ حاجی کی دکھنی نظم نہیں معلوم اصل فارسی سے ترجمہ ہوئی ہے یا اردو نثر کو اونھوں نے نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ داستان حضرت امیر حمزہ کی جنگ احد میں شہادت پر اختتام کو پہونچتی ہے۔

قربان حسین نے اس ثنوی میں بعض جگہ اپنا تخلص حاجی لکھا ہے اور بعض جگہ قربان حسین بھی نظم کیا ہے

رقم کر اب داستان اول
عمارت سے الفش کے حاجی نکل

نکل سات خواجہ کے حاجی ہو صاف
ہے گر تجکو ملکے کا واجب طواف

گزر جا قصے سوں قربان حسین
آگے بول الحال مجلس کے بین

ایتا چھوڑ یہ بات قربان حسین
آگے بول حمزہ کا سب شور و شین

اختتام:۔

نبی اور علی اور حمزہ کے بین
نذر بھیج صلوات قربان حسین
نبی اور علی اور امیر پر مدام
ہزاروں تحیت ہزاروں سلام

ترقیمہ:۔

ایں کتاب حمزہ امیر صاحب قرآن در ماہ رجب بست و سیوم اختتام یافت۔ کاتب الحروف شیخ ابراہیم سپاہی فسٹ کیولری فسٹ ترپ در جائے بلاری بروز جمعہ تحریر یافت سنہ ۱۲۵۷ھ

نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ آخر پر چار عنوانات کی فہرست بھی دیگئی ہے (۹۷) عنوان ہیں۔

(۲۹۷) اشتیاق نامہ

نمبر ثنوی (۳۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف ملک محمود جوہر۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۵ھ

ملک محمود جوہر کا تذکرہ صفحات ما قبل میں ہو چکا ہے

آغاز:۔

غنچہ لب گلعذار سیمیں بر	لالہ رو سرو قد پری پیکر
شوق تیرا تو بسکہ ہے مجکو	ماجرا اپنا کب کہوں تجکو

ایک رومانی داستان ہے جو خط کے طرز پر لکھی گئی ہے

عاشق اپنی بیقراری کی روئداد فراق قلمبند کرتا ہے

اختتام :-

اب یہی ہے پیام جو ہر کا — تو سنا کر کلام جو ہر کا
کیا کہوں اور اپنی جی کی ہوس — وصل کا اشتیاق ہے اور بس

ترقیمہ :-

بتاریخ دوسری ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ بوقت دو پہر دو گھڑی باتمام رسید۔

(۲۹۸) دانش افروز (ترجمہ انوار سہیلی) دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی (۵۴ جدید) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۲۰۰)
کالم و وتی کالم (۱۷) سطر۔ خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ فرید الدین آفاق۔

اس کتاب کے ایک نسخہ کا تذکرہ ہو چکا ہے یہ دوسرا نسخہ ہے۔

آغاز

الٰہی وہ منزہ ہے تیری ذات
کہ جس سے کل کے بر آتے ہیں حاجات

اختتام

رہے سب دوست اوسکے شاد آباد
عدو پامال ہوویں اور برباد

ترقیمہ :-

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بید احقر عباد اللہ المعروف محمد عبد اللہ الموسوم بہ عبد الوحید برطبق فرمایش رائے صاحب کرم گستر قدر شناس راجہ کشور داس جیورام وغیرہ — بتاریخ دویم محرم الحرام ۱۲۶۳ھ

(۲۹۹) مثنوی (عشق صادق)

نمبر مثنوی شاہ (۷) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۲۸)

سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔ مصنف۔ تراب
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۵ھ

اس مثنوی کا کوئی نام نہیں ملا۔ مضمون کے لحاظ سے میں نے "عشق صادق" نام رکھا ہے۔

تراب تخلص دکن کے شاعر تھے اور مذہبی شغف تھا۔ ان کے مرشد امین الدین علی بیجاپوری کے سلسلہ میں منسلک تھے۔ ڈاکٹر زور نے تذکرہ مخطوطات جلد پنجم میں ایک شاعر تراب الدین کا تذکرہ کیا ہے صفحہ (۱۰۶) ممکن ہے یہ وہی تراب ہوں۔

آغاز :-

قلم وصف صنم کا جب اوچایا
لکن کا جگ منی جب غل مچایا
اوایسا سحر گر جادو تین ہے
کہ جس کے سحر کا جگ یک چمن ہے

مثنوی میں حمد و نعت کے بعد ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

ایک شہر میں ایک عورت نہایت حسین و جمیل باعصمت رہا کرتی تھی۔ بڑی متقی اور پرہیزگار بھی تھی اس کا شوہر ایک مرتبہ سفر پر گیا اور عرصہ دراز تک نہیں آیا۔ اس نے خط لکھوانے کے لئے ایک مولوی صاحب کو بلوایا۔ مولوی صاحب خط لکھنے لگے۔ ہوا سے دونوں کے درمیان جو پردہ تھا وہ ہٹ گیا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ مولوی صاحب کے دل میں اس کی عشق کا خنجر پیوست ہوگیا۔ دیوانہ ہوکر اپنا مال و دولت خیرات کر دیا۔ شاگردوں کو رخصت کیا اور گریباں چاک کرکے جنگل کی راہ لی۔ عرصہ کے بعد جب حسینہ کا شوہر واپس آیا۔ بی بی نے تمام حال بیان کر دیا۔ شوہر نے کہا کہ اس

دیوانہ کو قتل کر دینا چاہئے۔ عاشق دیوانہ ایک مرتبہ ندی کے کنارے آیا اور حسینہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ وہاں آئی اور دیوانہ کو کہا اگر تو سچّا عاشق ہے تو ندی میں ڈوب جا۔ دیوانہ حکم کی تعمیل میں ندی میں ڈوب گیا۔ اب حسینہ نے اپنے شوہر کو کہا کہ اب گھر واپس چلو جب واپس ہونے لگے تو وہ بھی ندی میں کود پڑی جب سطح آب پر دونوں لاشیں آئیں تو دونوں آپس میں ملے ہوئے تھے۔ دونوں کو نکال کر ایک قبر میں دفن کر دیا گیا۔

اس قسم کے کئی قصے ملتے ہیں جس میں عاشق اور معشوق آگے پیچھے یا ایک ساتھ مرجاتے ہیں۔ مقیمی کا قصہ چندربدن۔ والہ کا قصہ طالب موہنی اور میر کی مثنوی دریائے عشق قریب قریب اسی مضمون کے حامل ہیں۔

اختتام :۔

تراب جان عاشقاں ٹپکے سب مل
وہاں تیرا سخن ہو ویگا ممتاز
اتھا توں عیب پوشی پر نظر کر
کسی کے حال کی رسوائی مت کر
جتن کر تو آپ کا لنگ لنگوٹا
بتاتا ہئیں رہ دتیاں کوں سوٹا

تراب اپنے مرشد کی مدح اس طرح کرتا ہے۔

تراب اب اپنے مرشد کی صفت کر
اہے جو جگ منے ثانی حیدر
حسینی پیر میرا رہنما ہے
قسم بلکہ میرا ہادی خدا اہے
اہی ثانی امین الدین علی او
دیکھو برحق خدا کا ہے ولی او
لیجا لاہوت میں مجکو حسینی
بنایا صورت رسمی عینی
ہے جس کا باپ ہور ہادی علی پیر
کریں سب اس کو سجدہ پیر ہو میر
امین الدین علی دادا ہے جس کا
کروں پھر کس زبان سوں وصف اس کا

ترقیمہ :۔

تحریر فی التاریخ بست و پنجم ماہ رجب المرجب ۱۲۵۵ھ
کاتب الحروف ابراہیم علی خاں۔

(۳۰۰) خواب و خیال

نمبر مثنوی (۴۵۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۹۵)
سطر (۱۶) خط شکستہ۔ مصنف۔ خواجہ میراثر
تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ
اثر کے حالات درج ہو چکے ہیں۔

آغاز :۔

بعد حمد خدا و نعت رسول
کچھ بکے ہے یہ اب ظلوم و جہول
بے محابا کلام ہے یعنے
بیشتر ہیچ و پوچ بے معنی

اثر کی مثنوی عام طور سے مشہور ہے۔

اختتام

ایک ادنیٰ غلام اُس کا ہوں
چوں پائے نام اوس کا ہوں

ترقیمہ :۔

تمام شد ــ مثنوی خواب و خیال من تصنیف
خواجہ اثر مرحوم برادر خواجہ میر درد مرحوم۔

(۳۰۱) مثنوی عالم پناہ

نمبر مثنوی (۳۵۳) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۵۷۲)

سطر (۱۸) خط نستعلیق۔ مصنف نول سنگھ عاجز۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۹۵ھ

نول سنگھ عاجز کا تذکرہ صفحات ماقبل میں ہو چکا ہے۔

آغاز:۔

الٰہی تو صاحب سچّا ہے بڑا
اے دو نوں جہاں تجہ کرم سی کھڑا
اے قدرت کو تیری نہیں کچھ شمار
کیا دو جگت کوں تہیں آشکار

اس داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ کو اولاد نہیں تھی۔ نجومی نے کہا کہ بادشاہ ایک رات گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کو جائے گا۔ وہاں ایک شہزادی سے ملاقات ہوگی اور اس کے بطن سے لڑکا تولد ہوگا۔ نجومی کے کہنے کے مطابق حالات پیش آئے۔ جو فرزند تولد ہوا اس کا نام خورشید شاہ رکھا گیا۔ اب یہ جوان ہو کر عشق میں مبتلا ہوتا ہے۔ کئی اور قصے اس میں آجاتے ہیں۔

اختتام

یہ دو نو مراتب سے بدتر رہے
وگرنہ جواہر تو پتھر لہے
جو کوئی اپنے محبوب سے ہم رنگ ہو
برابر جو اوس پاس زر سنگ ہو

ترقیمہ

اللّٰہم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم۔ حسب فرمایش جناب حضرت روشن بیگم صاحب دام لطافہما۔ بقلم خاک پائے مرشد سیّد محمد خلیل الدین حسینی القادری بیجاپوری در محلہ جلال کوچہ در بلدۂ حیدرآباد دکن۔ بتاریخ بست دویم ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ ہجری روز دوشنبہ تحریر باتمام رسید۔

(۳۰۲) طوطی نامہ

نمبر مثنوی (۵۳۴) سائز (۱۰×۶) صفحے (۱۸۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ حسرت تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ ہجری

حسرت تخلص کے کئی قدیم شعراء کا حال تذکروں میں ملتا ہے مگر اس مثنوی کے مصنف کے متعلق یقین کے ساتھ تعارف نہیں کرایا جا سکتا۔

آغاز:۔

یا الٰہی یہ عشق خانہ خراب
کس نے مانگا تھا یہاں کس کو تھی تاب
کہا ارض و سماء کو بہتیرا
عشق سے پر سبھوں نے منہ پھیرا

اس داستان کی ہیروئن شہزادی شکر پارہ اور ہیرو شہزادہ طوطی رام ہیں۔ شہزادہ طوطی رام شہزادی شکر پارہ کے حسن کی داستان سنکر عاشق ہو جاتا اور اس کے ملک میں پہونچکر ایک باغ میں مقیم ہوتا ہے اور اس باغ میں ایک برہمن کو اپنا حال سناتا ہے برہمن حال سنکر ملاقات کو دشوار بتایا۔ شہزادہ اپنے استاد رام چندر سے مدد کی درخواست کیا اور خطوط لکھے۔ بالآخر شادی قرار پائی۔ واپسی میں دونوں میں مفارقت ہو جاتی ہے۔ طوطے اور مینا کی کہانی درمیان میں آتی ہے۔ اس طرح یہ داستان در داستان ہے۔

اختتام :-

عشق کے ساتھ میرا دم نکلے
عشق آوے تو میرا غم نکلے
عشق سے میر سینہ ہو معمور
عشق ہو تن بدن میں میرے وفور

تمت تمام شد

(۳۰۳) مثنوی گلزار نسیم

نمبر مثنوی (۲-۵۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۲۰)
سطر (۱۱ تا ۱۴) خط شکستہ مصنف دیا شنکر
نسیم - تاریخ تصنیف ۱۲۵۴ھ - کتابت ۱۲۷۸ھ

پنڈت دیا شنکر نام - نسیم تخلص - شمالی ہند کے مشہور شاعر آتش کے شاگرد ۱۲۲۷ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۶۰ھ میں وفات پائی - تذکروں اور تاریخ ادب کے کتابوں میں ان کا حال تفصیل سے درج ہے -

آغاز :-

ہر شاخ میں ہے شگفتہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے یہ ورد زباں سے یکسر
حمد حق مدحت پیغمبر

گلزار نسیم مشہور مثنوی ہے - اس کے داستان کے خلاصے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی -

اختتام :- اس میں کتاب کا نام اور تاریخ تصنیف بھی درج ہے - اختتام فارسی قطعہ پر ہوا ہے -

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد
گلزار نسیم نام بنہاد
بشنید نوید ہاتفے داد
توفیق قبول روزیش باد

ترقیمہ

تمت تمام شد کار من نظام شد - مثنوی گلزار نسیم من تصنیف پنڈت دیا شنکر متخلص بہ نسیم ۱۲۷۸ھ مطابق بستم شہر ربیع الاول بخط بے ربط بندہ گلاب رائے ولد رسا راج قوم کالیستھ - ساکنہ ـــــ ضلع مظفر نگر وارد حال بلدۂ حیدرآباد دکھن بتاریخ دوازدہم ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۸ھ مطابق دوازدہم ماہ اپریل ۱۸۶۲ء از کتاب لالہ ارجن سنگھ کالیستھ ساکن سرکار نلور صورت اختتام یافت -

گلزار نسیم پہلی مرتبہ ۱۲۶۰ھ میں شایع ہوئی اس کے بعد کئی مرتبہ شایع ہوئی ہے - بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی پائے جاتے ہیں -

(۳۰۴) گلبن مہ رخاں (یعنی گلشن عاشقاں)

نمبر مثنوی (۳۴۶) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۸۶)
سطر (۱۷) خط نستعلیق - مصنف - آثمہ -
تاریخ تصنیف ۱۲۶۶ھ

آثمہ تخلص ارکاٹ کے شاہی خاندان والاجاہی سے تعلق تھا - ان کے نانا محمد علی والاجاہ رئیس ارکاٹ تھے باپ کا نام نجف علی خاں تھا اور افتخار تخلص کرتے تھے آثمہ کے شوہر قادر محی الدین خاں ان کے ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے - سکندر جنگ ان کا خطاب تھا - آثمہ کی تعلیم و تربیت باپ کی خاص نگرانی میں ہوئی، آثمہ کو حافظ محمد علی واعظ رام پوری سے بیعت حاصل تھی - عالم شباب ہی میں آثمہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا - اس طرح جوانی میں بیوہ ہو گئیں -

آثمہ کا ماحول شاعری تھا اور آج تک انکے خاندان میں

شاعری سے شغف ہے۔ آثمہ حسب ذیل کتابوں کی مصنفہ ہیں
گلبن مدخاں۔ گلشن مہوشاں۔ گلشن شاہداں۔ دیوان۔

آغاز :-

کروں کیوں نہ ہیں حمد اللہ کا
جو ہے وردِ جاں ہر دل آگاہ کا
لکھوں کیوں نہ ہیں حمدِ رب قدیر
وہ بے چوں و بے مثل ہے بے نظیر

مثنوی میں حمد و نعت بیان معراج۔ اپنے مرشد کی
مدح و مناجات کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اسکے
بعد ایک جشن کی تفصیل کی ہے جو انہوں نے اپنے والدین
کے اعزاز میں چار دن تک کیا تھا۔ آخر میں قطعات تاریخی
درج ہیں۔

اختتام :-

جہاں ضرب کا کر کے قصہ جدا
اوسے نثر سے نظم کے بیچ لا
آثمہ غرض ان کے تاریخ کو
شتابی بیاں کر دے اب ہو بہو

اس کے بعد کئی اصحاب کی تاریخیں ہیں۔ آخر پر خود
مصنفہ کا قطعہ تاریخی ہے جو حسب ذیل ہے۔

چو ایں نسخہ خوب اتمام یافت
کہ کردہ خطش کہکشاں را خجل
سنش ہے سر جہد در گوشش جاں
ندا شد کہ منظورۂ اہل دل
۱۲۶۸ھ

(۳۰۵) گلشن مہوشاں

نمبر مثنوی (۴۹۹) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۲۷۲)
سطر (۲۱) خط نستعلیق۔ مصنف۔ آثمہ۔

تاریخ تصنیف ۱۲۶۷ھ

آغاز :-

کروں ابتدا اسمِ اعظم رقم
ہے حمد خداوند عالم رقم
وہی بے گماں ارحم الراحمین
ہے بے شک وہی احکم الحاکمین

حمد و نعت کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اس میں
واضح کیا گیا ہے کہ ماں کے ارشاد پہ "جہانِ ضرب" داستان
کو جو نثر میں ہے منظوم کیا ہے۔ اس داستان کا ہیرو
لال بادشاہ جہاں ضرب، داد گر ہیں اور ہیروئن
نازک بدن بہار افزا ہیں۔ جواہر شاہ کے گھر ہیں
لال بادشاہ تولد ہوتا اور سن رشد پر نازک بدن کی
تصویر دیکھ کر عاشق ہوتا۔ معشوق کے وصال کے لئے
گھر سے نکل جاتا۔ راستہ میں مصیبتیں پیش آئیں اور ایک
فقیر احسن الدین قدم قدم پر رہبری کرتا ہے۔ دیوؤں سے
لڑائی ہوتی۔ ایک بیبوا نہرہ جبیں بھی داستان میں
شامل ہو جاتی ہے۔ غرض کئی اصحاب کے کردار کے گرد
داستان گھومتی ہے۔ سب کے سب بامراد وطن کو
واپس آتے ہیں۔

تاریخ تصنیف کی صراحت۔

بفضل خداوند روز شمار — ہوئی ختم جب مثنوی ایکبار
سن بارا سو یہ تھے ستر پہ سات — ز ہجری حضرت علیہ الصلوات
آثمہ سے یہ گلشن مہوشاں — جہاں میں رہے یادگار و نشاں

اختتام :-

جو کی فکر تاریخ میں برملا — ہے قصہ جہاں ضرب کا دل کشا
ہے ختم تاریخ بار دگر — مزاج اپنا خوش حال بشتر

کہی از رخ قریب بشناک ودیب — خرد اسکے تاریخ گلزار غیب

اس کے بعد کئی اصحاب کی تاریخیں ہیں۔

اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳۰۶) گلشن شاہاں

نمبر مثنوی (۹۸م) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۸)

سطر (۹) خط نستعلیق۔ مصنف۔ آثمہ

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۴ھ کتابت سنہ ۱۲۹۴ھ

آغاز

سر نامہ پر کہہ کر تکبیر میں

کروں اسم اعظم کو تحریر میں

خدائے جہاں اور جان آفریں

کیا کن سے عرش اور چرخ و زمیں

حمد و نعت اور حضرت جیلانی کی مدح۔ اپنے مرشد کی تعریف کے بعد سلطان روم عبد العزیز کی مدح ہے اس میں نواب میر محبوب علی خاں نظام حیدرآباد اور حیدرآباد کے مشہور وزیر اعظم نواب سالار جنگ مختار الملک کی ستایش کی گئی ہے سبب تالیف میں واضح کیا ہے کہ سنہ ۱۲۸۲ھ میں وہ مدراس سے مکہ معظمہ گئیں اور واپسی میں حیدرآباد آئیں جہاں مختار الملک نے ان کو یہ مثنوی لکھنے کی ترغیب دی۔ اس وجہ سے اونہوں نے اسکو نظم کیا۔

یہ ایک عشقیہ داستان ہے۔ ایک بادشاہ تھا۔ اس کو ایک فرزند جواں بخت نام تھا۔ باپ نے اپنے فرزند کی شادی کر دی اور اس کو جنگ کے لئے روانہ کیا۔ بعد کامیابی واپس ہوا۔ جب واپس آیا تو اپنی بی بی کے متعلق افسوس ناک خبریں سنی۔ تلوار لے کر بی بی کے پاس پہونچا۔ بی بی نے اپنی بے قصوری اور عصمت دامنی کا ثبوت پیش کیا۔ اب دونوں دریائی سفر پر روانہ ہوئے۔ طوفان آیا اور دونوں غرق ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک صاحب دل فقیر نے دونوں کو سمندر کی تہہ سے زندہ نکالا۔ اب دونوں اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔

اختتام :۔

پیمبر کے صدقے سے کونین میں

تو کر بہرہ ور ہم کو دارین میں

بحق بتول و بنی فاطمہ

ہمارا تو کر خیر پر خاتمہ

اس کے بعد مناجات اور تاریخیں درج ہیں۔

اس مثنوی میں مصنف نے اپنے تصانیف کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

لکھی پہلے ایک گلبن مہ رخاں

دویم تجھ سے ہے گلشن عاشقاں

سوم گلشن مہوشاں ہے نمود

چہارم بھی دیوان ہے خوش وجود

آثمہ تخلص کے ہیں پانچ حرف

کتب پانچ کر اپنی کوشش کو صرف

تاریخ تصنیف کا شعر۔

سن بارہ سو پر تھے اسی پر چار

کئے ہجرت از مہر پروردگار

ترقیمہ

تمام شد سنہ ۱۲۹۴ھ

اگرچہ گلبن مہ رخاں اور گلشن عاشقاں کو علیحدہ علیحدہ کتابیں اس شعر میں ظاہر کیا گیا ہے مگر در اصل دونوں ایک نام ہیں۔ چنانچہ گلبن مہ رخاں میں حسب ذیل اشعار ہیں۔

بہت غور کر کے ہوں موسوم میں
لقب گلبن مہ رخاں اس کنیں

جو فی الاصل تصنیف کی داستاں
لقب اس کو کی گلشن عاشقاں

(۳۰۷) فسانہ شاہ طمانُر

نمبر مثنوی (۵۰۰) سائز (۴×۶) صفحہ (۸۴)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ منشی گووندیال قمر

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء کتابت سنہ ۱۲۸۹ھ

منشی گووندیال نام۔ قمر تخلص۔ سورج بخش کے فرزند تھے۔ مثنوی ناقص الاول ہے۔

آغاز:۔

...... اطلس پہ گویا
چکن دوزی کی گلکاری سراپا

...... خیرگوں پریاں نمایاں
کرے سیماب و آب زر سے افشاں

مثنوی کی داستاں یہ ہے کہ یونان کا ایک بادشاہ بڑا ظالم و جابر تھا۔ اس کے ماتحت ایک چھوٹا شہر تھا طمانُر نام تھا۔ یہاں کا والی ایک نوجوان حسن صورت اور حسن سیرت میں ممتاز تھا۔ یونان کا بادشاہ جنگ کے لئے آیا۔ چونکہ ٹائیر کے بادشاہ کو مدافعت کی طاقت نہیں تھی۔ اس لئے اس نے وزیر کو طلب کر کے کہا یونان کا بادشاہ صرف میرا دشمن ہے۔ شہر کی رعایا سے اس کو دشمنی نہیں ہے۔ میں اپنے شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں، تاکہ خوں ریزی نہ ہو۔ یہ کہہ کر جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوگیا۔ راستہ میں طوفان آیا اور جہاز ٹوٹ گیا۔ بادشاہ ایک لکڑی کے تختہ کے سہارے کنارے پر پہونچا۔ اس ملک کی ملکہ ایک حسین عورت تھی دونوں کی ملاقات ہوئی دونوں پر عشق نے اپنا اثر کیا۔ مگر مصیبتیں پیش آئیں بالآخر بامراد اپنے وطن کو واپس ہوئے۔

اختتام:۔

کہ یہ بے کس قمر کی یادگاری کرے مقبول عالم ذات باری

....

فرشتہ صور خود را تا داند ہمیں نقشے ست گر یادماند
خداوندا بحق نیک مرداں ازیں سلک گوہر آفت بہ گرداں

ترقیمہ:۔

ببست و ششم مارچ سنہ ۱۸۷۲ء مطابق ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ھ

ہوتی جب خیریت انجام انجام
لگا میں ڈھونڈتے تاریخ اتمام

قلم خود از سر الطاف بولے
کہا کیسے کہ ہوئے ختم ہوئے

اس کے بعد کی دو غزلیں اور مخمس بھی ہے مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

(۳۰۸) قصہ غم (واقعہ وفات جناب النساء)

نمبر مثنوی (۳۳۳) سائز (۹×۱۴) صفحہ (۱۰۷)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ خوش خط۔

مصنف۔ داور۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۸ھ

کتابت سنہ ۱۲۱۹ھ

مرزا داور علی بیگ نام۔ داور یار جنگ داور یار الدولہ۔ داور یار الملک خطاب۔ داور۔ تخلص۔ حیدرآباد کے ایک امیر تھے۔ پہلے ایک گھوڑے کے سلحدار تھے۔ قسمت کی یاوری سے اعلیٰحضرت حضور نظام میر محبوب علی خاں کے پیش گاہ میں پیش ہوئے اور منظور نظر

بن گئے۔ دن دونی رات چوگنی ترقی ہوئی منصب جاری ہوا، خطابات سے سرفراز ہوئے۔ صدر بخشی افواج صرفخاص کی خدمت ملی اور حضور کے مصاحب بنے رہے۔

مثنوی کے آغاز کے پہلے دو صفحے میں نثری دیباچہ ہے۔

آغاز:۔

کیا کریں حمد خداوند جہاں
ذات بے چوں میں نہیں دخل گماں
اس سے سب اہل جہاں کی ہے نمود
بندہ کیا شے ہے خدا ہے موجود

اس مثنوی میں مصنف نے اپنی دختر مہتاب النساء کے نوجوانی میں انتقال کر جانے اور اس کے بعد کے واقعات بیان کئے ہیں۔ یعنی وہ ایک رات کے خفیف بخار میں یقین کر لیا تھا کہ وہ فوت ہو جائیگی اور اپنے عزیزوں سے منہ موڑ کر یاد الٰہی میں مصروف ہوگئی۔ اور عالم سکرات نہیں ہوا بلکہ اللہ اللہ کہتے ہوئے روح پرواز کر گئی اور جب لاش قبر میں اتاری گئی تو منہ خود بخود قبلہ کی طرف مڑ گیا اور ماں باپ نے ایک ہی شب ایک ہی وقت خواب میں مرحومہ کو دیکھا جو خوش و خرم تھی۔

اختتام

میری توبہ کے نکیرین گواہ ہوئے ہیں — کیوں کفن پر عمل زشت لکھا جاتا ہے
روح ہے طالب گلگشت مدینہ فاور — کہیں گلزار میں جنت کے رہا جاتا ہے

(۳۰۹) لال و گوہر

نمبر مثنوی (۳۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحے (۳۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ عارف الدین خاں عاجز

لال و گوہر کا یہ ایک اور نسخہ ہے جو اشتیاق نامہ کے ساتھ مجلد ہے۔

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگین بیانی — عطا کر مجھ کو یاقوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ — اونکو دو جہاں سرخ رو رکھ

ترقیمہ:۔ کاتب الحروف محمد جعفر ساکن کرنول

(۳۱۰) ہفت سیر

نمبر مثنوی (۳۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۹۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف۔ مہمان

ہفت سیر کے کئی نسخوں کا تذکرہ کر دیا گیا ہے یہ ایک اور نسخہ ہے جو اشتیاق نامہ کے ساتھ مجلد ہے۔

آغاز:۔

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اختتام:

جو حاتم سنا اوسے یہ ماجرا — کہا یو کہو فرض کیا ہو گیا

(۳۱۱) فاختہ نامہ

نمبر کتاب (۳۶۴۴ جدید) سائز (۸½×۵½)
صفحہ (۲۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق
مصنف۔ طالب۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ

آغاز:۔

کہوں معجزہ اک نبی خاص کا — دو عالم کے صاحب کے سرتاج کا

اس میں ایک فاختہ اور باز کا قصہ لکھا گیا ہے اور باز کو گوشت دینے کا امتحان ہوتا ہے۔

اختتام:۔

ہزاراں درود و ہزاراں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

کتب خانہ سالار جنگ میں اسکے تین نسخے موجود ہیں۔

(۵) نثری داستانیں

(۳۱۲) سب رس

نمبر تصوف (۱۹۵) سائز (۹۲×۸) صفحہ (۱۲۵)
سطر (۲۴) خط شکستہ - مصنف - وجہی -
تاریخ تصنیف ۱۰۴۵ھ - کتابت ۱۲۹۵ھ

وجہہ الدین نام وجہی تخلص - قطب شاہی دور کا مشہور شاعر اور نثر نگار، اسکی مثنوی قطب مشتری ۱۰۱۸ھ میں تصنیف ہوئی - چار بادشاہوں، یعنی ابراہیم قلی، محمد قلی، سلطان محمد اور سلطان عبد اللہ کے عہد میں اپنی شاعری اور نثر نگاری کے باعث مشہور رہا - سب رس ۱۰۴۵ھ میں تصنیف ہوئی - جبکہ سلطان عبد اللہ حکمران تھا - وجہی اپنے زمانہ کا بلند پایہ شاعر اور نثر نگار تسلیم کیا گیا ہے - اور خوش قسمتی سے آج بھی اس کی نظم اور نثر دونوں بدست ہو چکے اور شایع ہو گئے ہیں - نہ صرف اردو میں بلکہ ہندی یعنی ناگری رسم الخط میں شایع ہو گئے ہیں -

آغاز :-

"تمام مصحف کا معنی الحمد اللہ میں ہے مستقیم ہور تمام الحمد اللہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم - تمام بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے نقطہ میں رکھا ہے -- کریم"

یہ ایک تمثیلی داستان ہے جس میں حسن و عشق کی کشمکش اور عقل و دل کے معرکہ کو واضح کیا گیا ہے -

اختتام

"عمر دراز اچھو - دائم بدولت اچھو - عاقبت بخیر اچھو - ایمان سلامت اچھو امین رب العالمین -"

ترقیمہ :-

الحمد اللہ المنہ بحق حبیب کتاب سب رس تصنیف حضرت وجہہ الدین رحمۃ اللہ بتاریخ شانزدہم روز سہ شنبہ شہر صفر المظفر ۱۲۹۵ھ باختتام رسید۔

سب رس شایع ہو گئی ہے اور اس کے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ وغیرہ میں موجود ہیں -

اس میں دو اور تصوف کی کتابیں (۱) گنج اسرار (۲) سلک السلوک - شامل ہیں -

(۳۱۳) سب رس (دوسرا نسخہ)

نمبر تصوف (۶۳۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۶۸)
سطر (۱۳ تا ۱۶) خط نستعلیق -

آغاز :-

"تمام مصحف کا معنی الحمد اللہ میں ہے - مستقیم ہور تمام الحمد اللہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم"

یہ نسخہ ناقص الآخر ہے -

اختتام

میری آشنائی کا نہیں رکھے شرم کچھ ......
ملاحظہ میں آیا -

(۳۱۴) قصہ ملکۂ روم و فقیہہ

نمبر قصص (۶۴۵) سائز (۱۰-۶×۱۰) صفحہ (۱۱۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ

اس افسانہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز :-

"نقل کرنے والے حکایت لطیفہ کے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں روم کے بادشاہ کی ایک بیٹی تھی۔ اوس کا نام ملکہ تھا اس نے یوں قرار دیا کہ جو شخص میرے سوالوں کا جواب دے گا تو عہدے سے برائے اوس کے ساتھ میں شادی کرونگی۔"

اس داستان میں واضح کیا گیا ہے کہ ایک ملکہ نے اپنے سوالوں کے جواب پر اپنی شادی منحصر کی تھی۔ سوالات فقہ سے متعلق تھے ایک فقیہہ ہندوستان عبدالعلیم نام تھا سوالات کے جواب دیئے۔ ملکہ کے ساتھ شادی ہو گئی۔

اسی مضمون کی منظوم داستان بھی ہے جس کا تذکرہ اوراق ماسبق میں ہو چکا ہے۔

اختتام :-

"فقیہہ عبدالعلیم نے تیس برس تک بادشاہی کی اور ملکہ بھی بخوشی تمام مقصود کو پہونچی۔"

(۳۱۵) توتا کہانی (طوطا کہانی)

نمبر کتاب (۱۵-۱ جدید) سائز (۹×۵ ۳/۴ انچ) صفحہ (۲۲۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف سید حیدر بخش حیدری۔

تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۱ء) ۔ ناقص الاول

فورٹ ولیم کالج کے مشہور مصنف سید حیدر بخش حیدری تخلص۔ شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ ڈاکٹر گل کرائسٹ کی نگرانی میں جو کتابیں تصنیف و تالیف ہوئیں ان میں سب سے زیادہ حصہ سید حیدر بخش کا ہی ہے دہلی ان کا وطن تھا۔ اولاً سررشتۂ عدالت میں مامور ہوئے پھر کالج کے دارالترجمہ میں منتقل ہوئے۔ چند سال کے بعد خدمت سے کنارا کش ہو کر بنارس میں آ رہے۔ ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۳ء) میں انتقال ہوا۔

آغاز :-

"دریائے جود و کرم منبع علم و حلم خداوند خدایگاں والاشان الخ" (ناقص الاول)

حیدری نے طوطی نامہ ضیاء الدین نخشبی کو سلیس اردو میں ترجمہ کر کے اسی کا نام توتا کہانی رکھا۔

یہ ترجمہ بموجب فرمایش مسٹر جان گلگرائسٹ صاحب بہادر کیا گیا ہے۔

اختتام :-

"اور مجھے بھی ما اچاہتی تھیں سو میں۔ ۔ ۔"

ناقص الآخر

توتا کہانی شایع ہوئی تھی ۔ اب نایاب ہے۔ اس کے قلمی نسخے بھی کم دستیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالارجنگ میں دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۳۱۶) باغ و بہار (قصۂ چہار درویش)

نمبر قصص (۲۳۷۷ جدید) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۹۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف میر امن دہلوی ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ۔

ناقص الاول

میر امن دہلوی فورٹ ولیم کالج کے مترجموں میں شامل تھے۔ دو کتابیں انکی یادگار ہیں اور ان دونوں سے انہوں نے بقاء دوام کی شہرت حاصل کرلی، باغ و بہار یعنی چہار درویش انکی مشہور کتاب ہے۔ تاریخ نثر کی کتابوں میں انکے

حالات تفصیل سے درج ہیں۔

آغاز:۔

"فارسی میں مروج تھا بہ عاصی۔ میرامّن زبان اردو میں واسطے دریافت عورت مرد کے لکھا الخ"

اختتام:۔

"اور بطفیل ائمہ ہادی علی نبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فضل و عنایت برلا۔ آمین یارب العالمین۔ آمین"

یہ کتاب شایع ہوگئی ہے اور قلمی نسخے بھی بہم دست ہوتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالارجنگ اور ادارۂ ادبیات اردو میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۳۱۷) مذہب عشق (قصہ تاج الملوک و بکاولی)

نمبر کتاب (۱۰۱۳ جدید) سائز (۸ ¾ × ۶) صفحہ (۱۰۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ نہال چند لاہوری۔

تاریخ تصنیف ۱۲۱۷ھ۔ تاریخ کتابت ۱۱ جمادی الاول ۱۲۴۱ھ

نہال چند کے اجداد دہلی میں رہا کرتے تھے۔ مگر پھر لاہور چلے گئے۔ ان کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ فورٹ ولیم کے مترجموں میں یہ بھی شامل تھے۔ انکی کتاب مذہب عشق جو گل بکاولی سے بھی موسوم ہے اردو کے نثری داستانوں میں مشہور ہے۔

آغاز:۔

الٰہی کر سخن میرے کو وہ پھول
کہ ہو ہر ایک کے دل کا وہ مقبول

"حمد و ثنا کے ہمیشہ بہار باغباں حقیقی کو سزاوار ہے کہ شیخ عزت اللہ بنگالی کا مصنفہ فارسی زبان میں قصۂ تاج الملوک بکاولی کو حسب فرمائش جان گلگرسٹ صاحب بہادر بعہد مارکوئس ولزلی گورنر جنرل ہندوستان زبان ریختہ میں نہال چند لاہوری نے ترجمہ کر کے اس کا نام مذہب عشق تاریخی رکھا جس سے ۱۲۱۷ھ تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

(کہ ہے مذہب عشق تاریخ نام)

اختتام:۔

کرے مشرب جام کو اختیار
تو راز نہاں اس سے ہو آشکار

ترقیمہ:۔

بتاریخ یازدہم جمادی الاول بروز پنجشنبہ ۱۲۴۱ الہجری النبوی از دست عاصی پر معاصی خواجہ معین الدین حسن اختتام و انصرام یافت۔

یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہے۔

یہ کتاب شایع ہوگئی اور اس کے قلمی نسخے بھی بہم دست ہوتے ہیں چنانچہ کتب خانہ سالارجنگ اور کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

(۳۱۸) مذہب عشق (گل بکاؤلی) دوسرا نسخہ

نمبر کتاب (۳۴۱۸ جدید) سائز (۹ × ۴ ½ انچ) صفحہ (۳۱۲) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

ناقص الاول و ناقص الآخر

آغاز:۔

"حالات سے حیران تھا نداں دل میں سوچا کہ دوبارا حوض میں غوطہ مارے۔ الخ"

اختتام:۔

"مگر کبھی کبھی بڑھیا نے کہا بیٹا کیا مضائقہ اگرچہ شاہزادے نے"

---

(۳۱۹) قصۂ قاضی دہلی

نمبر کتاب (۳۵ جدید) سائز (۸¾ × ۵¾ انچ)
صفحہ (۲۴) سطر (۱۲) خط شکستہ
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۵ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہو سکے۔

آغاز:-

"راویان سلف سے اس طرح سماعت میں آیا ہے کہ حضرت ظل اللہ اکبر بادشاہ کے وقت میں دو قوال مصاحب حضور پرنور ایک کا نام لاڈو اور دوسرے کا نام کپورا دونوں شب و روز درگاہ معلیٰ میں حاضر رہتے تھے۔"

اس داستان میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایک قاضی صاحب کا مکان بلند و بالا تھا۔ وہ مکان کے نیچے کے حصہ میں مطالعہ کتب کیا کرتے اور رات کو بلند آواز سے وظائف پڑھا کرتے دونوں مسخرے قوالوں نے کہا کہ ایسے نیک آدمی آخر بگل کھلاتے ہیں۔ چنانچہ ان کے خیال کے مطابق قاضی سے بدی ثابت ہوئی اور اپنی بلند حویلی کو ڈھا دیا۔

اختتام:-

"چوکی مولا سے اپنے راہ رکھے۔ قصہ قاضی دہلی۔"

ترقیمہ:-

بحسب ضرورت بسر اسری تمام حسب الفرمائش رائے صاحب بدل عنایات و کرم رائے سوبھا رام تاریخ پنجم شہر رجب سنہ ۱۲۶۵ھ وقت پہر روز بر آمد بخط خام... برہمن لعل قوم کھتری با ختتام رسید تقصیر سہو نویسی معاف۔

(۳۲۰) جنگ نامہ بھنگی و زنگی

نمبر کتاب (۱۷۰۳ جدید) سائز (۱۰½ × ۷½ انچ)
صفحہ (۱۹) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز:-

"سخن تازہ با معنی ہوس زندگانی و فتی کہ حقیقت گذاری شاعراں بیان کرتے ہیں۔ الخ"

یہ نشہ بازوں کے متعلق مذاقیہ قصہ ہے جس میں بھنگی خاں و پوستی خاں کی آپسی گفتگو تحریر کی گئی ہے۔ جس میں ہر نشیلی شئے کو ایک افسری کا خطاب دے کر جنگ بازی بیان کی گئی ہے عبارت آرائی اور فقرات مقفا اور مسجع ہیں۔ اس میں دکھن کے تمام اضلاع وغیرہ کے نام بھی ہیں مثلاً اورنگ آباد۔ بیجاپور، کڑپہ...... در۔ کرنول...... و ناندیڑ و بسمت واودنی و راپچو وادگیر و دکھن پورہ و بہادر وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال ایک عجیب مذاقیہ قصہ ہے۔

اختتام:-

"یہ جوتیاں ہیں نہ پاپوشیں ہیں، مارا بخیر و شما بسلامت"

ترقیمہ:-

ایں قصہ بھنگی و پوستی بطور تہڈہ برائے یقین و خوش مزاج ہر آنکس کہ نشہ میکنند ہمچوں نور خیال بخاطر میگذارد و ازیں قمر نشہ را حرام داشتہ اند معلوم باد

(۳۲۱) جنگ نامہ بھنگی و پوستی (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۱۹۷۱ جدید) سائز (۹½ × ۷ انچ)
صفحہ (۶) سطور مختلف۔ خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ

آغاز

"سخن تازہ با معنی و خوشی زندگانی حقیقت گزشتہ شاعر بیان کرتے ہیں۔"

جو نسخہ (۱۷۰۳ جدید) پر ہے اس کا یہ خلاصہ معلوم ہوتا ہے جس میں بہت ساری عبارت و فقرے حذف کر دیئے

گئے ہیں اور اس کا نام بھی قصہ بھنگی زنگی رکھا ہے۔

اختتام:۔

"فی الحال بہار کے باغ میں عیش و عشرت کرتے ہیں۔"

ترقیمہ:۔

این جملہ تحریر بتاریخ بست و سوم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ نبوی ختم شد۔

آخر میں۔ خطبۂ نکاح اور طلسم او مسکین شاہ حبیب اللہ قادری کا شجرہ مریدی وغیرہ ہے جو ۱۲ صفحے پر مشتمل ہے۔

(۳۲۲) قصۂ دلچسپ

نمبر کتاب (۳۳۷۸ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ انچ)

صفحہ (۱۶۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سری کشن - تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ

ناقص الآخر۔

واجد علی شاہ جان عالم کے دور میں مصنف موجود تھے ان کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"عالم عالم ستایش اوس باغبان حقیقی کو زیبا ہے کہ جس نے تمام گلہائے کواکب کو ......"

مولف نے گلفام اور گل اندام کے عشق کا قصہ واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے عہد میں حسب ارشاد پنڈت بدری ناتھ تالیف کیا اور اس کا نام "قصۂ دلچسپ" رکھا ہے۔

اس نسخہ کے حاشیہ پر "دستور الانشاء" مولفہ محمد فاضل سابق فارسی زبان میں تحریر ہے۔

اختتام:۔

جس طرح او تمھیں باہم ملا
بچھڑے سب ملیں خدایا

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد ..... الحمد اللہ والمنۃ کہ قصۂ رنگین ...... (آخر کا صفحہ نہیں ہے)

(۳۲۳) نوطرز مرصع (قصۂ چہار درویش)

نمبر کتاب (۷۸۸ جدید) سائز (۹ × ۵ ¾ انچ)

صفحہ (۳۵۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ میر محمد حسین عطا خاں متخلص بہ تحسین، المخاطب بہ مرصع رقم ابن میر باقر علی خاں متخلص بہ شوق

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۵ھ - تاریخ کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

تحسین نے اپنے حالات خود اس کتاب میں درج کئے ہیں۔ اس کا اقتباس پیش ہے۔ ان کے والد کا نام میر باقر خاں تھا۔ شوق تخلص رکھتے تھے۔

"والد کے انتقال کے بعد انہوں نے اعجاز رقم خاں جو مشہور خوشنویس اور انشاء پرداز شاعر تھے ان کی شاگردی اختیار کی چونکہ مولف قصۂ ہذا کی طبیعت قصہ ہائے رنگین و افسانہ ہائے شیریں کے لکھنے کی طرف مائل تھی۔ اتفاقاً جرنل اسمتھ بہادر صولت جنگ سالار افواج انگریزی کے ہمراہ بحری سفر کلکتہ کا اتفاق ہوا۔ دل بہلائی اور قطع منازل میں وقت گذاری کے لئے ایک دوست سے داستان گوئی کی جا رہی تھی۔ اگرچہ اس سے پیشتر فارسی میں انشائے تحسین و ضوابط انگریزی و تواریخ فارسی بقدر حوصلہ تصنیف کئے تھے لیکن اس داستان دلچسپ کو سن کر جنرل بہادر نے وقت روانگی ولایت اس بندہ کو خدمات عمدہ صوبہ عظیم آباد سے امتیاز بخشا۔ اس لئے چند روز اس داستان کی تصنیف ملتوی رہی۔ اس کے بعد انقلاب روزگار کی وجہ سے سلطنت تیموریہ برباد ہوگئی۔ اس کے بعد نواب شجاع الدولہ بہادر صفدر جنگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کے حسب الحکم اس داستان کو

از سر نو لکھنا شروع کیا۔ اس عرصہ میں نیرنگئ زمانے سے اون کا
ارتحال ہوگیا۔ اس کے بعد نواب آصف الملک آصف الدولہ
میر یحییٰ خاں مبشر جنگ کے خدمت میں اس داستان کو
مکمل کرکے اس کا نام انشاء نوطرز مرصع رکھا اور ایک قصیدہ
خاص اونکی مدح میں لکھ کر یہ داستان کے ساتھ پیش کیا
قصیدہ ۳۹ اشعار کا تحریر ہے۔

آغاز:۔

"دیباچہ ثنای خداوند ذوالجلال
ایسا نہیں کہ لکھ سکے اوس کے کوئی کمال
آویزہ دانشوراں شیریں بزم در آبیت ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

اختتام

"یہ چہار درویش اور پانچواں بادشاہ آزاد بخت اپنی
اپنی مراد کو پہنچے اسطرح سے ہر ایک کا مدعا اور مقصد بر آوے"

ترقیمہ:۔

بتاریخ دہم ماہ ربیع الثانی روز سہ شنبہ ۱۲۰۷ھ
بوقت ایک پہر شہر ناگپور ۔ ۔ ۔ نوشتہ کمترین
خیرو صاحب و چنداشاہ و عابد میاں تحریر یافت۔

(۳۲۴) نوطرز مرصع (قصۂ چہار درویش)
(دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۶۹۳ جدید) سائز (۹ ۳/۴ × ۶ ۱/۲)
صفحہ (۲۹۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
ناقص الطرفین۔

آغاز

"پر بحیر کتیں ہنوز شبہہ مصاحبت اوسکی کا ہیچ خیال کی ہی۔"
اس کا کامل نسخہ نمبر (۸۰۷ جدید) پر ملاحظہ ہو تفصیلی
حالات اوسمیں درج کئے گئے ہیں۔ یہ نسخہ اگرچہ ناقص الطرفین
ہے۔ لیکن نسخہ اولیٰ سے قدیم ہے اور ہر درویش کے قصہ کو
علیحدہ لوح رنگین کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ دیباچہ اور
پہلے درویش کا قصہ ۲۹ صفحے ناقص ہے۔ دوسرے درویش اور
تیسرے درویش کا قصہ مکمل ہے اور چوتھے درویش کے قصے
کے صرف تین صفحات ہیں۔ باقی حصہ ناقص ہے۔ آخر کے
چند اوراق کے حاشیے ضایع ہوگئے ہیں۔ آخر میں ایک ورق پر
قطعات تواریخ ہیں۔

اختتام:۔

"حق تیرا تجکو دے چنانچہ مبارک میری تعین و بر و عموا صاحب کی"

(۳۲۵) قصۂ اگر گل

نمبر کتاب (۳۵۶ جدید) سائز (۱۱ × ۶ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۲۰) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
مصنف عاصی تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۳ھ۔ تاریخ کتابت ۱۲۹۰ھ

قصۂ اگر گل کے مصنف کے حالات کسی نے قلمبند
نہیں کئے ہیں۔

آغاز:۔

کیا کیجیے بیان اسکے وجوب قدم کا
طاقت نہ زباں کی نہ مقدور قلم کا

یہ قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ملک خشخاش کا ایک
بڑا شہنشاہ افرند شاہ نام تھا۔ اوس کے چار وزیر تھے۔
بادشاہ لاولد تھا۔ جس کی وجہ سے ہمیشہ مغموم رہتا تھا۔
آخر بادشاہت تج کرکے فقیروں کی تلاش میں مع ایک وزیر کے
روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک صاحب کمال فقیر سے ملاقات
ہوئی اور اوس نے اون دونوں لاولد (بادشاہ وزیر) کو
ایک عصا دیا اور یہ ہدایت کی کہ باغ میں جاکر سیب کے
درخت کو اس عصا سے ماریں۔ چنانچہ دونوں نے عصا
مارا۔ ہر ایک کو ایک سیب ملا۔ مختصر یہ کہ اس سیب کو کھانے
کی برکت سے دونوں کو اولاد نرینہ پیدا ہوئی۔ ان دونوں

لڑکوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اوٹھا کر اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔ وغیرہ

اختتام:۔

"...کہیں خطا ہو تو معاف رکھنا اور صلاح سے دریغ نہ رکھنا کیونکہ آدمی ہوں کچھ فرشتہ نہیں۔"

ترقیمہ:۔

تمام شد بہ سلخ رجب المرجب روز سہ شنبہ سیپہر روز گذشتہ با تمام رسید از دست واصلائی برائے امیر بی نوشتہ شد۔ سنہ ۱۲۹۰ھ

اس کا ایک قلمی نسخہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳۲۶) ہشت گلشت

(ترجمہ۔ ہشت بہشت)

نمبر قصص (۱۱۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۰۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ غلام احمد شاہ جہاں آبادی
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۰ھ ۔ کتابت سنہ ۱۲۴۶ھ

مصنف شاہ جہاں آباد۔ یعنی دہلی کے متوطن تھے۔ فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے، تباہ حال ہو کر کلکتہ پہونچے اور قسمت کی یاوری سے ولیم مارٹین کے پاس پہونچے اور اس کے ملازم ہوئے۔ اس کی فرمائش سے امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت کا ترجمہ کیا۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا خدائے لایزال اور صفت اس آفریندہ بے مثال کی کہ نقطہ کن کہتے ہی جس نے پیدا کی کائنات! اور اس کے ایک ایک اشارہ سے طرفتہ العین میں عدم سے موجود ہوئی، موجودات کہ جہاں محرم راز اوسکے باوصف اوسکے تقرب کے ما عرفناک حق معرفتک ہر آن زباں پر لادیں۔"

یہ داستان جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے امیر خسرو کی ہشت بہشت کا ترجمہ ہے جسمیں بہرام گور کی داستان ہے۔

اختتام:۔

"ہر دم ہر قدم پر وہی تنگ و تاریک چاہ ہے۔ پھر اے بے خبر یہی ہے بہتر۔
چھوڑ کر کچھ اس جہاں میں یاد خلق جسے کرے بہ نیکی یاد"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد بتاریخ ششم ذیحجہ سنہ ۱۲۴۶ھ

(۳۲۷) قصہ دل

نمبر قصص (۳۶۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۰)
سطر (۱۶) خط نستعلیق۔ مصنف۔ کمتر شاہ۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۱ھ

کمتر شاہ نام اور کمتر تخلص۔ حیدر آباد کے ایک صوفی بزرگ تھے۔ شاعری سے ذوق تھا۔ غزل، مرثیہ، مثنوی موزوں کرنے میں شمالی ہند کے اہل زبان آپ کی فصیح زبان دانی پر حیرت اور تعجب کرتے تھے۔ حافظہ غضب کا تھا۔ اساتذہ سلف کے ہزاروں شعر یاد تھے۔ منکسر المزاج متواضع بزرگ تھے۔ آپ کی خاکساری خوش اخلاقی حیدر آباد میں مشہور تھی سنہ ۱۲۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ تذکرہ شعراء دکن (عبد الجبار) میں انکے حالات درج ہیں ص ۹۴۵

آغاز

ابتداء میں دو شعر ہیں اسکے بعد نثر شروع ہوتی ہے،

"نقطہ ہے کن کا اول کیا انتخاب تیرا
کرتے ہیں ذکر ہر جا اہل کتاب تیرا
بے شبہہ بے نمون ہے بے خوف بے چگوں ہے
فرد جہاں میں دیکھا یوں تھا حساب تیرا"

اے خالق لیل و نہار اور اے عاصیوں کے آمیز گار کیا صلہ اس مشتِ خاک گنہگار کا کہ محمد تجہ محمود کی مقدم پہنچاوے"

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نام دل تھا، ایک مرتبہ بیمار ہوگیا۔ اطبا نے اس کا علاج مچھلی کا دل تجویز کیا، ہر روز ماہی گیر سمندر پر جاتے اور مچھلی پکڑ لاتے۔ ایک مچھلی بادشاہ کے مطبخ میں دیجاتی اور باقی فروخت کر دیتے۔ بادشاہ کی ایک لڑکی تھی اس کا نام دلربا تھا اور یہ سمندر کے کنارے ایک محل میں سکونت کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک جہاز آیا۔ اس میں ایک سوداگر سوار تھا۔ سوداگر شہزادی کو دیکھ عاشق ہو گیا۔ اپنا تمام مال و دولت چھوڑ کر ماہی گیر بن گیا اور شہزادی کے پاس جانے لگا۔ اس کے بعد کئی مصیبتوں کے بعد کامیابی ہوئی اور شہزادی سے شادی ہو گئی۔

اختتام:۔

"بعد قطع مسافت کے بیچ شیراز کے پہنچے اور نزدیک اہل طفل کے جاکر تمام حقیقت اپنے اور اس دل کی اول سے آخر تک بانجام پہنچائے۔"

ترقیمہ

الحمد للہ و الافضالہ کہ آغاز اس داستان بہارستان کا ہے باتمام پہنچا اور تاریخ اسکی ساتھ خوش اسلوبی انجام کے اختتام پایا۔ اس زبان کے روزمرہ سے جو کوئی آگاہ ہے سن کے اس قصہ کو وہ جزاک کہے"

بادہ کوثر سے بخشا ساقی کوثر نے جام

کیا مراد از بادہ کوثر ملے دلخواں ہے

ساغر تاریخ میں بادہ کو بھر کر یوں کہا

قصہ حیرت فزا نادر بنا واللہ ہے

---

(۳۲۸) قصہ راؤ چمر و علاء الدین

نمبر قصص (۱۰۹) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۱۱۸)

سطر (۱۲ تا ۱۴) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت ۱۲۹۵ھ

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

"حمد و سپاس اوس خالق الناس کا کہ جس نے صورت اشخاص ہیجدہ ہزار اجناس سے پیدا کیا اور شکر نیاز بے نیاز کا اپنی سرفرازی سے آدمی مشت خاک کو بہ مرتبہ اعلیٰ ممتاز فرمایا۔ سبحان اللہ اپنی قدرت کاملہ ایوان نعمت سے یہ ضعیف المخلوق کے لئے کیا کیا رنگ کی نعمتیں اس...... خوان روزگار میں رکھ چھوڑا۔"

یہ کتاب مارواڑی زبان سے اردو میں ترجمہ کی گئی ہے۔ داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ سلطان علاء الدین جو دہلی کا بادشاہ تھا اور اپنی عدالت میں مشہور تھا۔ اس کا حکم تھا کہ رات کے وقت میں دکان کھلے رکھ کر دوکان دار سو جائیں۔ اور وہ خود رات کو خبر گیری کرنے شہر کی گشت کرتا تھا۔ چوری نہیں ہوتی تھی۔ امیر و غریب، مالدار اور مفلس سب شاد تھے۔ ایک مرتبہ بادشاہ شکار کو نکلا۔ جنگل میں طوفان آیا اور بارش ہونے لگی۔ شاہی حرم سرا کے پردے تار تار ہو گئے۔ شاہی حرم پر ایک نوجوان عاشق ہو گیا۔ بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی۔ بادشاہ نے اس جوان کو شہر بدر کر دیا وہ جوان راؤ چمر کے ملک کو چلا گیا۔ بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی، تو راؤ چمر کو لکھا کہ اس جوان کو شہر سے نکال دیا جائے مگر راؤ نے بادشاہ سے جنگ کرنے کے لئے فوج تیار کی۔ اور دونوں میں جنگ ہوئی

—

بادشاہ کو فتح ہوئی لیکن فتح کے بعد دونوں میں بات چیت ہوئی۔ دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ہوا۔ اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ اور راؤ دونوں نے حکومت چھوڑ درویشی اختیار کرلی۔

کتاب میں حمد و نعت کے بعد سبب تالیف کے تذکرہ میں بتایا گیا ہے کہ اسکو مارواڑی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے

اختتام:۔

"میں دنیا سے ہاتھ دھویا اور گوشہ نشینی قبول کیا اب تو ریاست پر سے میرا دل بالکل برداشتہ ہوا کہ یا وصف اتنی دولت کے جمرو نے کیا فائدہ اٹھایا جو میں پاؤں گا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را"

ترقیمہ:۔

تمام شد بخط بندہ ٹھاکر پرشاد قوم کایستھ سکنۂ بلدۂ دار السلطنت لکھنو محلہ علی گنج بمقام حیدر آباد بہ محلۂ چار محل حسب ارشاد نواب محمد خاں بہادر دلاور نواز جنگ۔ تاریخ ہفتم ماہ شوال ۱۲۹۰ھ نوشتہ شد وصورت اختتام یافت۔

(۳۲۹) حکایات الجلیلہ

(ترجمہ الف لیلیٰ)

نمبر قصص (۲۲۱) سائز (۹×۷) صفحہ (۷۹۰)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مترجم۔ منشی شمس الدین احمد

تاریخ ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء - کتابت ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء

شمس الدین احمد عربی اور انگریزی کے ماہر تھے۔ انگریزوں کو اردو کی تعلیم دیا کرتے تھے اس غرض سے اونہوں نے الف لیلیٰ کو عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

"ہزار ہا حمد و ثنا سزاوار ہے اس خالق لیل و نہار کو کہ جس نے بیک صدائے کن کے سبع سموات اپنی حکمت بالغہ سے بے طناب و ستون برپا کیا۔ وَالَی السَّمَاءِ کَیْفَ رُفِعَتْ اور عرصۂ روئے زمیں کو اپنی قدرت نادرہ سے مسطح کر کے چمن و گلشن سے طراوت و نضارت عطا فرمایا۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ الف لیلیٰ کا ترجمہ ہے شہریار کی داستان سے آغاز ہے۔ اس کو عربی سے لفظی ترجمہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ تالیف کی صورت ہوگئی ہے

اختتام:۔

"وہ بولی کہ خدا چاہا تو صباں کی شب دوسرا ایک قصہ جو اس سے نہایت خوب اور دل پسند اور مرغوب ہے کہہ سناؤنگی اور سامع کے دل کو خوش کرونگی۔"

ترقیمہ:۔

بفضل حضرت کبریا اور جناب خاتم رسل و انبیاء سے یہ دوسری جلد حکایات الجلیلہ جس میں ایک سو رات کی نقلاں ہیں۔ سنہ ۱۲۵۵ھ ایک ہزار دو سو پچپن ہجری نبوی۔ مطابق سنہ ۱۸۳۹ء ایک ہزار آٹھ سے انچالیس عیسوی میں حسن اختتام پائی۔

اس جلد میں دو جلدیں۔ گورنر مدراس لفٹننٹ جنرل رائٹ آنریبل سر فرڈرک آڈم کی توجہ اور ایما سے مدراس کے مدارس کے لئے ترجمہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ کتاب مدراس میں طبع ہوئی تھی اب نایاب ہے۔

(۳۳۰) ترجمہ سبعہ لیلیٰ

نمبر قصص (۳۷۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۸۲)

سطر(۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ عبدالولی خاں مشکور

تاریخ ترجمہ قریب سنہ ۱۲۵۰ھ۔ کتابت سنہ ۱۲۷۲ھ

مترجم شمالی ہند کے باشندہ تھے۔ عربی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ تفصیلی حالات معلوم نہ ہوسکے۔

آغاز:۔

آغاز میں نو اشعار ہیں اس کے بعد نثر میں داستان شروع ہوتی ہے۔

"شاہد اصلی کی صورت عشق کی تصویر ہے
بندگی میں جس کے ہردم خامہ تحریر ہے
مصحف صورت پہ ہر معشوق کے ہر امر ناز
عشق کے برزق کا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تطہیر ہے

. . . .

ہزاروں سجود عجز آمود اوس واجب الوجود بے شبہہ و نمود کو کہ ہر یک حرف وحدت کا جلوہ گر اوس کے شہود ذات کا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

- -

- -

یہ الف لیلیٰ کے طرز کی داستان ہے اس داستان کا آغاز ہندوستان کے ملک سے کیا گیا ہے کہ یعنی ہندوستان کے کسی ملک کا بادشاہ نوروز شاہ تھا اس کی عادت تھی کہ ہر روز ایک عورت سے شادی کرتا اور دوسرے دن اس کو رخصت کردیتا۔ بادشاہ کی اس عادت کی وجہ دور دور کے ملکوں سے حسین لڑکیاں آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک سوداگر نے ایک لڑکی لائی اس کا نام نیک دخت تھا اس لڑکی کے متعلق منجموں نے کہا تھا کہ ایک بادشاہ کی ملکہ بنے گی اور اس کی وجہ سے بادشاہ کے ملک کو چار چاند لگ جائینگے۔ سوداگر نے نوروز شاہ سے اس لڑکی کی شادی کردی۔ نیک دخت نے اپنی دائی کو کہا تھا کہ روز نئی کہانی بیان کرے۔ چنانچہ جب بادشاہ ہم بستری کے لئے آتا دائی کہانی بیان کرتی۔ کہانی کا اختتام صبح کو ہوتا۔ اس طرح بادشاہ کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اور اس طرح کئی کہانیاں بیان کی گئی ہیں نیک دخت نے بادشاہ کو مجبور کرکے تمام دوسری عورتوں کو امیروں سے شادی کرادی۔ خود ملکہ بن کر خوش و خرم رہنے لگی۔

اختتام:۔ بھی اشعار پر ہوا ہے۔

مجھے ثمر دے تیرے باغ بدل سے فی الفور
کہ روز و شب ہے میرا حال جاں گدازی کا
نہیں ہے صبر کی طاقت مجھے کہ صبر کروں
کہ غم زمانے کا مجھ میں ہے بس درازی کا

ترقیمہ

ہذا کتاب سبعہ لیلیٰ بتاریخ سیزدہم محرم الحرام سنہ ۱۲۷۲ھ

(۳۳۱) قصہ و سوانح

نمبر افشاء شاملات (۵۶۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۴)

سطر(۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ کاظم علی جواں۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ

کاظم علی نام جواں تخلص، فورٹ ولیم کالج کے مترجموں میں شامل تھے، لکھنؤ ان کا وطن تھا۔ عربی فارسی کے ساتھ ہندی بھی جس کو اس زمانے میں برج بھاشا کہا جاتا تھا واقف تھے۔ مصنف ارباب نثر اردو نے کاظم علی کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس افسانہ کا ذکر نہیں ہے۔ شکنتلا ناٹک کا انہوں نے ترجمہ کیا تھا۔ بارہ ماسہ اور دیوان بھی ان کی یادگار ہیں۔ سنہ ۱۲۱۵ھ میں کاظم علی کا انتقال ہوا ہے۔

آغاز :-

"خدا کا نام لے پہلے زباں پر
لگا پھر دل کو اپنے داستاں پر

یہ قصہ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ میں تھا نیسر کی بھاکا سے برج کی بولی میں تھا - اب شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں بارہ سو پندرہ ہجری مطابق اٹھارہ سو ایک عیسوی میں حسب فرمایش جناب مسٹر گلگرسٹ صاحب عالی شان کے کاظم علی شاعر نے جو متخلص بجوان ہے - ہندی ریختی کی زبان میں بیاں کیا۔"

اس داستان میں بیاں کیا گیا ہے کہ ایک شخص وسواسر جنگل میں خدا کی عبادت کرتا تھا - اور رات دن اسی میں مشغول رہتا تھا - ریاضت کے باعث وہ دبلا پتلا ہو گیا - بالآخر اس کی ریاضت سے اس پر کشف ہونے لگا اور وہ عجیب عجیب طلسمات ظاہر کرنے لگا - کہیں ہوا میں اڑتا - کہیں معلق رہتا راجہ اندر نے اس کی آزمایش کرنا چاہا اور مختلف طرح سے آزمایش ہونے لگی - ایک خوبصورت عورت اس کے پاس بھیجی گئی اور وہ اپنے کرشمہ اور عشوہ سے زاہد کو مائل کرنا چاہا - مگر زاہد ثابت قدم ثابت ہوا

اختتام :- (ناقص الآخر ہے)

"آخر ش ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں گذر ہوا جہاں راجہ جی کی جاں باز فوجیں مل رہی تھیں۔"

---

(۳۳۲) مہک جہاں

نمبر کتاب (۷۰۹ جدید) سائز (۸×۵½) صفحہ (۲۱۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف - امداد علی خاں

تاریخ تصنیف ۱۲۷۰ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

امداد علی خاں کے والد کا نام عباس علی خاں تھا اور وہ چودھری کے لقب سے مشہور تھے - ان کا وطن کلیان تھا - مصنف نے اپنے بچہ سے ایک ہندی داستان سنکر اونہوں نے اس کتاب کو تالیف کیا۔

آغاز :-

"حمد و ستایش اور سپاس اور نیایش بے حد و غایت و نہایت اس حکیم مطلق اور صانع برحق کی حضرت بے پایاں کو سزاوار اور شایاں ہے کہ جس نے اپنی حکمت کاملہ اور صنعت فاضلہ سے فرش خاک کو سطح آب پر بچھایا۔"

ایک طویل دیباچہ ہے - اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوا ہے - اس کو چند مقالوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور کردار کی درستی کے لئے اخلاقی کہانیاں درج کی ہیں

اختتام :-

"پس کریم مطلق وجود برحق اپنے محبوب کریم مطلق رحیم اور ان کی آل ذی العظیم اور اصحاب باتکریم ذریعہ مستقیم سے اس عاصی پر معاصی کے گناہان عظیم کو بخشے اور اس تہی دست عبادات بسان خیرات نجات نعیم نصیب کرے - آمین یا ارحم الراحمین۔"

(۶) شہادت نامے۔ دہ مجلس اور مرثیے

---

(۳۳۳) روضۃ الشہداء

نمبر مثنوی (۲۳۳) سائز (۱۰×۱۶) صفحہ (۱۶۸)
سطر (۱۵) خط شکستہ مصنف۔ ولی ویلوری
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۳۰ھ ۔ کتابت سنہ ۱۲۶۲ھ

میر ولی فیاض نام ولی تخلص جنوبی ہند کا دوسرا ولی جو زیادہ تر مثنویاں قلمبند کیا ہے۔ ان کا تعلق سات گڈھ (علاقہ مدراس) اور ویلور سے رہا ہے وساؤکڑپہ کرنول سدھوٹ کا عرصہ تک ملازم رہا۔ آخر زمانہ میں اپنی جاگیر چٹ بیٹھ علاقہ مدراس میں جاکر مقیم ہوگیا۔ کئی مثنویاں انکی یادگار ہیں۔

دکن میں اردو۔ اور مدراس میں اردو میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل
کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل
رواں آنکھوں سے کر لہو جگر کا
لکھوں احوال میں خیر البشر کا
محمد ہے در دریائے وحدت
محمد اختر برج نبوت

ولی نے حسین کاشفی کی روضۃ الشہداء کو اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کو دس باب یا دس مجلس میں تقسیم کیا ہے۔ اس لئے اسکو دہ مجلس سے موسوم کیا گیا ہے مجلسوں کی تقسیم یہ ہے۔

(۱) وفات آنحضرت صلعم (۲) وفات بی بی فاطمہ زہرہ رض (۳) شہادت حضرت علی رض (۴) وفات امام حسن رض (۵) ذکر امام حسین رض وشہادت مسلم رض (۶) شہادت فرزندان مسلم رض (۷) امام حسین رض کی روانگی کربلا (۸) احباب امام حسین رض کی شہادت (۹) شہادت فرزندان امام حسین رض اور شہادت امام علیہ السلام (۱۰) واقعات مابعد شہادت۔

یہ نسخہ نامکمل ہے۔ آغاز کے چند شعر نہیں ہیں۔

اختتام:۔

یہ روضہ درد کا میں نے کہا ہوں
بہوت خون جگر اس پر کیا ہوں
الٰہی واسطے حضرت نبی کے
وصی مصطفےٰ یعنے علی کے
بحق حضرت حسنین داور
پذیرا ہو میری یہ عرض کمتر

ترقیمہ:۔ بفضلہ بتاریخ بست وہفتم شہر

صفر المظفر ۱۲۶۲ھ ہجری۔ کتاب روضۃ الشہداد
بہ ید فقیر سید احمد محمد القادری المنقلب بہ لقب
حق نما ترتیب اتمام یافت۔
روضۃ الشہدا دو مرتبہ بمبئی میں یعنی ۱۸۷۵ء اور
۱۸۷۹ء میں طبع ہوئی ہے۔ ممکن ہے۔ مدراس وغیرہ میں بھی
طبع ہوئی ہو۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس کیا جاسکتا
ہے کہ اس کے قلمی نسخے بھی متعدد پائے جاتے ہیں چنانچہ
کتب خانہ ہذا میں (۶) نسخے ہیں اور کتبخانہ سالار جنگ
میں (۹) نسخے ہیں۔ اس کے علاوہ کتب خانہ ادارہ
ادبیات اردو اور یورپ میں بھی اس کے قلمی نسخے موجود ہیں
اس کتاب کی سن تصنیف کے متعلق کچھ شبہات ہیں
لیکن جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے ۱۱۳۰ھ میں ان کا
مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۳۳۴) روضۃ الشہدا (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۲۰) سائز (۹×۷) صفحہ (۲۶۳)
سطر (۱۲) خط نستعلیق

آغاز :-

کروں میں نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز
اچھوں تا میں فصاحت سوں سرافراز
سراڑوں کیا او سے جن یک سخن میں
بنا یا جیو دم کے رشتہ سوں بدن میں
حکیم ایسا کہ لاکر دست تدبیر
نکالیا موڑ دانے کا شکم چیر

یہ مکمل نسخہ ہے۔ کیونکہ حمد کے شعر موجود ہیں۔ پہلے
نسخہ میں حمد وغیرہ کے اشعار نہیں ہیں۔

اختتام :-

یتیماں کوں دیکھو اپنی نظر کر
ہوں پہلی کیوں پریشاں حال مضطر
سگل اس ٹھار رورو یوں پڑے
جو دھری کیوں نہ تڑلہ کتیں تلملائے

ترقیمہ :-

تمت تمام شد روضۃ الشہداء علیہ السلام
التاریخ سترویں ماہ رجب۔ کاتب الحروف
سید عبدالرحمان ولد محی الدین صاحب قوم نرکھانی۔

(۳۳۵) روضۃ الشہداء (تیسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (۱۷۶۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲۱)
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ کتابت ۱۱۶۸ھ

ناقص الاول

آغاز :-

یقیں سمجھو جسے یو غم نبچے گا
حقیقت میں نبی آدم نبچے گا
کروں میں مجلس اول میں تحریر
وفات سید عالم کی تقریر

آغاز کے کئی اشعار اس میں نہیں ہیں۔ اور اس
کتاب کا نام "دہ مجلس" لکھا گیا ہے۔

اختتام

کیا ہوں ختم جب یو درد کا قال
اگیارہ سو پہ تھا سن تیسواں سال
زمانہ مہدئی آخر زماں کا
اتھا اس باعث امن و اماں کا
کہا ہاتف نے یو تاریخ مقبول
ولی کا بھی سخن حق پاس مقبول

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات۔
نبی اور آل اوپر بول صلوات

ترقیمہ:۔
تمت تمام شد کار من نظام شد سنہ ۱۱۶۱ھ

(۳۳۶) روضتہ الشہداء (چوتھا نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۲۴۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۶۲)
سطر (۱۵) خط۔ ثلث۔ ناقص الاول یعنے ابتدائی صفحے مٹ گئے ہیں۔

آغاز:۔
. . . . سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت سوں سرفراز
. . . . سخن سیں
بندیا چھودم کے رشتے سوں ۔۔
آغاز کی طرح اختتام پر بھی دوسرے کاغذ سے جوڑا گیا ہے۔

(۳۳۷) روضتہ الشہداء (پانچواں نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۵۱۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۷۶)
سطر (۱۵) خط شکستہ۔

آغاز:۔
کروں نامہ کوں بسم اللہ سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت سوں سر فراز

اختتام:۔
ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل اوپر بول صلوات

(۳۳۸) روضتہ الشہداء (چھٹا نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۷۰۰) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۴۳۲)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ کتابت سنہ ۱۲۳۲ھ

آغاز:۔
کروں نامے کوں بسم اللہ سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت ..یں سرفراز

اختتام
ولی رک قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل اوپر بول صلوات

ترقیمہ
تمام شد روضتہ الشہداء وقت دوپہر بروز چہارشنبہ بتاریخ بست ویکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۳۲ھ
کاتب الحروف محمد فہیم۔

(۳۳۹) روضتہ الشہداء (ساتواں نسخہ)

نمبر کتاب (۴۳۹ جدید) سائز (۱۰×۷ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۳۱۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔
کروں نامہ کوں بسم اللہ سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت میں سر فراز

اختتام:۔
ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل اوپر بول صلوات

(۳۴۰) جنگ نامہ قاسم
(روضتہ الشہداء کا ایک حصہ)

نمبر مثنوی (۵۱۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲)
سطر (۱۶) خط شکستہ۔ مصنف ولی ویلوری
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۳۰ھ
ولی ویلوری کے حالات گذر چکے ہیں۔

آغاز
ولی اینچہ غم نیں ست نکو ہوش — انکے ہاتھ کے دریا کوں نہیں ابھی ہوش

در اصل یہ روضۃ الشہدا کا ایک حصہ ہے جس کو جنگ نامہ
قاسم سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں امام قاسم کی شہادت
کا حال درج ہے۔

اختتام :۔

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل پر نعت بول صلوات

خاتمہ کے شعر سے ظاہر ہے کہ اختتام روضۃ الشہدا
ہی کا ہے۔

ترقیمہ :۔

این ملک احمد صاحب .... ولد فیض

(۳۴۱) گنجینہ شہداو

نمبر تاریخ (۱۶۹۴) سائز (۱۱×۶) صفحہ (۹۸۳)
سطر (۱۰) خط نستعلیق ۔ مصنف ۔ امان اللہ
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ

شاہ امان اللہ عرف شاہ وزیر صاحب سادات
بخارا سے تھے۔ ان کو ان کے نانا سید محی الدین بن محمد کلاں
سے بیعت اور خلافت حاصل تھی سنہ ۱۱۶۴ھ میں امان اللہ
کا انتقال ہوا۔ بیرون شہر حیدرآباد متصل کاروان
آپ کا مزار ہے۔ آپ کے اجداد بالکنڈہ میں رہا کرتے
تھے۔ نانا کے انتقال کے بعد شاہ امان اللہ حیدرآباد
آکر مقیم ہوئے۔ شاعری سے آپ کو دلچسپی تھی۔

آغاز میں ایک دعا عربی میں ہے۔ اس کے بعد سورۃ
الحمد اللہ نقل کیا گیا ہے۔ تیسرے صفحے سے نفس مضمون
شروع ہوا ہے۔

آغاز :۔

گنجینہ شہدا کا کھولوں ... حمد ثنا اللہ کی بولوں
بعد از ثنا اللہ کی ... نعت کہوں میں رسول اللہ کی
بعد از نعت نبی .... صفت کروں میں آل اصحاب

اس کتاب میں اولاً ۲۹ صفحے تک تصوف کے
مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد خدا کے ۹۹ ناموں
کی صراحت اشعار میں کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس مثنوی
کو چند ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب کو گنجینہ سے
موسوم کیا گیا ہے۔

پہلے گنجینہ میں خدا، جبرئیل، آنحضرت صلعم، خلفائے
راشدین امام حسن اور امام حسین، سید عبد القادر
جیلانی کے ناموں کی صراحت ہے۔ دوسرے باب یعنے
گنجینہ میں عقاید اور فقہ کے چند مسائل درج ہیں۔ تیسرا
گنجینہ آنحضرت صلعم کی ولادت کا تذکرہ ہے۔ چوتھے
گنجینہ معجزات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد کے گنجینوں میں
فضیلت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہرہ امام حسن اور امام
حسین اور سیدنا عبد القادر جیلانی کی فضیلت کا تذکرہ
کیا گیا ہے۔ پھر شجرہ خاندان قادریہ درج ہے اسکے بعد
کے گنجینوں میں وفات آنحضرت صلعم، پھر وفات حضرت
ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان کے بعد حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اور امام حسن اور امام حسین کی
شہادت کا حال لکھا گیا ہے۔

غیر معین اشعار کے درج کرنے کے بعد سرخی سے "دوہرہ"
لکھا گیا ہے اور پھر عنوان دیگر ایک ایک شعر درج ہے
اس کے بعد پھر دوسرا دوہرا نقرہ شروع ہوتا ہے۔
بعض "دوہرہ" کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

لعنت اوس پر ہے سدا جو شر بیعت سیں رہا دور
اوس کا مرشد رہنما شیطان ہے دیجور

شہادت میں شہادت کہے جو درخت میں پھول
اول خاص رسول کی دایم بنت رسول

اول لبسم اللہ پڑوں پیچھے کروں کلام
نبیؐ نبی کے آل پر بھیج درود و سلام
ظالم کے اوپر رہا لعنت بیچ قرآں
حکم قرآں و حدیث کا . . . . میں انساں

اختتام :۔
گنجینۂ شہدا اور پر تمام ہوئی
خاتمہ خیر پر ختم تمام ہوئی
قصص الخاص درخاص ہے گنجینۂ شہدا
خاتمہ خیر پر ختم کر کہیں

اس کے بعد سنت جماعت کے چاروں اماموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب ناقص الآخر ہے۔
جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۳۴۲) روضتہ الاطہار

نمبر تاریخ (۱۱۹۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۴۴)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید نوازش علی شیدا۔
تاریخ تصنیف ۱۲۰۳ھ۔ کتابت ۱۲۷۵ھ

سید نوازش علی نام، شیدا تخلص۔ حیدرآباد کے مشہور شاعر، آصف جاہ ثانی (نظام علی خاں) کے دور میں میر ساماں کی خدمت پر مامور تھا۔ اس کے ساتھ شاہی عاشور خانہ کی مہتممی بھی متعلق تھی۔
شیدا کی کئی ضخیم مثنویاں ہیں۔ جن میں سے ایک روضتہ الاطہار ہے۔ اور دوسری اعجاز احمد جو آنحضرت صلعم کی سیرت پر مشتمل ہے۔ تیسری مثنوی گلشن ایمان کے نام سے موسوم ہے
شیدا کے حالات مرقع سخن، دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں درج ہیں۔ انتقال کا صحیح سنہ معلوم نہیں ہوا البتہ ۱۲۱۲ھ تک بقید حیات رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔

آغاز :۔
اول حمد خدا سوں ہو سرفراز
کروں میں روضتہ الاطہار آغاز
دو عالم نام پر ہے اس کے شیدا
شہادت کا کیا عالم وہ پیدا
حکم سیں اس کی کیا اللہ اکبر
قبولا حلق اسمٰعیل خنجر

روضتہ الاطہار میں امام حسین کی شہادت کا تذکرہ بارہ مجلسوں میں کیا گیا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
(۱) پہلی مجلس وفات آنحضرت صلعم (۲) دوسری مجلس ولادت اور وفات بی بی فاطمہ زہرہ (۳) تیسری مجلس شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ (۴) چوتھی مجلس وفات امام حسن (۵) پانچویں مجلس امام حسین کی ولادت مدینہ سے مکہ کو روانگی اور حضرت مسلم کو کوفہ روانہ کرنا اور ان کی شہادت (۶) چھٹی مجلس شہادت فرزندان مسلم (۷) ساتویں مجلس امام حسین کا کوفہ کو روانہ ہونا (۸) آٹھویں مجلس امام حسین کے رفقاء اور احباب کا شہید ہونا (۹) نویں مجلس عباس اور قاسم کی شہادت (۱۰) دسویں مجلس علی اکبر علی اصغر اور امام حسین کی شہادت (۱۱) گیارھویں مجلس اہل بیت رسالت کا قیدی بن کر دمشق کو جانا (۱۲) بارھویں مجلس اہل بیت رسالت کا دمشق پہونچنا اور یزید سے گفتگو اسی پر مثنوی ختم ہوجاتی ہے

اختتام :۔
تصدق سیں توں اپنے صاحبی کے
غلاموں اوٹھا آل نبی کے

ہزاراں سیں درود اور تحیت
نبی پر اونکے جو ہیں آل و عترت

ترقیمہ:-

خاتم کتاب ہذا الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب
بتاریخ احد عشر من شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۵۷ھ
چونکہ تصنیف کے دو سال بعد کا نسخہ ہے اس لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ روضتہ الاطہار دکن میں بہت مقبول رہی ہے۔ اس کے متعدد قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ ہذا میں سات نسخے ہیں۔ اور کتب خانہ سالار جنگ میں سات نسخے موجود ہیں۔ ادارۂ ادبیات اردو میں اور جامعہ عثمانیہ میں اس کے قلمی کئی نسخے ہیں۔

(۳۴۳) روضتہ الاطہار (دوسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (۱۲۹۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۶۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کتابت سنہ ۱۲۳۷ھ

آغاز

اول حمد خدا سے ہو سرافراز
کروں میں روضتہ الاطہار آغاز

اختتام:-

ہزاراں سے درود اں اور تحیت
نبی پر اونکی جو ہیں آل عترت

ترقیمہ:-

کتاب روضتہ الاطہار من تصنیف نوازش علی شیدا۔ بتاریخ ہفدہم شہر ربیع الاول سنہ یکہزار دو صد سی و چار ہجری بروز جمعہ از ید کرتین میر کاظم علی۔

---

(۳۴۴) روضتہ الاطہار (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۰۵) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۱۸)
سطر (۱۲) خط نستعلیق

اس نسخہ میں صرف چھ مجلسوں کا تذکرہ ہے۔ باقی چھ مجلس درج نہیں ہیں۔

آغاز:-

اول حمد خدا سیں ہو سرفراز
کروں میں روضتہ الاطہار آغاز

اختتام:-

نہیں وہ داغ مہر مغفرت ہے
کہ جس میں دو جہاں کی امنیت ہے

کتاب کے آخر پر ایک مہر اعتصام الملک سنہ ۱۲۷۰ہجری ثبت ہے اور حسب ذیل عبارت درج ہے۔
تاریخ تولد میر کاظم علی خاں مرحوم ہفتم ذیحجہ سنہ ۱۲۵۶ھ
انتقال پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۸ھ

(۳۴۵) روضتہ الاطہار (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۲ ۳۸۳ جدید) سائز (۹½×۶½ انچ)
صفحہ (۲۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

یہ ناقص نسخہ صرف چھٹی مجلس کا (جس میں حالات شہادت فرزندان مسلم ہیں) درج ہیں۔

آغاز:-

محباں مجلس ششم کو سنکر
کرو انجواں ستیں تم چشم کوں تر

اختتام:-

ارے شیدا یہاں توں ختم۔۔۔ محباں ہوگئے بیتاب ہیں ہے۔۔۔
نہیں وہ داغ مہر مغفرت ہے کہ جس میں دو جہاں کی امنیت ہے

ترقیمہ:- تمام شد بتاریخ ۲۲ رمضان سنہ ۱۲۲۶ھ روز جمعہ

(۳۴۶) روضتہ الاطہار (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۲-۱ جدید) سائز (۸ ½ × ۵ ½ انچ)
صفحہ (۵۸۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق
تاریخ کتابت ۲۳ رجب سنہ ۱۲۷ھ ناقص الاول۔

آغاز:۔

میری اُمت اگرچہ ہے گنہ گار
تو اون کو بخشیوا ے میرے غفار

اختتام:۔

ہزاراں سیں درود اں اور تحیت
نبی پر اون کے جو ہیں آل و عترت

ترقیمہ

بتاریخ بست وسیوم ماہ رجب سنہ ۱۲۷ ہجری باتمام رسید

(۳۴۷) روضتہ الاطہار (چھٹا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۶۱۲ جدید) سائز (۸ ½ × ۵ ½ انچ)
صفحہ (۵۸۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

اول حمد خدا سیں ہو سر افراز
کروں میں روضتہ الاطہار آغاز

اس نسخہ پر ملکیت کے تحریرات اور ایک مہر میر بدالدین علی سنہ ۱۲۵۴ھ کی ثبت ہے

اختتام:۔

ہزاراں سیں درود اں اور تحیت
نبی پر اون کی جو ہیں آل و عترت

ترقیمہ:۔

تمت الکتاب روضتہ الاطہار بعون خالق کردگار
بتاریخ نوزدہم شہر رجب المرجب سنہ ۱۲۳۱ ہجری قدسی
بشوق تمام برائے خواندن خود نوشتہ: صحیح خود شد

(۳۴۸) روضتہ الاطہار (ساتواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۷۷ جدید) سائز (۸ ¾ × ۵ ½ انچ)
صفحہ (۲۲۱) سطر (۱۴-۱۵) و مختلف خط نستعلیق
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۵۵ھ ۔ ناقص الاول ہے

آغاز:۔

خزاں میں تا جلا دی دل ہو بلبل
بہاروں میں نہ دیکھے صورت گل

یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہوگیا ہے۔
نوٹ:۔ اور اس نسخہ کے اوراق کو جلد ساز نے غیر مرتب کر دیا ہے۔

اختتام:۔

ہزاروں سے درود اں اور تحیت
نبی پر اوں کے جو ہیں آل عترت

ترقیمہ:۔

ایں مجلس دوازدہ بتاریخ نہم ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۵۵ھ
باشتیاق تمام . . . . کمترین سید علی ولد سید معروف
. . . . نزد مکہ مسجد در توشہ خانہ اکبر جاہ . . . بقلم آوردہ
(یہ ترقیمہ آخر سے دس بارہ ورق پہلے تحریر ہے)

(۳۴۹) زاد الآخرت

نمبر تاریخ (۲۸۸۶) سائز (۱۲ × ۷) صفحہ (۲۸۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ ذوالفقار علی خاں ۔ صفا
تاریخ تصنیف ۔ سنہ ۱۲۱۰ھ
مصنف کے حالات صفحات گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں

آغاز:۔

وہی نام ہے میری شرح غم کا
جو طرح انگیز ہے لوح و قلم کا

ظہور اوس کا مشیت آب وگل ہے
مکاں اس لامکاں کا کنج دل ہے
صنائع اوسکی خلق انس وجاں ہے
بدائع اوسکی یہ روح رواں ہے

اس مثنوی میں شہادت حضرت امام حسین کے حالات دس مجلسوں میں لکھے گئے ہیں۔ دس مجلسوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) رحلت آنحضرت صلعم (۲) تولد و رحلت بی بی فاطمہ زہرا (۳) ولادت و شہادت حضرت علی مرتضیٰ (۴) ولادت و شہادت حضرت امام حسنؑ (۵) ولادت امام حسین (۶) شہادت فرزندان مسلم (۷) امام حسین کا کوفہ کو روانہ ہونا۔ (۸) شہادت رفقاء امام حسین (۹) شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام (۱۰) واقعات بعد شہادت امامؑ۔

ہر باب کو چند ذیلی فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مثنوی کے اختتام پر مصنف نے اپنے نام اور تخلص کی بھی صراحت کر دی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

فقیر از دودۂ پیغمبری ہے
حسینی ہاشمی و جعفری ہے
غم آل نبی ہے کام میرا
علی ذوالفقار ہے نام میرا
تخلص مشتہر میرا صفا ہے
مرا دل حب حیدر سے بھرا ہے
دکھن میں جور گردوں سے قضارا
ہے سال چند سے میرا گذارا
مسافر وضع در چینا پٹن ہوں
غریب شہر آوارہ وطن ہوں
نشانی فرصت عمر از جور ایام   ہوا یہ مختصر . . . اتمام

اختتام

نہیں غم روز رستہ و خیز مجکو
کفایت ہے یہ دست آویز مجکو
ہوا مرقوم جب یہ غم کا احوال
تھے بارہ سو کے اوپر سترہ سال

تمت۔ تمام شد

(۳۵۰) دوازدہ مجلس

نمبر تاریخ (۱۳۸۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۲۹) سطر (۱۴) خط شکستہ۔ مصنف۔ محکم۔

تاریخ تصنیف ۱۲۱۷ھ کتابت ۱۲۳۱ھ

محکم حیدرآباد کا شاعر ہے مگر مشہور نہیں ہوا اس کا نام معلوم ہے اور نہ دیگر حالات۔ مگر اس کی مثنوی حیدرآباد کے اکثر کتب خانوں میں پائی جاتی ہے اس سے واضح ہے کہ کتاب خاصی مقبول تھی۔ میر عالم کے نام پہ یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

آغاز:۔

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل
کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل
رواں آنکھوں سے کر لوہو جگر کا
لکھوں احوال میں خیر البشر کا

اس مثنوی کے کئی نام ہیں۔ دوازدہ مجلس، روضۂ ہندی، روضۂ درد، روضۃ الشہداء۔

جیسا کہ نام سے واضح ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے حالات اس میں لکھے گئے ہیں جو بارہ مجلسوں یعنی بارہ باب میں منقسم ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) رحلت رسول اللہؐ صلعم (۲) وفات بی بی فاطمہ زہرہؓ (۳) رحلت حضرت علیؑ (۴) شہادت امام حسنؑ (۵) امام حسین کا کوفہ کو روانہ ہونا اور مسلم بن عقیل کی

شہادت (٦) امام حسین کا کربلا پہونچنا (٧) شہادت امام
قاسم (٨) شہادت حضرت عباس اور امام حسین کے دوسرے
بھائیوں کی شہادت (٩) شہادت حضرت علی اکبر (١٠)
شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام (١١) اہل بیت
رسالت کا ملک شام پہونچنا (١٢) شام سے کربلا کو واپسی
اور امام حسین کے جسد مبارک کو دفن کرنا۔

اختتام:۔

محبت کا تمہاری وہ عطر سب
لیا ہے شیشۂ دل میں بسا سب
تمہارے نام پر ہے جاں نثاری
تمہارے غم سے دائم اشک باری
بیان غم جو یہ تضمیں ہوا ہے
اوسی کی سر سے تلقیں ہوا ہے

ترقیمہ:۔

بتاریخ بست چہارم شہر ذی حجہ سنہ ١٢٣١ھ روضۃ الشہداء
باتمام رسید۔

کتب خانہ سالار جنگ میں اس مثنوی کے چار قلمی نسخے
موجود ہیں اور ادارۂ ادبیات اردو میں تین قلمی نسخے ہیں۔

(٣٥١) دوازدہ مجلس (دوسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (٣٣٧) سائز (١٠×٥) صفحہ (١٦١)
سطر (١٥) خط نستعلیق۔ کتابت سنہ ١٢٣٠ھ

آغاز:۔

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل
کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل

اس مثنوی میں میر عالم (دیوان آصف جاہ ثانی) کا نام
کئی جگہ لیا گیا ہے۔ مثلاً۔

رہے روشن بحق فخر آدم   ہمیشہ شمع آل میر عالم

کرم سے میر عالم برائے سبحاں
حساب حشر کو تو کیجو آساں

بروز حشر یا شاہ ولایت
کرو تم میر عالم کی شفاعت

"محکم" مصنف کے تخلص کے چند اشعار یہ ہیں۔

الہٰی ہے یہی محکم کی مناجات
کہ میرا حشر ہو شبیر کے ساتھ

عزاداراں کو کب محشر کا غم ہے
حسین ابن علی ہیں شاہ محکم

اختتام:۔

یہ ہووے میر عالم پر عنایت
شفا دنیا میں عقبیٰ میں شفاعت

ترقیمہ

تمام شد بتاریخ ٢٨ محرم سنہ ١٢٣٠ھ راقم الحروف
صفدر علی مرزا۔ صفحہ (٧٨) پر یہ عبارت ہے۔
تمام شدہ مجلس من تصنیف محکم بست ہفتم
شہر محرم سنہ ١٢٢٣ھ بدست صفدر علی مرزا۔

(٣٥٢) تذکرۃ الثقلین فی معرکۃ الحسنین

نمبر داخلہ (٢٨٩٣) سائز (١٥×٨) صفحہ (٢٢٨)
سطر (١٧) خط نستعلیق۔ مصنف ؟
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ١٢٢٥ھ
کتابت سنہ ١٢٩٦ھ
اس کتاب کے مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز:-

باب پہلا بیان میں مسلم بن عقیل کے بھیج کوفہ کے اور خبردار ہونا یزید کا اور روانہ کرنا عبداللہ بن زیاد کا واسطے سرداری کوفہ کی اور ذکر شہادت حضرت مسلم بن عقیل کا اور بعض دوستوں سے۔

اس کتاب میں تیس باب ہیں جس میں امام حسین کی شہادت اور اوس کے مابعد کے واقعات تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

اختتام

"بعد اس کے ولید سردار ہوا۔ اور نو سال کے بعد وہ بھی مرض موت میں گرفتار ہو کر دوزخ میں گیا۔ اوپر تمام خورد و کلاں کے مخفی نہ رہے کہ خوانندہ و نویسندہ کے ہکے نزدیک حق تعالیٰ ثواب عظیم میں داخل ہونے کے واسطے کہ ذکر امام حسین ہے۔"

ترقیمہ

تمام شد بتاریخ ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ

(۳۵۳) بستان شہادت

نمبر مناقب (۴۹) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۱۱)

سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف۔ سید احمد۔

تاریخ تصنیف ۱۲۵۲ھ

مصنف کے والد کا نام سید درویش اور دادا سید نور اللہ نام تھے اور ان کے باپ کا نام سید علی محمد قادری تھا مصنف مدراس کے متوطن اور قاضی بدرالدولہ کے شاگرد تھے۔

دیباچہ میں لکھا ہے کہ دکنی روضۃ الشہداء (غالباً ولی ویلوری) میں بہت سارے واقعات غلط لکھے گئے ہیں اس لئے اونہوں نے اس کتاب کو تصنیف کیا ہے۔

آغاز:- "حمد و ثنا اس خالق بے پرواہ کو سزاوار ہے جس کے قضا و قدر کے آگے انبیاء اپنے سروں کو تسلیم کر دیئے اور جس کی بندگی کے لئے تمامی موجودات سربسجود ہوئیں"

اس کتاب میں اولاً دیباچہ ہے جس میں اونہوں نے ان تمام کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جس سے مدد لی گئی ہے۔

اصل کتاب کو جن ابواب میں تقسیم کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام حسین کا نام پیدائش کا حال (۲) امام حسین کی شان میں حدیثیں (۳) صحابہ امام حسین کی بزرگی اور تعظیم کرنے کا بیان (۴) امام حسین کا مدینہ سے مکہ کو آنا (۵) کوفیوں کا خطوط لکھنا (۶) امام حسین کا مکہ سے کوفہ کو روانہ ہونا (۷) شہادت امام حسین علیہ السلام۔

اس کے بعد پھر چند واقعات "فائدہ" کے عنوان کے تحت لکھے گئے ہیں۔

(۱) وہ امور جو شہادت امام حسین کے بعد جاری ہوئے

(۲) وہ واقعات جو امام حسین کی شہادت کے بعد ظہور میں آئے۔

(۳) خدا کا امام حسین کے قاتلوں سے بدلہ لینا۔

(۴) امام حسین کی اولاد (۵) مرثیہ لکھنے کا فائدہ اور غم کرنے کا بیان (۶) یزید پر لعنت کرنے کا حکم۔

اختتام:-

اس حدیث کے بعض سندوں سے ملایا جائے تو ایک نوع کا قوت اسکو پیدا ہوتا ہے اور انکار کرنا ابن تیمیہ کا اس حدیث سے فقط وہم ہے۔ واللہ اعلم وصلی اللہ علیہ وسلم۔

ترقیمہ:-

الحمد للہ تاریخ اتمام بستان الشہادت از سید خواجہ محی الدین صاحب سرور حشم گفت بستان الشہادت

از سید محمد صاحب۔

(۳۵۴) بستان شہادت (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۶۴ جدید) سائز (۷، ۴½ × ۵ انچ)
صفحہ (۱۷۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا اس خالق بے پروا کو سزاوار ہے کہ جسکی قضاء وقصد کے آگے انبیاء اپنے سروں کو تسلیم کر دیئے۔ الخ"

اس رسالہ میں معتبر و مستند کتب (یعنے شرح ہمزیہ ابن حجر مکی و جواہر المقلدین سمہودی اور امام احمد کی کتاب مناقب) سے مناقب اور شہادت امام حسین کے حالات تالیف کئے ہیں۔ خصوصًا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے ایک رسالہ جو سنہ ۱۲۵۰ھ میں عربی میں تالیف فرمایا تھا اوس کو زبان ہندی (اردو) میں ترجمہ کیا اور اس میں تاریخ کبیر ابن اثیر و تاریخ الخلفاء امام سیوطی اور مرات الجنان امام یافعی اور طبقات الشعرانی اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی اور قرۃ العینین فی شہادت الحسین مولفہ مولوی صبغتہ اللہ بدر الدولہ وغیرہ سے حالات شہادت اضافہ کرکے یہ کتاب تالیف کی گئی اور اس کا نام تاریخی بستان الشہادت رکھا۔ ۱۲۵۴ھ

اختتام

"ابن قتادہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے عاشورے کے دن روزہ رکھا ہے۔"

(۳۵۵) ضیاء الابصار

نمبر تاریخ (۲۰۰۳) سائز (۱۳×۷) صفحہ (۸۷۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ پہلا صفحہ مُطلّا۔
مصنف۔ اکبر علی۔ تاریخ تصنیف ۱۲۳۲ھ

سید اکبر علی کے والد کا نام سید فضل علی تھا۔ عربی فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ بچپن سے مجالس عزا کا شوق تھا۔

اس کتاب کو مجتہد علامہ سید دلدار علی صاحب کے حسب ایماء مرتب کیا ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الذی جعل الدنیاء الخ"

بعد حمد و صلوات کے ایسا کہتا ہے بندۂ خاطی غریق محیط معاصی اکبر علی ابن سید فضل علی رضوی عفی اللہ عن جرمہما کہ سن تمیز سے طبیعت اثم کی راغب طرف حضوری مجلس عزا کی اور خوگر بسوی استماع مصائب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی تھی۔"

اس ضخیم کتاب میں امام حسین کی شہادت کے متعلق تفصیل سے حالات لکھے گئے ہیں۔ اور مناقب جمع کئے ہیں۔ کتاب کو چودہ باب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چودہ باب کی صراحت حسب ذیل ہے۔

(۱) ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام (۲) فضائل اور مناقب حضرت امام حسین (۳) مکارم اخلاق حضرت حسین (۴) معجزات امام حسین (۵) ثواب گریہ و بکا (۶) آیات قرآنی اور فضائل امام حسین (۷) ثواب زیارت اور احادیث فضیلت۔ آل محمد (۸) حضرت امام حسین کا مکہ معظمہ آنا (۹) مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کرنا (۱۰) شہادت حضرت حر اور دیگر اصحاب امام حسین کی شہادت (۱۱) شہادت اہل بیت اور شہادت امام حسین علیہ السلام (۱۲) واقعات بعد شہادت امام حسین (۱۳) واقعات شہادت فرزندان مسلم اور خواب ام سلمہ اور ابن عباس (۱۴) بعض قاتلان امام حسین جو دنیا میں عذاب میں مبتلا ہوئے۔

کتاب کی طرز تحریر یہ ہے کہ اولاً عربی میں کوئی حدیث یا قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا ترجمہ کیا اور پھر

مزید صراحت کرتے گئے ہیں۔

اختتام :-

"جو مومن ان احادیث کی نقل کرے یا پڑھ کر رلائے
یا خود روئے دعائے مغفرت سے اس ذلیل کو فراموش
نہ کرے۔ وباللہ العظیم"

(۳۵۶) ریاضِ حسین

نمبر مثنوی (۸۷) سائز (۹×۱۲) صفحہ (۳۶۵)
سطر (۲۱) فی کالم ۴۲ شعر
مصنف۔ غلام علی عشرت
تاریخ تصنیف ۱۲۳۹ھ۔ کتابت ۱۲۴۲ھ

غلام علی عشرت کے حالات صفحات ماقبل میں
گزر چکے ہیں۔

آغاز :-

سپاس و ثنا خدائے جہاں
کئے جنے پیدا زمین و زماں
بیک حرف کن سب کو پیدا کیا
خدائی کو یعنے ہویدا کیا

مثنوی عنوانات کے تحت لکھی گئی ہے جنکی صراحت
درج ہے۔

(۱) حضرت آدم کا حال (۲) آدم کا سراندیپ کے
پہاڑ پر گرنا (۳) آدم اور حوا کا ملنا (۴) ہابیل اور قابیل
(۵) حضرت نوح کا حال (۶) ابراہیم خلیل اللہ (۷) حضرت
ابراہیم کا امام حسین کو دیکھنا (۸) یوسف علیہ السلام کا قصہ
(۹) امام زین العابدین کا گریہ کرنا (۱۲) حضرت زکریا اور
حضرت یحییٰ کا حال (۱۳) معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام
جن پیغمبروں کا حال لکھا گیا ہے اس کے آخر میں بتایا
گیا ہے کہ امام حسین کی شہادت اس سے زیادہ اہم اور المناک ہے
آنحضرت صلعم کے حالات درج کرنے کے بعد پھر بسم اللہ
کے ساتھ جو صراحت ہوئی ہے وہ یہ ہے۔

(۱) آنحضرت صلعم کے معجزات (۲) وفات آنحضرت صلعم
(۳) وفات بی بی فاطمہ زہرہ (۴) خلافت حضرت ابوبکر
صدیق (۵) خلافت حضرت عمر (۶) خلافت حضرت عثمان
(۷) خلافت حضرت علی (۸) امام حسن کی خلافت (۹)
شہادت مسلم بن عقیل (۱۰) امام حسین کی شہادت (۱۱)
شہادت کے بعد کے واقعات (۱۲) امام زین العابدین کے
حالات اور دوسرے اماموں کا تذکرہ۔ ہر عنوان کو پھر ذیلی
عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام و تاریخ اتمام مثنوی

یا ابن علی روح رسول الثقلین
آرام دل فاطمہ یعنے کہ حسین
اب عشرتِ غمگیں کی تمنا ہے یہی
روضہ پہ پڑوں جا کے ریاضِ حسین

ترقیمہ :-

تحریر فی التاریخ دویم در شہر رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ
"تحفۂ ہندباد" سے بھی تاریخ تصنیف نکلتی ہے۔

(۳۵۷) نخل ماتم

نمبر مناقب (۴۲) سائز (۷×۱۲) صفحہ (۲۴۲)
سطر (۲۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ مرزا جعفر علی۔ فصیح۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۴۰ھ کتابت ۱۲۸۴ھ

مرزا جعفر علی نام، فصیح تخلص۔ ناسخ کے شاگرد تھے،
مرثیہ نگاری میں خصوصیت حاصل تھی۔ گلشن بے خار اور
طبقات سخن میں ان کے حالات درج ہیں اسپرنگر نے بھی ان ہی
تذکروں کے حوالے سے ان کا حال لکھا ہے۔

آغاز:-

"روز دہم آغاز حکایت اے دوستان احمد مختار
اے محبان حیدر کرار تعزیہ داری عزۃ اظہار غم گساران
فرماں بردار السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ خوشا حال
اون کا جن کا سینہ محبت اہلِ بیت سے لبریز ہے اور
آنکھیں بزم عزا میں گہر ریز ہیں"

اس کتاب میں حضرت امام حسین کی شہادت کا حال
بصراحت لکھا گیا ہے۔ جا بجا نظم ہے۔ حضرت سکینہ کے
انتقال کے بیان پر کتاب ختم ہوتی ہے۔

اختتام:- نظم پر ہوا ہے۔

وہ ہیں ذاکر شہید کربلا کے
وہ ہیں مشفق فصیح غریب بے نوا کے

دعا کا خاتمہ ہے فاتحہ پر
کرو شکر خدا الحمد پڑھ کر

ترقیمہ

تمام ہوا یہ نسخہ مسمی نخل ماتم تصنیف حاجی مرزا
جعفر علی فصیح ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ بندہ
گنہ گارم۔ کاتب الحروف ایں جلد معظم
مظفر علی خاں۔ پسر مصطفیٰ علی نیزہ بردار
شاہ سوار جنگ بہادر۔ برادر طالب الدولہ مرحوم
در ماہ شعبان المعظم در سنہ ۱۲۸۳ نبوی مقدرہ در
سنہ ۱۲۷۰ فصلی زیب تحریر یافت۔

طالب الدولہ حیدر آباد کے کوتوال تھے

(۳۵۸) روایت شتر سوار

نمبر مثنوی (۲۳۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۰)
سطر (۲۰) خط شکستہ۔ مصنف شاہ خیر الدین
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۵۰ھ

شاہ خیر الدین کے حالات مجھے ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:-

روایت ہے شتر سوار تھا ایک
مسافر و رسول و قاصد ایک
سو یوں تاریخ میں راوی لکھا ہے
مدینہ میں نزول اوس کا ہوا ہے

اس مثنوی میں یہ صراحت ہوئی ہے کہ مدینہ میں
ایک شتر سوار آیا اور بنی ہاشم کے محلہ میں ایک لڑکی
کو کھڑا پایا۔ اس لڑکی نے اپنا نام فاطمہ اصغر بتایا اور
امام حسین کے پاس ایک خط اوس قاصد کے ذریعے
روانہ کیا اس خط میں اپنے بیمار رہنے کا اور باپ کو جلد
واپس آنے کی تاکید کی تھی۔ شتر سوار کوفہ کو اس وقت
پہونچا جب اصحاب اور فرزندان امام حسین شہید ہو چکے
تھے۔ قاصد امام حسین کے پاس آیا اور خط دیا۔ آپ نے
خط پڑھا اور قاصد کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد حضرت
امام حسین شہید ہو گئے۔ ایک کبوتر اپنے پروں کو خون
میں تر کر کے مدینہ میں فاطمہ اصغر کے مکان پر پہونچا۔
اونھوں نے کبوتر کو خوں آلود دیکھ کر اپنی نانی ام سلمہ
کے پاس گئیں اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا میرے
پاس ایک شیشی میں سرخ مٹی ہے جو آنحضرت صلعم نے
دی تھی اور فرمایا تھا جب حسین شہید ہونگے یہ مٹی خوں آلود
ہو جائے گی۔ اس شیشی کو نکالا گیا تو مٹی خوں آلود ہو گئی تھی

مصنف کا نام

کرم سے اپنی اے جگ کے حامی
رکھو تم نے خیر الدین کی بانی

اختتام:-

بیان غم جو یہ نظم میں ہوا ہے   اوسی کی امر سے تلقیں ہوا ہے

اس کتاب پر ایک مہر ثبت ہے اس میں ابو الحسن ولد عبد الصمد ۱۲۵۵ھ درج ہے۔

(۳۵۹) حالات شہادت

نمبر تاریخ (۱۷۵۴) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۶۶۶)
سطر (۱۳) خط شکستہ ۔ مصنف ؟
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۵ھ

مصنف کے متعلق معلومات نہیں ہوئے اور نہ کتاب کا صحیح نام ظاہر ہوتا ہے

آغاز :۔

وہ جناب رسول خدا کو ہجرت سے دسواں سال تھا کہ سے مدینہ میں آئے اس وقت امر الٰہی پہونچا حضرت اس امر کی ندا دیئے حسب الحکم طوائف اعراب کا لشکر ستر ہزار بلکہ زیادہ رکاب میں جمع ہوا۔ حضرت معہ اہل بیت سوار ہو کر مکہ کو گئے اور حج سے فراغت پا کر روانہ مدینہ ہوئے۔"

اس کتاب جو نظم اور نثر میں ہے واقعات شہادت امام حسین علیہ السلام کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ نثر کا حصہ کم اور نظم کا حصہ زیادہ ہے۔

اختتام :۔

یہ کہہ کر مرا روئیہ جو ماتم کیا آغاز
ابو ولدی ابو ولدی کی سنی آواز
زینب نے کہا ماں نے کیا مجکو سرفراز
یہ فاطمہ کی روح کے رونے کی ہے انداز

میں دیکھتی ہوں سب سے سوا روتی ہے زہرا
... مرا رونے پر فدا ہوتی ہے زہرا

(۳۶۰) دہ مجلس

نمبر کتاب (۴۸ ۳۵ جدید) سائز (۸ تیر × ۴ ۱/۲ انچ
صفحہ (۶۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق مصنف ناموزوں

آغاز :۔

زباں کو منقبت سے آشنا کر — بیان مجلس سیوم سراسر
امیر المومنین شیر خدا ہیں — وصی حضرت خیر الورا ہیں

اس نسخہ میں صرف دو مجلس یعنے مجلس سوم و چہارم ہیں مابقی غیر موجود ہیں۔

مجلس سیوم میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی کے حالات ابتدا سے شہادت تک منظوم ہیں۔ اور مجلس چہارم میں حضرت امام حسن کے حالات تا شہادت درج ہیں۔

اختتام :۔

نصیحت یہ میری یاراں سنئے جی
نبی کے آل کا ماتم کرے جی
پڑھیجئے فاتحہ صلوات بے حد
کریجئے نت غم آل محمد

ترقیمہ

تمت بالخیر۔ بیت ۲۴۸۰

(۳۶۱) شہادت نامہ

نمبر کتاب (۲۱۴۳ جدید) سائز (۹ ۱/۴ × ۶ ۱/۴ انچ)
صفحہ (۴۶) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف۔ متخلص بہ سہیل (لکھنوی)

آغاز :۔

میرے دل کو مرغوب حمد خدا
زباں کو ہے محبوب حمد خدا
خداوند بے مثل و فرد واحد
کبھی وصف خالق کی پائے نہ حد

حالات شہادت کو اردو میں نظم کیا ہے۔ ناظم نے

لکھا ہے کہ ایک انگریز روشن خیال کی تصنیف کے اردو ترجمہ کو انہوں نے نظم کیا ہے۔
آخر میں تواریخ وفات مشاہیر وغیرہ ہیں۔

اختتام:-

عالم امکاں میں ان کے نام سے ہے روشنی
بس سہیل اب زیادہ کچھ نہ کہہ رہیجا خموش

(۳۶۲) مشہد الشہداء

نمبر کتاب (۳/۸۲۷ جدید) سائز (۹×۵¾ انچ)
صفحہ (۳۴۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف - محی الدین۔

آغاز:-

ہوا جب حمد سے آغاز نامہ — جھکایا سر ادب کے ساتھ خامہ
وہ کاغذ کے مصلّے پر جھکا سر
کہا سجدہ میں جا اللہ اکبر

شہادت کربلا کے حالات کو تفصیل کے ساتھ نظم کیا ہے۔ ابتدائی صفحہ کے بعد سے ۱۱ صفحے غیر موجود ہیں اور ۱۲ صفحے سے آخر تک مکمل ہے۔ آخری ورق کا ایک حصّہ دیمک خوردہ ہے۔

اختتام:-

میری سب مشکلاں کو تو کر حل
بحق سید الابرار سہل

ترقیمہ:-

بتاریخ بست و دوم شہر ذوالقعدہ بمطالعہ حضرت بادشاہ ......

(۳۶۳) رسالہ شہادت

نمبر کتاب (۵۷/۱ جدید) سائز (۷¼×۵½ انچ)
صفحہ (۹۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ۱۲۶۹ھ — تاریخ کتابت ۱۲۸۶ھ

آغاز:-

"الحمد لمن اَهرَقَ دم المحبتین الخ
مطلب یہ کہ اے مسلمانو البتہ ہم تم کو آزماوینگے الخ
ایک صفحہ عربی خطبہ کے بعد اردو عبارت شروع ہوئی ہے

اس رسالہ میں حالات کربلا نثر میں بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف کا نام نہیں ہے۔ البتہ آخر میں تاریخ تالیف بہ پنجم محرم ۱۲۶۹ ہجری لکھا ہے۔ یہ رسالہ ورق ۳۴ پر ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد تین قصائد "دستگیر" کے ہیں جو احوال حشر وفات حضرت سیدۃ النساء وغیرہ سے متعلق ہیں۔

اختتام (رسالہ شہادت)

هست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال
او در دل است ہیچ و لے نیست بے ملال
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بتاریخ پنجم محرم ۱۲۶۹ھ تالیف ختم شد۔

ترقیمہ:-

این رسالہ شہادت بسبب کم فرصتی بجلدی تمام نقل نمود۔ کاتب الحروف محمد عبدالقادر بتاریخ ہم ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۶ھ ہجری روز پنجشنبہ برائے مطالعہ خود۔

خاتمہ قصائد:-

جب صدق دل سے دوستو یہ داستان سنو
آل نبی کے نام پر بس فاتحہ پڑھو

(۳۶۴) وہ مجلس

نمبر کتاب (۱۰۷۸ جدید) سائز (۷½×۵½ انچ)
صفحہ (۵۴۶) سطر (۹) خط نستعلیق۔

مصنف۔ محمد نور الاسلام بن محمد ظہور الحق
بن ضیاء اللہ خاں فاروقی۔ گوپاموی۔ متخلص بہ اسلام

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین ..... کہتا ہے محمد نور الاسلام
بن محمد ظہور الحق بن ضیاء اللہ خاں مرحوم و مغفور فاروقی۔
حمد و نعت و مدح حضرت جیلاں کے بعد مولف نے
واقعہ کربلا کو کتب متقدمین و مفسرین سے باسناد
صحیحہ حسب فرمایش برادر خورد روشن اسلام خاں اس
کتاب کو تالیف کیا" اسمیں دس مجالس ہیں جس میں آنحضرت
صلعم کے وفات سے لے کر شہادت امام حسین تک کے
حالات لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

الہٰی تجھ سے یہ اسلام کی تمنا ہے
کہ پہنچے اپنے وہ مطلب کو مجتبیٰ کے لئے

(۳۶۵) چار چمن شہادت

نمبر کتاب (۵۱ ۷ جدید) سائز (۸ ۳/۴ × ۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۹) خط نستعلیق۔
مصنف۔ شیخ احمد متخلص بہ حسرت
تاریخ تصنیف آغاز ۱۲۶۴ھ۔ ختم ۱۲۶۶ھ
تاریخ کتابت ۱۳۰۰ھ
شیخ احمد نام، حسرت تخلص۔ باپ کا نام محمد علی۔

آغاز:۔

الہٰی حسن نیت ساتھ حسرت
لکھا چہتا ہے اب حال شہادت
مرا حال اور میری آل کا حال
بیاں کرتا ہے کر تو اسکو اقبال

اس میں وفات آنحضرت صلعم کے حالات اور حضرت
امام حسن و حسین رض کے شہادت کے حالات کتب معتبرہ سے
جمع کئے ہیں۔ ابتداء میں تاریخ تصنیف ۱۲۶۴ھ ظاہر
کی گئی ہے اور آخر میں ایک نظم تاریخی ہے اس کے
لحاظ سے ۱۲۶۶ھ نکلتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ابتداء تالیف
کی ۱۲۶۴ھ میں کی گئی اور اختتام ۱۲۶۶ھ میں۔ مصرع
تاریخ یہ ہے

کہی تاریخ یوں دل نے کر و غم
۱۲۶۶ھ

اختتام:۔

شہیدوں کا نہایت کرکے ماتم — کہی تاریخ یوں دل نے کر و غم

ترقیمہ:۔

تمت الکتاب چار چمن شہادت بدست مولف
روایات شہادت شیخ احمد حسرت ماہ صفر المظفر بروز
آخری چہار شنبہ ۱۲۶۶ ہجری۔ مالک این کتاب
حکیم بایزید خاں ولد حکیم کلو خاں ساکن شہر کرپہ
۱۳۰۰ ہجری من نقل کردم تمام شد۔ وقت عصر
ماہ رمضان شریف بتاریخ یکم۔

(۳۶۶) مجموعہ مراثی و سلام وغیرہ

نمبر کتاب (۵ ۷ ۲۵ جدید) سائز (۷ ۱/۲ × ۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۲۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سراج (لکھنوی)

آغاز:۔

راہ حق میں سر دیا رتبہ فراواں ہو گیا — مجرئی سبط نبی شاہ شہیداں ہو گیا
مدحت شاہ کوثر سے رہا کرتے ہیں مست
بادہ تسنیم وصف شاہ مرداں ہو گیا

یہ مراثی مثل قصائد کے ردیف وار مرتب ہیں۔
آخر میں کچھ حصہ ناقص ہے۔

اختتام:-

کیا حقیقت ترے لشکر کی بھی حملہ جو کروں
صاف اسوار پیادے سے یہ میداں ہوئے

(۳۶۷) سرِّ غم (دیوان سلام)

نمبر کتاب (۲۸۴۵ جدید) سائز (۱۰×۶ ½ انچ)
صفحہ (۱۳۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف ۔ میر اصغر حسین متخلص بہ فاخر۔
تاریخ تصنیف ۔ ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء
میر اصغر حسین نام، فاخر تخلص، لکھنؤ وطن تھا۔

آغاز:-

صحرا میں روئے شاہ جو پرتو فگن ہوا
ذرہ ہر ایک کوکب چرخ کہن ہوا
کیجے جو یاد گیسوئے مشکی شہ آہ
دود جگر سواد دیار ختن ہوا

شہیدان کربلا کے حالات کو (بطور سلام) دیوان کے طرز پر ردیف وار نظم کیا ہے۔ تاریخی نام (سرِّ غم ۱۳۰۰ھ) ہے ختم دیوان پر فارسی قطعہ میں ۱۸۸۳ء تاریخ اختتام نکالی ہے صفحۂ اولی پر "اسم تاریخی ایں دیوانِ سلام سرِّ غم ۱۳۰۰ھ" تحریر ہے۔ گویا اس نظم کا نام اصل "دیوان سلام" اور تاریخی نام "سرِّ غم" ہے۔ یہ نسخہ مسودہ ناظم معلوم ہوتا ہے اکثر حاشیہ پر اضافات ہیں یہ غالباً مولف کے مکتوبہ ہیں۔

اختتام:-

فاخر کو کربلائے معلی دکھا دے پھر
بیتاب ہے زیارت شبیر کے لئے

....

صوری و معنوی اش گفت خرد ایں تاریخ
یوم یکشنبہ ذوالقعدہ دلستم بودہ
۱۸۸۳ء

کتاب کے آغاز میں تین سپاہیوں کی چھوٹی تصاویر ہیں جو انگریزی پلٹن کے سپاہی کے مشابہ ہیں۔

(۳۶۸) وقائع کربلا (بیاض)

نمبر کتاب (۲۵۷۷ جدید) سائز (۹×۴ ½ انچ)
صفحہ (۵۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق ۔ جامع مقبل
تاریخ تصنیف

آغاز:-

"یک روز حضرت فاطمۃ الزہرا مضطرب اور بے قرار روتی ہوئی جناب علی ابن ابی طالب کے سامنے آئیں الخ"

اس بیاض میں نثر میں حالات شہادت ہیں۔ آخر میں صرف ایک ورق نظم فارسی و اردو ہے۔

اختتام:-

چہ مقبلم کہ بدرگاہ تو کمینہ غلام
بکربلا برساں بحق امام انام

(۳۶۹) بیاض اہل ماتم

نمبر کتاب (۲۸۴۶ جدید) سائز (۷ ¾ × ۶ ¼ انچ)
صفحہ (۶۰) سطر مختلف (۶-۸-۱۲) خط نستعلیق
جامع ۔ متخلص بہ لایق۔
تاریخ تصنیف ۱۳۳۰ھ ۔ کتابت ۱۳۳۲ھ

آغاز:-

شہ دیں کا کٹے گا سر یہ وہ ماہ محرم ہے
لٹیں گے آل پیغمبر یہ وہ ماہ محرم ہے

اختتام

اے لایق محزوں روک قلم تھا کون و مکاں میں اک ماتم
جب کہتی تھی زہرا رو رو کر تو قتل ہوا پیاسا رن میں

(۳۷۰) مخمس در مدح سیدنا علیؓ

نمبر کتاب (۳۸۲۷ جدید) سائز (۶ ½ × ۴ ½ انچ)

صفحہ (۱۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ سید علی حسن بلگرامی۔

تاریخ کتابت ۲۶ شعبان ۱۳۳۲ھ

آغاز:۔

لافتیٰ جس کی ثنا وہ شہ مرداں حیدر

اِنّمَا شان میں آیا ہے وہ سلطاں حیدر

ھَلْ اَتیٰ جس کے لئے اترا وہ ذیشان حیدر

مقصد آیہ بلغ ہے مری جان حیدر

اور میں کیا کہوں ہم رتبہ قرآن حیدر

اختتام:۔

بخشدے میرے جرائم پئے قرآں حیدر

ترقیمہ:۔

الکتبۃ الحقیر ... عباس حسین ... عفر ذنوبہٗ

من حیث الفرقان .... مرزا عباس حسین تلمیذ

مصنف ہذا ۔ المرقوم فی التاریخ ۱۳۲۲

ہجرۃ المقدسہ المطابقہ شہر یور ۱۳۲۳ فصلی

(۳۷۱) مرثیہ مشیر

نمبر کتاب (۳۸۳۳ جدید) سائز (۸ ½ × ۶ ½ انچ)

صفحہ (۲۴) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔

مصنف متخلص بہ مشیر۔

تاریخ کتابت ۵ ار جمادی الاول ۱۳۱۴ھ

آغاز:۔

دم بھرتی ہیں مسیح ولائے حسینؑ کا

جبریل خطبہ خواں ہے ثنائے حسینؑ کا

رضواں درباں ہے سرائے حسینؑ کا

شبہ ہے دو جہاں میں عطائے حسینؑ کا

یہ (۷۲) بند کا مرثیہ ماتم حسینؑ میں ہے۔

تخلص:۔

بس اے مشیر بس نہیں مجھ میں بکا کا زور

گر عرض شہ سے تو سلیماں ہے اور ہیں مور

اختتام:۔

ضایع نہ ہونے پائے امانت ہے آپ کی

میری بھی ابرو ہیں ضمانت ہے آپکی

ترقیمہ:۔

المرقوم ۵ ر شہر جمادی الاول ۱۳۱۴ ہجری

(۳۷۲) مرثیہ

نمبر کتاب (۹ ۳۴۳ جدید) سائز (۸ ½ × ۶ ½)

صفحہ (۲۲) سطر (۸ - ۱۲) خط

آغاز

کیوں آج زلزلے میں زمیں کربلا کی ہے

کیوں خاک زرد خوف سے دشت وغا کی ہے

کیوں صف الٹ پلٹ سپہ اشقیا کی ہے

ساری یہ دھاک سیف شہ لافتیٰ کی ہے

ایک تھلکہ ہے زیر فلک ہر مقام پر

نزدیک ہے کہ برق گرے فوج شام پر

یہ مرثیہ ناتمام ہے (۵۷) شعر پر مشتمل ہے۔ ناظم کا نام نہیں ہے۔

اختتام:۔

جب تک تو ڈھال سب او سکو وار لیں

جی چھوڑ کر نبرد سے بھاگیں تو مار لیں

(۳۷۳) بیاض مراثی و نوحہ جات وسلام

نمبر کتاب (۳۵۰۶ جدید) سائز (۱۰ ½ × ۵ ½ انچ)

صفحہ (۸۰) سطر حروف مختلف۔ خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۳۰۰ھ

آغاز:-

سبط نبی مصطفےٰ ابن علی مرتضےٰ

زیب عرش کبریا خاک زمین کربلا

اس بیاض میں کچھ مرثیے اور اکثر نوحہ جات اور سلام ہیں۔ مرثیہ گو کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

اختتام:-

کرم کر تعزیہ داروں پہ یارب

شفا نازل ہو بیماروں پہ یارب

(۳۷۴) مجموعہ مراثی

نمبر کتاب (۲۰۳۰-۲ جدید) سائز (۱۱ ½ × ۷ ½ انچ)

صفحہ (۱۶۷) سطور بحرف (۲۰)۔ خط نستعلیق

مصنف۔ ادراک۔ اونس۔ انس۔ انیس۔ خلیق وغیرہ

تاریخ کتابت ۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۵ء

آغاز:-

منقول ہے یہ مسلم گجکار سے بیاں

دار العمارہ میں بنایا تھا ایک مکاں

ناگاہ ہوا بلند اک سمت سے فغاں

خادم سے پوچھا میں نے یہ کیا شور ہے یہاں

اس مجموعہ میں (۶۸) مراثی علیحدہ علیحدہ تحریر ہیں۔

مرثیہ گو کے تخلص حسب ذیل ہیں۔

(۱) آدراک ۲ مرثیہ (۲) اونس ایک مرثیہ

(۳) انس ۴ مرثیہ (۴) انیس ۲ مرثیہ

(۵) حکیم باقر علی ایک مرثیہ (۶) حبیب ایک مرثیہ

(۷) خلیق ۳ مرثیہ (۸) نامعلوم الاسم ۱۳ مرثیہ

(۹) مرزا دبیر ۲ مرثیہ (۱۰) آغا ذہین ۱۰ مرثیہ

(۱۱) مشیر ۲ مرثیہ (۱۲) نفیس ایک مرثیہ

(۱۳) نیر ایک مرثیہ

اختتام:-

بینائی کامل میری آنکھوں کو عطا کر

ان آنکھوں کو نور بصارت سے جلا کر

ترقیمہ:-

بقلم سکندر علی ذاکر جناب سید الشہدا علیہ السلام ساکن قصبہ نیداول ضلع بلند شہر مورخہ ۶ دسمبر ۱۸۷۲ء بوقت دوپہرا تمام یافت۔ مطابق ششم ذیقعد ۱۲۸۲ف۔

(۳۷۵) مراثی دربیان شہدائے کربلا

نمبر کتاب (۲۰۸۸ جدید) سائز (۴ ½ × ۲ ¾ انچ)

صفحہ (۱۸۲) سطر (۱۸) محرف۔ خط نستعلیق۔

مصنف۔ متخلص بہ نعمت۔ تاریخ تصنیف ۱۳۲۲ھ

آغاز:-

جس گھڑی گھوڑے سے عباس زمین پر آئے

گھوڑا دوڑائے ہوئے سبط پیمبر آئے

بھائی کے لاش پہ سر پیٹتے مضطر آئے

بولے عباس میرے مالک سرور آئے

اختتام:-

ہو گیا شاہ میں آکے نجف ہیں مدفون

الفت شاہ ولایت میں وطن چھوڑ دیا

وہ بھی دن ہوئے کہ ہوں جاکے نجف میں میں مقیم

یہاں پر چرچا ہو کہ نعمت نے دکن چھوڑ دیا

ترقیمہ:-

۱۴ صفر ۱۳۲۲ھ

(۳۷۶) بیاض نوحہ جات و مراثی

نمبر کتاب (۲۵۷۶ جدید) سائز (۶ ¾ × ۴ انچ)

صفحہ (۲۰۴) سطر متفرق محرف۔ خط شکستہ

آغاز:-

عزیزو حشر ہے برپا مہینا ہے محرم کا

لحد سے نکلی ہے زہرا مہینا ہے محرم کا

اس بیاض میں نوحہ جات مراثی کے علاوہ درمیان میں تواریخ وفات و تولد متعلقین تحریر ہے۔ ابتدا میں کسی صاحب نے یہ عبارت تحریر کی ہے، لیکن بیاض میں کہیں نام نہیں ملا۔

"بیاض مہتاب الدولہ المتخلص بہ درخشاں مصاحب خاص واجد علی شاہ - غالباً بخط مولف"

اختتام:-

زجور گردوں خموش ہستم زباں ز فریاد واہ بستم

بدرد و رنج و الم دو چارم بیا محمدؐ بیا محمدؐ

(۳۷۷) مرثیہ

نمبر مجامع (۷۷) سائز (۹×۱۴) صفحہ (۵۸)

سطر (۲۴) خط نستعلیق مصنف - سید محمد علی شاد عظیم آبادی - تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰۰ھ

شاد کے حالات قبل ازیں لکھدیئے گئے ہیں۔

آغاز:

حیرت افزائے خیالات بشر دنیا ہے

کوئی مذہب ہے اس الجھاؤ کو سلجھاتا ہے

یہ مرثیہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

اس میں تین مطلع ہیں۔ دوسرا مطلع یہ ہے۔

پھر قلم سلسلہ جنبان بیاں ہوتا ہے

تیسرا۔

مطلع مہر درخشاں حقیقت ہے حسین

اختتام:-

میرے سید میرے والی میرے مختار حسین

ترقیمہ

۱۷ر فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(۷) مکتوبات

(۳۷۸) مخزن اسرار سلطانی

نمبر انشاد (۳۷۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۸۳)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ خوش خط
جامع۔ محمد امتیاز علی خاں

تاریخ ترتیب ۱۳۱۹ھ

محمد امتیاز علی خاں نام نجیب تخلص مولوی محمد رستم علیخاں ادیب کے فرزند تھے۔ فرخ آباد وطن تھا۔ وطن سے خرید و فروخت کے لئے لکھنؤ آئے۔ یہاں ردّی کاغذات خریدے۔ ان میں ایسے خطوط بھی شامل تھے جو بیگمات اودھ کے تھے۔ جو جان عالم واجد علی شاہ کو لکھنؤ سے کلکتہ روانہ کیئے گئے تھے۔ نجیب نے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرلیا۔

آغاز

"وہ حمد خالق کونین عز وجل ونعت سید مرسلین نبی مرسل کس کی مجال ہے نقطۂ کتاب اور ذرۂ آفتاب سے حیطۂ تحریر وجز تقریر میں لا سکے۔ ناچار خوشہ چیں ارباب معانی و کاسہ لیس صاحبان نکتہ داں ہیچمداں محمد امتیاز علی خاں متخلص بہ نجیب ابن اوسط جناب مولوی رستم علی خاں تخلص ادیب ساکن فرخ آباد محلہ گڑی گنٹہ۔ خدمت میں مربع نشینیاں چاریالش سخنوری متکیاں ازبکہ بلاغت گستری کے عرض رسا ہے۔"

اس مجموعہ میں حسب ذیل بیگمات اودھ کے خطوط شامل ہیں جو واجد علی شاہ کے نام لکھنؤ سے کلکتہ بھیجے گئے تھے اور ایسے خطوط بھی ہیں جو واجد علی شاہ نے بیگمات کے نام کلکتہ سے جواب میں روانہ کئے ہیں۔ خطوط ۱۲۷۳ھ میں لکھے گئے ہیں جن بیگمات کے خطوط شامل ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) حور بیگم (۲) رشیدا بیگم (۳) فاطمہ بیگم۔
(۴) دلپذیر بیگم (۵) مہدی بیگم (۶) منور بیگم
(۷) فرخندہ محل (۸) کنیز فاطمہ بیگم (۹) وزیر صاحبہ
(۱۰) مناجان (۱۱) امراؤ محل (۱۲) نوروزی بیگم

ان میں زیادہ خطوط حور بیگم اور رشیدا بیگم کے ہیں خطوط نثر اور نظم دونوں پر مشتمل ہیں۔

واجد علی شاہ نے جن بیگمات کے نام خطوط لکھے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) رشیدا بیگم (۲) فرخندہ محل (۳) فاطمہ بیگم
(۴) مناجان۔ ان میں زیادہ خطوط رشیدا بیگم کے موسومہ ہیں۔

اختتام:۔

قطعہ تاریخ از نتائج شاعری بے نظیر جناب مولوی محمد حاجی صاحب مشیر

وہ بیگموں کے ہو گئے مکتوب مرتب
ترتیب دیا ہے انہیں یا قوت رقم نے

ہر خط ہے مشیر اک گل گلدستۂ الفت
تاریخ لکھی روضۂ شاداب قلم نے
۱۳۲۰ھ

ترقیمہ:۔
مخزن اسرار سلطان برقعات بیگمات
۱۳۱۹ھ

(۲۷۹) مجموعۂ خطوط

نمبر (۱۴۶۳ جدید) سائز (۸×۱۵) صفحہ (۱۰۸)
سطر غیر معین۔ خط نستعلیق زشت
جامع تاریخ ۱۳۱۱ھ
اولاً چند فارسی خطوط ہیں۔ اسکے بعد اردو خطوط ہیں
یہ خطوط کسی حبیب علی، حافظ محمد علی۔ کلب حافظ
وغیرہ کے ہیں۔

آغاز:۔
"کرم فرمائے نیاز منداں نواب سید حشمت علیخان بہادر
زاد عشقہ وحشمہ
بعد از ادعیہ فراواں واضح باد کہ احوالم بطفیل حضور
حافظ بخیر و عافیت است۔"

اختتام:۔
"بخدمت شریف کرم فرمائے نیاز منداں میاں حاجی
محمد برہان چشتی کو پہونچے۔ الداعی الراجی کلب حافظ
غفر اللہ ذنوبہ، دستر عیوبہ۔"
ان خطوط میں سفر کے حالات، تصوف کے باتیں
اور دیگر خانگی امور وغیرہ درج ہیں۔

(۸) ڈرامہ

(۳۸۰) فرزند آصف جاہ

نمبر جدید (۷۰۸) سائز (۸×۶½) صفحہ (۲۴) سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۳۰۰ھ

اس ڈرامہ کے مصنف کا کوئی پتہ نہیں ملا۔

آغاز:۔

"شام کا وقت ہے دو شخص ایک ساتھ بغل میں بستر لئے ہوئے بڑی تیزی سے چلے آرہے ہیں، دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ طالب علم ہیں اور اسکول سے فراغت پا کر اپنے مکان کو جارہے ہیں۔"

یہ دراصل ایک افسانہ ہے جس میں ایک نواب صاحب کے فرزند سوداگر سے ایک تصویر جو چین کی شہزادی کی ہے دیکھ کر عاشق ہو جاتے ہیں اور بڑی دشواریوں کے بعد شہزادی سے عقد ہوتا ہے۔ جس وقت سوداگر تصویر دیتا ہے، اسی وقت شہزادی کے شرایط عقد بیان کرتا ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جو دنیا میں سب سے بری ہے۔

دوسری یہ کہ وہ کونسی چیز ہے جو دنیا میں سب سے اچھی ہے۔

تیسرے یہ کہ وہ کیا چیز ہے جو مشکل سے ملتی ہے۔

نواب زادہ غلام حیدر جو اصل ہیرو ہے چین کی شہزادی کو جواب دیتا ہے۔

وہ چیز جو دنیا میں سب سے بری ہے وہ زبان ہے۔

اور سب سے اچھی چیز بھی زبان ہے۔

تیسرے یہ کہ بہت مشکل سے دولت ملتی ہے۔

شہزادی عقد کے لئے راضی ہو جاتی ہے۔

غلام حیدر کا باپ طلسم میں گرفتار ہو جاتا ہے اور غلام حیدر اس طلسم کو ایک فقیر کی مدد سے توڑتا ہے۔

غرض یہ ایک داستان ہے مگر اس کو مکالمہ وغیرہ کے ساتھ ناول کی شکل دی گئی ہے۔

اثنائے داستان اشعار بھی ہیں۔ ایک جگہ حسب ذیل سرخی کے تحت نظم درج ہے۔

اشعار حالت دنیا از حکیم نواب مرزا شوق

ممکن ہے، اس ناول کے مصنف نواب مرزا ہی ہوں اس میں کوئی ذکر یا تذکرہ فرزند آصف جاہ کا نہیں ہے اور نہ ناول میں کوئی ہیرو آصف جاہ یا فرزند آصف جاہ ہے۔ اس لئے نام صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

اختتام:۔

گیت ان سب کی سلامتی کے گائے گئے۔

دوست آباد و شاد ہوئے

دشمن برباد و نامراد ہوئے

ناول کا اختتام ہوا۔ دونوں کی سلامتی و
شادی کا سرانجام ہوا۔
جملہ نوکر ـــــ خدا آج کی شادی ہمارے
نواب کو مبارک کرے۔ آمین۔

ترقیمہ :-
تمام شد مملوکہ محمد عبدالجبار

(ب) تاریخ

(۱) سیرۃ النبیؐ صلعم و معراج نامے

(۲) سوانح و مناقب

(۳) تاریخ

(۴) تذکرہ

(۵) جغرافیہ

(۶) سفرنامہ

(ب) تاریخ

(۱) سیرۃ النبیؐ و معراج نامہ

(۳۸۱) معراج نامہ

نمبر مجامع (۱۷۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۵)

سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف سید بلاقی ۔ تاریخ تصنیف ؟

سید بلاقی نام اور بلاقی تخلص ۔ قطب شاہی دور کا شاعر ہے ۔ مگر شاہی دربار سے ان کو کوئی تعلق نہیں تھا اونہوں نے کوئی عشقیہ مثنوی اپنے زمانے کے دستور کے مطابق نہیں لکھی بلکہ معراج نامہ تصنیف کیا ۔

آغاز :۔

اول نام اللہ سو بولوں ابد
ثنا ہور صفت میں کروں بے عدد
ثنا ہور صفت اس سزاوار ہے
کہ ہنہار قدرت کا کرتار ہے

اگرچہ یہ ایک معراج نامہ ہے جو آنحضرتؐ کے معراج کے حالات پر مشتمل ہے ۔ مگر اس کو ایک داستان کے طرز پر لکھا ہے ۔ ایک یہودی کا واقعہ معراج سے انکار کرنا اور اس کا غائب ہوکر پھر واپس ہونا اور زمانہ غیاب میں ایک دوسرے شہر میں پہونچکر عورت بن جانے کو بیان کیا گیا ہے ۔

مصنف کے تخلص اور کتاب کے نام کی صراحت ۔

جو سیّد بلاقی نے پایا رتن
کیا سو رتن دل میں راکھو جتن
اگر کوئی معراج نامہ سنے
رہے گا ہمیشہ او جنّت منے

اختتام :۔

نہ ظالم کریں اس اُپر کچھ ستم
ز برکت محمد نبی الختم
جو سید بلاقی نبی کا غلام
قصہ یو کہا ہے لطف سوں تمام

اس معراج نامہ کے مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ و کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں ۔

(۳۸۲) معراج نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۴۸۷ جدید) سائز (۱۱ ⅓ × ۷ ½ انچ)

صفحہ (۴۴) سطر (۱۹) خط نستعلیق خوش خط

آغاز :۔

اول نام اللہ میں بولوں اید
ثنا ہور صفت میں کروں بے عدد

اختتام

کہ جس پاس معراج نامہ اچھے
بلا بھوت اس گن سوا نا کسے

سو سید بلاقی نبی کا غلام — قصہ یو کہا میں لطف سوں تمام

(۳۸۳) معراج نامہ

نمبر سیر (۳۴۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۵۱)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مختار۔
تاریخ تصنیف ۱۰۹۶ھ کتابت ۱۱۷۲ھ

مختار عادل شاہی دور کا شاعر ہے۔ شاہی دربار سے تعلق نہیں تھا۔ مختار کے مرشد عبدالصمد تھے جو حضرت سید محمد گیسو دراز کے اولاد میں تھے۔ شاہ عبدالصمد کا انتقال ۱۱۰۶ھ میں ہوا۔

آغاز:۔

کہوں حمد اول اوس راج کا
نبی کوں دیا ہے تاج معراج کا
خلایق ساری کیا ہے ظہور
ولے سب تے اول نبی کا ظہور

اس معراج نامہ میں اولاً حمد و نعت پھر سید عبدالقادر جیلانی کی مدح اور اپنے مرشد عبدالصمد کی ستایش کے بعد معراج کا حال قلمبند کیا ہے۔ معراج کے متعلق تفصیلی صراحت کی ہے۔ آسماتوں کی سیر کرنا۔ جنت و دوزخ دیکھنا اور خدا و پیغمبروں سے گفتگو کرنا بیان کیا ہے۔

مصنف کے تخلص کا شعر

محمد یہ مختار کوں کر فدا — تو ایمان اسکوں اچھیگا سدا

تاریخ تصنیف اور اختتام

یو معراج نامہ ہوا ہے تمام
سلام علی روح خیر الانام
سنہ تھا یو ہجرت کا اس دن قرار
تھے گذرے تو دو چار پر ایک ہزار

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد کار من نظام شد

این کتاب معراج نامہ نوشتم بماہ رمضان ۱۱۷۲ھ تحریر فی التاریخ یکبیویں بروز سہ شنبہ بوقت ۔۔۔

کتب خانہ سالار جنگ اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس اس کے مخطوطات موجود ہیں۔

(۳۸۴) معراج نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر سیر (۴۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۷)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔ ناقص الاول۔

آغاز:۔

ولے ذات کوں کچھ نہایت نہیں
داد الور ہے کہ غائب نہیں

اختتام:۔

مرتب ہوا یہ معراج نامہ تمام
بحق محمد علیہ السلام

کتاب کے اختتام کے بعد اور چند شعر کا اضافہ ہے

تو کونین میں لطف پر لطف رکھ
خدایا بحق رسولِ کبار
مجھے بھول جاوینگے سب بعد مرگ
رہے گا میرا یہ سخن یادگار
اسے جو پڑے مجکو یاد کرے
یہی عمازیوں سے ہے میرا قرار

ترقیمہ:۔

این کتاب معراج نامہ حسب خواہش علیخاں خلیل پسر رحمت خاں خلیل نوشتہ شد۔ در سنہ الف ۔۔۔ ہجری نبوی صلی اللہ تحریر فی التاریخ بست چہارم محرم بروز یکشنبہ بوقت ایک پہر و ایک ساعت

(۳۸۵) وفات نامہ

نمبر سیر (۳۱۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق - مصنف دریا -

تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ کتابت ۱۲۵۱ھ

دریا تخلص دکن کے شاعر اور ایک مذہبی شخص تھے
تفصیلی حالات گوشۂ گمنامی میں ہیں -

آغاز:-

بنا اول کروں حمد خدا میں
زباں اوپر اپس کے ابتدا میں
کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت
بنا کر جگ دکھایا اپنی حکمت

اس مثنوی میں آنحضرت کے وفات کا حال قلمبند کیا ہے - آپ کی بیماری سے ابتداء کیا ہے اور دفن پر مثنوی کو ختم کیا ہے -

اختتام اور تاریخ تصنیف -

ہوئی بر سال اگیارہ سو پو گیارہ
ہو النسخہ یو ہجری بعد سارا
دیا توفیق اپنی فیض یا رب
کیا اس بیت پر آخر مرتب

ترقیمہ:-

تمت تمام شد رسالہ وفات نامہ حضرت رسالت پناہ بتاریخ ششم شعبان ۱۲۵۱ھ روز جمعہ بنا بر خواندن عصمت النساء موتی بیگم نوشتہ شد

جامعہ عثمانیہ اور ادارۂ ادبیات اردو میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں - جامعہ عثمانیہ کے نسخے میں تاریخ تصنیف کا شعر اس طرح ہے -

ہو النسخہ یو ہجرت بعد سارا
ہوا یہ سال گیارہ سو پر گیارا

---

(۳۸۶) معراج نامہ

نمبر سیر (۱۸۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۴۲)
سطر (۱۱) خط نستعلیق -
مصنف - شاہ ابوالحسن قربی -
تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۴۰ھ

شاہ ابوالحسن قربی کی ولادت ۱۱۱۱ھ میں بیجاپور میں ہوئی - چار سال کی عمر میں ویلور (علاقہ مدراس) آئے - یہاں ہی تعلیم و تربیت ہوئی - علوم ظاہری کے ساتھ باطنی علوم کا بھی اکتساب کیا - رشد اور ہدایت کے ملجا و ماوا بنے - بیسیوں اصحاب آپ کے علم اور سلوک کی دولت سے مالا مال ہوئے - مولانا باقر آگاہ آپ کے ہی شاگرد تھے - شاہ قربی کی ایک اور مثنوی مہدست ہوئی ہے جو "نمک نامہ" سے موسوم ہے آپ کا انتقال ۱۱۸۲ھ میں ہوا -

آغاز:-

سرا ناخدا کو سزاوار ہے
کہ ہر ذرہ اس کا نمودار ہے
ہر اک ذرہ رکھتا ہے اس کا اثر
اہے دال اسکی صفت ذات پر

اس مثنوی میں معراج کے حالات قلمبند کئے گئے صحیح احادیث سے اسکو مرتب کیا ہے -

اختتام:-

کیا ختم میں ذکر معراج کا
بنام محمد نبی مصطفےٰ
کیا ختم میں لے محمد کا نام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

ترقیمہ:- این کتاب معراج نامہ ہندی

تالیف حضرت شاہ ابوالحسن صاحب قبلہ قربی قدس اللہ العزیزہ روز دوشنبہ بست و ہشتم ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۲ھ حسن انصرام یافت۔

(۳۸۷) شمائل النبی

نمبر داخلہ (۸۰۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۷)

سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف عبدالمحمد

ترین۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۵۰ھ

عبدالمحمد نام اور ترین تخلص بعض مرتبہ پورا نام بھی تخلص کیا ہے۔ دکھن کا شاعر تھا۔ پشتو زبان سے بھی واقف تھا۔ یہ مثنوی پشتو زبان سے دکھنی میں ترجمہ کی گئی ہے۔

آغاز:-

الٰہی سچا توں ہے پروردگار
دو تو جگ میں قدرت ترا آشکار

سچا توں ہے قادر سچا توں رحیم
سچا توں ہے صانع سچا توں حکیم

اس مثنوی میں آنحضرت کے شمائل کا ذکر کیا گیا ہے اور سراپا کی صراحت ہے۔ اخلاق اور عادات کا بھی ذکر ہے۔

اختتام:-

بحق محمد دگر چار یار
مناجات میرا توں کر کام گار

ہزاروں درود اں ہزاراں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

مصنف کے نام کی صراحت۔

صفاتاں نبی کی سمج بہتریں
کیا نظم دکھنی عبدالمحمد ترین

اس مثنوی کے دو نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں اور ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہیں۔

(۳۸۸) شمائل نبی (دوسرا نسخہ)

نمبر مجامع (۱۷۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۷)

سطر (۱۳) خط شکستہ۔

آغاز:-

الٰہی سچا توں ہے پروردگار
دو جگ میں قدرت ترا آشکار

سچا توں ہے صانع سچا توں رحیم
سچا توں ہے قادر سچا توں حکیم

اس نسخہ میں کتاب کا نام اور مصنف کے تخلص کی صراحت اس طرح کی گئی ہے۔

شمائل نبی کا کہوں بولنے
کرے کرم کر زباں کھولنے

کیا قصد عبدالمحمد ترین
شمائل نبی کا کہوں بہترین

اختتام:-

بحق محمد ہے ترا رسول
مناجات کر مجھ بندے کا قبول

ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

(۳۸۹) شمائل نبی (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۷۲۶ جدید) سائز (۸×۵½ انچ)

صفحہ (۱۷) سطر (۹ و ۱۰) خط نسق

آغاز:-

الٰہی سچا توں ہے پروردگار
دو تو جگ میں قدرت ترا آشکار

اختتام:۔
عجائب شمائل او نادر ہے یو
پڑے گا اگر کوئی فاضل ہے یو
ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔
تمت تمام شد تحریر فی التاریخ ہجدہم شہر
شعبان المعظم روز یکشنبہ ۱۲۳۳ھ

(۳۹۰) شمائل نبی (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۳۱ جدید) سائز (۸½×۵½)
صفحہ (۷) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۶۷ھ

آغاز:۔
الٰہی سچا پاک پروردگار
دونوں جگ میں قدرت تیری آشکار

اختتام:۔
بحق محمد ہے تیرا رسول
مناجات کر مجھ بندے کی قبول
ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔
تمت تمام شد کتاب شمایل نامہ حسب الدرخواست
سید کلیم از دست میر وزیر علی بروز دوشنبہ
بتاریخ چہارم ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ باتمام رسید۔

(۳۹۱) شمائل نبی (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۸۳ جدید) سائز (۸×۵¾ انچ)
صفحہ (۱۱) سطر (۹) خط نستعلیق۔

آغاز:۔
الٰہی سچا تو ہے پروردگار
دونوں جگ میں قدرت تیرا آشکار

اختتام:۔
ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں بر محمد علیہ السلام

اس کے ساتھ اور ایک قصہ منظوم منسلک ہے
جس میں ایک چیرواہے اور حضرت موسیٰ کی تقریر درج ہے۔

(۳۹۲) مثنوی نور محمدی

نمبر شالات (۷۶) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۰)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف۔ سیدی۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی حالات معلوم نہیں ہوئے۔

آغاز:۔
الٰہی کرنہار کرتار توں
سنوارہ ہے قدرت کو سایہ سارا توں
زمیں کوں تو اس میں خلافت دیا
..... کرت کو گل شن کیا

اس مثنوی میں نور محمدی کا ذکر ہے
ناقص الآخر ہے۔
مصنف کے تخلص کے اشعار۔
سیدی لبوں کی بندشوں مقدس ہوا۔
دوجی بند میانے سو کعبہ ہوا
سیدی بازو کے بندشوں بو بکر یار
کہ میرے نبی کے اتھے یار غار
سیدی آنک سوں آئے دو بندل
کہ جبرئیل ہوا اجی وہ جامیکائیل

اختتام:۔

کہے جبرئیل مجھے سنوارے رسول
خدا تم کیا دو جہاں میں مقبول
کہ جنت تے حوراں نکل بہار آئے

. . . .

(۳۹۳) تولد نامہ

نمبر سیر شناما(۰۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۰)
سطر (۱۲) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۵۰ھ
مصنف کا نام کتاب سے ظاہر نہیں ہوتا۔

آغاز:۔

کہوں کیا صفت میرے معبود کا
منگو سو دیو نہار مقصود کا
دیا نور ستے محمد کوں راج
کیا مرسلاں انبیا پر جو تاج

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی ولادت کا مختصر حال لکھا ہے۔ مگر صدق اور کذب کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے ولادت کے بعد سفر شام کو جانے کے حال تک کی صراحت ہے اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ یعنی ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

سو تھے او خدیجہ بہوت نام دار
پڑھے تھے او توریت خوش نامدار
پوچھے یوں محمد کوں اے نام دار
لکھا آج کا روز تاریخ وار

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۳۹۴) مولود النبیؐ

نمبر سیر (۳۴۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۸۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ کریم الدین سرمست۔ تاریخ تصنیف ۱۱۶۹ھ۔ کتابت ۱۲۱۷ھ

کریم الدین نام سرمست تخلص۔ دکن کے شعرا میں شامل ہیں۔ مگر شہرت حاصل نہیں کی۔ مذہبی شخص تھے۔ کوئی عشقیہ مثنوی لکھنے کے بجائے مولود النبیؐ اپنی یادگار چھوڑی ہے۔

آغاز:۔

لکھوں لے کلک بسم اللہ کوں اول
بنائے مطلع انوار افضل
پچھے دیباچہ۔ حمد خداوند
کروں اس کا جسے ہیں مثل و مانند

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی ولادت کے حال کے علاوہ سیرت کا بھی مختصر تذکرہ کیا گیا ہے یعنی بعثت تک کے احوال مذکور ہیں۔

مثنوی کی تاریخ تصنیف کا تذکرہ

سٹیا تاریخ پر جب اسکی میں دست
کہا جلوہ کریم الدین سرمست
مصنف ہور قاری ہور سنیہار
کرم سے بخش اس تینوں کو غفار

اختتام:۔

پڑے مولود کوں جو صاحب ہوش
کرو مت فاتحہ پڑنے فراموش
کیا نعت نبیؐ ہیں ختم نامہ
رکھیا صلوات پڑ کر سوں نامہ

ترقیمہ:۔

کاتب الحروف محمد خضر خاں بہادر و مرزا عبد اللہ بیگ در مقام حیدر آباد۔ بتاریخ دوازدہم ماہ صفر ۱۲۱۷ھ

---

(۳۹۵) اعجاز احمد

نمبر سیر (۳۲۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۸۴)
سطر دو کالم فی کالم (۲۱) خط نستعلیق
مصنف۔ نوازش علی خاں شیدا۔
تاریخ تصنیف ۱۱۸۶ھ۔ کتابت ۱۲۱۳ھ
نوازش علی خاں شیدا کا تذکرہ اوراق گذشتہ میں شہادت ناموں کے سلسلہ میں درج کر دیا گیا ہے۔

آغاز:۔

اول حمد مولا میں کھولوں زباں
کہ تا ہوے سر سبز میرا بیاں
وہ خالق وہ رازق وہ ستار ہے
وہ رحمان وہ وہاب وہ غفار ہے

اس مثنوی کے چار حصے ہیں۔ ان میں آنحضرت صلعم کی سیرت مقدس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
پہلے حصے میں نور محمدیؐ سے آغاز کر کے چالیس سال کی عمر تک کے حالات درج ہیں۔ دوسرے حصے میں بعثت سے لیکر ہجرت تک کا احوال لکھا گیا ہے تیسرے حصے میں ہجرت سے وفات تک کے واقعات قلمبند ہوئے ہیں۔ چوتھے حصے میں وفات کے بعد کے حالات معجزات وغیرہ کا اندراج ہے۔
اس نسخہ میں چوتھے حصے کو بسم اللہ کے ساتھ بطور علیحدہ جلد کے لکھا گیا ہے۔ باقی ابتدائی حصے ایک ساتھ درج ہیں
ابتدائی تین حصوں میں اختتام۔

محباں کرو دل انجھو سے وضو
کہ جس سے لے حشر میں آبرو
کروڑوں درود کروڑوں سلام
وہ روح مقدس پہ بھیجو مدام

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد۔ کتاب اعجاز احمدی بتاریخ غرہ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ کاتب الحروف از ملازمان ملازم حضرت پیرو مرشد غلام نبی صاحب قبلہ پیش امام مکہ مسجد غریب سید میر قمر علی۔

حصے چہارم کا آغاز:۔

الٰہی تیرا نام ہیگا مجیب — محبت نبی کی میرے کر نصیب
وہ شمع نبوت کا پروانہ کر — جیوں بلبل مجھ اس گل کا دیوانہ کر

اختتام:۔

اس میں تاریخ تصنیف بھی درج ہے۔

کتاب یہ نبی پاس ہوئے قبول
تو تاریخ لکھا اس کی فیض رسول
کروڑوں درود اں کروڑوں سلام
بروح پیغمبر شفیع الانام

یہ مثنوی شایع نہیں ہوئی مگر اس کے قلمی نسخے حیدرآباد کے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ اور ادارہ ادبیات اردو اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں۔

(۳۹۶) اعجاز احمد (جلد دوم)

نمبر سیر (۱۱۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۲۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

الٰہی میرے دل کو پُر نور کر — محبت ستے اپنے معمور کر
ایس عشق میں کر توں مفتون مجھے — یہ لیلیٰ کا کر رکھ تو مجنوں مجھے

جیسا کہ لکھا گیا ہے جلد دوم نبوت سے ہجرت کے حالات پر مشتمل ہے۔

اختتام:۔ (ناقص الآخر)

کہ جب تو چھینے ہوئے ہیں تمام — فلک کوں دیئے ہیں ملک انتظام
جہاں تھا جہاں پر نسیم بہشت — معطر تھا جگ از نسیم بہشت

(۳۹۷) اعجاز احمدی (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۴۳۷ جدید) سائز (۹ × ۷ انچ)

صفحہ (۲۳۶/۱۴۰ = ۳۷۶) سطر (۱۱ و ۱۳) خط نستعلیق

آغاز (جلد اول)

اول حمد مولا میں کھولوں زباں
کہ تا ہووے سرسبز میرا بیاں

آغاز (جلد دوم)

الٰہی میرے دل کو پُر نور کر
محبت ستے اپنے معمور کر

اختتام (جلد اول)

اے شیدا کہاں تک کہا جائے گا
سمندر کو کوزے میں کیوں لائے گا
تو کر اختصار سخن سیر علی
طرف راہ بعثت کے بہتر ہے چلی

اختتام (جلد دوم)

بھلا ہے تو کر اس کے مطلب تمام
کروڑوں سے کہتا نبی پر سلام

(۳۹۸) اعجاز احمدی (جلد سوم و چہارم)

نمبر کتاب (۶۷۰ و ۶۷۱ جدید) سائز (۹×۷)

صفحہ (۲۰۴ و ۲۷۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق

آغاز (جلد سوم)

ذکر رسیدن حضرت خیر البشر بمدینہ منورہ و استقبال
نمودن انصار نیکو سیر۔

الٰہی تو کر فضل کا فتح باب — مجھے میرے مطلب سے کر کامیاب

آغاز (جلد چہارم)

الٰہی ترا نام ہے گا مجیب — محبت نبی کی مجھے کر نصیب

اختتام (جلد سوم)

کروڑوں درود اں کروڑوں سلام
وہ روحِ مقدس پہ بھیجو مدام

اختتام (جلد چہارم)

اے شیدا تو اریخ لکھوا و سکی اب
کرے ختم کا سال دریافت سب
کتاب یہ نبی پاس ہووے قبول
تو تاریخ لکھ اس کی فیضِ رسول
۱۱۸۶ھ
کروڑوں درود اں کروڑوں سلام
بہ روح پیغمبر شفیع الانام

(۳۹۹) ہشت بہشت

نمبر سیر (۱۷۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۳۰)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد باقر آگاہ۔
تاریخ تصنیف ۱۱۸۴ھ تا ۱۲۰۶ھ۔ کتابت ۱۲۳۲ھ

محمد باقر نام آگاہ تخلص، ان کے اجداد بیجاپور میں امامت کرتے تھے۔ عادل شاہی حکومت کی تباہی کے بعد باقر آگاہ کے والد محمد مرتضیٰ ارکاٹ آئے۔ آگاہ کی ولادت یہیں ہی ہوئی۔ انہوں نے تعلیم و تربیت علمائے وقت سے حاصل کی۔ خصوصاً شاہ ابو الحسن قربی سے اکتساب علوم ظاہری اور باطنی کیا۔

شاعری میں نام آوری حاصل کی کئی مثنویاں قلمبند کی ہیں جن کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ ہوتی ہے ۱۲۲۰ھ ہجری میں انتقال کیا۔ ان کے حالات مدراس میں اردو میں تفصیل سے درج کر دیئے گئے ہیں۔

ہشت بہشت آٹھ حصوں پر مشتمل ہے اس لئے ہشت بہشت نام رکھا گیا ہے۔ ہر حصہ کا نام علیحدہ رکھا گیا ہے

چنانچہ ان حصوں کا نام اور ان کے اندراج کی صراحت درج کی جاتی ہے۔ یہ حصے سنہ ۱۱۸۴ھ سے سنہ ۱۲۰۶ھ تک قلمبند ہوئے ہیں۔

ان آٹھ حصوں کے نام اور ان کے موضوع کی صراحت حسب ذیل ہے۔

(۱) **من دیپک** :- اس میں نور محمدیؐ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۲) **من ہرن** :- اس میں آنحضرتؐ کی رسالت کے متعلق جو بشارتیں ہوئیں انکو قلمبند کیا گیا ہے

(۳) **من موہن** :- اس میں پیدائش سے آٹھ سال کی عمر تک کے واقعات ہیں۔

(۴) **جگ سوہن** :- اس میں آٹھ سال کی عمر سے وفات تک کے حالات ہیں۔

(۵) **آرام دل** :- اس میں آنحضرت صلعم کے اخلاق اور شمائل کا بیان ہے۔

(۶) **راحتِ جاں** :- اس میں آنحضرتؐ کے خصائل اور سیرت کا تذکرہ ہے

(۷) **من درپن** :- اس میں معجزات کی تفصیل ہے

(۸) **من جیون** :- اس میں آنحضرت صلعم سے محبت رکھنے کا تذکرہ کیا گیا ہے

آگاہ کی تصنیف کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جھوٹی روایات اور غلط احادیث سے اجتناب کرنے کے علاوہ جنگوں کے واقعات کو مختصر کرکے سیرتِ مقدس کے اصل حالات اور اخلاق حسنہ کی زیادہ تفصیل کی گئی ہے۔ یہ کتابیں تمام تر نظم میں یعنی مثنویات ہیں لیکن آغاز میں ایک دیباچہ نثر میں درج ہے۔

آغاز :- "حمد و سپاس حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کتیں سزاوار ہے کہ نعمتاں اوسکی گنتی سے بہار ہیں اور درود و سلام اوپر جناب سید عالم کی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و بزرگیاں انکی بے شمار ہیں اور اوپر آل و اصحاب ان کے کہ سب اولیاء امت ہیں"

مثنوی کا آغاز :-

سُن تو دل کے کان سے اب یہ بیاں
مصطفےٰؐ کے عصر سے تا این زماں

گذرے ہیں جو اولیاء اور عالماں
متفق اس بات پر ہیں بے گماں

یہ کتاب مکمل ہے یعنی اس میں آٹھوں حصے ایک ساتھ ہیں۔

اختتام :-

الٰہی بحق نبی الہدیٰ
مجھے عاقبت بیچ رکھ توں سدا

میرا خاتمہ کر تو ایمان پر
بحق محمد سراج البشر

ہشت بہشت کئی مرتبہ مدراس اور بمبئی میں شایع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ اور ادارۂ ادبیات اردو، جامعہ عثمانیہ وغیرہ میں اس کے نسخے ہیں۔ یورپ میں بھی اس کے کئی نسخے ہیں۔

(۴۰۰) **ہشت بہشت** (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۱۲۱۷ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۶ ۱/۴ انچ)
صفحہ (۵۶۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز :-

"حمد و سپاس حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کتیں سزاوار ہے ۔ ۔ ۔ ۔

سن تو دل کے کان سے اب یہ بیاں
مصطفیٰ کے عصر سے تا ایں زماں

یہ کتاب دکھنی نظم میں ہے۔

اختتام :-

بحمد اللہ ہوا یہ نسخہ آخر بحق مصطفیٰ سالار فاخر

ترقیمہ :-

بہ مقدہم جمادی اول یکشنبہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری
از خط غلام احمد طاہر با تمام رسید۔

(۴۰۱) ہشت بہشت (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۹۵ جدید) سائز (۱۲×۸ انچ)
صفحہ (۳۲۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

آغاز :-

پس از حمد خدا و نعت مختار
سن اس مضموں کوں گوش دل سے اے یار

اس نسخہ میں صرف چھ رسائل ہیں۔ آخری دو رسائل من درپن و من جیون غیر موجود ہیں۔

اس نسخہ کو کاتب صاحب (یعنے سید شاہ عبد القادر قادری صبغۃ اللہی) نے رقیمہ بی بی عرف کلثوم بی بی کو ۱۲۵۳ھ صفر بروز جمعہ بخشش کر دیا تھا اور کہدیا تھا کہ آیندہ اس پر کسی کا دعویٰ و تقاضا نہ ہوگا۔ گویا بی بی مذکورہ کو وقف کر دیا تھا۔ اپنی تحریر کے نیچے اپنی مہر بھی ثبت کر دی ہے۔ مہر میں سنہ ۱۲۴۹ھ درج ہے۔ درمیان میں نعلین مبارک کی ایک تصویر بھی ہے۔

اختتام

راحت جاں یہاں ہوا پورا تمام
از طفیل مصطفیٰ شاہ انام

ترقیمہ :- رسالہ راحت جاں غرہ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۱ھ از دست حقیر فقیر سید شاہ عبد القادر قادری صبغۃ اللہی با تمام رسید......... بیچ اس جلد کے ہشت بہشت کے چھ رسالے ہیں.........

بتاریخ بستم صفر المظفر بروز جمعہ سنہ ۱۲۵۳ھ میں بخشش کیا ہوں۔ ایک مہر۔ سید شاہ عبد القادر قادری سنہ ۱۲۴۹

(۴۰۲) ہشت بہشت (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۵۳ سیر قدیم) سائز (۸½×۵ انچ)
صفحہ (۱۵۰) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

آغاز

حمد و سپاس حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے تئیں سزاوار ہے....
سن تو دل کے کان سے اب یہ بیاں
مصطفیٰ کی عصر سے تا ایں زماں

اس نسخہ میں صرف تین رسائل یعنے (۱) من و بیک (۲) من موہن (۳) آرام دل۔ مجلد ہیں۔
باقی رسائل نہیں ہیں۔

اختتام :-

میرا خاتمہ کر تو ایمان پر
بحق محمد سراج البشر

(۴۰۳) ہشت بہشت (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۱۳۰۹ جدید) سائز (۱۱½×۷½ انچ)
صفحہ (۶۶۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۴ھ نہم ماہ محرم الحرام

آغاز :-

ثنا ہور حمد ہے حق کوں سزاوار کہ ہے قدرت کا جس کے سب پو بستار

اختتام :-

دین بیچ کر اہتمام میرا ایماں پو کر اختتام میرا

ترقیمہ:-
کتاب ہشت بہشت معہ رسالہ عقاید وتحفۃ النسأ
من تصنیف مولوی محمد باقر صاحب مرحوم بتاریخ
بست ونہم ماہ محرم الحرام ۱۲۶۱ھ ہجری بموجب
فرمایش مسماۃ قمرالنساء بیگم برائے خواندن خود
در مقام بلدہ ارکاٹ از دست عاصی پُر معاصی
عبدالرحیم بن شیخ عبدالوہاب مرحوم ومغفور
بروز پنجشنبہ وقت ظہر حسن انصرام وصورت
اختتام پذیرفت۔

(۴۰۴) ہشت بہشت (چھٹا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۹۵ جدید) سائز (۱۲×۷، ۳/۴ انچ)
صفحہ (۳۲۰) سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۵۳ھ

آغاز:-

پس از حمد خدا ونعت مختار
سن اس مضموں کوں گوش دل سے اے یار

اس نسخہ میں صرف چھ مثنویات ہیں تین رسالے یعنے من درپن ومن جیون اور رسالہ عقاید ورسالہ تحفۃ النسأ موجود نہیں ہیں۔ ابتداء میں جو رسالہ تحریر کیا گیا ہے وہ رسالہ من درپن کا حاشیہ ہے جو نسخہ اولے میں آخر میں درج ہے۔ ابتدائی رسالہ من دیپک ۳۲ صفحے سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے حاشیہ من درپن کے بعد دیباچہ وفہرست رسائل درج ہے۔

اختتام:-

راحت جاں یہاں ہوا پورا تمام
از طفیل مصطفےٰ شاہِ انام

ترقیمہ:- رسالہ راحت جاں ۸ ربیع الاولی ۱۲۵۱ھ ہجری از دست نقیر حقیر سید شاہ عبدالقادر قادری صبغتہ اللہی باتمام رسید بفضلہ ورسولہ،
فقیر عبدالقادر قادری وشطاری صبغتہ اللہی۔
رقیہ بی بی عرف کلثوم بی بی کو بخشش دیا ہوں آیندہ کسی کا تعلق تقاضا نہیں ہے اگر کوئی دعوےٰ کرے تو باطل ہے اور گنہ گار شرع شریف کے ہیں بتاریخ بستم صفرالمظفر بروز جمعہ ۱۲۵۳ھ ہجری میں بخشش کیا ہوں۔
اس تحریر کے نیچے ایک مہر سید شاہ عبدالقادر قادری کی ہے۔

(۴۰۵) ریاض السیر

نمبر سیر (۳۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۲۸)
سطر (۱۴) خط۔ نستعلیق۔ مصنف۔ ؟
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۵ھ

اس کتاب کے مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ خیال ہے کہ شاید باقر آگاہ ہی کی تصنیف ہو۔

آغاز

"در تمجیدات بے نہایت اور تجیدات بے غایت ثابت ہے۔ اس ذات خدائے ہمتا بیچوں وبیچگونہ بے شبہ بے نمو کو کہ مماثل سے پاک، عیب ونقصان سے مبرا، ظلم وتعدی سے منزہ، واحد احد صمد فرد یک اکیلا ہے۔"

یہ آنحضرت صلعم کی سیرت ہے جو نثر میں لکھی گئی ہے پیدائیش سے وفات تک کے حالات مختصر طور پر لکھے گئے ہیں۔

اختتام کے اشعار:-

وحدت عشق اپنا اور اپنے دوست کا دے
الفت دو جہاں کی بھلا دے

بیہوش کر اپنا رخ دکھا کے
صدقے سے بتول پارسا کے
دونوں جہاں میں امن چین
یارب بہ تصدق امامین

اس کتاب کے دو نام اور ہیں یعنی مولود شریف اور حقیقت نور محمدی۔

(۴۰۶) ریاض السیر (مولود نامہ شریف) دوسرا نسخہ

نمبر سیر (۴۸) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۲۶)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۵۴ھ

آغاز:۔

تحمیدات بے نہایت اور تمجیدات بے غایت ثابت ہے۔ اس ذات پاک خدائے بے ہمتا۔''

اختتام:۔

دونوں جہاں میں امن و چین
یارب بہ تصدق امامین

ترقیمہ:۔

نسخہ مولود شریف واقع بست ہشتم ماہ صیام المبارک ۱۲۵۴ھ بخط مذنب ازلی سید نوروز علی غفر اللہ ذنوبہ۔

(۴۰۷) حقیقت نور محمدی (ریاض السیر) تیسرا نسخہ

نمبر سیر (۲۶۸) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۶۱)
سطر (۱۵) خط شکستہ۔

آغاز:۔

''تحمیدات بے نہایت اور تمجیدات بے غایت''

چونکہ ابتدا نور محمدی کا ذکر ہے اس لئے اس کو نور محمدی سے موسوم کیا گیا ہے۔

اختتام چند شعر پر ہوا ہے۔

بے ہوش کر اپنا رخ دکھا دکھا کے
صدقے سے بتول پارسا کے
دے دو نو جہاں میں امن و چین
یارب بہ تصدق امامین

(۴۰۸) سراج المنیر

نمبر تاریخ (۱۸۵۰) سائز (۴×۸) صفحہ (۲۸۰)
سطر متن (۱۳) حاشیہ (۲۰) خط شکستہ
مصنف۔ غلام علی۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۱ھ

حیدرآباد کے ایک عالم سید شاہ غلام علی نام تھے جو حضرت موسیٰ قادری کے فرزند تھے۔ مگر یہ کوئی دوسرے صاحب ہیں جو امامیہ مذہب کے پیرو تھے۔ انکے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوسکیں مصنف نے بیان کیا ہے کہ ان کو خواب میں بشارت ہوئی جس کی وجہ سے یہ مثنوی لکھی گئی ہے۔

آغاز:۔

کروں ابتدا حمد رب العباد
کہ تا ہووے قدرت زباں کو زیاد
وہ ہر ایک صفت کا ہے صانع کریم
جسے بولتے ہیں غفور الرحیم

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم اور اہلِ بیت رسالت کے حالات وفضائل قلمبند کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

گنہ بخش یارب طفیل نبی
طفیل نبی اور آل نبی
کیا ختم کر شکر اس بات پر
ہزاروں درود اور صلوات پر

ترقیمہ :-

تمت تمام شد۔ کتاب سراج المنیر بعون ملک الوہاب برائے خاص مرزا عباد اللہ بیگ صاحب حسن انصرام یافت۔

(۴۰۹) وفات نامہ

نمبر شالملات سیر (۶۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام اعزاز الدین نامی۔

تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۰ھ کتابت ۱۲۹۲ھ

مصنف کے حالات اوراق قبل میں گذر چکے ہیں۔

آغاز

لایق حمد ہے اسی کی ذات
جس کے قبضہ میں سب کی موت و حیات
وہی بخشا ہے دو جہاں کو وجود
وہی کرتا ہے سب کے تئیں نابود

حمد و نعت منقبت اور اپنے استاد باقر آگاہ کی مدح کے بعد آنحضرت صلعم کے وفات کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس مثنوی کو مولانا شاہ عبد الحق کی کتاب "مدارج" سے اخذ کیا گیا ہے۔

اختتام :-

اور شفاعت دے اوسکی روز قیام
مجکو یا ذو الجلال و الاکرام
نامی اب تو وفات نامے کو
ختم کر دو مرثیوں پہ ہی

اس کے بعد دو مرثیے آنحضرت کے متعلق لکھے گئے ان کا آغاز اور اختتام درج ہے۔

آج ہے فخر انبیا کا وفات
آج ہے شاہ دو سرا کا وفات

اختتام :-

ختم کر جب وفات کا احوال
اوس کی تاریخ کا کیا میں خیال
سن کے ہاتف نے یہ کہا رو کر
صلوات خدا ہو نبی پر

ترقیمہ

وفات نامہ تصنیف نامی بتاریخ نوزدھم ذیحجہ ۱۲۹۲ھ روز دوشنبہ باتمام رسید۔

(۴۱۰) اسرار محمدی

نمبر سیر (۴۳۴) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۹۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مترجم۔ محمد خان۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ

مترجم محمد خان کے اجداد قندہار سے آکر دکن میں بس گئے تھے۔ سعادت اللہ خاں نے اس خاندان کے ایک فرد داؤد خاں کے نام پانچ روپئے یومیہ جاری کیا۔ دکن کی طوائف الملوکی کے زمانہ میں یہ خاندان پریشان رہا۔ بالآخر میسور آکر تجارت شروع کی۔ محمد خاں کی پیدائش چینا پٹن (مدراس) میں ہوئی۔ اونہوں نے تجارت ترک کر کے پیشہ مدرسی کو اختیار کیا۔ انگریزی فوج کے افسروں کو تعلیم دینے لگے شکار پور کے قلعہ دار کے پاس ایک فارسی کتاب مطلع الانوار نام کی تھی اس کا مصنف خفیف بن نور کاشانی تھا۔ محمد خاں نے اس کتاب کو دیکھ کر اس کا ترجمہ کرنا چاہا۔ ایک سال کے عرصہ میں ترجمہ مکمل کر کے اس کا نام اسرار احمدی رکھا۔ آغاز میں چند شعر ہیں اس کے بعد نثر میں پوری کتاب ہے

آغاز :-

تو بسم اللہ سے کر عنوان سخن کے ۔۔۔ کہ ہے مفتاح وہ سر کا ہر سخن کا

"بے نہایت حمد و شکر اس اللہ اکبر کے واسطے ہے خوشتر کہ جس کے کمالوں کی حقیقت کی کنہ کے وادی میں عقلائے زمانہ کارہ نہ پا سکا"

حمد و نعت کے بعد دیباچہ میں مترجم نے اپنا مختصر حال بھی قلمبند کردیا ہے۔ نفس مضمون کو اکیس فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ابتدائی سترہ فصلوں میں آنحضرت صلعم کے حالات جنگوں کے واقعات۔ معجزات وغیرہ کی صراحت ہے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین اور امیر معاویہ کا حال درج ہے۔ بیسویں فصل میں خانۂ کعبہ کی تعمیر کا تذکرہ اور ابرہا بادشاہ حبش کا حال درج ہے۔ اکیسویں فصل میں آخرت، حشر و نشر، امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے واقعات لکھے گئے ہیں۔ اس طرح آنحضرت صلعم کے حالات کے علاوہ دوسرے حالات بھی ہیں۔

اختتام:

"شکر متعالی کا کہ فضل و عنایت سے اپنے اور طفیل سے اپنے نبی المختار و پنجتن و ابرار والا کے اصحاب الاطہار علیہم الصلوات و سلام کے اس کتاب کتیں تکمیل کو پہنچایا۔"

(۴۱۱) معراج نامہ

نمبر سیر (۵۴۰) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۱۱۰)

سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ ضمیر لکھنوی۔ تاریخ تصنیف ۱۲۴۶ھ

میر مظفر حسین نام، ضمیر تخلص۔ میر قادر علی کے فرزند تھے۔ شاعری میں مصحفی کی شاگردی کی ۱۲۷۲ھ میں انتقال ہوا۔ غزل کے ساتھ مثنوی اور مرثیہ گوئی میں امتیاز حاصل کیا۔ ضمیر کے مرثیوں کا مجموعہ شایع ہوگیا ہے۔ جس سے ان کی قادر الکلامی کا ثبوت ملتا ہے۔ مشہور مرثیہ گو دبیر ان کے ہی شاگرد تھے۔

آغاز:

کروں حمد پروردگار قدیر
کریم و رحیم، سمیع و بصیر
وہی خالق ظلمت و نور ہے
دلوں سے قریب چشم سے دور ہے

جیساکہ نام سے واضح ہے اس مثنوی میں معراج کے حالات درج ہیں۔ عنوانات کے تحت صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:

یہ فرمائش صاحب تاج ہے
مسمی بہ ریحان معراج ہے
ہوا ختم معراج نامہ جبیں
ہوئی فکر تاریخ کی دل نشیں
ندا آئی ہاتف کی بے اشتباہ
کہو اس کی تاریخ فیضان شاہ

جیساکہ آخری اشعار سے واضح ہے اس مثنوی کو ریحان معراج سے ہی موسوم کیا گیا ہے۔

(۴۱۲) واقعات معراج

نمبر کتاب (۳۳۵ جدید) سائز (۸ × ۶)

صفحہ (۱۶۲) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ رافت۔ تاریخ تصنیف بعد ۱۲۵۰ھ

اگرچہ رافت تخلص کے چند شعراء کا تذکرہ ملتا ہے مگر تیقن کے ساتھ کسی خاص شاعر کو اس کتاب کا مصنف قرار دینا دشوار ہے۔ ایک رافت تخلص کے شاعر حیدرآباد میں بھی تھے۔ عبد الغنی ان کا نام تھا۔ اور داغ کے شاگرد تھے۔ ایک دوسرے رافت لکھنوی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۲۶۰ھ ہجری میں ہوا ہے

آغاز (ناقص الاوّل)

"وسما جمال چہرۂ خوبی کمال مرتبہ محبوبی۔ راحتِ خستہ دلاں۔ رحمت عاصیاں وجود مغفرت نمود"

اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ معراج کا حال درج ہے۔ جنت و دوزخ، آسمانوں کی سیر وغیرہ، امور کی صراحت ہوئی ہے

حکمت کا عنوان دے کر معراج کے وجوہ بیان کئے ہیں پھر تمثیلات دیکر حال لکھا گیا ہے۔ ہر آسمان کے حالات احوال آسمان اول، احوال آسمان دوم وغیرہ کے تحت واقعات لکھے ہیں۔ کئی حدیثیں درج ہیں جو معراج سے متعلق ہیں۔ درمیان میں اشعار بھی درج ہیں۔ مصنف کے تخلص کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

خطاب خلع نعلین آیا موسیٰ کو یہاں رافت
پھرے پہنے ہوئے وہاں کفش بندہ میرے مولا کا

رافت یہ ہے راز فہم سے دور
ادراک سے پاک وہم سے دور

تو اس کا ہونے سے کر اپنا اتنی ہی ہوس ہے بس
تیرے رافت کو کچھ تجھ بن نہیں درکار یا اللہ

اختتام:۔

"در خطاب ہوا کہ جو تو نے امت کو اختیار کیا تو میں نے بھی تیری شفاعت قبول کی امت کے حق میں اور برگزیدہ کیا اس کو سب امم پر اور والدین کو جو تو نے میرے حکم پر چھوڑا تو میں نے اون کو بخشایا"

آخر میں شعر بھی ہیں آخری شعر۔

پھر میرے والدین کو اور مومنوں کو سب
بخش اونکے واسطے سے شفاعت کے میرے رب

(۴۱۳) الشمامۃ العنبر (جلد اول)

نمبر سیر (۳-۴) سائز (۱۵×۹) صفحہ (۴۲۶)
سطر (۲۶) خط شکستہ۔

مصنف۔ سید نبی عدنان

تاریخ تصنیف ۱۲۳۱ھ۔ کتابت ۱۲۳۳ھ

مصنف جنوبی ہند کے نثار ہیں، عربی کی بڑی اچھی قابلیت تھی۔ کئی عربی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الذی الخ اما بعد جب یہ غریق عصیاں امیدوار شفاعت سید نبی عدنان ترجمہ شفائی حقوق المصطفےٰ اور ترجمہ شرح الصدر فی الاحوال الموتی والقبور سے فارغ ہوا تو اس ناچیز نے اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے"

یہ کتاب مواہب اللدنیہ مصنف احمد بن محمد بن ابی بکر خطیب البغدادی کا ترجمہ ہے جو سیر کی مشہور کتاب ہے۔

اختتام:۔

"اور یہ اللہ کا فضل ہے کہ وہ جسے چاہے عطا کرے، اور اللہ بڑا فضل والا ہے"

ترقیمہ:۔

الحمد للہ ترجمہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ یوم چہار شنبہ کو قریب نماز ظہر ختم ہوا۔ اور اصل مسودہ جس سے یہ منقول ہے ۲۲ رمضان ۱۲۳۱ھ کو ختم ہوا ہے

کاتب محمد اسمٰعیل۔

---

(۴۱۴) شمامتہ العنبر (جلد دوم)

نمبر سیر (۴۰۴) سائز (۱۵×۶) صفحہ (۴۹۸)
سطر (۲۶) خط شکستہ۔
مصنف۔ سید نبی عدنان۔
تاریخ تصنیف ۱۲۳۱ھ۔ کتابت ۱۳۳۳ھ

آغاز:۔
"مقصد پانچویں بیان کا اس امر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضائل معراج اور کلام اور شاہدات آیات عظمیٰ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔"
مواہب المدنیہ کی دوسری جلد کا ترجمہ ہے۔

اختتام
"واپسی حج کے بعد ماہ محرم ۱۱۹۸ھ میں شروع ہوا تھا۔ الحمد للہ رب العالمین وصل اللہ علیہ وسلم۔ آمین"

ترقیمہ:۔
بندہ محمد اسماعیل بن حاجی محمد اسحاق کان اللہ غفرلہم شب شنبہ سوم ذیحجہ ۱۳۳۳ھ کو تقریباً گیارہ بجے اس ترجمہ کا مسودہ پورا ہوا، اور آج یوم دوشنبہ محرم ۱۳۳۳ھ ترجمہ صفائی سے پورا ہوا۔

(۴۱۵) احوال النبی

نمبر مجامع (۱۷۶) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۷) ہے
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف۔ محمد حیات خاں۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مولوی محمد حیات، حیات تخلص میسور کے متوطن تھے عربی فارسی کی قابلیت رکھتے تھے، شاعر بھی تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں نظم اور نثر میں لکھی ہیں۔

آغاز:۔
اللہ اللہ در جہاں ہے دمبدم   او کیا موجود تم سب تھے عدم
اللہ اللہ سچا تو ہے معبود   اللہ اللہ سچ تو ہے موجود

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی مختصر سیرت مبارک اور اخلاق وعادات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔
پھر درود اں مصطفےٰ پر ائے حیات
پائے گا تو رحمت حق اور نجات
بھائی احوال نبی اب ہوئی تمام
مصطفےٰ پر ہو درود اں اور سلام

(۴۱۶) شمائل نامہ

نمبر کتاب (۲۵۶۱ جدید) سائز (۸½×۵½)
صفحہ (۳۲) سطر (۹) خط۔ نسخ
مصنف۔ عبد المحمد ترین۔

آغاز:۔
الٰہی سچا پاک پروردگار
دو توں جگ میں قدرت تیری آشکار

اس مثنوی کے کئی نسخوں کا تذکرہ قبل ازیں کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک اور نسخہ ہمدست ہوا ہے۔

اختتام
الٰہی گنہ کو پڑے ہار کے   بخشش تو گنہ کو لکھنہار کے

(۴۱۷) شمائل نامہ

نمبر کتاب (۲۳۷۷ جدید) سائز (۶½×۴½ انچ)
صفحہ (۲۸) سطر (۷) خط۔ نسخ ونستعلیق
مصنف   متخلص عثمان۔

عثمان دکن کا ایک غیر معروف شاعر تھا جس نے شہرت حاصل نہیں کی۔

آغاز:۔
الٰہی گلشن دیدار میں توں   نبی کے نور سوں کمد و جہاں کوں

محمد کے شمائل کو سراپا کیا توں گلبن اسرار زیبا

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے شمائل مبارک مختصر طور پر دکھنی زبان میں نظم کئے گئے ہیں اور شمایل پاک کو لکھ کر اپنے پاس رکھنے اور پڑھنے کے فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں درود شریف تحریر ہے۔ اس شمائل نامہ میں ایک سو چالیس بیت ہیں۔

اختتام:۔

یو بتیاں سو پہ ہے چالیس سارے

دیہہ صلہ رسول اللہ کے پیارے

لکھا عثمان عاشق ہو شمائل

ہمیشہ کر رکھو گلے میں حمائل

محبّت ہے رسول اللہ کی مجکوں

ہور اونکے آل پاک باصفا سوں

محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تمت مع الخیر شمائل نامہ

(۴۱۸) شمائل نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۳۰ جدید) سائز (۸ × ۵ ½ انچ)

صفحہ (۶) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

ناقص نامکمل۔

آغاز:۔

الٰہی گلشن دیدار میں تو نبی کے نور سو کر دو جہاں کو

اختتام:۔

سراپا ہے محمد کا شمائل

ہے اس عاشق کی گردن میں حمائل

(۴۱۹) شمائل نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۵۶۱۱ جدید) سائز (۸ ½ × ۵ ½)

صفحہ (۶) سطر (۹) خط نسخ

آغاز:۔

الٰہی گلشن دیدار میں تو نبی کے نور سوں کر دو جہاں کوں

اختتام:۔

سراپائے محمد کا شمائل

ہے اس عاشق کے گردن میں حمائل

(۴۲۰) نور نامہ

نمبر کتاب (۳۴۳۰ جدید) سائز (۹ × ۵ ¾ انچ)

صفحہ (۳۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف متخلص بہ عنایت شاہ قادری

تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ۔ تاریخ کتابت ۱۲۶۶ھ

عنایت شاہ دکن کے شاعر ہیں۔ عنایت تخلص کرتے تھے۔ آصف جاہ اول کے زمانے میں دکن آئے ٹاٹ کا جبہ پہنا کرتے اسلئے ٹاٹ شاہ سے بھی مشہور ہوئے۔ شاہ کلیم اللہ مدنی کے مرید تھے۔ علایق دنیوی سے متنفر اور تھے جو کچھ آمدنی ہوتی وہ مساکین اور غربا میں تقسیم کر دیتے۔ ۱۱۵۵ھ میں آپ کا حیدرآباد میں انتقال ہوا (تذکرہ اولیاء دکن عبدالجبار صفحہ ۵۹۲)۔

آغاز:۔

سو پیدا کیا توں یکیا یک منیر

کیا نور احمد محمد بذیر

او سے نور سوں توں کہا جب اجال

تو اس سات پکڑیا محبت کمال

فارسی زبان کے نور نامہ کو دکھنی زبان میں نظم کیا گیا ہے ابتدائی ایک ورق کم ہے جس میں خلقت نور محمدی صلعم کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام

تخلص میرا ہے عنایت شاہ میرا جد ہے مجکو محمد پناہ

میرے پیر حضرت سودہ شاہ ہے | محی الدین کا خاص ولا ہے
مرتب کیا نور نامہ تمام | بحق محمد علیہ السلام
کہ ہجری تھی ہزار ایک صد | اگیارا اتھے سال ہوا ہے یوتد
ہزاراں درود اں ہزاراں سلام | زباں پر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

تمام شد کتاب نور نامہ حسب الارشاد جناب خداوندی جہت خاطر صاحب زادی صاحبہ قبلہ مدعمرہ۔ بتاریخ بست و نہم ذیحجہ ۱۲۶۷ھ از دست سید وزیر علی روز شنبہ باتمام رسید۔

اس مثنوی کا ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔

(۴۲۱) نور نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۳۷۸ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ)
صفحہ (۳۴) سطر (۹) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۵۸ھ

آغاز:-

الٰہی کرم ہار کرتار توں | سنواریا ہے قدرت کے سیں سار کوں

(اس نور نامہ کا ایک نسخہ شامل (۳۴۳۰) پر مذکور ہوا ہے جس کا ابتدائی ورق ناقص ہے) یہ نسخہ بد خط اور ابتدا میں ایک ورق کے بعد تقریباً دو ورق ناقص ہیں۔ اور نسخہ اول الذکر کے مقابلے سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں اکثر ابیات کم ہیں اور تلفظ بھی مختلف ہے

اختتام:-

مرتب کیا مختصر یو کلام | کہ عاجز ہوں بندہ نبی کا غلام
ہزاراں درود اں ہزاروں سلام | درود بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

تمت تمام شد۔ مرقوم بست و چہارم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۸ھ

کاتب الحروف خان محمد ولد محمد مولانا صاحب ساکن قصبہ اندول جوگی پیٹھ ...... بعد از نماز عصر در موضع چیکٹ ماٹری در مکان سید علی و سید ...

(۴۲۲) معراج نامہ

نمبر کتاب (۱۴۶۷ جدید) سائز (۱۰×۶½ انچ)
صفحہ (۶۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق خوش خط
لوح و جدول مُطلّا ۔ مصنف متخلص کمتر

کمتر تخلص کے دکن میں دو تین شاعر ہوئے ہیں تیقن کے ساتھ اس مثنوی کو کسی کے ساتھ مختص نہیں کیا جا سکتا۔

آغاز:-

اول نام اللہ جو بولوں آید
صفت اور ثنا اوس کروں بے عدد

معراج شریف آنحضرت صلعم کے واقعات کو دکھنی زبان میں نظم کیا گیا ہے۔ ایک شعر سے جو ذیل میں درج ہے کمتر تخلص کا شبہ ہوتا ہے۔

محمد جو صاحب کرینگی نگاہ
تو کمتر ہوئے دور مارا گناہ

اختتام:-

خدا کا پیارا محمد نبی
خدا کا اوتارا و روح الامین
بحق رسول کہ دستم بگیر
کہ درماندگاں را توی دستگیر

(۴۲۳) مولود نامہ

نمبر کتاب (۱۴۸۸ جدید) سائز (۱۰¾×۷ انچ)
صفحہ (۱۰۷) سطر (۱۹) خط نستعلیق
مصنف متخلص شاکر
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۰۰ھ

شاکر قدیم دکن کے ایک شاعر ہیں مگر شہرت حاصل
نہیں کی۔ اونہوں نے مرثیے بھی لکھے ہیں۔ ان کے تفصیلی
حالات مصنف تذکرہ اردو مخطوطات کو بھی بدست
نہیں ہوئے ہیں۔

آغاز:۔

کروں ابتداء میں بنام خدا
کہ او ہے فہم و ہم سیتی جدا
سراہا صفت اس پاک کوں
چنے جیو دیا اس مٹی خاک کوں

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے مولود مبارک سے
معراج شریف تک کے حالات نظم کیا ہے۔ واضح کیا ہے کہ
احباب نے تذکرہ کیا تھا کہ دکھنی میں مولود نامہ نہیں ہے
تو اونہوں نے اس کو مرتب کیا۔

اختتام:۔

سو بارا برس مل مدینے میں یوں
مبارک تن اوپر مرض آئی کیوں
جو امت نے معراج کی پا خبر
ہو شاکر شفاعت کی امید دھر

شاکر نے اس مولود نامہ کو فارسی سے ترجمہ کیا ہے

توں کر ترجمہ فارسی کا اے یار
ہوے گا ترے ہات سوں یو نگار

مثنوی میں تخلص کی صراحت کئی جگہ ہوئی ہے مثلاً

توں شاکر ہوا اس ناوں پر فدا
حقیقت تولد کا کر ابتدا

بہر حال شاکر ہوا اپنا بھلا
بروں کے نہ غم میں اپس کوں جلا
کہ یاراں کہے اس پہ شاکر ہوا
مناجات منگنے کوں ذاکر ہوا

اس مثنوی کا ایک مخطوطہ ادارۂ ادبیات اردو
میں موجود ہے۔ مگر بموجب صراحت ڈاکٹر زور صاحب
وہ کسی قدر نامکمل اور ناقص ہے۔ (جلد پنجم تذکرہ
اردو مخطوطات ص۴۲)

نسخۂ ہذا مکمل ہے اس لئے یہ خاص اہمیت رکھتا
ہے۔ اس کے چند اشعار پیش ہیں۔

آنحضرت صلعم کے پیدائش کے بیاں کے چند شعر
ملاحظہ ہوں۔

تولد ہوے پانچویں پاس میں
اتھا سجدے میں سر سوا قصد منے
تولد ہوئے وقت پر کوئی نہ تھے
امنہ کے نزدیک حوراں اتھے
بہشتی تھے حوراں ہزاراں ہزار
بھرے آکے حجرے منے بے شمار
تو جبرئیل جا بیگ حق نے کہے
حبیب آج دنیا میں آیا اہے
پریاں ہے نہ محرم سو استھار پر
کرے آسراجات میں زود تر
لگے نا شکم میں سنگین یک رتی
تولد ہوئے پیر ذرا نتھے
تولد ہوئے اشرف الانبیاء
یو صلوات بیحد خدا بھیجنا
عرش تے فرشتے اوتر آئے
نبی پر درود سب نے فرمائے
بہشتے یو حوراں سو ملکر تمام   طبق نور کے لائے ہر صبح و شام

انو کے سو گھر تے او ساتوں فلک
دو رستہ درود بھیجے سب ملک
دنیا میں جو پونچھیا ہے اوشہ نول
سو خطبہ کیا حق نبی ہے اول

(۴۲۴) عروس المجلس

نمبر کتاب (۱۴۸۷ جدید) سائز (۱۱ × ۷ انچ)
صفحہ (۲۹۴) سطر (۱۹) خط نستعلیق
مصنف متخلص بہ قاسم۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۰۹ھ بعہد ٹیپو سلطان

قاسم میسور کا ایک مشہور شاعر ہے جو ٹیپو سلطان کے عہد میں گزرا ہے۔ اس کی اور چند کتابیں بھی ملتی ہیں۔

آغاز:۔

شروع نامہ کروں نام خدا سوں
اچھوں ممتاز تا گنج ہدا سوں
سراوں کیا اوسے جن ایک سخن سوں
کیا پیدا دو عالم امر کن سوں

اس کو مولف نے بارہ مجالس پر تقسیم کیا ہے۔ آنحضرت صلعم کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک کے حالات کو دکھنی زبان میں نظم کیا ہے۔ ہر مجلس کا عنوان متروک ہے۔ یہ مثنوی ٹیپو سلطان کے عہد میں تالیف ہوئی ہے۔ چنانچہ تاریخ تصنیف کے اشعار درج ذیل ہیں

سن ہجری تھے بارا سوا و پہ نو
اتھا سلطان عادل، خسرو
مظفر شاہ غازی کا زمانہ
کہا جب یو عروس جاودانہ

اختتام:۔

نبی کے پاس ہی اس کا جزا ہے سبھی حضرت کے یہاں حال رہتا ہے
رضا اور سخن پایا ہے تمام محمد پر کہوں صلوات و اکرام

کتاب کے نام کی صراحت

عروس المجلس اسکوں کر کے موسوم
کیا بارا مجالس پر تو مقسوم
بیاں ہر ایک مجلس کا جدا ہے
سبھی احوال سلطان الہدیٰ ہے

مصنف کے تخلص کا شعر وغیرہ

غرض قاسم کون تو اتنا چہ بس ہے
بجز اوس کی نہیں کچھ بھی ہوس ہے
ہوا اتمام لگ کامل تو یک ماہ
سن سوں تو کیا اول میں اوس کا
قصص کا ترجمہ سب یو کیا ہوں
نہیں کچھ بیش و کم پیر دل دیا ہوں
بہوت محکم ہیں سب اسکی حکایات
کہتے ہیں معتبر راوی روایات

(۴۲۵) ریاض سیر (معجز خاتم انبیاء)

نمبر کتاب (۲۱۳۰ جدید) سائز (۱۰ × ۶½ انچ)
صفحہ (۵۶۳) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف حسرت تخلص
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۴۷ھ

حسرت تخلص کے شمال اور دکن میں کئی شاعر ہوئے ہیں یہ مثنوی دکن کے حسرت تخلص شاعر کی ہے جو آصفی دور میں گذرا ہے۔

آغاز:۔

خدایا سزاوار شاہی تجھے تو صاحب ہے سب خاوماں ہیں ترے
دل و جاں تیرے بندۂ فرماں مدام دل و جاں سی ہیں ہم بھی تیرے تمام

سیرت النبی کی ایک فارسی منظوم کتاب موسوم معجز مصطفےٰ

مصنفہ ذوقی کو ہندی زبان میں نظم کر کے اس کا نام ریاض سیر اور تاریخی نام معجز خاتم انبیاء رکھا۔ یہ سیرت النبی کی ایک مبسوط کتاب ہے۔ ۱۲۴۷ھ

اس کتاب میں حمد و نعت کے بعد صحابہ کرام اور حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضؓ اور بعد ازاں اپنے مرشد شاہ ابو الحسن قادری کی مدح کی ہے۔ پھر اصل فارسی مصنف کے حالات لکھے ہیں۔ بعد ازاں نور محمدی صلعم کے واقعات اور ابتدائے ولادت باسعادت سے آخر تک حالات قلمبند کئے ہیں۔

اختتام:

پذیرا ہو حسرت کی یہ التجا ـــ بحق محمد شفیع الورا
بفضل خدا خالق ذو المنن ـــ ہوا جبکہ آراستہ یہ چمن
وہیں بلبل طبع تجویز کر ـــ رکھی نام اس کا ریاض سیر
پھر آیا جو تاریخ کا کچھ خیال ـــ کہے تا کوئی خوب سے حسب حال
یہی ہے وہ تاریخ بس جانفزا ـــ زہے معجز خاتم انبیاء
۱۲۴۷ھ

لے آ ساقیا ساغر غم گسار ـــ کہ بے ذوق کر دی ہے مجکو خمار
پیوں نام لے کر علی کا مدام ـــ رہوں مست و مدہوش میں تا مدام

ترقیمہ:-

کتاب معجز مصطفےٰ از ختم ماہ جمادی الآخر ۱۳۰۰ھ بروز چہار شنبہ بتاریخ ۱۶ از دست حسینا بیگم۔

(۴۲۶) مجلس مولود النبیؐ

نمبر کتاب (۳۵۱۴ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۶ انچ)
صفحہ (۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
مصنف۔ برہان الدین۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ۔ کتابت ۱۲۷۰ھ
برہان الدین مصنف کے متعلق کوئی حالات ہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"جمیع حمد و ثنا سزاوار ہے وہ ذات بے نیاز کو تئیں الخ"
اس مختصر رسالہ میں مجالس میلاد انعقاد کرنے کے فضائل و طریقے کتب معتبرہ و اقوال علمائے کرام سے بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

"حق سبحانہٗ و جل شانہٗ شکوک وارده درمیان سے امت مرحومہ کے دور کر کر سب کو یک دلِ مستقیم پر قائم و دائم رکھے۔"

ترقیمہ:-

ایں رسالہ نوشتہ شد از دست عاصی خواجہ امین الدین در ماہ جمادی الاول تاریخ ۱۶ / روز چہار شنبہ وقت چاشت باتمام رسید ۱۲۷۰ ہجری نبوی صلعم

(۴۲۷) وفات نامہ

نمبر کتاب (۴۴) ۳۶ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۴)
صفحہ (۲۰) سطر (۹) خط نسخ۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ

آغاز:-

بنا اول کروں حمد خدا ہیں
زباں اوپر اپس کی ابتدا ہیں
کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت
بنا کر جگ دکھایا اپنی قدرت

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی وفات کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے۔

اختتام:-

بقائیں کر سمجھ یو عمر فانی کیا ہے پورہے کرجاودانی
دیا توفیق اپنا یا ویارب کیا اس بیت پر آخر مرتب

(۴۲۸) انوار رحمت یعنی شمائل و سراپائے مبارک سیّد الانبیا صلعم

نمبر کتاب (۱۸۷۵ جدید) سائز (۸ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (۵۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد عبد الغفار متخلص بہ بلیغ حیدرآبادی
تاریخ تصنیف ۱۳۳۶ھ

محمد عبد الغفار نام، بلیغ تخلص خاندان نوایطہ سے تعلق تھا۔ عربی فارسی کی اچھی قابلیت تھی۔ صدر محاسبی میں منتظم تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اولاً نثری دیباچہ ہے اس کے بعد اصل مثنوی شروع ہوتی۔

آغاز:۔

اللہ جل شانہٗ وعمّ نوالہٗ کی بہترین حمد ہمارے لئے نماز ہے۔

خلوت خاص ہے اس ذات احد کی وحدت
درگہ عام ہے اُس شاہ صمد کی کثرت

اس مختصر سی نظم میں شمایل و سراپائے مبارک نبوی صلعم کو نظم کیا ہے۔ پہلے فہرست کتاب ۶ صفحوں پر اور دیباچہ علیحدہ ۷ صفحات پر مشتمل ہے جس میں وجہ تصنیف و ماخذات اور وجہ قیام نام کتاب ہے۔ بعد ازاں اصل نظم کا آغاز ہے۔ آخر میں اعلیحضرت حضور نظام کی مدح اور قیام جامعہ عثمانیہ وغیرہ نظم میں ہے۔

اختتام:۔

شاہزادے بھی رہیں خرم و شاداں یارب
التجا سب کی ہو مقبول بہ آل عترت

یہ کتاب شایع ہو گئی ہے۔

(۲) سوانح عمریاں و مناقب

(۴۲۹) اسرارِ عشق

نمبر سوانح (۲۵۰) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۶۲)
سطر (۱۱) خط۔ نسق
مصنف۔ میاں عبدالمومن تخلص مومن
تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۹۳ھ

میاں عبدالمومن نام اور مومن تخلص چیناپٹن وطن تھا مہدوی مذہب کے پیرو تھے۔ اپنے مذہبی پیشواؤں میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے زمانہ کے مطابق کوئی عشقیہ مثنوی نہیں لکھی بلکہ اپنے مذہب کے بانی سید محمد جون پوری کے حالات میں ضخیم مثنوی قلمبند کی ہے۔ مثنوی میں اپنی ولادت کا سنہ بھی درج کیا ہے جو سنہ ۱۰۵۰ھ اس لحاظ سے اونہوں نے اس سوانح عمری کو اپنے (۴۳) سال کے سن میں قلمبند کیا ہے۔ مومن کے وفات کا سنہ معلوم نہیں ہوا۔

آغاز

لکھا تو حمد اس معشوق کا آج
کیا جی عاشقاں کی راتوں کا ج
سنوا دھر روپ چھپ یک تازہ پریشاں
نظربازی کی لیک آیا نظر آن
انا محبوب کا کر جشن عام اُن
بجھایا عشق کا نازک پیام اُن

اس مثنوی میں سید محمد جونپوری بانئ مذہب مہدوی کی سوانح عمری لکھی گئی ہے موصوف کے حالات کے علاوہ کرامات بھی درج ہیں۔ مثنوی تیئیس باب میں منقسم کی گئی ہے ہر باب کا عنوان فارسی میں لکھا گیا ہے۔

اختتام

یہی مطلب براتی طبع میرا
توجہ سوں دھریا دامن ہے تیرا
ارے مومن ازل سوں شاہ کا جام
کیا تیری طلب کا خوش سرانجام
اتا کر رقص اک تازہ بنانے
تن تا تن تنانا تن تنتا نا

مثنوی کے ختم پر اپنے فرزند عبدالعزیز کے تولد کا قطعہ تاریخ لکھا ہے، اور اپنی تاریخ ولادت "الٰہی ریحاں خجل" سے نکالی ہے۔ آغاز کتاب سے پہلے ایک فارسی تحریر درج ہے جو دیباچہ کتاب نہیں ہے بلکہ غیر متعلق ہے یعنی اس میں مہدوی مذہب کے عقائد وغیرہ درج ہیں۔ خاتمہ کتاب پر مثنوی کی تصنیف کا فارسی قطعہ تاریخ بھی درج ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔

ز تاریخ ختمش خرد مژدہ دار
کہ گنجینۂ پاک دو اسرار عشق
۱۰۹۳

ابتدا میں چار صفحے فارسی نثر تصوف کے درج ہیں۔

(۴۳۰) محی الدین نامہ

نمبر شالمات (۷۴) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۴)
سطر (۱۵) خط شکستہ ۔ مصنف ۔ افضل ۔
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۰۹۰ھ

افضل قطب شاہی دور کا شاعر ہے۔ ایک صوفی شخص تھے میراں شاہ معروف سے بیعت حاصل تھی۔ میراں شاہ معروف حضرت شاہ سلطان کے خلیفہ تھے۔ افضل کے مرثئے بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ سلطان عبداللہ کی مدح میں آپ کا ایک زبردست قصیدہ موجود ہے۔ افضل کے حالات "تذکرہ اردو مخطوطات" "دکن میں اردو" میں درج ہیں۔

آغاز:۔

تہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیرے ہات توں دستگیر
تہیں چاند تج نور دو جگ منے
تو سلطان روشن ہے ربی کنے
محمد کی اولاد میں تو رتن
علی فاطمہ کے توں دل کا چمن

اس مثنوی میں حمد و نعت اور اپنے مرشد کی مدح و ستایش کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مختصر حالات مناقب اور کرامات قلمبند کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

کیا مختصر میں جمعرات جاں
درود بھیجو سلطان پر با ایماں
محمد کیا قادری یو ختم
درود بھیجو سلطان پر دم بدم

اس مثنوی کے تین قلمی نسخے سالار جنگ کتب خانے میں ہیں اور ادارۂ ادبیات اردو میں کئی نسخے محفوظ ہیں۔ اس مثنوی کا نام "محی الدین نامہ" کے علاوہ "غوث نامہ" اور "مناقب جیلانی" بھی ہے۔

(۴۳۱) محی الدین نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۱۰۹ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۷ انچ)
صفحہ (۱۹) سطر (۱۰ و ۱۱ و ۱۲) بدخط

آغاز:۔

تہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیرے ہات توں دستگیر

اختتام

محمد کیا قادریاں پر ختم
بھیجو درود اں سلطاں پہ دم بدم

(۴۳۲) محی الدین نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۸۴ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۳) سطر (۹) خط نستعلیق
مصنف ۔ افضل تخلص۔

آغاز:۔

تہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیری ہات توں دستگیر

تخلص کا شعر درج ہے جو نسخۂ سابقہ سے کچھ مختلف ہے اور خاتمہ کا شعر بھی جداگانہ ہے۔

تصدق کیا جیون دونوں ، دیر
کیا ختم افضل ثنا سر بسر

اختتام:۔

کیا مختصر یو جمعرات کوں
درود اں بھی سب نبی ذات کوں

ترقیمہ:۔

کتاب محی الدین نامہ برائے خواندن رحمت بی بی

بدست خواجہ عبداللہ اتمام یافت۔

(۲۳۳) محی الدین نامہ (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۱۶۱ ۲۵ جدید) سائز (۸½×۵½)
صفحہ (۲۷) سطر (۹) خط۔ نسق۔

آغاز:۔

تمہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیرے ہاتھ تو ہے دستگیر

اختتام:۔

کہیں شعلہ ہو تمہیں صفت ذوالجلال
ہے شعلہ ذکی لاک کروں پامال

ناقص الآخر نسخہ ہے

(۲۳۴) محی الدین نامہ (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۲۳۲ ۳ جدید) سائز (۸¾×۵¾)
صفحہ (۱۱) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت ۱۲۶۷ھ

آغاز:۔

تمہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیری ہات تو ہے دستگیر

اختتام:۔

ہزاراں درود اں ہزاراں سلام
درود بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔

بروز پنجشنبہ بتاریخ بست سوم شوال ۱۲۶۷ھ
بوقت دوپہر روز برآمد حسب الدر خواست
سعید بیگم صاحبہ باتمام رسید۔ کتبہ میروز برعلی۔

(۲۳۵) فیض عام قدس

نمبر سوانح (۲۴۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۹۱)
سطر (۱۲ تا ۱۶) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ سید شہاب الدین۔
تاریخ تصنیف قبل ۱۰۵۰ھ۔

سید شہاب الدین مہدوی مذہب کے پیر تھے اپنے بانی مذہب سید محمد جون پوری کے پوتے میاں سید یوسف کی فارسی کتاب کو دکھنی میں ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

اوسی کو حمد ہے ساری سزاوار
دھریا گل حمد کے گل جس کا گلزار
ہو جس کی حمد میں محمود و حامد
دکھاویں اپنی تیں سر کو جامد

اس مثنوی میں جو میاں سید یوسف کی کتاب مطلع الولایت کا دکھنی ترجمہ ہے۔ سید محمد صاحب جونپوری کے حالات اور کرامات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

شہے یعقوب کے صدقے سوں اب
یو فیض عام کو کہنا مرتب
مرا آخر طفیل نیک مرداں
الٰہی عاقبت محمود گرداں

ترقیمہ

دایں قطعہ تاریخ مولود فیض عام
از زبان میاں ۔۔۔۔۔۔
عجب اسی دور آخر میں میاں سید شہاب الدین
ہے مولود مہدی۔

(۲۳۶) قادر نامہ

نمبر التصوف (۱۵ ۴۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۲)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ مصنف سید محمد عاشق چشتی

تاریخ تصنیف ۱۱۵۰ھ ۔ کتابت ۱۲۲۴ھ

سید محمد عاشق نام وحشی تخلص، ان کے مرشد کا نام نظام الدین تھا۔ وحشی صوفی بزرگ تھے اور قادریہ طریقہ میں بیعت کی تھی۔

آغاز:۔

اللہ ہو ہے واحد نہ اوس کا شریک

جو لیا وے شریک اوہے کافر دیک

کہیں ہے او نیچوں او باچوں کہیں

اوہے سب میں بھی سب سوں باہر نہیں

اس مثنوی میں حمد و نعت اور اپنے مرشد شاہ نظام الدین کی ستایش کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مناقب اور کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے

اس مجلد میں اسی مصنف کی دو کتابیں جو تصوف میں ہیں شامل ہیں۔

تاریخ تصنیف اور مثنوی کے نام کی صراحت

یو نامہ سو عاشق نے بولیا جدید

سنو غوث کے سب یو طالب مرید

کیا بعد جمعہ کے شعر ختم

محرم اور دن تیس کوں بہم

پچاس اتھا سو گیارا اوپر

کیا قادر نامہ کا آخر

اپنے مرشد کی مدح اس طرح کی ہے:۔

سنو دوستاں ہور عزیزاں تمام

نظام الدین ثانی کتے جن کا نام

سو اس شاہ کی درکا ہیں ہوں سگ

کہ تو میری خواہش سو کرتا ہے جگ

غرب ہور شرق جنوب ہور شمال بھیے تو نہ کوئی پاوے اوسکے مثال

اختتام:۔

جان قادر محی الدین کا آوے نام

کہو قدس اللہ سنکر تمام

ہے برسٹ بدولی سو اس کا وطن

او بارہ میں مشہور ہے جو گدھن

تخلص ہے عاشق کا وحشی گگر

کرو ختم پر مرحبا بول کر

ترقیم:۔

تمت تمام شد ماہ ذیحجہ ۱۲۲۴ھ

(۲۳۷) تحفۃ النساء

نمبر سیر (۱۷۹) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۳۸)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف۔ محمد باقر آگاہ۔

تاریخ تصنیف ۱۱۸۵ھ ۔ کتابت ۱۲۳۳ھ

مصنف کے حالات اوراق ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

ہے حمد و ثنا اوسے سزاوار

بخشش کو نہیں ہے جسکی کچھ بار

لطف و کرم اوس کا بے غرض ہے

دیتا ہے جو کچھ سو بے غرض ہے

اس مثنوی میں اولاً حمد و نعت اور منقبت ہے اس کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانی کی مدح ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے جس میں ازواج مطہرات اور صاحبزادیان رسالت مآب کے بعد چند دیگر اعلی مراتب خواتین کے حالات درج کئے ہیں۔

سبب تالیف کے عنوان میں اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ عورتوں کے پڑھنے کے لئے کوئی لٹریچر نہیں ہے

اس لئے انہوں نے یہ حالات قلمبند کئے ہیں۔

اختتام :۔

رکھ مجکو ہمیشہ عافیت ساتھ
نت مجکوں چلا تو راہ حسنات
دین بیچ کر اب انجام میرا
ایمان پہ کر اختتام میرا

ترقیمہ

بتاریخ ہجدہم رجب المرجب بوقت بارہ ساعت در ۱۲۳۳ھ از دست غلام الثقلین سید حسین یہ مثنوی طبع ہوئی ہے۔ قلمی نسخے بھی کتب خانہ سالار جنگ، کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہیں

(۴۳۸) تحفۃ النساء (دوسرا نسخہ)

نمبر سیر شاملات (۶۱) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۳۱)
سطر متن (۱۵) حاشیہ (۱۳) خط نستعلیق

آغاز :۔

ہے حمد و ثنا او سے سزاوار
بخشش کو نہیں ہے جسے کچھ بار

اختتام کے چار شعر پہلے تاریخ تصنیف بھی درج ہے۔

گیارہ سو او پر تھے پنج د ہشتاد
ہجرت سے بنا ہے تب یہ رکھ یاد

اختتام

دین بیچ کر اب انجام میرا
ایمان پر کر اختتام میرا

(۴۳۹) ریاض الجناں

نمبر سیر (۱۸۳) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۲۲)
سطر متن (۱۵) حاشیہ (۲۶) خط نستعلیق
مصنف۔ محمد باقر آگاہ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ھ کتابت ۱۲۵۱ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز میں ایک مختصر نثر میں دیباچہ ہے اس کے بعد نفس کتاب نظم میں ہے۔

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی دراصل بیجاپوری ویلوری توفیق دیوے او سے اللہ تعالیٰ کہ مناقب اہلِ بیتِ کرام کے علیٰ جدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام بے شمار ہیں۔ اکثر علماء حدیث اور اثر اس مناقب اطہر میں علیحدہ کتابیں تصنیف کئے اور داد اپنے عقیدت دیئے۔"

اس کتاب میں دیباچہ نثر چھ صفحے کا ہے اس کے بعد اہلِ بیت رسالت کے مناقب اور حالات نظم میں لکھے گئے ہیں۔ ان کو بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے باب کو روضہ سے موسوم کیا گیا ہے۔

پہلا روضہ - اہلِ بیت اکرام کی تعریف اور ثناء۔
دوسرا روضہ - بی بی فاطمہ زہرہ اور حضرت علی کی اولاد اور نسل میں برکت کے لئے آنحضرت کی دعا۔
تیسرا روضہ - آنحضرت صلعم کی وصیت اپنے عترت کے متعلق اس باب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
چوتھا روضہ - اہلِ بیت کی فضیلت کشتی نوح کی طرح ہے۔
پانچواں روضہ - آنحضرت کی قرابت اور اولاد علی و فاطمہ
چھٹواں روضہ - اہلِ بیت اطہار کا جنتی ہونا۔
ساتواں روضہ - اہلِ بیت اطہار سے محبت ضروری ہے
آٹھواں روضہ - اہلِ بیت کے ساتھ بغض حرام ہے

نواں وضنہ - اہل بیت سے حسن سلوک و مراعات

دسواں وضنہ - سادات پر کیا واجب ہے۔

گیارواں وضنہ - مصائب اہل بیت۔

مصنف نے ان تمام کتابوں کا تذکرہ کر دیا ہے جنکی مدد سے
اس نے مثنوی کو مرتب کیا ہے۔ جن میں عربی و فارسی کے معتبر
کتابیں تاریخ و حدیث وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

جو ہیں اخواں دوستاں میرے
بخش اون سب کو نعمتاں تیرے
اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پہ رحمت و انعام

ترقیمہ:۔

"الحمد اللہ باتمام رسید و باختتام انجام وعہد رسالہ
ریاض الجنان بتاریخ دوازدھم ذیحجہ سنہ ۱۲۵۱ھ
از دست محمد بہاؤ الدین چہردی عفی اللہ ذ نوبہ
جملہ ابیات ریاض الجنان معہ دیباچہ وغیرہ
سرجمع (۲۳۱۰) بیت ہیں۔"

کتب خانہ سالار جنگ اور ادارۂ ادبیات اردو میں
اس مثنوی کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ جامعہ عثمانیہ اور ہمارے
خاندان میں بھی اس کے نسخے ہیں۔ یورپ میں بھی اس کے
قلمی نسخے ہیں۔

(۴۴۰) ریاض الجنان (دوسرا نسخہ)

نمبر سیر (۵۲۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۱۰)
سطر (۱۵) خط شکستہ

آغاز:۔

گرچہ تھی مقتدا البر و عین
لیک پھر بور ہتیں بکرب و محن

اختتام:۔

اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پر رحمت و انعام
صل یا ربنا الرحم علیہما

(۴۴۱) ریاض الجنان (تیسرا نسخہ)

نمبر سیر (۵۲۶) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۱۹۷)
سطر (۱۷) خط شکستہ۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری
بیجاپوری ویلوری۔"

اختتام:۔

اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پر رحمت و انعام

ترقیمہ:۔

"کتاب ریاض الجنان تصنیف مولوی محمد باقر صاحب
آگاہ بتاریخ گیارا روز جمعہ بوقت نماز ظہر ساعت
قمر ماہ رجب المرجب تحریر یافت۔ کاتب الحروف
عبد القاسم محمد قاسم رجب کی گیارہ تاریخ کو تمام ہوئی سنہ ۱۲۵۶ھ"

(۴۴۲) ریاض الجنان (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۴۳۷ جدید) سائز (۸×۶ انچ)
صفحہ (۱۹۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تین ہزار ابیات — تاریخ کتابت ۱۲۸۵ھ

آغاز - دیباچہ نثر۔

"بعد حمد و نعت کی کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری .... الخ"

نظم:۔

اے تیری بندگی میں کل وجود
کیا ملک کیا رسل ہیں سر بسجود

اس کے متعدد نسخے قبل ازیں تحریر میں آچکے ہیں۔ تفصیلی کیفیت ان میں درج ہے۔ ختم کتاب کے بعد نعت آنحضرت صلعم میں ایک قصیدہ مولوی عبدالحی متخلص بہ احقر مُرید حضرت شاہ محی الدین قادری کا مصنفہ ایک ورقی منسلک ہے

اختتام:۔

اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام

کر مدام اون پر رحمت و انعام

صل یاربنا الرحیم علی .... اقتدار آبادیہ

ترقیمہ:۔

"بفضل رب متعال ...... بتاریخ پنجم ماہ مبارک شوال روز سہ شنبہ ۱۲۸۵ھ ہجری نبویہ عاصی پر معاصی شایق ...... بجہت مطالعان شایق گذاشتہ شد کتاب منقول عنہ بسیار غلط تر بود ...... از دیگر کتاب تصحیح نمودہ باشد .... بصحت مزین خواہند نمود"

(۴۴۳) ریاض الجناں (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۰۵ جدید) سائز (۸½ × ۶¼ انچ)
صفحہ (۲۴۸) سطر (۱۳) خط۔ نسخ
تاریخ کتابت ۱۲۰۱ھ

آغاز:۔

اے تیری بندگی میں کل وجود

کیا ملک کیا رسل ہیں سر بسجود

یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہے۔ لیکن مصنف کی زندگی کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے اہمیت رکھتا ہے۔

اختتام

جو ہیں اخوان و دو ستاں میرے

بخش اون سب کو نعمتاں تیرے

اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام

کر مدام اون پر رحمت و انعام

ترقیمہ:۔

"رحمت رسالہ ریاض الجناں بتاریخ دہم شہر شعبان المعظم ۱۲۰۱ھ ہجری در پرگنہ کملاپور تحریر یافت۔"

(۴۴۴) تحفتہ الاحباب

نمبر سیر شالمات (۶۱۱) سائز (۱۴ × ۸)
صفحہ (۱۳۸) سطر متن (۱۵) حاشیہ (۱۳)
خط۔ نستعلیق۔ مصنف محمد باقر آگاہ۔
تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ھ کتابت ۱۲۵۵ھ

مصنف کے حالات کا قبل ازیں تذکرہ ہو چکا ہے۔

آغاز:۔

(ابتدا میں دیباچہ نثر میں ہے اس کے بعد نفس مضمون نظم میں ہے)

"بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری بیجاپوری ویلوری توفیق دے اوسے اللہ تعالیٰ کہ حقوق اصحاب کرام کے تمام امت پر حد سے بہار ہیں۔"

آغاز (نفس مضمون)

حمد بے حد اور ثنائے بیکراں

ہے سزا وار خدا و ند جہاں

اس مثنوی میں خلفائے راشدین کے حالات اور مناقب۔ نیز بعض اصحاب کے مناقب و حالات نظم کئے گئے ہیں۔ کتاب ابواب اور فصل میں منقسم ہے پہلا باب صحابہ کی تعریف میں۔ دوسرا باب قرآن کی آیات جو صحابہ سے متعلق ہیں۔ تیسرا باب میں احادیث جو صحابہ کی شان میں ہیں۔ چوتھے باب میں حضرت ابوبکر صدیق۔ پانچواں

باب میں حضرت عمر، چھٹے باب میں حضرت عثمان، ساتویں باب
میں حضرت علی کے مناقب اور حالات درج ہیں۔ اس کے
بعد کے ابواب حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت زبیر،
حضرت سعد حضرت عبداللہ بن عوف، حضرت طلحہ،
حضرت ابو عبیدہ اور حضرت سعید کے حالات پر مشتمل ہیں
اس طرح پندرہ باب پر یہ مثنوی منقسم ہوئی ہے۔

اختتام:-

بھیج اے قیوم صلوات و سلام
ہر زماں اپنے حبیب اوپر مدام
ہور بر آل و صحب اس اسلوب پر
اور اوس کے وارث و محبوب پر

اس مثنوی کے نسخے کتب خانہ سالار جنگ و
جامعہ عثمانیہ و ادارۂ ادبیات اردو کے علاوہ برٹش
میوزیم میں موجود ہیں۔

(۴۴۵) تحفۃ الاحباب (دوسرا نسخہ)

نمبر مناقب (۱۱۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۹۶)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔

آغاز:-

"بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ"

اختتام

ہور آل صحب اس اسلوب پر
اور اوس کے وارث و محبوب پر

ترقیمہ:-

"تمت الرسالہ تحفۂ احباب فی مناقب الاصحاب
تصنیف محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری۔
بتاریخ بست دوم شہر جمادی الآخر ۱۲۵۵ہجری
نبوی از دست فقیر حقیر سید برہان الدین چشتی عفر اللہ"

(۴۴۶) تحفۃ الاحباب (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۱۲۸۱ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ ¾ انچ)
صفحہ (۲۷۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

"بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ..."

... (دیباچہ نثر میں ہے۔ اصل نظم کا آغاز یہ ہے۔

حمد بے حد اور ثنائے بیکراں
ہے سزاوار خداوند جہاں

(یہ نسخہ غیر مجلد کرم خوردہ آخر سے ناقص ہے)

اختتام:-

بہوت سے ایسے کیا ہے کام تو
لاکھوں سے ایسے دیا انعام تو

(۴۴۷) محبوب القلوب

نمبر سوانح (۵۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۶۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ محمد باقر آگاہ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ھ

اس مثنوی میں اولاً نثر میں دیباچہ ہے اس کے بعد
نفس مضمون مثنوی کی صورت میں لکھا گیا ہے۔

آغاز:-

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری
توفیق دیوے اُسے حق سبحانہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مناقب حضرت
محبوب سبحانی کے علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰت والسلام بے حساب
ہیں۔ اور اس مناقب شریف کو علماء اور اولیاء چار قسم پر
لکھے ہیں

آغاز۔ نفس مضمون

کرے کوئی حمد تیرا کیا الٰہی
کہ ہے قدرت تری مہ تا بماہی

توہے خلاقیت میں ایسا قادر
کہ یک کن سے کیا عالم کو ظاہر

جیساکہ آغاز کی عبارت سے واضح ہوگا اس میں سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کے حالات، مناقب اور کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آپ کی فضیلت، اخلاق اور عادات کا بھی ذکر ہے۔

اس مثنوی کو گیارہ باب میں تقسیم کیا گیا ہے باب کو "جلوہ" سے موسوم کیا گیا ہے۔ آخر پر حضرت جیلانی کی مدح میں ایک قصیدہ ہے اسی پر یہ کتاب ختم ہوتی ہے۔

قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔

کیوں حسن کا دکھادے ہے کروفر آفتاب
نگہ دور کر نقاب کہ ہوشیر آفتاب

اختتام:۔

جب لگ خط کرن سے باوراق آسماں
تفسیر والضحیٰ کا لکھے دفتر آفتاب
آیات تیری نسخۂ آفاق میں رقم
یوں یادین جس کا ہو ورق اصغر آفتاب

مثنوی کے اختتام پر تاریخ تصنیف اور ابیات کی صراحت بھی کردی ہے۔

تھا ہفتم سال بارا سو اوپر جب
بفال خوش ہوا ہے یہ مرتب
تمام ابیات اس کے اے معاعد
ہوئے چار الف و ترسٹ بے قصائد

اس مثنوی کے قلمی نسخے جامعہ عثمانیہ، ادارہ ادبیات اردو، کتب خانہ سالار جنگ اور برٹش میوزیم میں موجود ہیں اس کے علاوہ ہمارے خاندانی کتب خانوں میں بھی اس کے کئی نسخے ہیں۔

(۴۴۸) محبوب القلوب (دوسرا نسخہ)

نمبر سوانح (۲۳۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۱۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی ویلوری...."

اختتام:۔

آیات ترے نسخۂ آفاق میں رقم
یوں یادیں جس کا ہو ورق اصغر آفتاب

(۴۴۹) محبوب القلوب (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۰۸۳ جدید) سائز (۸×۵ انچ)
صفحہ (۳۶۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری توفیق دیوے اوسے حق سبحانہ تعالیٰ کہتا ہے کہ"....

کرے کوئی حمد تیرا کیا الٰہی
کہ ہے قدرت تیری مرتا بماہی

اختتام:۔

ہے یہ دوسرا قصیدہ شاعرانہ
ہے باتشعار ردیف اپنے یگانہ

ترقیمہ:۔

"و کتاب محبوب القلوب بتاریخ ہشتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ از دست اضعف بندگان معبود غلام محمود بن غلام حسین [illegible] بن محمد علی عفی اللہ ذنوبہ زینت اختتام یافت"

اس کے بعد قصیدہ مفرح القلوب و مفرح الکروب در مناقب حضرت محبوب۔ اور ایک نظم بھی ہے جس کا خاتمہ یہ ہے۔

ہو ہزاروں سے تحیات و سلام
دم بدم نازل الی یوم القیام
وصل اللہ علے خیر خلقہ محمد و آلہ و
اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

(۴۵۰) محبوب القلوب (چوتھا نسخہ)
نمبر مناقب (۵۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۸۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
آغاز:۔
"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری"
یہ مثنوی ناقص الآخر ہے۔
اختتام:۔
تھا نیک خلق ہیں وہ احسن الخلق
تھا فقط دوستی میں ابن خلق
تھا بے شبہ کرم میں اکرم الناس
بلاشک لطف میں تھا اکرم المناس
اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۴۵۱) محبوب القلوب (پانچواں نسخہ)
نمبر مناقب (۹۶) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۲۷۴)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۵۵ھ
آغاز:۔
"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ۔۔۔۔۔"
اختتام:۔
آیات تیری نسخہ آفاق میں رقم
یوں یاد ہیں جس کا ہو ورق اصغر آفتاب
ترقیمہ:۔
"بتاریخ بست دویم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ

روز سہ شنبہ با تمام رسید۔

(۴۵۲) زین المجالس (یازدہ مجالس)
نمبر سوانح (۳۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۱۴)
سطر (۱۵) خط نسخ۔ مصنف۔ نوائی۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ہجری۔
ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔
مصنف نے اپنے باپ، بھائی، استاد اور مرشد کی
مدح کی ہے۔ اور مرشد کا نام ادریس عالم تھا۔ اپنے
استاد کی بھی تعریف کی ہے مگر ان کا نام نہیں لکھا ہے
صرف وحید العصر شیخ معنوی لکھا ہے۔ اس مثنوی کو
اپنے مرشد کی فرمایش سے لکھنے کی صراحت کی ہے۔
آغاز:۔
سب ہی پیغمبروں کی امتوں پر
کیا امت کا ان کے قدر برتر
رکھیا بعضوں کو ان سوں اصفیا کر
ہے بعضے اولیا اور اتقیا کر
خصوصاً حضرت سلطان جیلانی
امام الواصلین محبوب سبحانی
اس مثنوی کو حسب ذیل گیارہ مجلس میں تقسیم
کیا گیا ہے:۔
(۱) معراج انحضرت صلعم (۲) ولادت سید
عبدالقادر جیلانی (۳) اقوال اور حالات (۴) جالت
وکمالات و معجزات (۵) مناقب و تعریف (۶)
اسم و صفات (۷) قدم مبارک وا نکار (۸)
فیض حضرت (۹) حصول مراد و بخشش (۱۰) وفات
(۱۱) بعض فضائل بعد وفات۔

شاعر کے تخلص کی صراحت اور تاریخ تصنیف۔
نوائی یہ مجلساں مرقوم کرنا
تھا حضرت کا بیاں معلوم کرنا
تھے بارا سو یہ پندرہ سال ہجرت
کہ پایا حق ستیں یہ تائید نصرت
کیا تب فکر تاریخ مناسب
کہا ہاتف نے رہ روضہ مناقب

اختتام:۔
مجھے نیکی سیں رکھ نیکو خصائل
گنا ہوں پر نہ کر مائل میرا دل
گناہاں جو کیا ہوں میں نے سواب
عفو کر بخش اس دفتر کوں دھو سب

اپنے بھائی اور مرشد کی صراحت اس طرح کی ہے۔
خصوصاً بھائی صاحب میرے ذی قدر
شرافت کہ بلندی پر تھے جوں بدر
ہیں میرے قبلہ گاہ اوصاف شاں
کہ ہیں یو گوھر ی دریائے ایماں
عطاء الدین ہیں شیخ محمد
لقب مرعی ہیں نیکی سوں مؤید
کئی ہیں مجھ سنیں جو خوبی نہایت
لکھا جاوے نہ اس ستیں تک کتابت
. . . .
لکھا یہ نظم میں نے با فراغت
نہ تھی کس چیز کی دل پر ملامت

(۲۵۳) وفات سیدۃ النساء

مجامع (۱۷۳) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۹) سطر (۱۳) خط شکستہ۔ مصنف۔ کمینہ۔

تاریخ تصنیف ۱۲۲۴ھ

مصنف کا نام عبداللہ تخلص کمینہ تھا۔ اس کے والد حافظ علی نام مطلبی سے موسوم تھے۔ کمینہ کی ایک مثنوی "در مجالس" بھی ہے جو سیف بن ظفر نوبہاری کی فارسی مثنوی کا دکھنی ترجمہ ہے۔ اس کا ایک نسخہ انڈیا آفس میں ہے۔ یہ مثنوی انکی دوسری تصنیف ہے۔ فرانسیسی محقق گارساں دی تاسی نے بھی در مجالس کا تذکرہ کیا ہے۔

آغاز:۔
کیا ابتدا میں بنام خدا — او مارے جلائے و پالے سدا
محمد نبی سید المرسلیں — حبیب خدا رحمت العالمیں

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس مثنوی میں حضرت بی بی فاطمہ زہرہ کے وفات کا حال نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔
اس میں اشعار کی تعداد بھی لکھی گئی ہے۔
ہوئے ایک سو آٹھ بیتاں تمام
درود پر محمد علیہ السلام
غلاماں میں کمتر کمینہ غلام
شفاعت کرو تم ہمیشہ مدام
الٰہی سوں اول مناجات ہے
یو بر لانے سے ہار اسو حاجات ہے

اس مثنوی کے قلمی نسخے ادارہ ادبیات اردو (تذکرہ مخطوطات جلد اول ص ۱۷۵) اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں (سروری ص ۵۹)

(۲۵۴) وفات سیدۃ النساء
(دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۳۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۳) سطر (۸) خط نستعلیق۔

آغاز:

کہوں ابتدا میں بنام خدا
وہ مارے وہ پالے جلاوے سدا

اختتام:-

غلاماں ہیں کمتر کمینہ غلام
شفاعت کرو تم ہمیشہ مدام

ترقیمہ:-

مرقومہ چہاردہم شہر ذیحجہ روز یکشنبہ
بوقت عصر ۱۲۸۵ھ۔

(۲۵۵) مولود شریف

مواعظ شالات (۱۰۳۶) سائز (۱۰x۵) صفحہ (۵۸)
سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔ تاریخ قریب ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز:-

ایک شعر کے بعد اصل مضمون نثر میں ہے۔

"حمد ہے سب اس خدائے پاک کو
جان وایماں جس نے بخشا خاک کو

شایاں حمد وثنا وہ مبدع کون ومکاں موجد زمین و
زماں ہے جس نے اپنے نور بے کم وکیف سے نور صاحب
لولاک باعث افلاک پیدا کیا۔"

اس کتاب میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے حالات
مناقب اور کرامات درج کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

"جس دعا کے دو طرف سے درود شریف ہوتا ہے وہ
قبول فرماتا ہے۔ وہ محبوبوں کے ذکر خیر میں اس نامہ سیاہ
کو ان کے صدقے سے بخشدے۔"

---

(۲۵۶) ریاض غوثیہ

نمبر مناقب (۱۳۰) سائز (۹x۶) صفحہ (۴۲۸)
سطر (۱۳ تا ۲۸) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ غوثی - تاریخ تصنیف ۱۱۹۱ھ

شاہ غوثی کو بیجا پور سے تعلق تھا ان کے والد
فصیحی بھی شاعر تھے۔ شاہ ہاشم علوی کے نواسہ تھے۔

آغاز:-

حمد حق سوں ہونٹ اول کھولنا
بعد از اس کے دل منگیا سو بولنا
او ہے قادر قدرت اسکی ہے عظیم
خالق و رازق و فتاح وعلیم

اس مثنوی میں حمد ونعت۔ واقعہ معراج اور مدح
حیدر کرار۔ مدح سیدنا عبدالقادر جیلانی کے بعد سبب
تالیف کا عنوان ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع
کیا گیا ہے۔ یہ مثنوی کئی باب میں منقسم ہے۔ ہر باب کو چمن
ہے اور فصل کو گلدستہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور ان میں
سید عبدالقادر جیلانی کے حالات، مناقب، کرامات،
اخلاق اور عادات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آخر پر تصوف
کے بعض مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف کے تخلص کے بعض اشعار

الغرض غوثی کو جان اپنا غلام
کر کرم اس پر تو شاہا والسلام

غوثیا اب چل تو اللہ ہار ہے
فضل سوں اسکی توں دریا بار ہے

غوثیا لے کلک ادہم لگام — منقبت یو ختم کرے والسلام

اس مثنوی میں دکن کے کئی شعراء اور راوں کے تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

نصرتی ہو بہر بخشش میں ہنک
گو ہر مقصود لیا یا اپنے چنگ
افضحی ہو عندلیب خوش نوا
نو بہار اپنا کھلایا یک نوا
پھر غواصی قصۂ سیف الملوک
کہہ گیا کر شعر کے فن سوں سلوک
دیر فراقی وصل اب کا اشتیاق
وہ مرات الحشر بولیا بے فراق
ہاشمی بولیا زلیخا ذوق سوں
عشق میں جگ رو کھویا شوق سوں
سب وہ اپنے طبع کا جودت دکھا
چھوڑ کے آخر سو یو فانی سرا

اختتام:۔

ہر جنا در کے پچھانت پائے پھر
ان کے بولی کا سمجھ آئے پھر
بھید یو باطن کا بولیا میں تمام
ظاہری بات سو وہ ہے عام

ناقص الآخر ہے اس کے بعد کے چند اشعار نہیں ہیں۔

(۴۵۷) مناقب غوث الثقلین

نمبر مناقب (۳۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۷۸)
سطر (۱۳ تا ۱۸) خط۔ شکستہ
مصنف۔ شاہ اسد اللہ ثانی
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ۔ کتابت ۱۲۵۰ھ

شاہ اسد اللہ ثانی شاہ غلام علی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شاہ غلام علی حضرت موسیٰ قادری کے فرزند ہیں جنکا مزار پرانے پل کے قریب حیدرآباد میں زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

شاہ اسد اللہ ثانی اپنے وقت کے عالم متبحر اور صاحب عرفان تھے۔

آغاز:۔

"الحمد منا لسان العبد اللہ الخ
ہماں نخل و ہماں برگ و ہماں گل
ہماں رنگ و ہماں بوت و بلبل"

چند فارسی اشعار کے بعد اردو نثر میں نفس مضمون شروع ہوا ہے۔ اس میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مناقب اور کرامات درج ہیں۔ آپکی ریاضت مکاشفہ کا تذکرہ ہے (۶۱) کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ عنوانات سرخی سے لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"بعد از پدر بزرگوار کے حضرت عبدالوہاب مسند خلافت کو آراستہ کرے، اور بیٹھے اور فیض عالم کو ظاہر و باطن کا کئے۔"

ترقیمہ:۔

"الحمد اللہ افضال الٰہی سے شاہ اسد اللہ ثانی خلیفہ حضرت پیر و مرشد غلام علی قادری الموسوی کا شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں کہ رہنے والے یہاں کے ہندی ہیں اس واسطے کہ ہر ملک و ہر سخن و رواج علیحدہ ہے۔ زبان ہندی سے لکھا کہ ہر مرد و زنان و طفل کو سمجھ میں آوے۔ ماہ ربیع الاول میں یہ تاریخ ظہر کا وقت تھا۔ تمت الکتاب ہوا بحرمت جناب رسالت و جناب ولایت و بحرمت جناب سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"

(۴۵۸) غوث نامہ

نمبر مناقب (۱۸۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۲۷)
سطر (۱۳) خط نستعلیق ۔ مصنف لعل شاہ۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۳۰۱ھ
مصنف لعل شاہ حیدر آباد کے شاعر تھے۔ سکندر جاہ آصف جاہ ثالث کے عہد میں موجود تھے۔
اس مثنوی کو لعل شاہ نے فارسی کی نثری کتاب سے دکھنی نظم میں منتقل کیا ہے۔

آغاز:۔

اول نام اللہ ذاتی قدیم
ہے باقی سب اسم صفاتی عظیم
ہے رحمان و رازق اور مہرباں
رسانیدہ روزی بجملہ جہاں

اس مثنوی میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے کرامات حالات اور مناقب درج کیے گئے ہیں حکایت کے عنوان کے تحت واقعات لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

فضیلت کرامت ہدایت کے شاہ
مریداں کے تحقیق پشت و پناہ
ثنا صفت میراں محی الدین کی
کہاں لگ کرے کوئی بشر پیر کی
ہے عاجز بندہ لعل شاہ ہے غلام
کیا ختم یہ غوث نامہ تمام

ترقیمہ:۔

"تمت الکتاب غوث نامہ بتاریخ بست و دوم شہر ربیع الآخر ۱۳۰۱ھ در بلدہ تنجادر
اس مثنوی کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ہے

(سروری ص ۱۰۹)

(۴۵۹) مناقب سیدۃ النساء

نمبر مناقب (۱۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق ۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے
آغاز میں چند شعر ہیں اس کے بعد نفس مضمون نثر میں ہے۔

ہے حمد و ثنا سب اوسی کے لئے
زمین آسماں جس نے پیدا کئے

گیارہ اشعار کے بعد

"جاننا چاہئے کہ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے دو صاجزادے اور چار صاجزادیاں ہوئی تھیں"۔
جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں سیدۃ النساء بی بی فاطمہ زہرہؓ کے مناقب وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

جب زیارت بقیع کرتے تو آگے خیمہ حضرت عباس کے کھڑے ہوتے و حضرت فاطمہ زہرا کو سلام کرتے ۔ اللھم صل علی رسولنا و شفیعنا محمد و آلہ اجمعین۔

(۴۶۰) مدح شمسیہ

نمبر تاریخ (۲۵۷۴) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۳۹)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مصنف ۔ غلام امام خاں ہجر تخلص۔
تاریخ تصنیف ۱۲۷۹ھ
مصنف کے حالات دوسری جگہ لکھے گئے ہیں۔

آغاز:۔

"قال اللہ تعالیٰ جل شانہ کل من علیھا فان الخ
جہان جہاں فانی ہے، نہ جائے جاودانی یہ کاروان سرا ہے

یہاں جو آتا ہے جاتا ہے۔

ناف کٹی ادھر اور لاش گرتی ہے ادھر
جو کہ زچگی خانہ ہے ایک روز ماتم خانہ ہے"

اس کتاب میں نواب فخر الدین خاں شمس الامرا امیر پائیگاہ کے حالات اوران کے بعض اقوال لکھے گئے ہیں۔ یہ گویا انکی سوانح عمری بھی ہے اور روزنامچہ بھی

شمس الامرا امیر کبیر امرائے پائیگاہ حیدرآباد سے تعلق رکھتے تھے آپ نہ صرف ایک امیر کبیر تھے بلکہ عالم بھی تھے۔ انگریزی اور فرانسیسی زبان سے ترجمہ کے لئے ایک دارالترجمہ قائم کیا تھا جس میں سے بعض کتابوں کا تذکرہ اس فہرست میں آئے گا۔ آپ نے مدرسہ فخریہ قائم کیا تھا اس میں علوم سائنس یعنے طبیعات، کیمیا، ہیئت اور ریاضی کی تعلیم اردو میں ہوتی تھی۔ یعنی جامعہ عثمانیہ میں جو کام ایک سو سال کے بعد ہوا وہ آپ ایک سو سال پہلے کر چکے تھے۔

اختتام :۔

"حسینی بیگم لاولد ہیں، لیکن محمد فیض الدین خاں بہادر ان کے آغوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو سلامت با کرامت یک صد و سی سال قائم رکھے۔ آمین، آمین"

(۴۶۱) وقائع عمری

نمبر سوانح (۲۵۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۹۸)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف۔ محمد نظام الدین
تاریخ تصنیف ۱۳۰۰ھ کتابت ۱۳۰۰ھ

محمد نظام الدین کے والد محمد رکن الدین سرکار آصفیہ کے منصب دار تھے۔ محمد نظام الدین کو مختار الملک نے تحصیلداری کی خدمت پر مامور کیا تھا اور تعلقہ مدہول ضلع ناندیڑ میں متعین کئے گئے تھے۔ زمانہ قدیم کے تحصیلدار بڑے اختیارات رکھتے تھے عدالت و مال اور دیگر امور ان سے متعلق ہوتے تھے گویا وہ تعلقہ کا افسر اعلیٰ ہوتا تھا۔

آغاز :۔

"حضرت فردوس آرام گاہ نواب میر تراب علی خاں بہادر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک جی۔ سی۔ ایس۔ آئی، ڈی۔ سی۔ ایل۔ وزیر دکن میر محمد علی خاں بہادر شجاع الدولہ کے صاحبزادے تھے اوران کی نانی میر عالم مغفور موسوم سید ابو القاسم کی صاحبزادی تھیں"

یہ نواب مختار الملک کی سوانح عمری ہے چونکہ مصنف کو نواب مختار الملک سے خاص تعلق تھا اس لئے یہ سوانح عمری خاص اہمیت رکھتی ہے۔

اختتام :۔

"کیا افسوس ہے کہ جس زمانے کے تشہیری کے واسطے انہوں نے اس قدر کوشش کی تھی اس کو تخت پر بیٹھا ہوا نہ دیکھ سکے اس عمر میں جہاں سے گذرنے کے دن نہ تھے۔

حسرت ہمیں یہی ہے کہ مرنے کے دن نہ تھے"

ترقیمہ :۔

"یہ وقائع عمری مدار المہام سرکار عالی مرتبہ محمد نظام الدین ابن محمد رکن الدین خاں بہادر مرحوم محمد نظام الدین خاں مغفور منصب دار و تحصیلدار تعلقہ مدہول ضلع ناندیڑ تمام اختتام پایا فقط مرقوم ۲۹ محرم الحرام ۱۳۰۰ہجری

(۴۶۲) سوانح عمری خواجہ معین الدین اجمیری

نمبر سوانح عمری (۴۳۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۰۲)
سطر (۲۰) خط نستعلیق۔ مصنف عبدالقدیر چشتی
تاریخ تصنیف ۱۳۰۷ھ۔ کتابت ۱۳۰۷ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز :۔ "حمد بیحد اس احکم الحاکمین و ارحم الراحمین کو

سزاوار ہے جسکی بادشاہی کے انتظام دیکھ کر انسان کی عقل دنگ ہے، وہ قادر مطلق وخدائے برحق جس کی شناخت میں کاملین ماعرفناک حق معرفتک کہہ اٹھے۔"

اس کتاب میں جیساکہ نام سے واضح ہے خواجۂ اجمیری کے حالات کرامات، مکاشفات، ملفوظات درج کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ درگاہ، مسجد شاہجہاں کے حالات بھی درج ہیں۔

اختتام:۔

"حالات تالاب بیلا۔ یہ تالاب قریب اسٹیشن ریلوے کے جانب سے سرا کھدا کر اسٹیشن بنا ہے۔ اجمیر کے شرقی جانب راجہ بلدیو نے بنایا تھا اس کے گرد صدہا بت خانے تھے۔"

ترقیمہ:۔

"دو تمت باخیر سوانح خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

بتاریخ ۲۵ شعبان سنہ ۱۳۰۷ھ مولف عبداللہ بیگ چشتی"

(۲۶۳) ترجمہ تذکرہ حضرت شاہ شرف الدین یحییٰ منیری

نمبر تذکرہ (۳۵۰۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲) سطر (۲۰ تا ۲۵) خط نستعلیق۔ مترجم سید محمد بلگرامی

تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۱۰ھ۔ کتابت سنہ ۱۳۱۰ھ

مترجم نے شیخ اسمٰعیل گجراتی کے لکھے ہوئے اور تصحیح کئے ہوئے نسخہ سے ترجمہ کیا ہے۔ مترجم سادات بلگرام سے تعلق رکھتے تھے اور حیدرآباد آکر سلطنت آصفیہ کی ملازمت میں شامل ہوئے تھے۔

آغاز:۔

"اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

عالم ہو یا عابد، زاہد ہوں یا عارف، اس خدائے جل شانہٗ

کے سراپردہ اجلال تک حواس پنجگانہ کے ہزار جاسوس دوڑادیں اور اس مسند نشین بارگاہ قدس کی ادراک میں لاکھ غور و فکر کے جاسوس یا قاصد چلادیں سب کے اوسان خطا ہوں۔"

جیساکہ نام سے واضح ہے اس میں مخدوم جہاں خواجہ شرف الدین یحییٰ منیری (بہاری) کے حالات ملفوظات اور کرامات کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمد تغلق کا زمانہ تھا۔

اختتام:۔

"خدایا بحق بزرگان دین کے اس بندہ تیہ کار گنہ گار پر رحم کر اور بحرمت راز و نیاز آں عاشقان جاں باز کے ایسی توفیق دے کہ اچھے کو اچھا اور برے کو برا سمجھیں۔"

ترقیمہ:۔

"ترجمہ فارسی ختم شد تذکرہ مع ملفوظات و سیاحت و حالات بادیہ نوردی و کشف و کرامات حضرت مخدوم جہاں و شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین ابن شیخ یحییٰ منیری مضافات بہار شریف۔ مرقوم بست و ہفتم ربیع دوم سنہ ۷۵۶ھ

ترجمہ از نسخۂ فارسی بہ زبان اردو بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ

ترجمہ کنندہ سید محمد بلگرامی"

(۲۶۴) خود نوشتہ حالات محمد ابراہیم

نمبر تاریخ (۲۷۳۸) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۲۲) سطر (۱۳ تا ۱۶) خط نستعلیق۔

مصنف۔ محمد ابراہیم۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۸ھ کتابت سنہ ۱۳۱۸ھ

مصنف حیدرآباد کے ایک شریف گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۶۳ھ میں ملازمت کے لئے امیدوار بنے فوج کی ملاز

ملی۔ اس کے بعد صفائی (بلدیہ) میں منتقل کئے گئے۔ مددگاری کی خدمت انجام دیکر وظیفہ حاصل کیا۔ پہلے صاحب سیف تھے۔ اس کے بعد صاحب قلم بنے اور اگرچہ دیسی ریاست میں جنگ و جدل بند ہوگیا تھا مگر اس کے باوجود باغی زمیندار سے مقابلہ کیا، اور اس کو حکومت کی مخالفت اور سرتابی کا مزا چکایا۔

آغاز:۔

"کمترین شروع سال ۱۲۶۳ھ میں مدارالمہام وقت نواب سراج الملک مرحوم طاب ثراہ کی سرکار میں امیدوار ہوا جاہل دولت نے معروضہ کیا کہ دارالانشاء میں ایک جگہ خالی ہے یہ شخص وہیں بھیجدیا جائے۔ نواب نے فرمایا اس سید کے وضع و ترکیب قومی پیشہ مقتضی اس بات کے ہیں کہ اس سے فوجی کام لیا جائے۔"

جیسا کہ صدر الذکر عبارت سے واضح ہے ان کو فوج میں ملازمت دی گئی اور اونہوں نے کولاس کے باغی زمیندار سے مقابلہ کیا اعتضاد جنگ ضلع کے تعلقدار تھے مگر ان کی فوج کو کامیابی نہیں ہوئی اس کے بعد سید محمد ابراہیم کو فوج کا افسر بنا کر روانہ کیا گیا اور انہوں نے فتح حاصل کی۔

اگرچہ یہ ایک سرکاری عہدہ دار کی خود نوشتہ سوانح زندگی ہے مگر اس سے تاریخ دکن اور خصوصاً نواب مختار الملک کے عہد کے واقعات کا صحیح علم معلوم ہوتا ہے ۱۸۰۳ء کے پہلے کس طرح مالگذاری وصول کی جاتی تھی اور اس زمانے میں زمیندار باغی ہو جاتے تھے۔

ترقیمہ:۔

"کمترین خود مجروح ہوگیا دولت ملک کی خیر خواہی میں شباب کا خون بہایا۔ خود ستائی سمجھکر ...... بھی کوئی ذکر اس سوانح عمری میں درج نہیں کیا۔ مرقوم شوال ۱۳۱۶ھ سید ابراہیم مددگار صفائی۔

(۴۶۵) تذکرہ خاندان رفعت الملک

نمبر سوانح عمری (۵۴۴) سائز (۹×۱۲) صفحہ (۴۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

مصنف۔ حکیم سید شمس اللہ قادری

تاریخ تصنیف ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۷ء کتابت ۱۳۵۵ھ

حکیم سید شمس اللہ قادری عصر حاضر کے ایک مشہور مورخ تھے۔ عربی اور فارسی کی قابلیت رکھتے تھے۔ تاریخ اور ادب سے دلچسپی تھی۔ اردوئے قدیم آپ کی ایک مشہور کتاب ہے۔ آثار قدیمہ کے بھی ماہر تھے۔ رسالہ تاریخ بھی جاری کیا تھا جو موصوف کے تاریخی معلومات سے مزین ہوتا تھا مورخ اور محقق کی حیثیت سے اونہوں نے اچھا نام پیدا کیا۔ پولس ایکشن کے بعد انتقال ہوا۔

آغاز:۔

"امرائے حیدرآباد کے اعلی خاندانوں میں جو شاہان آصفیہ کے دربار سے وابستہ رہے ہیں نواب رفعت الملک کا خاندان قدامت اثر و اقتدار کے لحاظ سے نہ صرف غیر معمولی وقعت بلکہ تاریخی اہمیت بھی رکھتا ہے۔"

جیسا کہ نام کتاب اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے یہ حیدرآباد کے ایک جاگیردار خاندان کا حال ہے جو نہایت تحقیق اور تجسس کے بعد قلمبند کیا گیا ہے۔ اس خاندان کے آخری مشہور فرد ہاشم علی خاں صاحب جج ہائی کورٹ تھے، اب ان کے فرزند عالم علی خاں بودھن شوگر فیکٹری کے اعلی عہدہ دار ہیں۔

اختتام:۔

"میر ہاشم علی خاں سررشتہ عدالت میں ملازم اور اس وقت عدالت مطالبات خفیف کی نظامت اعلی پر مامور و کارگزار ہیں۔"

ترقیمہ:-

۵ر جولائی ۱۹۳۷ء

(۴۶۶) محی الدین نامہ

نمبر کتاب (۶۶۵ جدید) سائز (۸ ۱/۴ × ۶ ۱/۲)

صفحہ (۱۱۲) سطر (۱۳-۱۴) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سیف الدین مرید شاہ مسکین

تاریخ تصنیف ۱۱۷۰ھ تاریخ کتابت ۱۲۶۴ھ

آغاز:-

اول صفت کر ذات رب کا بتا

دگر یو نبی کا صفت اور ثنا

بہی اول واصحاب حضرت رسول

جنہوں نے کیں دین اول قبول

اس سے قبل ایک محی الدین نامہ مصنفہ افضل کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔ یہ محی الدین نامہ اس کے علاوہ ہے جس کے مصنف کا پتہ نہیں چلا۔ خاتمہ سے دو ورق پہلے اس شعر سے کچھ پتہ چلتا ہے مگر یقینی نہیں۔

شاہ مسکیں مرشد ہے ترا امام

سیف الدین ہو کر بتائے تمام

اس منظومہ کی تصنیف کے متعلق اشعار درج ذیل ہیں۔ کسی فارسی رسالہ کو دکھنی میں منظوم کیا ہے۔

اتھا فارسی نظم دکھنی کیا — ہوی پیر دستگیر کی مجھ دعا

گیارا سو کے بعد از ستر سال پر — مکر نیں اگلی سنو سر بسر

اختتام:-

"محی الدین نامہ ہو کیتا تمام — محمد نبی پر درود ہور سلام

ترقیمہ:-

محی الدین نامہ بتاریخ بست دوم ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۶۴ھ تمام شد از نزد شاہ زادی صاحب برقعہ پوش گرفتہ نقل نویس نمونہ جہت خواندن زمین بی بی نوشتہ دادہ شد۔ کاتب الحروف محمد عثمان ساکن شہر بیجاپور۔

(۴۶۷) عشق و دانش

نمبر کتاب (۸۸۷ جدید) سائز (۷ ۱/۲ × ۴ ۳/۴ انچ)

صفحہ (۵۲) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔

مصنف غازی تخلص۔

تاریخ تصنیف ۱۲۷۰ھ

مصنف غیر معروف شاعر ہیں۔

آغاز:-

کاشف اسرار و راز کبریا

واقف ہر کار و ہر رمز خدا

بات سے گوہر فشاں ہیں وہ جناب

ذات سے ان کے جہاں ہے کامیاب

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سوانح و کرامات و معجزات کو دکھنی زبان میں مولف نے نظم کیا ہے۔ حمد و نعت کے بعد آپ کے نسب و حسب اور تولد و شکل و شمائل و تحصیل علم و معجزات وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ نام کتاب کا اس شعر سے پتہ چلتا ہے جو آخر میں تحریر ہے

عشق و دانش کا ہوا قصہ تمام

از طفیل پنجتن بارا امام

اور تاریخ تصنیف کے یہ اشعار آخر میں درج ہیں۔

پوچھا میں تاریخ ہاتف سے کہا

کائے سلیم الطبع وے مرد خدا

گر عدد اتن سے کرا غفر ... سر

لے حساب از پائے وز صدر و کمر

۱۲۷۰

مصنف کا تخلص صفحہ آخر سطر ۳ میں ہے۔

غازیا گرتو گناہ سے ہے بھرا
ہیں نبی اور غوث تجھکو آسرا

اختتام:۔

اللھم اغفر کہوں گر صد ہزار
کیا عجب بخشے مجھے پروردگار

(۴۶۸) خرقتہ العادات مجموع الکرامات

نمبر کتاب (۵۵ء۱ جدید) سائز (۱۱ × ۷ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۴۶۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مترجم کتاب۔ فیاض الدین
تاریخ تصنیف ۱۲۹۹ھ۔ کتابت ۱۲۹۹ھ
مصنف نے کتاب میں اپنے سلسلۂ نسب کی صراحت اس طرح کی ہے۔
فیاض الدین حسین ابن عبدالکریم ابن محی الدین ابن محمد ابن عبداللہ القریشی۔

آغاز:۔

"تمام تعریف ہے اوس خداوند تبارک و تعالیٰ کتیں جو کہ خالق ہے۔ ارض و سماوات اور رازق ہے کل مخلوقات کا"
اس کتاب میں حالات کرامات مجیبیہ جناب سید ہاشم دستگیر کو (جو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی پیران پیرؒ کے خاص اولادوں سے تھے) دکھنی نثر میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک منظوم کتاب کا ترجمہ ہے۔

مصنف نے وجہ تالیف کتاب میں بیان کیا ہے کہ ان کو کتابت کا اشتیاق تھا۔ اسی سلسلہ میں حضرات پیران پیر کے ملفوظات کے متعدد کتب نقل کئے۔ ان کتابوں میں ایک منظوم بے ترتیب کتاب جو جناب سید ہاشم دستگیر متوفی ۱۲۱۸ھ کے حالات و کرامات سے متعلق ہے معائنہ کیا اور اس کو اپنے فہم و ادراک کے موافق نثر میں مرتب کیا اور ان کا نام خرقتہ العادات مجموع الکرامات رکھا۔

ختم کتاب کے بعد تین صفحات پر پیر سید ہاشم کی مدح میں فارسی دار دو قصاید ہیں۔ اوس کے بعد ایک رسالہ چہار پیر اور چودہ خانوادوں سے متعلق ہے۔ اس کے تیرہ صفحات ہیں۔

اختتام:۔

"موافق فہم و ادراک اپنے حلہ نثر پہنا کر مزین کیا اور بتاریخ غرہ شوال ۱۲۹۹ھ فارغ ہو کر اس دعائے خیر مغفرت پر ختم کیا۔۔۔۔ مناجات

ہیچکس در ملک او انبار تے
قول اور الحن نے آواز تے

(۴۶۹) وفات نامہ خاتون جنتؓ

نمبر کتاب (۳۶۴۲ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲)
صفحہ (۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ عاصی۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

آغاز:۔

کیا ابتدا میں بنام خدا	وہ مارے جلائے وہ پالے سدا
محمد نبی سید المرسلین	حبیب خدا رحمت العالمین

اس مثنوی میں بی بی فاطمہ زہرہ کے وفات کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

اپن تول دور کر ہور روشنی بخش
تیرا عاصی گدا ہوں اے غنی بخش

(۴۷۰) وفات نامہ بی بی فاطمہ

نمبر مجامع (۱۷۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۹)
سطر (۱۳) مصنف۔ مکتر۔

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

کیا ابتداء میں بنام خدا | او مارے جلاوے و پالے سدا
محمد نبی سید المرسلیں | حبیب خدا رحمت العالمیں

اس مثنوی میں حضرت بی بی فاطمہ زہرا کے وفات کے حالات وغیرہ درج ہیں۔

اختتام:۔

غلاماں میں کمتر کمینہ غلام
شفاعت کرو تم ہمیشہ مدام
الٰہی سوں اول مناجات ہے
یو بر لاتے ہارا سو حاجات ہے

(۴۷۱) اعجاز شاہد (ترجمہ مناقب غوثیہ)

نمبر کتاب (۴۵۷ جدید) سائز (۹ ۳/۴ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۷۲) سطر (۱۶) خط نستعلیق۔
مصنف۔ شام لعل متخلص بہ عطا۔
تاریخ تصنیف ۱۲۶۶ھ تاریخ کتابت ۱۲۸۷ھ

شام لعل نام عطا تخلص، کایستھ قوم سے تعلق رکھتے تھے تصوف سے لگاؤ تھا۔ شاہد اللہ کے مرید ہوئے اور اپنے مختصر حالات اس مثنوی کے آخر میں لکھ دیا ہے۔

آغاز

حمد حق سے کھول تو اول زباں
شاہد معنیٰ سے ہو ہم داستاں
کیا کس طاقت کہ حمد اوس کا لکھے
بحر میں توحید کی ثابت رہے

یہ مثنوی خاص حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رح کے حالات و کرامات پر مشتمل ہے۔

مولف نے اس مثنوی میں حمد و نعت اور مدح حضرت پیران پیر غوث الاعظم دستگیر رض کے بعد اپنے پیر جناب مجھے مشہور و معروف شاہد اللہ قدس سرہ کی مدح کی ہے۔ اور شجرہ نسب بیان کیا ہے جو حضرت فرید گنج شکر تک پہنچتا ہے۔ حضرت ممدوح پاک پٹن سے بلدہ کرنول اور وہاں سے حیدرآباد محلہ قاضی پورہ میں تشریف لاکر مقیم ہوئے۔ جب آپ کی عمر ۴۷ سال کی ہوئی تھی اپنے وفات کی خبر دی اور حیدرآباد سے قصبۂ ٹیکمال ضلع میدک میں منتقل ہوئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ بتاریخ ۱۴ شعبان ۱۲۴۹ھ۔ وہیں آپ کا روضۂ پاک مرجع خاص و عام ہے چونکہ مولف کتاب ہذا کو حضرت غوث الاعظم رض سے خاص عقیدت تھی اس لئے انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت شاہد اللہ رح سے بیعت حاصل کی۔ جن کے پاس مذہب اسلام و ہنود کا کوئی افتراق نہ تھا اور مولف کے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔

مولف نے آخر میں خاتمہ کتاب کی نظم میں جو ابیات پیر کے متعلق لکھے ہیں اوسکے بعض ابیات درج ذیل ہیں۔

شکر اوس محبوب اکرم کا عطا
دم بدم کر ورد ہر صبح و مسا
مدح شاہد کو نہیں ہے انتہا
جو لکھے کوی اوسکو سالم بر ملا
کر عطا اب مختصر یہ خوش کلام
بھیج کر صلوات بر خیر الانام
سال بارہ سو پہ چھے سٹ میں عطا
ترجمہ اعجاز شاہد کا کیا
شام لعل ہے گرچہ نام اصلی میرا
پیر سے پایا تخلص ہوں عطا

قوم کایستہ گرچہ ہوں میں سربسر
کمترین بندہ ہوں شاہد کا مگر
جو بڑے بھائی ہیں میرے نیک نام
رائے منکھ رام شاہد کے غلام
او کئے ارشاد مجھکو بر ملا
لکھ تو اب کچھ مدح شاہد کا عطا

اختتام:۔

ترجمہ کر غوثیہ کا اب تمام
میں رکھا اعجاز شاہد اس کا نام
شکر للہ از طفیل شاہ دیں
نور حق محبوب رب العالمیں
اس دُعا اوپر ختم اس کو کیا
کر اجابت ای آمین کبریا

اس کے بعد مناجات ہے۔ آخری شعر یہ ہے۔

کرمے میری اجابت اے امین — از طفیل خالق دنیا و دیں

بعد ازاں التجا بفضلائے روزگار میں نظم فارسی ہے۔
اور خاتمہ کی نظم بھی فارسی میں تحریر ہے:۔

از طفیل شاہِ شاہد نیک نام — فضل مولا ختم شد خیر الکلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد..... مناقب غوثیہ اعجاز شاہدی
بخط بے ربط بندۂ کمترین شاہد اللہ ہرشام لعل عطا
مصنف نظم ہذا در بلدۂ حیدر آباد حسب فرمائش
علاؤ الدین صاحب بتاریخ بست و ششم ربیع الاول
سنہ ۱۲۸۷ ہجری تحریر یافت ماشاء اللہ

(۴۷۲) تنزیہۃ القلوب

نمبر تصوف (۶۷۹) سائز (۹ × ۵) سطر (۹ تا ۱۱)
خط شکستہ۔ مصنف مشیر۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۰۰

کتابت سنہ ۱۲۴۲ھ
مشیر غالباً مشہور شاعر نہیں تھے۔ اس لئے ان کا حال بدست نہیں ہوا۔

آغاز:۔

پس از حمد و صلوات ذات اقدس
کنم ایں مثنوی آغاز از بس
کہاں ہے چشم گریاں اشک ریزی
کہاں ہے دل تیزی وہ خیزی
کہاں ہے جان مضطر اضطرابی
کہاں درد و غم آتش جوانی

اس مثنوی میں حضرت محمد غوث گوالیری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات اور واقعۂ شہادت موصوف اور کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مصنف غالباً آپکے سلسلہ کا مرید ہے۔

اختتام:۔

مریض پر الم کیجیو نہ زینہار
رہے چشم بصارت میرے بیدار
بس جتنے مومناں و اہل ایماں
سبھوں کی کرو دعا مقبول ہر آں

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد مثنوی تنزیہۃ القلوب بتاریخ بستم ماہ شعبان سنہ ۱۲۴۲ھ یوم چہار شنبہ۔ کاتب الحروف احقر العباد خواجہ غلام حسین۔

اس کے بعد ایک قصیدہ گیارہ شعر کا حضرت شاہ محمد غوث کی مدح میں ہے (آغاز)

پیشوائے سالکاں حضرت محمد غوث شاہ
رہنمائے گمرہاں حضرت محمد غوث شاہ

(۴۷۳) روضۃ الاصفیا

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۶×۹) صفحہ (۱۵۸)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ مصنف محمد طاہر
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۵ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

مولوی محمد طاہر بمبئی کے متوطن تھے۔ عربی فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے، اہلِ بمبئی کی خواہش پر یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔

آغاز:۔

"شکر ہے اس خدا کو کہ جس نے انبیاء کو دنیا میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے ارسال کیا اور ثنا اوس مولا کو جس نے پیغمبروں کی تلقین سے اپنے بندوں کو ایمان کی دولت سے مالامال کیا۔"

اس کتاب میں آنحضرت صلعم خلفائے راشدین اور بعض اماموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مختصر حالات لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے حالات سے آغاز کرکے امام احمد حنبل پر اختتام کیا ہے۔

اختتام:۔

"امام احمد حنبل کے مذہب کے لوگ کم تھے لیکن انکے ۔۔۔ زہد کے احوال مشہور ہیں اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان لوگوں کی پیروی کی توفیق دیوے۔ آمین۔"

(۴۷۴) بڑی سوانح عمری خواجہ

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۶×۹) صفحہ (۴۹)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ مصنف محمد حافظ اللہ حافظ
تاریخ تصنیف ۱۳۰۳ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

مصنف کے والد کا نام محمد حفیظ اللہ اور دادا محمد شاہ تھے۔ چشتیہ صابریہ طریقہ میں بیعت حاصل تھی۔ مصنف شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ شاعری میں تسنیم فیروز آبادی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الخ امابعد ہیچمداں قدرہ بے مقدار ننگ روزگار عصیاں پناہ عقیدت دستگاہ اضعف العباد واللہ خاکسار پُر انکسار فقیر حقیر محمد حافظ اللہ چشتی صابری قادری عرض کرتا ہے۔"

اس کتاب میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے حالات، کرامات، درج ہیں۔ مگر روایت اور درایت کا لحاظ نہیں ہے۔ اس لئے رطب و یابس سب کچھ شامل ہے۔ آخر میں بعض شعراء کا کلام بھی ہے۔

اختتام

ہوئی فکر تاریخ حامد تو اس دم
پکارا یہ ہاتف بکر فکر اور غم
تو لس باسرار زوے ردو کد
یہ لکھدے کہ ہے غرائب فوائد

(۴۷۵) شجرۃ المحمود

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۶×۹) صفحہ (۱۰۳)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔
مصنف۔ محمد نیرالدین چشتی محمودی
تاریخ تصنیف ۱۳۰۳ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

محمد خیرالدین نام نیر تخلص۔ حیدرآباد کے متوطن صوفی تھے اور شاعر بھی۔ شیخ محمود میاں گجراتی کے مُرید اور خلیفہ تھے۔

آغاز:

"الحمد للہ الخ امابعد خاک پائے ارباب یقین

محمد منیر الدین نظامی الچشتی المحمودی الفاروقی۔ غلام محی الدین محمد اکبر مرحوم عرض کرتا ہے کہ خوارق عادات و بوارق کرامات، بزرگان دین، پیشوایان مبین مندرجہ شجرہ چشتیہ کے بامید نجات اخروی لکھا ہے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس میں سلسلۂ چشتیہ کے بزرگان دین کے کرامات اور حالات درج ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ابتدا کی گئی ہے اور اپنے مرشد شیخ محمود میاں کے والد کے حالات پر اسکو ختم کیا ہے۔

اختتام:۔

"شاعر نازک خیال جناب حافظ محمد منیر الدین چشتی المحمودی حیدرآبادی متخلص بہ منیر خلیفہ حضرت قبلۂ عالم و عالمیان رہنمائے طریق عرفان جناب فیض مآب شیخ محمود میاں صاحب قبلہ چشتی مدظلہ العالی متوطن احمد آباد ضلع گجرات بہ تنقیح جناب سید کاظم حسین صاحب حمیدیہ مطبع گلزار دین واقع بلدہ حیدرآباد بہ اہتمام قادر علی خاں مالک مطبع بتاریخ ۱۱ شوال ۱۳۰۷ھ طبع ہوئی۔"

یہ نسخہ مطبوعہ نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔

(۴۷۶) سوانح امیر ابو العلا

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۲×۹) صفحہ (۴۸)

سطر (۲۲) خط شکستہ

تاریخ تصنیف ۱۳۰۶ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز

"ایک ہمدرد قوم[1] نے سچ کہا ہے کہ وہ قوم نہایت ہی بد نصیب ہے جو اپنے بزرگوں کے ان کارناموں کو جو یاد رکھنے کے قابل ہیں بھلادے۔ یا ان کو نہ جانے اسی خیال سے تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ ہمارے نامی گرامی مصنفین نے بھی اہل یورپ کی طرح اپنی قوم کے مشہور اور نامور آدمیوں کے تذکرے اور حالات لکھنے شروع کئے ہیں۔"

اس مخطوطہ میں ابو العلا صاحب چشتی اکبرآبادی کی سوانح حیات درج ہے۔ کتاب بارہ باب پر تقسیم کی گئی ہے حضرت ابو العلاء صاحب کے حالات زندگی۔ تاریخ ولادت، تربیت، بیعت، خلافت، کرامات کے ساتھ اخلاق و عادات۔ موصوف کے محفل سماع۔ آپکے اقوال وفات، اولاد وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

اختتام:۔

"کتاب ختم ہوگئی اور افسوس ابو العلاء نے جو دنیا کا آفتاب اور غروب ہونے کے قابل نہ تھا غروب ہوگیا۔ ہمارا دل ہمارا قلم اوس گل گلزار خوبی معدن جود و سخا منبع فیض و کرم قطب فلک و زماں کی توجہ توالی کے بعد آپ کی ثنا و صفت لکھنے کے لئے ویسا جوش و خروش نہیں ہے جیسا کہ آپ کے حالات لکھنے کے قابل تھا۔"

(۴۷۷) اعجاز غوثیہ

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۲×۹) صفحہ (۲۵)

سطر (۲۲) خط شکستہ

تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۸ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"شادابی نخل خامہ کی نگارش سے حمد و سپاس اوس

---

[1] یہ قول سر سید احمد کا ہے جو آپ نے "المامون" کے مقدمہ میں درج کیا ہے۔ مگر چونکہ اس زمانہ میں سر سید کے لوگ مخالف تھے اسلئے مؤلف نے ان کے نام کے بجائے ایک ہمدرد قوم لکھا ہے۔

گلشن آرائی گلستان جہاں کی ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ اور صنعت بالغہ سے چمنستان گیتی کو سرو دعنایان خیابان نبوت اور شمشاد، قامتیان جو نہار ولایت سے زینت دی اور رونق سرمدی بخشی۔"

اس رسالہ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے حالات مناقب اور کرامات درج ہیں۔ اختتام پر ایک قصیدہ درج ہے۔ قصیدہ فارسی ہے۔

(۴۷۸) سوانح خالد بن ولید

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۶ × ۹) صفحہ (۳۹۱)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ
مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

"تاریخ اسلام کے ملاحظہ کرنے والوں پر بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق کے عہد باشوکت میں دنیائے اسلام کو کیا کچھ عظمت و برکت حاصل تھی۔ کیسے کیسے ملک آباد ہوئے نامی نامی ..... بلاد کی بنیادیں پڑیں۔"

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کے حالات درج ہیں اور آپ کے فتوحات کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"نقل ہے کہ ایک دن جناب فاروق اعظم نے خالد کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف میں اشعار پڑھ رہی ہیں اور آنکھوں سے اشک کے دریا بہا رہی ہیں۔ دریافت فرمایا کہ یہ عورت کون ہے اور کس کے لئے روتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خالد بن ولید کی والدہ ہے جو اپنے فرزند ارجمند کے غم میں گریاں ہے تو آپ نے فرمایا آہ میں نے کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ خالد کے مانند کسی بہادر فرزند کو جنا ہو۔"

(۴۷۹) اقدام المحبوب

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۶ × ۹) صفحہ (۷)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ مصنف۔ جمال الحق قادری۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

"امابعد فقیر حقیر سگ کوئی روشن ضمیر صاحب دل بے نظیر حضرت قبلہ شاہ سید مولانا عارف الحق قادری نور اللہ مرقدہٗ و غفر لہٗ یعنی خاکسار ذلیل بندگان ایزد جبار جمال الحق قادری متخلص بہ فنا۔"

اس رسالہ میں سید عبدالقادر جیلانی کے حالات اور مناقب درج ہیں۔

اختتام:۔

"یک بیک فرشتے نے ہر ولی اللہ کو قبور میں جگایا اور قول غوث پاک سنایا بمجرد استماع ارواح اہل قبور نے ازرہ تسلیم اپنی گردنیں جھکا دیں۔ الٰہی بطفیل حبیب و محبوب پاک قدم محبوب بلکہ نعلین پاک بجائے سر و چشم بلکہ علیٰ مردمک چشم کے نصیب فرمائے آمین یارب العالمین۔"

ترقیمہ:۔

نازسے سرپر اُٹھا لیکر چلوں میں اے فنا
مجھکو مل جائے اگر نعلین پاک غوث پاک

تمت ۱۳۱۱ ہجری

(۴۸۰) ترجمہ قصص العلماء

نمبر کتاب (۳۰۸ جدید) سائز (۱۲½ × ۸ انچ)
صفحہ (۳۸۶) سطر (۲۲) خط نستعلیق
نام مصنف۔ حکیم میرزا در علی متخلص بہ رعد
تاریخ تصنیف ۱۳۲۰ھ تاریخ کتابت ۱۳۲۰ھ

مصنف کا حال قبل ازیں تحریر کر دیا گیا ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ العلی القادر المتعالی۔ حمد و نعت و منقبت کے بعد حکیم میرزا نادر علی رعد ابن حضرت میر کاظم علی ابن امیر الشعراء حضرت میر احمد علی خاں صاحب شہید مومنین کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔

واضح ہو کہ انبیاء ائمہ معصومین کے حالات میں"

کتاب قصص العلماء شیعہ فارسی مصنفہ آغا میرزا محمد تنکابنی کو حسب فرمایش نادر بہبود علی مرزا صاحب تعلقدار رعد نے اردو میں ترجمہ کیا۔ جو (۳۳۱) صفحات پر مشتمل ہے آخر میں بطور ضمیمہ مجالس المومنین مصنفہ قاضی نور اللہ شوستری کے انتخاب کا ترجمہ منسلک ہے جو (۵۵) صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں علماء شیعہ کی سوانح تصانیف وغیرہ کا ذکر ہے۔ اصل کتاب فارسی ایران میں طبع ہو چکی ہے۔

مترجم نے اس ترجمہ کے چار نام تاریخی قرار دیئے ہیں۔

(۱) عریضۂ نادر سنہ ۱۳۲۰ ہجری

(۲) مقصد ظاہر سنہ ۱۳۲۰ ہجری

(۳) ذکاوت الاصفیا سنہ ۱۳۲۰ ہجری

(۴) ارمغان اولیاء سنہ ۱۳۲۰ ہجری

یہ نسخہ مسودہ مترجم معلوم ہوتا ہے۔ آخر میں مترجم کی دستخط موجود ہے۔

اختتام:۔

خوش ترجمہ قصص الانبیاء کردی اے رعد

از گفتۂ نادر شہ بہبود علی میرزا

بہر تاریخش مصرع نیکو لمعہ نوشت

مطبوع ہمہ ایں ترجمہ قصص الانبیاء

اختتام دوم — سید علی طباطبائی کربلائی سنہ ۱۳۲۰ھ

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ناقص الآخر۔

(۴۸۱) احسن السیر

نمبر کتاب (۲۲/ ۲۷ جدید) سائز (۸×۵ ¾ انچ)

صفحہ (۶۶) سطر (۹) خط نستعلیق۔

مصنف۔ فقیہہ۔ ناقص الاول و آخر

آغاز:۔

"زباں اس طرح شیریں کر سناؤں

جہاں میں شہد کا دریا بہاؤں

بکھیروں یوں نقوش دیرات مضموں

جو ہویں دیکھ سب عشاق مفتوں"

اس مختصر مثنوی میں حمد باری تعالیٰ و نعت حضرت خاتم انبیاءؐ و مدح صحابۂ کرامؓ کے بعد معراج شریف کا ذکر ہے۔ بعد ازاں ایک قصہ نظم کیا گیا ہے۔ ناظم نے تفسیر الدر و معارج النبوۃ و تواریخ الصفا وغیرہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ بعثت آنحضرت صلعم سے ایک ہزار پچاس سال پہلے ملک عدن میں ایک بادشاہ تھا۔ جلیل القدر جس کا نام ملک تبع تھا اور اوس کے چار سو وزیر عالم و دانشمند تھے۔ جب یہ بادشاہ مع اپنے وزراء و افواج کے ممالک کو فتح کرتا ہوا مکۂ معظمہ کے قریب پہونچا تو وہاں کے ساکنین اوس کے استقبال کو آئے اور نہ اوسکی کوئی قدر و منزلت کئے اس لئے اوس کو بہت برا معلوم ہوا اور ندیموں سے دریافت کیا کہ یہ کونسا شہر ہے۔ یہاں کے لوگ بہت مغرور ہیں۔ لہذا میں اسکو تباہ کروں گا۔ وزیروں نے کہا کہ یہ کعبۃ اللہ خدا کا گھر ہے یہاں اوس کے مجاور رہتے ہیں۔ یہاں شاہ و گدا کا ایک ہی مرتبہ ہے۔ بادشاہ نے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور شہر و کعبہ کو برباد کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ وہ ایسے مرض میں مبتلا

ہوا کہ تمام حکماء و طبیب اوسکے علاج سے عاجز آگئے آخر میں اُنھوں نے رائے دی کہ توبہ کرو اور خدا سے التجا کرو تو یہ مرض دفع ہوگا۔ چنانچہ توبہ کیا اور نہایت عجز و الحاح سے درگاہ مجیب الدعوات میں رجوع ہوا۔ مختصر یہ کہ اس سے اوس کو صحت حاصل ہوئی۔ وہاں سے نکل کر صحرائے مدینہ منورہ میں پہونچکر ایک نامہ آنحضرت صلعم کے نام پر لکھکر قبل از قبل معہ اپنے تمام ہمراہیوں کے حضرت کی نبوت پر ایمان لایا اور اپنے جانشینوں کو ہدایت کردی کہ یہ نامہ نسلاً بعد نسلاً احتیاط سے رکھکر حضرت کی بعثت کے بعد اون کی خدمت میں پہنچا دینا۔ وغیرہ۔

یہ نسخہ اول و آخر سے قدرے ناقص ہے جس سے نام کتاب کا پتہ نہیں چلا۔ کسی نے ابتدائی صفحہ پر "احسن السیر" نام لکھدیا ہے۔ لہذا اسی نام سے درج فہرست کیا گیا۔

تخلص کا شعر

فقہہ عاجز کے نو آموز اشعار
سنو ٹک غور سے احباب وحضار

اختتام

دیکھو پرور دیگار جملہ عالم
حبیب اپنے کے خاطر خاص محرم
ہزار یک سال .... (ناقص الآخر)

(۳) تاریخ

(۴۸۲) علی نامہ

نمبر کتاب (۱۱۲۵ جدید) سائز (۸ × ۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۵۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد نصرت متخلص نصرتی ملک الشعراء
دربار علی عادل شاہ ثانی۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۷۶ھ
نصرتی دور عادل شاہی کا مشہور شاعر تھا۔ اس کے حالات منظوم افسانہ گلشن عشق میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

حمد اول ہے خدا کا کہ جنے روز ازل
دیا ہے ہمت مرداں کوں جو توفیق سوبل
رکھا اس نامہ نامی کا علی نامہ ناؤں
تا جنم جک یو زبانی کی کلی ہوئی منگل
مرا نا سری اوس سکت دار کوں
کہ آدھار ہے آں ترا دھار کوں
سکندر کوں دارا پہ جن جس دیا
ادک کج تے ششر کی ہمت کس دیا

اس مثنوی میں علی عادل شاہ کے حالات و کارنامے دکھنی میں نظم کئے گئے ہیں۔ قصائد بھی شامل ہیں۔ آخر سے یہ مثنوی ناقص ہے۔ یہ مثنوی سالار جنگ مرحوم کی قائم کردہ کمیٹی کے ذریعہ طبع ہو چکی ہے۔

اختتام:۔

جماعت تو دہر ناج تھا کام گار
کہ تھی اختیار اوس سوں کئی جیو کی بار
اینک دھار کاریاں میں تھا پیش دست
سلح پوش یک فوج تس مست ہست

(ناقص الآخر)

علی نامہ کے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ سنٹرل ریکارڈ آفس میں موجود ہیں۔ یورپ میں بھی اس کے نسخے ہیں۔

(۴۸۳) جنگ عالم علیخاں و نظام الملک

نمبر مثنوی شاملات (۸۵) سائز (۱۲ × ۶)
صفحہ (۳۱) سطر (۱۳) خط شکستہ
مصنف۔ غضنفر حسین غضنفر۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۳۶ھ

غضنفر حسین نام اور غضنفر تخلص اورنگ آباد کا شاعر تھا۔ عالم علی خاں کے متوسلوں میں شامل تھا۔ عالم علیخاں کے جنگ میں مارے جانے کے بعد یہ مثنوی لکھی اور اپنے چشم دید حالات۔ اس میں نظمائے ہیں۔ شاعر کی اخلاقی جرارت کی تعریف کرنی چاہئے کہ اس نے نظام الملک آصف جاہ اول کے زمانہ حکومت میں عالم علیخاں کی تعریف کی ہے۔ افسوس ہے شاعر کے حالات کہیں دستیاب نہیں ہوئے

آغاز

اول حمد حق کر بدل ابتدا
بخواں بعد نعت رسولِ خدا

کرم گستر لطف ہے کارساز
خداوند عالم ہے دانائے راز

گلستاں کیا آگ کوں بر خلیل
جہاں آفریں بر حق ہے رب الجلیل

اس مثنوی میں جنگ عالم علی خاں اور نظام الملک آصف جاہ کے حالات چشم دید لکھے گئے ہیں جو بمقام شکر کھیرہ ہوئی اور نظام الملک فتح یاب ہو کر دکن پر قبضہ کیا تھا اور حکومت آصفیہ کی بنیاد رکھی۔

اختتام:

خبردار اچھو تیں تو کملائے گا
حیاتی کی دم سوں نکل جائے گا

نہ حد کوں ہے راحت نہ خاطر کوں چین
کہا ہے یو قصہ غضنفر حسین

اس مثنوی کے بعد اس میں ایک طویل مخمس "منعم" تخلص شاعر کا ہے۔ جس میں ناصر جنگ کی شہادت کا حال لکھا گیا ہے۔ ایک اور نظم میں ٹیپو سلطان کی مدح کی گئی ہے نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کی مذمت ہے۔ اس کا مصنف احمد ہے مخمس نظم کا ایک بند درج ہے۔

گردش دوراں میں عالم ہیچو تاباں ہو گیا
کیا قیامت کا مگر اس روز ساماں ہو گیا
جو طرف میں غل اٹھا ہر ملک ویراں ہو گیا
حیف یارو یک بیک کیسا یو طوفاں ہو گیا
کربلا لشکر اوپر پہنچی کا میداں ہو گیا

ایک اور مرثیہ امام حسین کے متعلق ہے۔

پہلے صفحے پر کچھ کلام درج ہے۔ ایک شعر یہ ہے۔

ستر عورت کھول پھرتے ہیں فقیراں دربدر
صبر و قناعت ہور توکل .... ریاضت بھول کر

(۴۸۴) ترجمہ شاہ نامہ

نمبر تاریخ (۶-۱۴۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۷۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ خوش خط
مصنف - لالہ بھیم چند
تاریخ تصنیف ۱۲۰۷ھ کتابت ۱۲۱۶ھ

بھیم چند کے حالات کسی تذکرہ میں درج نہیں ہیں۔ مثنوی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ برہان شاہ والی (قلعہ دار) دیوگڈھ کا متوسل تھا۔ اس مثنوی کو ناگ پور میں ختم کیا ہے۔ برہان شاہ کے اجداد اکبری دور سے دیوگڈھ کے حکمراں تھے۔ بھیم چند نے اپنا کوئی تخلص نہیں لکھا ہے مثنوی میں ایک آدھ جگہ "بھیم چند" استعمال کیا ہے۔ اس مثنوی کو پانچ سال میں ختم کرنے کا ذکر کیا ہے

آغاز

خدا تجکو شاہی سزاوار ہے
صفت کو تیری کچھ نہ آکار ہے

ترا نام روشن زباں پر دھرے
تو با ھر و بہتر اجلا کرے

جو صادق ترے نام پر ہے مدام
تو ہے اس کنے رات دن صبح شام

جیسا کہ نام سے واضح ہے کہ یہ کتاب شاہ نامہ کا اردو ترجمہ ہے۔ پورا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اختصار کو کام میں لایا گیا ہے مثنوی میں پہلے حمد و نعت ہے اس کے بعد "التماس از فضلائے روزگار" کا عنوان ہے۔ پھر راجہ برہان کا عنوان ہے اس میں وہ اپنے قلعہ دار کی شجاعت، سخاوت

عدل اور انصاف کی تعریف کرتا ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون کا آغاز ہوا ہے۔

برہان کی مدح کے چند شعر یہ ہیں۔

ہے دیوگڑھ ملک ہند میں آشکار
وہاں کا جو والی ہے اسلام یار
عدل خو، خو ہیں بخت بلند
شکل زیچ ہے چاند سلطاں پسند
سمجھ کر کے برتر بزرگی و جاہ
اسم خفی بخشا ہے برہان شاہ
شجاع شیر افگن ہے عالم پناہ
ہے خوش وقت جسے رعیت سپاہ
عبادت، سخاوت، شجاعت شکار
جمع ہیں اسی شاہ میں آشکار
علم عاربی فارسی ہندوی
ہے از بر جسے دینی و دنیوی
شد آمد سے ۔۔۔ پرہکا ہے راج
ہے صاحب قراں اس زمانے میں آج
جو تھا جا ئب شاہ با فر و جاہ
کیا اس کو اکبر نے دیوگڈھ کا شاہ
خود ہی آن کر یہاں توجہ کیا
مراتب سبھی سلطنت کی دیا
رہا شاہ نے آن کر جس مکاں
سو دیوگرہ میں ہے سنگ اکبر نشاں

اپنے نام کی صراحت

کیا جو فردوسی طوس نے — اسی عہد لگ شاہ نامہ متے
کیا اسکو ہندی زباں ہم چند — ہے امید جو ہوئے عالم پسند

نفس مضمون کے چند شعر ملاحظہ ہوں فریدوں کا حال

فریدوں نے پاتخت ایراں پے جائے
کیا ملک ایران کو دولت سرائے
عدل سے کیا جا بجا انتظام
امن پا کے عالم ہوا شاد کام
وہ بیت المقدس کا گنجینہ دار
گیا بھاگ ضحاک کے پاس خوار
کہا اس نے اے شاہ عالی مقام
تیرا لٹ گیا تخت و دولت تمام
کسی ملک کا نوجواں تاجور
بمعہ فوج آیا ہے ایران پر
اول آں بیت المقدس کنار
ہوئی دھوم سیتے کیا کار زار
تیرے پہلواں دیو انساں مار
قتل کر دیا خاک پر دال خوار
کیانی جو تھا تخت او گنج زر
گیا لے کے ایران کو بے خطر
خبر سن کے ضحاک بد روزگار
چلا طرف ایران کے ہو کر تیار

اختتام۔ اس میں تاریخ تصنیف بھی شامل ہے

مجھے کچھ نہ لینا ہے کس کے کنے
مگر نام باقی رہے دور منے
ہجری کی تھی بارا سے اور سات
بنا پائے داستاں تھی کہن۔۔۔؟
برس پانچ کر کے مشقت تمام
شہر ناگ پور میں کیا اختتام

ترقیمہ :-

"کتاب ترجمہ شاہ نامہ تصنیف لالہ پیم چند کایستھ کاتب الحروف خود، بتاریخ نوزدھم ماہ ربیع الثانی ۱۲۱۴ھ زینت سطر یافت۔"

اس صراحت سے واضح ہے کہ یہ خود مصنف کا قلمی نسخہ ہے اس سے کتاب کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں شاہ نامہ کا ایک ترجمہ ہے جو مول چند کا کیا ہوا ہے۔ اس مول چند کے ترجمہ کا نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں بھی موجود ہے۔

(۴۸۵) مثنوی چہار باغ

نمبر کتاب (۱۷۱ ۳۳ جدید) سائز (۸ ۳/۴ × ۵ ۱/۲)
صفحہ (۱۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف ۱۲۱۳ھ

آغاز :-

"ایں مثنوی چہار باغ - باغ اول در بیان عنایت شدہ پالکی از حضور پر نور بہ محمد مکارم خاں

بعون الٰہی قلم کو تراش لکھا تازہ مضمون سخن کر تلاش
خدا جسکو چاہے کرے سرفراز تو نوبت بہ نوبت کرے کارساز

یہ مثنوی چار حصوں پر مشتمل ہے جو چہار باغ (تاریخی نام ۱۲۱۳ھ) سے موسوم ہے۔ نواب محمد مکارم خاں کی مدح میں ہے۔

باغ اول - در بیان عنایت شدن پالکی از حضور پُر نور بہ محمد مکارم خاں۔

باغ دوم - در بہاریہ و تعریف ممدوح (یعنے محمد مکارم خاں)

باغ سوم - در بیان سخاوت ممدوح و تعریف اسپ

باغ چہارم - در بیان شجاعت ممدوح و ختم مثنوی۔

مصنف کا تخلص آخر میں تھا مگر افسوس کہ آخری ورق نہیں ہے۔

اختتام :-

کہا میں نے سن ای حقیقت مآب
ہوا خضر کے لب سے میں کامیاب

تخلص ہے ....

(۴۸۶) تاریخ سری رنگ پٹن

نمبر تاریخ (۲۵۰۰) سائز (۹ × ۷) صفحہ (۱۵۶)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف قبل ۱۲۱۶ھ کتابت ۱۲۱۶ھ

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ البتہ یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ انگریزوں کے متوسل تھے۔

آغاز :-

"بعد از حمد کردگار کارساز و..... کہ خالق ہے جملہ مخلوقات جہاں کا اور رازق ہے۔ روزی دینے والا تمام روزی خواروں کیتیں۔ اور روشن کیا زمین کتیں۔ آفتاب اور آفتاب سوں اور رنگارنگ اوراق سپہر گرداں کیئے۔ ستاروں سے آپ و زینت دیا۔ اور نعت احمد مختار سید الابرار شفاعت کرنے والے روز شمار کے۔"

اس تاریخ میں اولاً کشن راج راجہ میسور کی حکومت کا حال لکھا ہے۔ اس کے بعد حیدر علی اور ٹیپو سلطان کا ذکر ہے۔ ٹیپو سلطان کی شہادت پر کتاب ختم ہوتی ہے حیدر نامہ اور بہادر نامہ نام سے دو اور میسور کی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ ان دونوں سے یہ جداگانہ ہے۔

اختتام:-

"عدل و انصاف انگریز کے بہوت لوگ آرام سے
بے فکر اپنی اپنی جگہ پر گذران کرتے ہیں۔ درمیان
اس کتاب کے کیفیت راجہ تخت سری رنگ پٹن کہی
اور کیفیت نواب حیدر علی خاں بہادر اور کیفیت
حضرت سلطان شہید کے لکھے گئے ہیں۔"

ترقیمہ

"تمام شد۔ کمتر خاکسار حیدر آغا ڈریل نایک کے
ہاتھ سے واسطے ماموصاحب کے سنہ ۱۲۱۶ ہجری
بتاریخ رجب المرجب دشنبہ تمام کیا ہوں معلوم ہوئے"

(۴۸۷) کیفیت اسمائے راجایاں بادشاہان دھلی

نمبر تاریخ (۲۷۳۷) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۸۹)
سطر (۱۱ تا ۱۳) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۷ھ کتابت ۱۲۱۷ھ
اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم ہوا اور نہ انکے حالات

آغاز:-

"کیفیت و بادشاہان ہند
اسم نویسی بادشاہان اندرپرست عرف دلی
بعد از پانڈو ہا بیکہ مسلط شدند۔
بعد پانڈو ہائے تومیکہ تخت کے بیٹھے توم
توم تھا تعداد اوںہوں کی سلطنت تیں سو چھبیس برس
چھ مہینے اٹھارہ دن مدت میں سولہ آدمی ہوئے تھے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس کتاب میں راجگان
ہند اور مسلمان سلاطین ہند کے نام درج ہیں۔ تومر
کے بعد چوہان پھر غوری اور مغل بادشاہوں کے اسماء
کی صراحت کی گئی ہے۔ اکبر شاہ ثانی پر اس کو ختم
کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شاہ جہاں آباد (دہلی) کے بنانے
کی صراحت کی گئی ہے۔ پھر صوبہ جات ہند کا مختصر
تذکرہ معہ آمدنی کے بتایا گیا ہے۔ بعض مقامات کے
فاصلے اور بعض مقام کے نرخ اجناس کو بھی درج کیا ہے

اختتام:-

پارچہ

۱۶ اشرین	ورسرین	۱۶ اشتر	۱۶ اگرہ
سیرمیں	ایک پہر	ایک گر	یک درعہ

ترقیمہ:-

"پانزدھم شہر صفر المظفر سنہ ۱۲۱۷ھ بروز شنبہ
بوقت سہ پہر باتمام رسید۔ بدست میر ہاشم علی الحسینی"

(۴۸۸) حسن و اختلاط
(واقعات خرابی مرشد آباد)

نمبر تاریخ (۲۸۵۵) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۵۲)
سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید ابوالقاسم سبزواری
تاریخ تصنیف ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء کتابت ۱۸۰۳ء

مصنف کے متعلق تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہوئے
صرف اس قدر واضح ہوتا ہے کہ ان کا خاندان ایران
سے آکر ہندوستان میں بس گیا۔ اور مصنف کلکتہ میں
مقیم تھا۔ ملازمت کی خاطر یہ کتاب لکھی ہے۔

آغاز:-

"کبھو پچ تم نے بھی اوس کی حمد پر کمر باندھی ہے کہ
جس کی کنہ ذات کی دریافت میں پیغمبر عاجز ہیں۔
خدا کے واسطے ذرا ادھر تو دیکھو کہ ادراک محمد میں
یہاں کسقدر قاصر ہے کہ وہ فرماتے ہیں ما عرفناك
حق معرفتك یعنے میں نہ سمجھا وہ کہ حق ہے سمجھنے کا"

یہ مرشد آباد کی تباہی کی "مختصر تاریخ" ہے اور اس کے تباہی کا حال قلمبند کیا ہے۔ اپنے چشم دید حالات کو بطور افسانہ لکھا ہے۔

کتاب کے آخر میں گورنر جنرل لارڈ مارنگ ٹن سے جو استدعا کی ہے اس کا مختصر اقتباس یہ ہے

"اب تو اس توقع پر مکی لگائے ہوئے ہیں کہ خلیفہ وقت امیر بیدار بخت لایق تاج وقابل تخت جود و کرم کا دریا شجاعت و مروت میں یکتا بے نظیر خصلتوں میں بادشاہ تدبیروں میں وزیر نواب معلی القاب فلک جناب ظفر رکاب مارکوئیس ولزلی گورنر جنرل لارڈ مارنگ ٹن بہادر کی اگر ایک نظر کیمیا اثر ہم بے پرو خاک بسوئی کے اوپر پڑ جائے اور اس کی دریا دلی کی تموج میں ہم سب کا بیڑا پار ہو جاوے۔"

اختتام:-

"اور اللہ تعالی کی جناب میں صبح و شام یہی عرض کرتے ہیں کہ اپنے اس امیر کو مثل آفتاب کے منور و مظفر رکھ خدایا، دعا میری تو کر قبول بحق محمد و آل رسول مارکوس ولزلی بہادر گورنر جنرل کے عہد میں یہ کہانی موسوم "حسن واختلاط" اٹھارہ سو تین سال انگریزی چوتھی مئی کے دن چشم بد دور کلکتہ میں حسن انجام کو پہونچی الخیر فی ما وقع کتبہ سید ناصر علی عفی اللہ عنہ"

اس کتاب کی تاریخ کتابت سے واضح ہے کہ اسی سال لکھی گئی ہے جس سال کے کتاب کی تصنیف ہوئی ہے اس لئے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

اس کتاب کا ایک مخطوطہ نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۴۸۹) آرائش محفل
(تاریخ راجگان ہند)

نمبر تاریخ (۵۵۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۹۵)
سطر (۱۵) خط شکستہ

مصنف - میر شیر علی افسوس
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۱ھ

مصنف کے حالات اوراق گزشتہ میں درج کردیئے گئے ہیں۔

آغاز:-

"ہندی میں تاریخوں کی کتابوں سے خصوصاً مہابھارت سے کہ بڑی تاریخ اور بہت معتبر ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت ہندوستان کی آغاز آفرینش پانڈوں اور کوروں کے خاندان میں ہوتی آئی ہے۔ ملک کے ابا و اجداد تے لئے ہیں اور جا بجا عمل کئے ہیں۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ ہندوستان کے راجوں کی تاریخ ہے جو مسلمانوں کے آنے سے پہلے ہندوستان میں حکمران تھے۔

دراصل یہ منشی سبحان رائے کی فارسی تاریخ موسومہ "خلاصۃ التواریخ" کا اردو ترجمہ ہے جسکو افسوس نے آرائش محفل کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔

اختتام:-

"ہر عاقل کو لازم ہے کہ مال و دولت کو اپنا نجانے اور حیات مستعار پر نہ بھولے اور دولت ناپایدار پر نہ پھولے"۔ اس کے بعد ایک نظم ہے پہلا اور آخر شعر درج کیا جاتا ہے

پاؤں جس نے تخت شاہی پر دھرا
آخرش تختے پہ وہ ساکن ہوا

آخری شعر

رقم زد سال تاریخش برائے یادگار اسلم

بحمد اللہ بہ تکمیل آمدہ آرائش اول

اشعار کے بعد حسب ذیل عبارت درج ہے

"در ہندوستانی چھاپے خانہ شہر کلکتہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری مطابق سن اٹھارہ سو اسی عیسوی میں نقل کتاب درگاہ پرشاد المتخلص بہ .... مطابق نقل کتاب لکھنے میں آیا سو یہ ہے نقل کتاب میجر ناکر صاحب بہادر۔ مرقوم چہارم ربیع الثانی روز شنبہ سنہ ۱۲۵ھ"۔ کاتب نے ہجری سنہ اور عیسوی سنہ کی جو صراحت کی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ سنہ ۱۲۲۳ھ میں ۱۸۰۸ء ہونا چاہیئے۔

آرائش محفل کلکتہ سے ۱۸۰۸ء میں شائع ہوئی ہے اسکے بعد لکھنؤ اور لاہور سے بھی زمانہ مابعد میں شایع ہوئی۔ کتبخانہ کے اس مخطوطہ پر "علی جواد خاں" کی ایک مہر ابتدا میں اور ایک مہر آخر پر ثبت ہے

(۴۹۰) ترجمہ تاریخ فیروز شاہی

نمبر تاریخ (۱۷) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۸۳)

سطر متن (۱۳) حاشیہ (۳۱)

مصنف ۔ وارث علی شاہ

تاریخ ترجمہ مابعد سنہ ۱۲۲۰ھ

وارث علی شاہ، شاہ جہاں آباد (دہلی) کے باشندہ تھے۔ عربی فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ تاریخ سے شغف تھا۔ اس شغف کے مدنظر اونہوں نے فارسی کی مشہور تاریخ فیروز شاہی کا ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

"حمد بیحد و سپاس لا تعد باغبانے را کہ این بوستان ہمیشہ بہار را گلہائے بوقلموں و نونہالان گوناگوں بہ بہاری قدرت کاملہ خوشش سرسبز نمودہ ......"

مختصر فارسی حمد کے بعد اردو عبارت شروع ہوئی ہے جو یہ ہے۔

"مصنف اس تواریخ کا مثل شمس سراج عفیف اور ضیاء الدین برنی کہ ہمعصر سلطان فیروز تھے اور نظام الدین بخشی گجراتی صاحب طبقات اکبری معروف تاریخ نظامی اور محمد قاسم المعروف بہ فرشتہ۔ جو غیر عصر فیروز تھے اونہوں نے یوں لکھا ہے"۔

تاریخ فیروز شاہی جو سلطان فیروز تغلق کے عہد کی مشہور و معروف اور معتبر تاریخ ہند قرار دی گئی ہے اور خود سلطان فیروز کے عہد میں لکھی گئی ہے اس کا یہ اردو ترجمہ ہے جو فارسی سے کیا گیا ہے۔

کتاب کا دیباچہ مترجم نے فارسی میں لکھا ہے اور نفس مضمون کو اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

دیباچہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی انگریز افسر سر ہنری کپتان لوئیس کے حکم سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے چنانچہ اس خصوص میں مترجم نے جو صراحت کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"و از نسیم انفاس عنبر آمیزش مشام گیتی عطر آگیں فروغ خاندان عالی شان چراغ دودمان سنجرت نشان انگلستان سر ہنری کپتان لوئیس صاحب بہادر دام اللہ اقبالہٗ زبان فیض بنیان ارشاد والا رفت کہ تاریخ فیروز شاہی من تصنیف شمس سراج عفیف وغیرہ کہ بزبان فارسی اند۔ خلاصہ آں بزبان اردو عام فہم ترتیب دادہ آید"

اختتام:۔ "المقصود سلطان فیروز نے روز بشارت

حضرت سپہ سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ اور نصیحت علماء اور فضلا وغیرہ کے سوائے حکم شرع شریف کے اور کوئی آئین جاری نہ کیا۔" آخر پر ایک فارسی رباعی درج ہے

زانکو نہ بگیرد عدل محکم کبز مرغ نماید بار پر کم
کا فرز مہابت شہ نگاہ نگرفتہ گہے بملک شہ راہ

(۴۹۱) عمدۃ التواریخ

نمبر تاریخ (۱۱۳۳) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۳۰۶) سطر (۱۹) خط شکستہ۔ مصنف۔ رتن لال تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

رتن لال نام اور مست تخلص تھا۔ کالیستھ قوم کے فرد تھے۔ ان کا خاندان شمالی ہند میں "بہارا" کا متوطن تھا رتن لال کے دادا تیج رائے جنوبی ہند میں آرکاٹ آکر والاجاہ رئیس ارکاٹ کے ملازم ہوئے اور یہاں ہی ان کا انتقال ہوا، تیج رائے کے فرزند چنالال تھے جو اپنے باپ کے انتقال کے وقت صرف چودہ سال کے کم سن لڑکے تھے۔ نظام اور حیدر علی (میسور) کی لڑائی کے بعد وہ حیدر آباد آکر بس گئے۔ اولاً راجہ تیج ونت بہادر کے ملازم ہوئے اور ان کے توسط سے دربار آصفجاہی میں پیش ہوئے۔ رائے کا خطاب ملا۔ منصب سے سرفراز ہوئے۔

تیج ونت کے رزم و بزم میں چنالال شریک رہا کرتا کچھ عرصہ کے بعد راجہ تیج ونت پر ارسطو جاہ مدار المہام دولت آصفیہ کا عتاب ہوا۔ اور ان کے متعلقہ سررشتے دوسروں کو دیدیئے گئے۔ اب چنالال راجہ چندولال کی سرکار سے متوسل ہوگئے اور چودہ پندرہ سال تک ان کے متوسل بنے رہے۔ جب مہاراجہ چندولال کا انتقال ہوگیا۔ چنالال کی جاگیر بھی ضبط ہوگئی۔ صرف منصب باقی رہا۔ اس منصب سے رتن لال اور ان کے بھائی پرورش پاتے رہے۔

رتن لال کو شروع سے علم کا شوق و رغبت تھی، اس زمانے کے مشہور صاحب علم صوفی شاعر حضرت شمس الدین فیض سے رتن لال نے استفادہ کیا اور شاعری میں بھی فیض سے مستفید ہوئے فیض کو شمس الامرا امیر پائیگاہ سے تعلق تھا۔ رتن لال بھی اب امیر پائیگاہ شمس الامراء کی سرکار کے ملازم ہوگئے اور کچھ عرصہ کے بعد فرید الدین آفاق کے توسط سے شمس الامراء کے دربار میں پیش ہوئے۔ چونکہ شمس الامراء جوہر قابل کے قدرداں تھے۔ رتن لال پر عنایت امیرانہ مبذول ہوگئے۔ اور شمس الامراء کے حکم سے آپ کے فرزند عمدۃ الملک کی کتاب "رفیع البصر" کو صاف کیا اور پھر شمس الامراء کے دار الترجمہ میں مترجم کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ عمدۃ الملک کی کتاب رفیع البصر جو فارسی میں تھی اس کا خلاصہ اردو میں کرکے اس کا نام "منتخب البصر" رکھا اور زیر بحث تاریخ مرتب کی۔ ۱۲۶۸ھ میں جبکہ یہ تاریخ مرتب ہوئی ہے اس وقت رتن لال کا سن (۴۶) سال کا تھا اس لئے ان کی پیدائش ۱۲۲۲ھ میں قرار دی جانی چاہیے افسوس ہے مرنے کا صحیح سنہ معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز: قابل حمد وہ خالق ہے کہ جس نے تمام کائنات کو مطمورہ عام سے جلوہ خانہ ہستی میں لایا اور سطح افلاک کو ثوابت اور سیار لاانحصار سے کس خوبی سے آرائش دی اسکی صنعت بالغہ کی دریافت کو عقل محیط نہیں ہوسکتی"

اس تاریخ کو رتن لال نے اپنے مربی اور محسن عمدۃ الملک کے خطاب کے لحاظ سے "عمدۃ التواریخ"

سے موسوم کیا ہے یہ ہندوستان اور دکن کی مختصر تاریخ ہے جس میں اولاً راجگان ہند کا حال اور اس کے بعد مسلمان سلاطین ہند کا تذکرہ ہے۔ اس کو مولف نے فارسی اور انگریزی تاریخوں سے مدد لے کر مرتب کیا ہے۔ جن کتابوں سے مولف نے مدد لی ہے ان کے نام بھی درج کر دیئے ہیں جس سے اس تاریخ کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے تاریخ کو چند ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ آغاز تو راجگان ہند سے ہوا ہے اور اختتام لارڈ ڈلہوزی کے حال پر کیا ہے۔ آخر پر ایک تختہ بھی شامل ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ انگریز کس سنہ میں کس ملک پر قابض ہوئے۔

کتاب میں ہندوستان کے مشہور الماس (ہیرو ں) کا ذکر ہے۔ خصوصیت سے "کوہ نور" کا حال صراحت سے لکھا ہے۔

اختتام:۔

"اور ایک تیسرا الماس بھی اس دار الریاست حیدرآباد دکن میں راجہ چندو لال مہاراجہ پیشکار سرکار کے عہد میں ہاتھ آیا جس کا وزن ہندی (۳۴۰) رتی اور قیمت اس کی اب (۹۰) لاکھ روپیے تشخیص ہوئی ہے مگر یہ تراشیدہ ناتراشیدہ ہے جسکی کیفیت اور احوال خاندان آصفیہ میں لکھے گئے ہیں۔"

ترقیمہ:۔

"بموجب فرمایش مہاراجہ رتن لال جیو اور بصواب سے گل مرزا صاحب کے یہ غلام سرور چند جز کتاب عمدۃ التواریخ کے موافق حوصلہ ناقص ساتھ خط خام ازراہ اجوری کے لکھے ہیں با تمام کو پہونچے۔ اللہ تعالیٰ اسے .... مدد .... صرف غریب پرور کہ لازمہ صاحبان فطرتوں کا ہے اس سبب سے عنایات و توجہ فرما کے لکھوائے اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فیض سے تندرست رکھ اور مقصد اون کے دل کے برلا۔ آمین یارب العالمین۔ بتاریخ بست و دوم ماہ رجب ۱۲۷۵ھ"

یہ تاریخ طبع ہو چکی ہے۔ مگر اب نایاب ہے مطبوعہ نسخے کتب خانہ سالار جنگ وغیرہ میں موجود ہیں۔

(۴۹۲) عمدۃ التواریخ (دوسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۲۳۷) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۲۶۲) سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق

آغاز:۔

"قابل حمد وہ خالق ہے کہ جس نے تمام کائنات مسطورہ عدم سے جلوہ گاہ ہستی میں لایا۔"

اختتام:۔

"یہ رسالہ کا انجام اس رئیس نامدار پر ختم پایا اللہ اس رئیس کو .... کرے کس واسطے کہ بہت نیک باطن اور پرورش فرماتے۔ حیات اور زماں تھا۔"

(۴۹۳) ترجمہ سکندر نامہ

نمبر کتاب (۲۳-۱ جدید) سائز (۱۳½×۸½ انچ) صفحہ (۲۳۸) سطر (۲۲) خط۔ نستعلیق۔

مترجم کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

خدایا جہاں بادشاہی تراست — زما خدمت آید خدائی تراست

ترجمہ: اے صاحب جہاں کی بادشاہت تیری ہے — ہمارے سے بندگی آوے اور خدا جی تیرے ہی

سکندر نامہ فارسی مصنفہ حضرت نظامی گنجوی کا کسی نے اردو میں بین السطور ترجمہ کیا ہے۔ یعنے اصل فارسی شعر کے نیچے نثر میں لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن مترجم کا نام نہیں ہے۔ سرلوح پر کسی نے یہ تحریر کیا ہے:۔

"کتاب حسب فرمائش میر بیدار علیخاں خلف مسیح الدولہ مرحوم است۔ سکندر نامہ معہ ترجمہ ہندی"۔

اختتام :-

دو بمجلس کہ جاں پرور ہوش باد   ترجمہ   مرا شربت شاہ را نوش باد

ساتھ محفل میں کہ جان پرور ہوش ہووے   مجکو شربت بادشاہ کو نوش ہووے

ترقیمہ ایں نسخہ حسب فرمائش میر بیدار علیخاں مانند تحفۃ العراقین کہ عرق ریزی او در عراق است و بس سکندر بے نظیرش اختتام در شہر رمضان شریف بتاریخ بست و سوم شہر مذکور سنہ ۱۲۹۶ھ بفضل اللہ تعالیٰ یافتہ چہرۂ ظہور افروخت"۔ اس کے نیچے کاتب کی دستخط طغرائی شکل میں ہے۔ نام پڑھا نہیں جاتا۔

آغاز صفحہ پر یہ عبارت ہے۔

"سکندر نامہ بحری میر بیدار علی خاں برائے ترجمہ کنانند بود   بندۂ ہاشم"

(۴۹۴) ترجمہ سکندر نامہ

نمبر کتاب (۲۳-۱۰ جدید) سائز (۱۱½ × ۷½ انچ

صفحہ (۱۷۸) سطر (۳۰) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت سنہ ۱۲۹۷ھ

آغاز

خرد ہر کجا گنجے آرد پدید   ترجمہ   بنام خدا ساز د آنرا کلید

عقل جی چاہے کہ خزانہ یک ظاہر لاوے   خدا کے نام سے اسکو کونجی بناوے

سکندر نامہ بحری مصنفہ حضرت نظام گنجوی کا کسی نے اردو میں بین السطور ترجمہ کیا ہے۔ اصل فارسی شعر لکھ کر اس کے نیچے لفظی اردو ترجمہ کیا ہے۔ میر بیدار علیخاں کی فرمائش پر ترجمہ ہوا ہے۔ مترجم کا نام وغیرہ کہیں نہیں لکھا ہے۔

اختتام :-

فلک را بحکمش گرانندہ دار   بدہ داد و دیں را پایندہ دار

فلک کو حکمش سے گرانیدہ رکھ   ترجمہ   وہ او رداد از وے سر امیدہ رکھ

ترقیمہ :-

"کتاب سکندر نامہ بحری میر بیدار علیخاں بہادر دام اقبالہٗ بتاریخ ۶ محرم الحرام سنہ ۱۲۹۷ھ بروز ہفتہ بوقت سہ پہر برابر غروب شدن آفتاب تمام شد"

"حسب فرمائش میر بیدار علی خاں صاحب دام اقبالہٗ کتاب سکندر نامہ ثانی بقلم شیخ نظام الدین شاہ قادری از زیب تحریر مزین گشت"۔

(۴۹۵) گلدستہ ہند

نمبر تاریخ (۷۵۷) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۳۲)

سطر (۸ تا ۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سید تاج الدین۔

تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۶۸ھ کتابت سنہ ۱۲۸۵ھ

سید تاج الدین مدراس کے متوطن تھے۔ عربی، فارسی کے ساتھ انگریزی سے بھی واقف تھے، انگریزوں کو اردو تعلیم دیا کرتے۔ مدراس کے جامع الاخبار سے تعلق تھا۔

آغاز :-

"حمد بیحد اس شہنشاہ حقیقی کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنے قدرت کاملہ سے عرصۂ زمین پر انواع و اقسام کے خلقت پیدا کر کے واسطے نظم و نسق دنیا کے اور انتظام اور خلایق کے بادشاہان الوالعزم کو کارخانہ عدم سے ساحت ہستی میں لاکر مخلوقات کو ان کا تابع کیا"۔

یہ ہندوستان کی مختصر تاریخ ہے جس کو مولف نے موسو طلبہ کی اعانت سے بعض انگریزی اور فارسی تاریخوں سے مرتب کیا ہے۔ اس تاریخ میں چار فصل ہیں سامانی خاندان سے ابتدا کی گئی ہے۔ سلطان محمود کے حال تک

اس میں مختصراً تذکرہ ہے۔ دوسری فصل میں سلطان مسعود فرزند محمود سے لے کر سلاطین دہلی خاندان غلاماں تک شامل ہیں۔ تیسری فصل میں دہلی کے پٹھان بادشاہو کا حال لکھا ہے اور چوتھی فصل میں مغل بادشاہوں کا حال ہے۔ اس میں انگریزی حکومت کا حال بھی آگیا ہے لارڈ لیک کے بیان پر تاریخ کا اختتام ہوا ہے۔

اختتام :۔

"جب شاہ عالم اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنی دولت کو انگریزی سرکار کے سپرد کیا اور لارڈ لیک صاحب بہادر کتیں اپنی خوشی سے شمشیر الملک کا خطاب دیا اور جب سے اب تک عالم شاہ کی آل اولاد احفاد وغیرہ چین و آرام سے کھاپی کر بے فکر ہیں اور سرکار انگریزی کے حق میں دوام دولت چاہتے ہیں"

ترقیمہ :۔

"یہ کتاب بموجب فرمانے جناب پیرومرشد قبلہ برحق حاجی الحرمین شریفین و البغدادی حضرت سید شاہ مرتضیٰ قادری مدظلہ جاگیردار من مٹی سجادہ نشین درگاہ قصبہ ہنما گرہ بتاریخ پچیسویں ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری ہوئی۔ فدوی ایر اصغر علی قاضی تعلقہ گنگاوتی نے لکھا۔ روز پنجشنبہ کے فضل الٰہی سے بمت تمام ہوئی بخیر و عافیت"

اس کتاب کا ایک دیباچہ بھی ہے اس میں اس امر کی صراحت ہے کہ ۱۲۶۰ھ ہجری میں منشی غلام دستگیر نے مدارس کے مطبع جامع الاخبار میں اسکو طبع کیا تھا۔ چنانچہ مختصر اقتباس درج ہے۔

"پانچویں پلٹن کے لفٹنٹ مولسورتھ صاحب بہادر نے منشی تاج الدین صاحب کی اعانت سے بمقام گتی میں متفرق تاریخ انگریزی و فارسی سے بادشاہان ہند کا حال اس ملک کے ساکنوں کو صاف معلوم ہونے کے لئے کرناٹکی محاوروں میں ترجمہ کرکے نام اس کا گلدستہ ہند رکھے اور مدراس کو آتے وقت منشی غلام دستگیر صاحب والد ملک حسین خاں صاحب دکھنی بارہ ہزاراں کے اصلاح سے یہاں کے خاص و عام کو میسر ہونے کے واسطے مطبع جامع الاخبار میں چھپوائے امید یہ ہے کہ اہل عوام فن کے نظر سے خطا و سہو پر پڑے تو دست اصلاح سے آراستگی دیدیا" ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۱ء

(۴۹۶) تاریخ رشید الدین خانی

نمبر تاریخ (۱۳۸۶/۱) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۶۱۴)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف ۔ غلام امام خاں ۔ ہجر تخلص
تاریخ تصنیف آغاز ۱۲۶۹ھ

غلام امام خاں کا حال صفحات گزشتہ میں لکھدیا گیا ہے۔ یہ ان کی مشہور تالیف ہے۔ اسکو ۱۲۶۹ھ میں آغاز کیا اور ۱۲۷۳ھ میں مکمل ہوئی ہے کتاب میں اولاً فہرست مضامین ہے۔

اس کتاب کا دیباچہ شمالی ہند کے ایک بزرگ سید محمد حسین اغلب موہانی نے قلمبند کیا ہے اور اسی سے کتاب آغاز ہوتی ہے۔

آغاز :۔

یہ کتاب مسمیٰ رشید الدین خانی ۔ ایک بسیط اور مکمل اور نہایت مستند اور معتبر تاریخ شاہان ہند اور دکن ہے جس کو مولوی غلام امام خاں ہجر تخلص نے مورخانہ اور عالمانہ تحقیقات سے تالیف و

تصنیف کیا تھا۔"

غلام امام خاں کا آغاز

"حمد اوس خدائے برحق کو زیبا ہے جس نے انتظام و اہتمام مملکت حقیقی کا حکام دین مبین اور انبیا مرسلین اور اولیا راشدین کو مرحمت کیا اور نظم و نسق دنیا کا بادشاہ کیا۔"

تاریخ رشید الدین خانی کو عام طور سے تاریخ دکن میں شمار کرتے ہیں مگر دراصل یہ ہندوستان کی تاریخ ہے یہ تاریخ کئی فصل میں تقسیم کی گئی ہے اور پھر ہر فصل چند شعبوں میں منقسم ہے۔ پہلی فصل میں بارہ شعبے ہیں۔ ان میں قدیم ہندو راجاؤں کا حال، لکھا گیا ہے۔ دوسری فصل میں پندرہ باب ہیں ان میں بھی راجگان ہند کا حال ہے جو زمانہ ما بعد میں ہوئے ہیں۔ تیسری فصل دس باب میں منقسم ہے۔ مسلمان سلاطین ہند کا حال ہے۔ خاندان غزنوی سے لے کر مغلیہ خاندان تک اس میں آگیا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کے حال پر باب ختم ہوتا ہے۔ چوتھی فصل میں آٹھ شعبے یا آٹھ باب ہیں۔ اس فصل کو دکن کی تاریخ پر مختص کردیا گیا ہے۔ بہمنی خاندان سے آغاز ہے پھر عادل شاہی۔ قطب شاہی۔ برید شاہی عماد شاہی نظام شاہی کے بعد خاندان آصفیہ کا تذکرہ ہے آصفجاہ اول سے آصف جاہ رابع ناصر الدولہ کے انتقال تک اس میں حال درج ہے۔ اس کے بعد کی فصلوں میں دکن کے بعض مشہور قلعوں، مشہور مقامات، آثار قدیمہ اس کے بعد مشہور ہستیوں کا حال درج ہے۔ اس کے بعد بعض شہروں کا حال ہے اور اسی پر کتاب ختم ہوتی ہے۔ لیکن اصل کتاب کے اختتام کے بعد ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے حالات اور ان کی جنگوں کی صراحت کی گئی ہے۔

اس طرح یہ تاریخ ہمہ گیر ہے جس میں ہندوستان اور دکن کے نہ صرف حکومتوں بلکہ دوسری باتوں کا بھی تذکرہ آگیا ہے۔

تاریخ رشید الدین خانی کو غلام امام خاں نے لکھ کر شمالی ہند کی اردو کے مطابق کرنے کے لئے اغلب موہانی سے مدد لی ہے۔ چنانچہ یہ نسخہ اغلب موہانی کا مصححہ ہے اس لئے اہمیت رکھتا ہے۔

اختتام:۔

"تاریخ وفات غرہ تیرماہ الہٰی ۱۲۶۶ھ فصلی مطابق بائیس رمضان ۱۲۷۳ھ اور مکان رحلت دار الریاست حیدر آباد مرقد مکہ مسجد بائیں طرف غفران تاب کے اور لقب بعد وفات غفراں منزل ہوا۔"

واضح ہو کہ خاندان آصفیہ کے فرماں رواؤں کو انتقال کے بعد ایک خاص لقب دیا جاتا تھا جس سے وہ عام طور سے سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں مخاطب کئے جاتے تھے۔

تاریخ رشید الدین خانی طبع ہوگئی ہے اور اس کے قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے

(۴۹۷) جلد دوم تاریخ رشید الدین خانی

نمبر تاریخ (۱۳۸۶/۲) سائز (۱۵+۹) صفحہ (۷۷۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"سال اول جلوس میمنت مانوس۔ ۱۲۷۳ھ ہجری کے ماہ رمضان المبارک میں شب

بست دوم مطابق ہفت دہم مئی ۱۸۵۷ء شب
یکشنبہ کو بہر رات گئے۔ جبکہ آپ (زمانۂ ولی عہدی)
حسب دستور پرانی حویلی میں مثل ابا و اکرم اور بزرگان
عظام جلوہ افروز تھے۔"

یہ رشید الدین خانی کی دوسری جلد ہے جس میں
افضل الدولہ کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

" اور اب کہ آغاز ۱۲۷۰ھ اور شروع ۱۸۵۴ء ہے
پس اس سال میں قریب مدت ٹھیکہ کی تمام ہونے
والی ہے۔ چنانچہ صدر میں تحریر عہد نامہ جدید کی
ہو رہی ہے۔ سو اس کے بہت سی حکومتیں نئی ہوئی
ہیں اور راقم کتاب ہذا ابھی اسی سال کتاب کو
ختم کر دیا ہے۔"

(۴۹۸) تاریخ رشید الدین خانی

دوسرا نسخہ۔ جلد اول

نمبر تاریخ (۲۳۷۱) سائز (۹×۷) صفحہ (۴۲۱)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ ناقص الاول

فہرست تو موجود ہے۔ مگر آغاز عبارت کا صفحہ
ناقص ہے۔

آغاز:۔

....." ولا عوام کمال دہر ہوا.......
کمال دہر ہوا ختم نوع انسان پر ہے" اس میں ذات
محمد کی سب سے افضل تر.........
کیا جو فکر تو معلوم یوں ہوئے ہجر
سوائے خالق اکبر وہ سب سے ہے اکبر"

اگرچہ تاریخ رشید الدین خانی ایک ہی کتاب ہے
گر اس مجلد میں اس کے دو حصے کر کے ان کو علیحدہ
علیحدہ مجلد کیا گیا ہے۔ اس مجلد میں آغاز سے لے کر
خاندان بہمنی کے اختتام تک شامل ہے۔

اختتام:۔

" مدت سلطنت اوس کی مجہول اور وہ حساب
سے خارج برتقدیر (۱۷) آدمی مرقوم الصدر خاندان
حسن بہمنی کے جملہ (۱۸۲) برس تک مملکت دکن
میں سلطنت کی۔"

ترقیمہ:۔

" بخط محمد تقی بتاریخ ہیجدہم شہر جمادی الاول
۱۲۶۹ھ اتمام یافت۔"

اس نسخہ میں بہمنی حکومت تک کا حال درج ہے۔

(۴۹۹) تاریخ رشید الدین خانی

(دوسری جلد)

نمبر تاریخ (۲۳۷۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۲۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

یہ دوسری جلد ہے جو خاندان نظام شاہی احمد نگر
کے حالات سے شروع ہوتی ہے۔

آغاز

" دوسرا تذکرہ نظام شاہوں کا بیان۔
احمد نظام شاہ بحری کا بیان۔ احمد نظام شاہ
بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک ہے اور ملک نائب
اولاد میں وبیجانگر کے برہمنوں سے تھا نام اصل
اس کا تیماپٹ تھا۔

یہ دوسری جلد یعنی علیحدہ مجلد ہے

اختتام:۔

صوبہ بیجاپور — ۱۸ سرکار
صوبہ فرخندہ بنیاد — ۲۲ سرکار

آمدنی	آمدنی
معہ کرور	معہ کرور
للعجےؔ للہ	معہ للعہ للہ
رلعہ الہکے موسہ	معہ صہ صمامہ ۹۰

یہ نسخہ مولف کا تصحیح کردہ ہے۔

(۵۰۰) تاریخ رشید الدین خانی
(تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳؍۲۵ جدید) سائز (۱۲ × ۷½ انچ)

صفحہ (۱۳۷) سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

تاریخ کتابت سنہ ۱۲۸۰ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

"الحمد للہ کہ اس نے اہتمام مملکت عقبیٰ کا حکام دین مبین انبیاء مرسلین اور اوصیای راشدین کو عنایت کیا ہے۔ الخ"

اختتام:۔

"بایصال تحایف موالات مسرور دارند زیادہ چہ نوشتہ شود ۔ ۔ ۔ تالیف ۔ ۔ ۔ محمد غلام امام خاں حیدرآبادی"

ترقیمہ:۔

قد فرغت من ہذا الکتاب فی التاریخ بست و ہشتم ماہ شوال المکرم سنہ ۱۲۸۰ ہجری۔

(۵۰۱) تاریخ رشید الدین خانی
(چوتھا نسخہ)

نمبر تاریخ (۴؍۲۵) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ ۲۶۶

سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔ خوش خط

کتابت سنہ ۱۲۷۵ھ

آغاز:۔

"الحمد للہ کہ اس نے اہتمام مملکت عقبیٰ کا حکام دین مبین انبیاء مرسلین اور اولیاء راشدین کو عنایت کیا۔"

اختتام (فارسی)

"از مجالست و موانست بہادر موصوف مسرور و محظوظ ایم پیوستہ خواہاں، خیریتہا، دانستہ بایصال تحایف موالات مسرور دارند زیادہ چہ نوشتہ شود"

ترقیمہ:۔

"انتہا الکتاب بعون الملک الوہاب وہوا علم الصواب تمام شد۔ تاریخ رشید الدین خانی بتاریخ غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۵ھ کاتب الحروف حاجی محمد تقی"

اس نسخہ کو غلام امام خاں نے امیر پائیگاہ نواب فخر الدین خاں کے خاص کتب خانہ کے لئے لکھوایا ہے اور ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۵ھ کو یہ نسخہ داخل کتب خانہ ہوا ہے۔

(۵۰۲) تاریخ اقتداریہ (جلد اول)

نمبر (۶۸ جدید) سائز (۱۵×۹) صفحہ (۶۸۷)

سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق خوش خط مطلا۔

مصنف۔ اقتدار الدولہ

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳) کتابت سنہ ۱۲۸۰ھ

مہدی علی خاں نام۔ اقتدار الدولہ محتشم الملک ضیغم جنگ خطاب اور حسن تخلص، امرائے دربار اودھ سے تعلق رکھتے تھے ان کا سلسلۂ نسب دادیال و ننھیال دونوں جانب سے شجاع الدولہ میں ملتا ہے۔ ملک اودھ کی یہ نہایت معتبر تاریخ

قرار دی گئی ہے۔

اس میں غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے آغاز سنہ ۱۸۱۴ء سے سنہ ۱۸۶۳ء تک کے حالات درج ہیں۔ کچھ حالات تو اپنے بزرگوں سے سنے ہوئے اور اس کے بعد کے حالات اپنے چشم دید درج کئے ہیں۔ اس لحاظ سے اس تاریخ کی خاص اہمیت ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ اما بعد حمد و ثنائے رب العلام و درود و نعت خیر الانام و اہل بیت کرام مخفی نہ رہے کہ وہ خالق وحدہٗ لاشریک ہے کہ جس نے ایک کن میں زمین و آسمان پیدا کیا۔"

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ یہ ملک اودھ کی مکمل تاریخ ہے بہت سارے ایسے واقعات لکھے گئے ہیں جن تک کسی اور کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ بیگمات اودھ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مغلیہ سلاطین میں سے فرخ سیر سے لے کر شاہ عالم تک کا حال موجود ہے احمد شاہ ابدالی کے حملہ کے واقعات بھی لکھے ہیں۔ واجد علی شاہ کا حال تفصیل سے ہے۔ سرکار کمپنی کے عہدناموں کو بھی جو سلطنت اودھ سے کئے گئے تھے درج کئے ہیں اس طرح یہ اودھ کی جامع تاریخ ہے۔

اختتام:۔

"اور یہ تاریخ جلوس رفعت الدولہ رفیع الملک مرزا غازی الدین حیدر خاں بہادر شہامت جنگ من تصنیف شیخ ناسخ صاحب کی ہے قطعہ تاریخ۔

پے سال تاریخ جشن جلوسش۔

خرد گفت جشن وزارت مبارک

ذکر سلطنت آں والا جاہ یعنی مرزا غازی الدین حیدر بادشاہ۔ راوی کہتا ہے۔"

تاریخ اقتدار کی یہ پہلی جلد ہے جو اس عبارت پر ختم ہو گئی ہے

دوسری جلد میں اس کے بعد کی عبارت سے آغاز ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ در اصل ایک جلد کو دو جلدوں کی صورت میں مجلد کیا گیا ہے۔

یہ نسخہ مصنف کا اصلی نسخہ ہے کیونکہ پہلی جلد کے آغاز اور دوسری جلد کے اختتام پر مولف کی مہر ثبت ہے۔

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"ہو المالک

ہو اللہ المنان و من عواری الزماں عبد عبدہ المذنب العاصی المحتاج الی الرحمۃ والغفران مہدی علی خاں المتخلص بہ حسن المخاطب بہ اقتدار الدولہ محتشم الملک ضیغم جنگ ابن نواب امام الدین حیدر خاں بہادر ابن نواب حسین علی خان بہادر کلاں ابن نواب شجاع الدولہ بہادر عرش منزل طاب ۔۔۔۔۔ بتاریخ ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۸۰ھ موافق سنہ ۲۲ اجہادی مطابق ۳ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۶۳ء۔"

(۵۰۳) تاریخ اقتداریہ (جلد دوم)

نمبر (۶۹ جدید) سائز (۱۵×۹) صفحہ ۸۱۶ سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

آغاز:۔

"کہ جناب مرزا غازی الدین حیدر خاں بہادر رئیس اور صورت میں کبھی کسی چشم نے نہ دیکھا ہوگا۔

اور سیرت میں بہی سبحان اللہ نوشیروان عادل
فریادرس بیچارگان دستگیر افتادگان رحیم بیکساں
حاتم دوراں"

اختتام:-

"اور نام اس کا تواریخ اقتداریہ رکھا اور یہ قطعہ
تاریخ راقم الحروف نے کہا۔ قطعہ تاریخ

شاہان اودھ کی جب
کہ لکھی تو اپنے محل بر محل تواریخ
تاریخ شمار کرکے بارش
ہاتف بولا ہے بے بدل تواریخ
۱۲۰۸ھ

ترقیمہ

"ایں تاریخ اقتداریہ من تصنیف نواب صاحب
والاجناب خورشید رکاب جم قدر فریدوں فر
نواب اقتدار الدولہ بہادر دام اقبالہ بتاریخ
دوم شہر صفر ۱۲۰۸ھ بخط خادم احقر
شیخ غلام حیدر اثنا عشر تحریر یافت۔"

اس پر اقتدار الدولہ کی مہر ثبت ہے۔

(۵۰۴) داستان نواب نظام علی خاں

نمبر تاریخ (۲۷۱) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۸۰)
سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ کمتر۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ
کتابت۔ ۱۲۲۱ھ

کمتر تخلص ایک دکن کے شاعر تھے عہد آصفی میں اپنی شاعری کے باعث شہرت حاصل کی تاریخ سے دلچسپی تھی تذکرہ شعراء دکن عبدالجبار خاں میں ان کا ذکر ہے ۱۲۲۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

آغاز:-

خدا کو سزاوار حمد و ثناء
دیا کن سے دونو جہاں کو بنا
عجب تیری قدرت ہے اے بیچگوں
کیا ہے کھڑا آسماں بے ستوں
وہ صانع کہ دیکھو یہ صنعت گری
کہ نطفہ کو صورت دیا جیون پری

یہ عہد آصف جاہ ثانی نظام علی خاں کے دور کی منظوم تاریخ دکن ہے۔ اس میں حمد و نعت مناجات کے بعد نفس مضمون کا آغاز ہوا ہے، عنوانات کے تحت تاریخی واقعات کا ذکر ہے۔ عنوانات فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ چند عنوانات یہ ہیں۔

(۱) رفتن ناصر جنگ برائے عزم ..... و بازگشتن
(۲) در بیان ریاست کردن ہدایت محی الدین خاں و بازگشتہ شدن۔
(۳) بہ ریاست نشستن صلابت جنگ و ملک تقسیم نمودن بہ برادران خود۔
(۴) کشتہ شدن حیدر جنگ و ملاقات نمودن راجہ چندرسین و ابراہیم خاں۔
(۵) تعریف باغ و بوستاں۔
(۶) رفتن برائے سیر و شکار از سواری جلوس۔
(۷) سال گرہ نواب نظام علی خاں
(۸) ذکر نوروز
(۹) ظاہر شدن کرشمہ کہ آں عقیمہ را فرزند تولد شد۔
(۱۰) کرامات نواب نظام علی خاں
(۱۱) ظاہر نمودن احوال ارسطو جاہ از بلدہ پونہ

اسی عنوان میں نظام علی خاں کی وفات اور دفن اور صندل کا حال قلمبند کر کے مثنوی کو ختم کیا ہے۔

اس مثنوی سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف کو نظام علیخاں سے بڑی عقیدت تھی۔ حتیٰ کہ وہ ان کے کشف و کرامات کا قائل تھا۔

چونکہ یہ ایک نایاب مثنوی ہے اور مصنف نواب نظام علیخاں کے دور کا شاعر ہے۔ اس لئے چند شعر پیش کئے جاتے ہیں۔ حیدر جنگ کے قتل کے واقعات میں صراحت کیا ہے۔

سنو اس حکایت کتیں کان دھر
جو کچھ ماجرا گذرا ہے سر بسر
یہ سُنکر نظام علی نیک نام
حیدر جنگ کو بول بھیجے پیام
مجھے آج ہے کام تم سے ضرور
کہوں کس سے کوئی نہیں با شعور
زبانی میں تم سے بولوں گا یہاں
ہے مشکل گرہ تم سے کھولوں گا یہاں
میری بات سُن لے کے دربار جاؤ
اول تم میرے پاس جلدی سے آؤ
وہ دربار جانے کو تیار تھا
کہ چوبدار جا کر یہ اون کو کہا
سو موقوف دربار جانا کیا
کہا ان کے ہی پاس جاؤں بھلا
کہ وہ بھی ہیں نواب صاحب شعور
بلاتے ہیں مجھکو ہے جانا ضرور
سو آیا ہے ہو کر سوار ان کے ہاں
اجل نے لے آئی ہے اسکو کشاں

. . . .

. . . .

اوسی وقت دو تو دلاور جوان
لئے مار اوسکو وہ دو پہلوان

چونکہ مصنف اسی عہد کا شاعر ہے اور ممکن ہے حالات قریب سے بچشم خود دیکھے ہوں۔ مگر چوں کہ وہ نظام علی خاں کے کشف و کرامات کی صراحت بھی کرتا ہے۔ اس لئے تاریخ کو تاریخی حیثیت سے دیکھنا شاید صحیح نہ ہوگا۔

اختتام میں تاریخ تصنیف کی بھی صراحت کردی ہے۔

اختتام :-

یہ قصہ بنا ہے بجوبن جگہ
بہت سادلا یہ کمتر کو زر
جو گذرے جہاں سے وہ نیکو سیر
بہتر برس کی تھی اون کی عمر
یہ قصہ ہوا جب کہ تیار بن
تو بارہ سو اکیس تھے سال و دن

چونکہ مصنف نے اسکو تاریخ کہنے کے بجائے قصہ " داستان " کا نام دیا ہے۔ اس لئے صدق و کذب کا مجموعہ ہونا غلط نہیں ہوسکتا۔

ترقیمہ :-

"تمت تمام شد بعون اللہ تعالیٰ داستان نواب نظام علی خاں مرحوم رحمۃ اللہ بر مرقدہٗ بتاریخ شانزدہم شہر ذیحجہ ۱۲۲۱ھ ترقیمہ نیاز محمد با تمام رسانید۔ یہ نسخہ اس لئے اہمیت رکھتا ہے

کہ تصنیف کے سال ہی میں لکھا گیا ہے۔

(۵۰۵) تاریخ جنگ صفین و نہروان

نمبر کتاب (۲۷۹۰ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۶ انچ)

صفحہ (۲۸۲) سطر (۱۰ و ۱۷) خط نستعلیق

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۳۰۰ھ۔ ناقص الآخر۔

اس تاریخ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:-

"راویان معتبر اور محدثان مستند یوں روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو ایک خطبہ فصیح و بلیغ ادا فرمایا اور مسلمانوں کو نہایت عمدہ نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔"

جنگ صفین و نہروان کے تاریخی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب آخر سے ناقص ہے۔

اختتام:-

"اس حالت میں بڑے کر و فر کے ساتھ عبداللہ بن وہب الراسبی نے انتہائے شقاوت و خباثت کے سبب سے شاہنشاہ ولایت کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کے لئے طلب کیا۔ چنانچہ اس جناب نے ایک ہی ضرب ذوالفقار سے اسکو جہنم میں بھیجدیا۔"

(۵۰۶) کیفیت دکن (دکن رپورٹ)

نمبر تاریخ (۲۷۸۶) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۱۲۶)

سطر (۱۲ تا ۱۶) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۳۰۰ھ

مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ قلمرو آصفی کے نظم و نسق کی رپورٹ ہے۔ مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا ہے ممکن ہے نواب محسن الملک اس کے مصنف ہوں

آغاز — "جزیرہ نمائے ہندوستان کا اس اندرونی قطعہ وسیع میں جسے ممالک نظام دکن حیدرآباد (نظامس دکن) کہتے ہیں۔ بہت سے انقلاب ہوئے ہیں جن کا ذکر عام تاریخوں میں موجود ہے اور بالفعل جو اسکی وسعت ہے یہ سنہ ۱۸۵۳ء اور سنہ ۱۸۶۱ء کے معاہدوں کی رو سے قرار پائی ہے۔"

یہ کتاب نو باب میں منقسم ہے اور آخری باب (۲۱۴) فقرات پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ابواب کی تقسیم یہ ہے:

(۱) حدود ملک، علم ارض، تجارت، انتظام ملک جاگیرات وغیرہ۔

(۲) مال، آمدنی، مصارف قرضہ جات، بقایا وغیرہ (۳) فوج (۴) مالگذاری اراضی۔

(۵) انتظام ملک (۶) کوتوالی (۷) عدالت۔

(۸) ترقیات منقسمہ (۹) مختلف کیفیتیں۔

اختتام:-

"جہاں تک تعمیرات کے واسطے لکڑی خرید و فروخت بکثرت ہوتی ہے ساگوان کی لکڑی دکن کے جنگلوں میں سے نہیں آتی بلکہ ان جنگلوں سے آتی ہے جو ممالک متوسط میں گوداوری کی دوسری طرف واقع ہیں۔"

(۵۰۷) تاریخ خورشید جاہی

نمبر تاریخ (۵۰۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۹۱)

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

مصنف - غلام امام خاں

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۳ھ کتابت سنہ ۱۲۸۴ھ

غلام امام خاں کے حالات صفحات گزشتہ میں قلمبند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ناقص الاول ہے۔

آغاز:-

"نظام الملک آصف جاہ بہادر نے دکن میں دل اجلال

فرمایا ۱۱۳۶ھ میں شکر کھیڑی کے قریب جنگ ہوئی مبارز خاں کشتہ ہوئے۔ اور نواب کامیاب"۔

یہ بھی سلطنت آصفیہ کی تاریخ ہے۔ اس کے مقدمہ میں علم تاریخ کے فوائد بیان کئے گئے ہیں اس کے بعد ہندوستان کے سولہ صوبوں کا حال لکھا ہے۔ تاریخی جغرافی حالات درج ہیں۔ دوسرے باب میں دکن کے چھ صوبوں کا تذکرہ ہے۔ یعنی بیدر۔ حیدرآباد۔ برار۔ بیجاپور۔ خاندیس۔ اورنگ آباد۔

صوبوں کا محاصل اضلاع کی تعداد، مشہور شہر، تاریخی حالات وغیرہ کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے دکن کے صوبوں کی آمد خرچ یعنی مداخل ومخارج بھی درج ہیں۔ آخری باب میں صوفیاء اکرام کے حالات درج ہیں۔ دکن کے صوفیا کو صوبوں کے لحاظ سے تقسیم کیا ہے۔

آخر پر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا تذکرہ تفصیل کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"آخر کار اس مقام کو ولی داد خاں، نام ایک شخص قرابتی شاہ دہلی کا تھا اوس کا قبضہ ہوگیا اور یہ صاحب لوگ سب میرٹھ کو چلے گئے"۔

ترقیمہ:۔

"در بتاریخ ہفدہم روز چہارشنبہ بعد نماز اشراق ماہ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ از افضال الٰہی تعالیٰ شانہٗ از تسوید تبییض ونظر ثانی وثالث وتصحیح فہرست وسرخی بہمہ وجوہ فراغ حاصل شد جل جلالہ مقبول قلوب انام گردان"۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مصنف کا اصل نسخہ ہے۔

یہ کتاب طبع ہوگئی ہے۔ بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔

(۵۰۸) دوازدہ گلزار (مختصر تاریخ ہندوستان)

نمبر تاریخ (۱۷۶۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۶۰۴) سطر (۹) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام قاسم صدیقی وغلام محی الدین

تاریخ تصنیف ۱۲۸۰ھ کتابت ۱۲۸۰ھ

غلام قاسم نام، مخمور تخلص۔ باپ کا نام غلام قادر اور دادا غلام محمد تھے۔ ان کے اجداد شمالی ہند سے آکر دکن میں بس گئے تھے اور اورنگ آباد کو وطن بنا لیا تھا۔

غلام محی الدین ملک تخلص غالباً ان کے عزیز تھے۔

آغاز:۔

"حمد وشکر اس کو لائق اور سزاوار ہے، کہ جس نے ایک بہانہ سے باتفاق نطفہ وحیض کے ماں کے پیٹ میں خزانہ قدرت سے ہے اس کو نو مہینے رکھ کر آب وآتش خاک وباد ان چہار عناصروں کو پانچویں نور سے پرنور کر کر ایک ناک۔ کان، منہ۔ ہاتھ، پاؤں خون گوشت چمڑا، ہڈیاں رگاں وغیرہ سے برزخ وجود کو زیب دیکر برقعہ محمدی سے آراستہ وپیراستہ کرکر آدمی کے پیٹ سے آدمی کو پیدا کیا"۔

اس تاریخ کو بارہ باب میں تقسیم کیا گیا اور ہر باب میں کئی ایک فصل ہیں۔ ابواب کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) حضرت آدم سے عیسٰی علیہ السلام تک۔

(۲) آنحضرت صلعم

(۳) مختلف اولیاء۔

(۴) چودہ پیر اور چودہ خاندان۔
(۵) چار امام۔ غوث، قطب، ابدال۔ اوتادؔ وغیرہ (۶) سلطنت ایران اور جنگ رستم۔
(۷) سلطنت بنی امیہ، بنی عباس اور سامانی عہد
(۸) سلطنت امیر تیمور اور اس کا خاندان۔
(۹) راجگان ہند (۱۰) انگریز اور پرتگیز
(۱۱) کیفیت گولکنڈہ (۱۲) تاریخ مختلف۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ کتاب مختلف واقعات پر حاوی ہے۔

اختتام

"تاریخ غلام محمد عرف ا۔ا۔ و میاں من تصنیف غلام قاسم شمع روشن شد۔ بگفت ہاتف غیبی۔
"کہ شمع روشن شد"

ترقیمہ:۔

وتمت الکتاب دوازدہ گلزار بید احقر العباد غلام قاسم ولد غلام قادر شیخ صدیقی المتخلص بہ مخمور۔ بتاریخ بست و یکم شہر جمادی الثانی ۱۲۸۷ھ روز یکشنبہ وقت مابین ظہر و عصر باتمام انصرام رسید۔" خاتمہ کے بعد قطعۂ تاریخ سجادہ گلبرگہ کی بھی ہے۔ حسین شاہ ولی جانشین سید صدر دکھن سے نکالی ہے۔

اس صراحت سے ظاہر ہے کہ خود مولف کا اصلی نسخہ ہے۔

(۵۰۹) تاریخ جاپان

نمبر تاریخ (۲۷۷۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۰۶) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق مصنف۔ نامعلوم
تاریخ تصنیف ۱۲۰۸ھ

یہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ یہ انگریز پہلی مرتبہ جاپان میں انجینرنگ کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا تھا دس سال تک اس نے یہ خدمت جاپان میں انجام دی ہے ۱۸۷۳ء میں وہ جاپان روانہ ہوا ہے۔ نہ تو اس کتاب کے مصنف کا نام ظاہر ہوا ہے اور نہ مترجم کا نام معلوم ہو سکا۔

آغاز:۔

"میں دیباچہ (دیباچہ اس میں شامل نہیں) میں اس کتاب کے مختصر بیان کر چکا ہوں مگر اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے میرے مقصد اور خیالات کے پہلو کو جو اس کتاب کے صفحوں میں درج ہیں سمجھنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکرر تھوڑے ابتدائی بیانات ان کے تائید کے لئے یہاں لکھے جائیں۔"

یہ کتاب کئی باب میں تقسیم کی گئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جاپان میں انجینرنگ کالج کا قیام (۲) ملک جاپان میں قوفی تنخواہ جاگیر (۳) جاپانیوں کا قلب (۴) تبدیلی انتظام ملک جاپان (۵) تعلیم ملک جاپان۔
(۶)...... (۷) ذرائع آمد و رفت۔ ٹیلیگراف و ٹیلیفون (۸) ملک جاپان میں صنعت و حرفت کی ترقی۔ ابواب (۹ و ۱۰) غیر موجود (۱۱) ملک جاپان میں غذا کی سربراہی (۱۲ و ۱۳) یہ باب شامل نہیں ہیں (۱۴) انتظام ملک جاپان (۱۵) فینانس (۱۶) اہلِ جاپان کا اقوام یورپ اور امریکہ کے ساتھ بین الاقوامی سیاسی تعلقات حاصل کرنا اور معاہدات کی نظر ثانی کا کامیاب ہونا۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ اس کتاب میں جاپان کے

متعلق تفصیلی معلومات جمع کئے گئے ہیں۔ مگر چونکہ چند ابواب نہیں ہیں اس لئے ناکمل کہنا چاہئے۔

اختتام:۔

"اس انیسویں صدی میں بنظران لوگوں کے ان واقعات پر ضرور معطوف ہے جن پر قوم کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہے۔ قومی حفاظت کے لئے انکی مصلحت عمل جاری ہونا چاہئے۔"

(۵۱۰) انوار رحمان

نمبر تاریخ (۷۱۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۳۷)

سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ سید محمد عبدالرحمان سقاف

تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۵ھ

محمد عبدالرحمان نام سقاف تخلص تھا۔ ان کے والد کا نام میراں سید حسین تھا۔ مدراس کے رہنے والے تھے۔ ایک اردو اخبار "صبح صادق" جو ہفتہ وار تھا۔ شایع کرتے تھے۔ اس اخبار کا تذکرہ گارسان وتاسی نے کیا ہے۔ سقاف صاحب زمانہ مابعد حیدرآباد آگئے تھے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ اما بعد بہیچمدان عطبان، مطاف میراں سید محمد عبدالرحمان سقاف قادری عرف حضرت میراں مدراسی ابن میراں سید حسین قادری ابن میراں سید محمد اکبر سقاف تعظیم ترک قادری خدمت میں شایقین آثار اور سامعین اخبار سید المرسلین اور خلفائے راشدین اور آئمہ معصومین اور شاہان اسلام کے عرض کرتا ہے۔"

اس کتاب کے انیس باب ہیں اس میں آنحضرت صلعم خلفائے راشدین، آئمہ معصومین، خلفائے عباسیہ اور سلاطین ترک عثمانیہ کا حال قلمبند کیا ہے۔

مصنف نے اس امر کی بھی صراحت کی ہے کہ اسکو حیدرآباد میں مرتب کیا ہے اور پانچ سال کے عرصہ میں یہ کتاب اختتام کو پہونچی ہے۔ سلطان عبدالحمید خاں کے حال پر کتاب ختم ہوئی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ کتاب انوار رحمانی کی صرف ایک جلد ہے جو صرف آنحضرت صلعم اور ابوبکر صدیق کے حال تک ہے۔

اختتام:۔

"بعض روافض ان اشعار کو حضرت صدیق کے طرف نسبت کئے ہیں دراصل یہ غلط محض ہے۔"

اگرچہ اس بیان پر یہ مخطوطہ ختم ہو گیا ہے مگر دراصل اس کو ناقص کہنا چاہئے۔

کتاب کے آخر پر ایک فہرست درج ہے جس سے کتاب کے اندراجات کی تفصیل واضح ہوتی ہے۔ یہ فہرست آٹھ صفحوں پر مشتمل ہے۔

دیباچہ میں جو فہرست دی ہے اس سے واضح ہوتا ہے اصل کتاب (۳۳۵۶) صفحات سے زیادہ پر مشتمل تھی۔ نہیں معلوم اس کتاب کا اصل مکمل نسخہ کہاں ہے۔ کتاب پر مصنف کی مہر ثبت ہے۔

(۵۱۱) حال علوم اہل اسلام درہندستان

نمبر تاریخ شالا (۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۶)

سطر (۱۰ تا ۱۴) خط۔ نستعلیق

مصنف۔ ابوالفضل عباسی شروانی

تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۰ھ

ابوالفضل عباسی شروانی ریاست بھوپال کے متوسل تھے۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں جن میں

ایک مجبوب سیر بھی ہے۔ اس کا تذکرہ آگے آئے گا
۱۲۶۲ھ میں مصنف حیدرآباد آئے اور یہاں ایک مختصر تاریخ دکن فارسی میں لکھی، اپنے حالات "کتاب نور دیدہ" میں لکھے تھے۔ دکن کی فارسی تاریخ کا نام "باغ چار چمن" تھا۔ لکھنؤ میں طبع ہوئی، اس کے بعد محمد عبدالمجید صاحب دہلوی مالک مطبع انصاری نے اس کو اردو میں ترجمہ کرنے کی خواہش کی لیکن تو ترجمہ مزید امور کا اضافہ کیا اس طرح یہ عبدالمجید صاحب کے ترجمہ سے بڑھ کر تالیف ہو گئی ہے

آغاز :-

"حال علوم اہل اسلام کا ہندوستان میں
میں تھوڑا حال علوم اہل اسلام کا لکھتا ہوں بعض علوم وہ ہیں کہ جن میں مسلمانوں نے خوب ترقی دی اور بعض وہ ہیں کہ جن میں جہالت نے بہت راہ پائی۔ پہلے نام اون علوم کا لکھتا ہوں جس میں ترقی کما حقہ ہوئی۔"

جیسا کہ عنوان بالا سے واضح ہے کہ اس میں مسلمانوں کے بعض علوم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن علوم میں مسلمانوں نے ترقی کی ان میں حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد، صرف و نحو، تاریخ و سیر کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد فارسی کا عنوان قرار دیکر فارسی کی مختصر تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ اس کے بعد فلسفہ، منطق، تصوف وغیرہ کی صراحت ہے۔

اختتام :-

"شعر حافظ کے کس گنتی میں ہیں صاحبانِ ولایت جو واقعی ولی تھے اونھوں نے نہ مرید کئے نہ شاگرد ہمیشہ گوشہ گیر یادِ خدا میں رہتے!"

ترقیمہ :-

"کتبہ میرزا ابو الفضل ۲۴ ذیحجہ ۱۲۹۰ھ"
یہ کتاب مصنف کا اصل نسخہ ہے۔

(۵۱۲) ام التواریخ

نمبر تاریخ (۱۲۲۰) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۷۷۰)
سطر (۲۰ تا ۲۶) خط۔ شکستہ

مصنف۔ سید ظہور الدین حسن گلاوٹی۔
تاریخ تصنیف ۱۲۹۶ھ کتابت ۱۲۹۷ھ

مصنف گلاوٹی ضلع بلند شہر کے متوطن تھے۔ تاریخ سے خاص دلچسپی تھی۔ اسی شوق اور دلچسپی کے باعث یہ ضخیم تاریخ قلمبند کی ہے۔ شاعری سے شغف تھا۔ انگریزی سے بھی واقف تھے۔

آغاز

"یہ گلستان بے خزاں شامل ہے اوپر نو شجروں اور دو شعبوں اور ثمروں اور مقدمہ و خاتمہ کی وہو الموافق بالابتداء والانتہا ابیات
اگر میرے گلستاں میں گذر بڑا ہو جوں بلبل
کسی جا خار اگر آوے نظر اور جا بجا ہوں گل
مناسب ہے کہ تو اوس خار سے جی میں نہ کمہلاوے
نہ گھبراوے چمن سے اور نہ دل میں بیکلی لاوے"

نفس مضمون کا آغاز یہ ہے۔

"قدیم نام تو اسی شہر کا اندر پرست ہے کثرت استعمال سے اندرپت رہ گیا۔ چنانچہ اب تک پرانے قلعہ کے پاس موضع اندرپت موجود ہے۔"

یہ ہندوستان کی مکمل و مفصل تاریخ ہے اس کے مقدمہ کے بعد ناصر الدین سبکتگین سے لے کر عالمگیر کے انتقال تک کا حال لکھا ہے۔ عالمگیر کے اولاد کے

بیان پر یہ تاریخ ختم ہوتی ہے
اصل کتاب کا اختتام
"بہ نجم نواب مہر النساء بیگم زوجہ سلطان ایزد بخش پسر مراد بخش برادر عالمگیر بادشاہ سوم صفر ۱۱۱۶ھ کوردانہ مرائے آخرت ہوئیں"
آخر میں نفس مضمون کی فہرست (۴) صفحوں میں ہے اور تالیف کے متعلق چند تاریخی قطعے بھی ہیں۔ چنانچہ ایک قطعہ تاریخ کے دو شعر یہ ہیں۔
ہزاروں وہ لکھیں باتیں کہ اصلیت نہیں جن کی
کہاں وہ اور یہ فرق زمیں و آسماں دیکھا
کہا ہاتف نے تاریخ عجوبہ نام و سال اس کا
دوم نام اس کا تاریخ یگانہ دو جہاں دیکھا
۱۲۹۰ھ

یہ مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے
اس کتاب میں چودہ تصاویر موجود ہیں جو کئی جگہ کے لئے گئے ہیں

(۵۱۲) نوعیت ملک اراضی و طریقہ بندوبست سلاطین مغلیہ۔

نمبر تاریخ (۱-۹۵) سائز (۸×۱۴) صفحہ (۱۱۴)
سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق مصنف۔ نامعلوم
تاریخ تصنیف ماقبل سنہ ۱۳ھ
یہ کسی کتاب کا چوتھا باب ہے جس کا عنوان "موجودہ نظام مالگزاری" لکھا گیا ہے اور اس کے تحت بندوبست استمراری کا عنوان قائم کیا ہے۔
آغاز:۔
"ہندوستان کے مطالب کے حق میں محاصل اور اراضی کے ایک عمدہ انتظام کی بہ نسبت اور کوئی بات زیادہ ضروری نہیں ہو سکتی۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ باشندگان ملک کا صرف ایک بڑا حصہ ہے خاص کاروبار زراعت میں مصروف نہیں ہے بلکہ بہت سے آدمیوں کا روزگار اور اس وجہ سے اونکے بالکل توجہ صرف ایک مقصد یعنی ضروریات زندگانی کے بہم پہونچانے کی جانب محدود رہتی ہے۔"
جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس مقالہ میں عہد مغلیہ کے بندوبست اور مالگذاری کا بیان اس میں درج ہے اور پھر سرکار کمپنی کی اصلاحات اور طریقہ مالگذاری درج ہے
اختتام:۔
"تاہم میں دل سے امید کرتا ہوں کہ یہ معاملہ نظرانداز نہیں کیا جائے گا اور جو فیاضانہ نیت گورنمنٹ بنگال کی ہے اس سے دونوں ملکوں کے حق میں پورا پورا فائدہ اٹھانے کے واسطے بہت جلد تدابیر عمل میں لائی جاویگی۔"

(۵۱۳) نوعیت حقیقتوں کی

نمبر تاریخ (۱-۹۶) سائز (۸×۱۴) صفحہ (۶۷)
سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق مصنف۔ نامعلوم
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۳ھ
آغاز:۔
"نوعیت حقیقتوں کی ہندوستان کے قانون کے بموجب مسلمانوں کے عہد میں۔
میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اس بات کو کہ جس زمانہ میں سلطنت ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت کو سب پر فوق حاصل ہوا اس وقت قوانین و آئین محمدی سلطنت مذکور کے قوانین و آئین مسلمہ تھے۔ اس طرح پر

ثابت کردیا ہے کہ اب اوسکی نسبت کسی طرح پر حجت و
بحث نہیں ہو سکتی۔"

صفحۂ بالا میں جس کتاب کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ اس کا
ایک اور باب ہے۔ اس سے واضح ہے جب انگریزوں
نے جدید آئین بنایا تو سابقہ آئین جو مغلیہ دور میں رائج
تھا اور اسلامی قانون پر مبنی تھا اس کو تبدیل کرنا
چاہا اس کے متعلق اولاً قدیم عہد کے قوانین اور ان کا
سقم واضح کیا تاکہ نئے دستور کی خوبیاں واضح کی جائیں
یہ اس سلسلہ کا ایک باب ہے۔ اس کے پہلے جس کتاب کا
تذکرہ ہے وہ بھی ایک باب تھا۔

اختتام:۔

"جنکی رو سے خاص بادشاہ بھی مجاز اس بات کا
نہیں ہے کہ وہ اراضی افتادہ یا اور کسی قسم کی زمین کا
ایک انچ بھی بغیر معاوضہ کے دیدے۔"

(۵۱۵) تاریخ بھرت پور

نمبر تاریخ (۱۳۷۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۲)
سطر (۱۲ و ۱۳) خط شکستہ
مصنف۔ راؤ ہاردتی چوبہ سکرٹری
تاریخ تصنیف ۱۳۱۲ھ کتابت ۱۳۱۲ھ

مصنف ریاست بھرت پور کے ایک ذمہ دار عہدہ دار
تھے یہ اپنی ملازمت کے دوران میں حسب الطلب پرنسپل
میو کالج یہ تالیف کی ہے۔

آغاز

"بکرم سمت (۱۹۵۲) میں جبکہ حکم گورنمنٹ ہند
راؤ صاحب رگھناتھ سنگھ میو کالج اجمیر میں
پڑھنے کے لئے گئے تو وہاں کے ہیڈ ماسٹر صاحب
ہربرٹ شیرنگ نے حالات بھرت پور طلب کئے۔
اون کے جمع کرنے کے لئے اس کتاب کی بنا پڑی
اور جا بجا سے حالات اکٹھے کئے گئے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے کہ بھرت پور کی
تاریخ ہے مگر مختصر تاریخ ہے۔ اس کو تیرہ ابواب میں تقسیم
کیا گیا ہے۔ آخری باب مہاراجہ رام سنگھ کے حالات
پر مشتمل ہے اس تاریخ میں ۱۸۹۵ء/۱۳۱۲ھ تک کے حالات
شامل ہیں۔

اختتام:۔

"شکر گزار ہے کہ ڈبلیو پلولاک صاحب پولیٹکل
ایجنٹ کو ہے کہ جنھوں نے دیوان جی کی تجویزوں کو
منظور کیا اور پھر عمل میں لائیں۔"

اختتام سے پہلے یہ عبارت ہے
"ریاست کے انتظام کے لئے گورنمنٹ نے ۲۹ مارچ
۱۸۹۵ء ایک لایق دیوان مقرر کرکے بھیجا۔"
اس پر حالات کا اختتام ہے۔

(۵۱۶) محبوب السیر

نمبر تاریخ (۲۲۱۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۸۱)
سطر غیر معین۔ خط شکستہ
مصنف۔ ابو الفضل محمد عباس شروانی
تاریخ تصنیف ۱۳۱۴ھ کتابت ۱۳۱۴ھ

ابو الفضل محمد عباس شروانی کے حالات اوراق
ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

"یوں نام خدا سے سر نامہ ہے روشن
جیسے ہو جبیں ٹیکے سے البر کے مزین
اور نعت محمد سے ہے دیباچہ معطر
جیسا کہ کھلا باغ میں ہو نسریں و سوسن

"بعد ازیں مخفی نہ رہے کہ اول ۱۲۶۲ھ بارہ سو باسٹھ ہجری میں خاکسار نامہ نگار امید وار فضل یزدانی ابوالفضل محمد عباس شروانی فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن میں وارد ہوا، حال شہر و شہریار کتاب نور دیدہ میں جو میری تالیفات سے ہے۔ چشم دیدہ بگوش شنیدہ رقم کیا۔"

یہ کتاب بھی چار باب میں تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) قطب شاہوں کا حال ہے۔ دوسرا باب چار فصلوں پر منقسم ہے۔

(۱) فصل مغلیہ صوبہ دار (۲) آصف جاہ اول
(۳) امارت آصف جاہ (۴) اولاد آصف جاہ

تیسرا باب شہر حیدر آباد کا حال۔ چوتھا باب صوبہ جات حیدر آباد اس میں گلبرگہ، بیدر، احمد نگر برہان پور کا حال درج ہے۔ مولف نے واضح کیا ہے کہ اونھوں نے تاریخ دکن نصر اللہ خاں۔ تاریخ رشید الدین خانی تاریخ خورشید جاہی و تاریخ گلگشت دکن و تاریخ گلزار آصفیہ سے مدد لینے کا ذکر کیا ہے۔ اونھوں نے اولاً باغ چار چمن کے نام سے تاریخ دکن فارسی میں لکھی تھی جو لکھنؤ میں چھپ گئی۔ اس کے بعد محمد عبدالمجید صاحب مالک مطبع انصاری کے حسب خواہش اس کا ترجمہ کیا ہے۔

اختتام

"الحمد للہ کہ نیر اقبال محبوب شاہی تاباں اور فضل الٰہی سے ہر طرح قلمرو میں امن واماں ہے۔"

ترقیمہ:-

"بتاریخ ۵ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ باغ روح افزا واقع جلوخانہ شرکت محل موتی محل و قدسہ محل وارا ... بھوپال میں مولف ابو الفضل عباسی نے تالیف اور تحریر سے فراغت پایا۔"

یہ مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی نام سے نواب عزیز جنگ نے ایک تاریخ شائع کی ہے جو فارسی زبان میں ہے اور ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوئی ہے

(۵۱۷) ہفت خوان حیدری

نمبر تاریخ (۱۷۵۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۶۸) سطر (۱۱ تا ۱۴) خط۔ شکستہ۔

مصنف عبدالمجید۔ تاریخ تصنیف ۱۳۱۵ھ

مصنف عبدالمجید ابن عبدالحمید سری رنگ پٹن ۱۸۹۷ء کے باشندے تھے اور ریاست میسور کے مدرسۂ سلطانیہ کے میر مدرس (پرنسپل) تھے۔ عربی، فارسی کے ساتھ انگریزی سے بھی واقف تھے۔

خان بہادر محمد علی خاں ڈپٹی کمشنر میسور کے فرمائش پر یہ کتاب مرتب کی ہے مصنف خاندان ٹیپو سلطان سے تعلق رکھتے تھے۔

آغاز:-

"صانع قدرت نے اپنے بیچوں و بیچگونہ و بے مثل نمونہ ہستی کے آثار کا جلوہ دکھانے اور اپنے حبیب پاک لولاک سید المرسلین رحمت اللعالمین کی شان وعظمت کو تصدیق وتسلیم کرنے کے لئے ہزارہا مخلوقات کو بردہ ہستی سے وجود میں لایا۔"

یہ میسور کی تاریخ ہے اس میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے حالات درج ہیں۔ مصنف نے بیان کیا ہے کہ اونھوں نے انگریزی، فارسی تاریخوں اور خود اپنے چشم دید حالات کو اس کتاب میں درج کئے ہیں۔ اس سے

واضح ہے کہ میسور کی معتبر تاریخوں میں اس کو شامل
کرنا چاہیئے۔

اختتام:۔

"کسی افسر کا...... جب پختہ ہو جاتا ہے تو
اس کے زہریلی ہوا کا اثر ملک پر بلکہ فرماں روا
پر سخت مہلک ثابت ہوتا ہے۔"

اس کتاب کے آغاز پر مولانا عبداللہ عمادی
کا حسب ذیل نوٹ بطور تعارف شامل ہے مگر
افسوس نا مکمل ہے۔

سررشتہ تالیف و ترجمہ
جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

یادداشت
تاریخ ہفت خواں حیدری

اس نام کی قلمی کتاب مجھے سید ابراہیم صاحب
یداللٰہی نے دکھائی اور میں نے جستہ جستہ
مطالعہ کیا اس میں حیدر علی (سلطان میسور) کی
زندگی اور عہد حکومت کے حالات اردو میں
تحریر کئے گئے ہیں، اور مولف اور ان کے والد
خود اس سرکار سے وابستہ دولت رہے اور
بہت سی باتیں بچشم خود معائنہ کر چکے ہیں کتاب
کے مفید......"

اس کے بعد عبارت پر کاغذ چسپاں ہے

(۵۱۸) تاریخ عینی یعنے مختصر تاریخ دکن

نمبر کتاب (۱۳۱ جدید) سائز ۱۰×۶½ انچ
صفحہ (۱۵۷) سطر (۱۷) خط نستعلیق
مصنف۔ سید خواجہ محی الدین عینی
تاریخ تصنیف ۱۳۳۳ھ کتابت ۱۳۳۳ھ
۱۳۲۴ ف

سید محی الدین نام اور عرف خواجہ پیر قادری
باپ کا نام نصیر الدین تھا۔ خواجہ محی الدین
صاحب مدرسہ دار العلوم میں مدرس تھے۔
شاعر بھی تھے عینی تخلص تھا۔ ابتدائی جماعتوں
کو اردو، فارسی، دینیات پڑھاتے تھے راقم الحروف
بھی آپ سے تعلیم پائی ہے۔ پانچویں جماعت
کی فارسی تعلیم آپ سے متعلق تھی

آغاز:۔

"الحمد...... والصلوۃ علی نبیا والہ وصحبہ،
اما بعد بندہ نے تخمیناً ۱۲ سال دار العلوم میں
تعلیم پائی۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ مدرسہ پنجاب
یونیورسٹی سے متعلق تھا۔ اور میں نے وہیں سے
ڈگریاں حاصل کیں۔ یہ دکن کی مختصر تاریخ ہے
یہ مشہور کتب تاریخی مثل خافی خاں، تحفۃ السلاطین
ماثر برہان، واحکام البلاد بساطین السلاطین،
تاریخ قطب شاہی، تاریخ خورشید جاہی، بستان
آصفیہ، یادگار مکھن لال وغیرہ وغیرہ اس کتاب
کے ماخذ ہیں۔"

ابتداء دکن کا اجمالی حال اور دکن کی قدیم
ہندو ریاستوں کے حالات ہیں بعد ازاں دکن
کی قدیم اسلامی حکومت شاہان بہمنی اور شاہان
نظام شاہی و عادل شاہی و قطب شاہی و
شاہان آصفیہ کے مختصر حالات درج ہیں یعنی
۱۳۳۳ھ تک کے حالات اس میں درج ہیں
آخر میں فہرست حکومت مرہٹہ تحریر ہے۔

اختتام:۔

"انگریزوں نے ۱۲۳۳ھ میں آٹھ لاکھ وظیفہ

کر کے قلعہ بھوپر میں نظر بند کیا اور تمام سلطنت مرہٹہ انگریزی
حکومت میں شامل ہو گئی۔

ترقیمہ :۔
گذرانیدہ سید خواجہ محی الدین قادری عرف خواجہ پیر
خلف سید شاہ نصیر الدین قادری مدرس مدرسہ
دار العلوم بلدہ مولف تاریخ ہذا۔ ۱۱ رمضان ۱۳۳۴ھ
۱۷ شہریور ۱۳۲۴ ف

(۵۱۹) تاریخ طغیانی موسیٰ ندی

نمبر کتاب (۲۲۷۷ جدید) سائز (۱۵ ۱/۲ × ۹ انچ)
صفحہ (۱۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید کاظم حسین شیفتہ
تاریخ تصنیف ۱۳۲۶ھ

آغاز کتاب

"موسیٰ ندی کی ابتدائی طغیانی سلطان عبداللہ قطب شاہ
کے عہد میں ۱۰۸۱ھ میں ہوئی۔ دوسری طغیانی بعہد
مغفرت منزل ناصر الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر
کہ دو سو سال کے بعد ۱۲۳۱ھ میں ہوئی۔"

اس کتاب میں پہلے نثر میں رود موسیٰ کی طغیانیوں
کی تاریخ ہے۔ یعنی ندی کے جغرافیائی حالات اور تاریخ
طغیانی سابقہ کی تفصیل ہے۔ آخری طغیانی ۱۳۲۶ھ غرہ
رمضان م ۲۳ آبان ۱۳۱۷ ف م ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء جس میں
شہر حیدرآباد کی زبردست تباہی ہوئی اس کے ہولناک مناظر
کو نظم اردو میں بیان کیا گیا ہے۔

نظم کا آغاز

زندہ کا ہر اک شئی کی ہے پانی پہ مدار
عنصر آبی سے قائم ہے بنائے روزگار
جان کھلیوں کی ہے پیدائش کی گویا روح ہے
ملتی ہیں اس کے بدولت ہم کو حسن بے شمار

اختتام :۔
یا الٰہی حیدرآباد دکن قائم رہے
قائم و محکم رہے جبتک بنائے روزگار

طبعزاد سید کاظم حسین شیفتہ کنتوری مقیم حیدرآباد
دکن بخت بالخیر۔

(۵۲۰) مساوی الاعداد

موسوم بہ گنجینۂ تواریخ

نمبر کتاب (۳۱۱ جدید) سائز (۱۳ × ۸ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۱۷۶) سطر (۲۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ حکیم میر نادر علی متخلص بہ رعد
تاریخ تصنیف ۱۳۵۵ھ

اوراق ما قبل مصنف کے حالات درج ہو چکے ہیں۔

آغاز :۔
ابجد، ہوز، حطی، کلمن، ۔ ۔ ۔ الخ

اس میں الفاظ کے اعداد ۱ سے ۱۹۰۰ تک جمع
کئے گئے ہیں۔ جس سے قطعات تاریخی و اسماء وغیرہ کے
تواریخ لکھنے میں مدد ملتی ہے۔ نام کتاب تاریخی "گنجینۂ
تواریخ" ہے۔ جس سے ۱۳۵۵ھ سنہ برآمد ہوتا ہے۔ اصل
کتاب کے خاتمہ کے بعد (۳۶) صفحات پر مختلف قطعات
تاریخی ہیں۔

اختتام :۔
اخبار جنگ یورپ آشوب برق مصداق
احوال ملک و مذہب روزانہ صحیفہ
عمر صحیفہ از رعد ہر سال نما کر
ذی الحجہ ۔ ۔ ۱۳۵۱ ف ۱۴۰۶ھ سالانہ صحیفہ

(۵۲۱) گزیٹیر ضلع کپّل

نمبر کتاب (۱۱۷۰ جدید) سائز (۸½×۶ انچ)

صفحہ (۷۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ خوش خط

مصنف۔ میر احمد علی رضوی

تاریخ تصنیف ۱۳۳۶ف

میر احمد علی صاحب رضوی نواب سالار جنگ کے اسٹیٹ میں ضلع کپل کے تعلقدار تھے۔ علم و فن سے دلچسپی تھی۔ تاریخ سے شغف تھا۔ اپنی تعلقداری کے زمانہ میں کپّل کے متعلق کئی معلومات آفریں مقالے لکھے تھے۔

آغاز:۔

"گزیٹر مرتبہ محکمۂ تعلقداری ضلع کپل جاگیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر بابتہ ۱۳۳۶ف

حالات طبعی ضلع کپّل

کپل کنڑی لفظ ہے جو ماخذ ہے کوپو سے لغوی معنی نو آباد قریہ یا درختوں کا جھنڈ ہے۔"

اس میں نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیر ضلع کپل کے تاریخی و جغرافیائی حالات درج کئے گئے ہیں اس میں پہلے لفظ کپل کی وجہ تسمیہ کی تحقیق کی گئی ہے اور تاریخی حالات کا مختصر بیان ہے اور حدود اربعہ۔ اور ندی نالہ وغیرہ، پہاڑ، تالاب قلعہ اور توپ اور قدیم عمارات اور جنگلات، معدن و صنعت و حرفت و کارخانجات آبپاشی۔ مسافرخانہ جات۔ ٹپہ خانہ جات۔ ریلوے تعلیمات۔ طبابت۔ آب و ہوا۔ پیداوار۔ برآمد درآمد تقسیم۔ تعداد مواضعات۔ تعداد قصبات و مواضعات بنجرائی، بازارات۔ مقطعہ۔ جاگیرات۔ اراضیات انعام دیہات و رسوم، زراعت، مالگذاری۔ لوکل فنڈ۔ انتظام عدالت، آمدنی، اخراجات۔ عمارات سرکاری وغیرہ وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام:۔

"بارگاہ الٰہی سے یہ دعا ہے کہ ہر گھڑی سرکار مالک اسٹیٹ کے اقبال و دولت وغیرہ میں ترقی ہوتی رہے۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔"

(۵۲۲) گزیٹیر تعلقہ کوسگی

نمبر کتاب (۱۱۶۹ جدید) سائز (۸½×۶½ انچ)

صفحہ (۳۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق خوش خط

مصنف۔ سید احمد محی الدین

تاریخ تصنیف ۱۳۳۷ف

سید احمد محی الدین صاحب علاقہ سالار جنگ کے تحصیلدار تھے۔ عرصہ تک کوسگی پر متعین رہے۔

آغاز:۔

"گزیٹر مرتبہ محکمہ تحصیل تعلقہ کوسگی ضلع ونڈگل جاگیر نواب سالار جنگ بہادر۔ واقع ۲۰ آذر ۱۳۳۷ف

ہمارا جغرافیہ نظری ہمیں بتاتا ہے کہ حیدرآباد دارالسلطنت دکن کوسگی کے مشرق میں واقع ہوگا۔ اور اس مشرقی خط مستقیم پر تعلقہ پرگی اور مکتھل کی سرحدیں مشرق سے لے کر وسط شمال و جنوبی سرحدات کوسگی سے جا ملتی ہیں"۔ اس کتاب میں نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیر کا ایک تعلقہ کوسگی کے جغرافیائی و تاریخی حالات کو تحصیلدار وقت، سید احمد محی الدین نے مرتب کیا ہے۔ اس میں اس تعلقہ کی کامل تفصیل محلہ جات و درختان و جانوران صحرائی اور ندیاں اور نالہ جات اور آبادی و معاشداران اور اقوام ساکنین اور دکانیں، مدارس، دفاتر، دیول وغیرہ کی تفصیلی کیفیت درج ہے۔

اختتام :-

"انشاء اللہ تعالیٰ سال آیندہ تک باقبال سرکار مدرسہ کی شکایت بھی رفع ہو جائے گی۔"

(۵۲۳) دکن کے کتب خانے

نمبر انشاء (۷۵۱) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۷۲)

سطر غیر معین - خط - شکستہ -

مصنف - شیخ محمد

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۶۱ھ کتابت سنہ ۱۳۶۱ھ

شیخ محمد صاحب جامعہ عثمانیہ کے گریجویٹ تھے، ختم تعلیم کے بعد کتب خانہ آصفیہ میں ملازم ہوئے۔ اس کے بعد نشرگاہ حیدرآباد منتقل ہوئے۔ آپ دہلی کی نشرگاہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

تاریخ سے خاص دلچسپی تھی۔ کتب خانہ آصفیہ سے ایک انعامی اعلان ہوا تھا۔ اس اعلان کے سلسلہ میں یہ مضمون پیش کیا گیا تھا۔

آغاز :-

"الحمد اللہ کہ مضمون ختم ہوا اور مدت معینہ سے پہلے ختم ہوا۔ بظاہر یہ کام مجھ جیسے کم علم و ناتجربہ کار کیلئے قطعی ناموزوں تھا۔ لیکن جب خدا کسی انسان سے کام کو کروانا چاہتا ہے تو اس کے اسباب بھی مہیا کراتا ہے۔"

یہ مقالہ جیسا کہ نام سے واضح ہے دکن کے کتب خانوں سے متعلق ہے۔ اس مقالہ کو چند ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جن کی صراحت درج کی جاتی ہے۔

(۱) دکن کے قدیم کتب خانے۔

(۲) دکن کے قدیم کتب خانوں کی تباہی۔

(۳) حیدرآباد کے کتب خانوں کی تباہی اور منتقلی

(۴) حیدرآباد کے کتب فروشوں کے کتب خانے۔

(۵) السنہ ملکی کے کتب خانے۔

(۶) مساجد اور درگاہوں کے کتب خانے۔

(۷) مختلف اداروں کے کتب خانے۔

(۸) پبلک کتب خانے جن کو سرکار سے امداد ملتی ہے۔

(۹) خانگی پبلک کے کتب خانے۔

(۱۰) جامعات اور کالجوں کے کتب خانے۔

(۱۱) دفاتر کے کتب خانے۔

(۱۲) امراء کے کتب خانے۔

(۱۳) اہل علم کے کتب خانے۔

(۱۴) ضمیمے۔

اس مقالہ میں جملہ انہی کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں دو لاکھ پچاس ہزار کتابوں کے ذخیرہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اختتام :-

"سنہ ۱۳۲۴ھ میں مولوی عبدالقادر صاحب کا انتقال ہوا۔ اس وقت تک موصوف کی یہ عادت تھی کہ ہر روز کوئی کام شروع کرنے سے قبل کچھ نہ کچھ احادیث نقل کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے لکھے ہوئے احادیث کے کئی نسخے اس ذخیرہ میں موجود ہیں۔"

خاتمہ کتاب میں کمیاب اور نادر قلمی نسخوں کی تعداد وغیرہ کی فہرستیں بھی شامل کی گئی ہیں۔

یہ مقالہ شایع نہیں ہوا ہے مگر انعام اسکو ملا تھا۔

(۵۲۴) دکن کے کتب خانے

نمبر انشاء (۵۷۲) سائز (۵×۱۵) صفحہ (۵۸)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

مصنف - عبدالحفیظ خاں۔

تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ کتابت ۱۳۶۱ھ

عبدالحفیظ خاں صاحب منشی فاضل کامیاب تھے اور کسی مدرسہ سے تعلق تھا۔ اعلان کے لحاظ سے یہ مقالہ مرتب کیا ہے۔

آغاز:۔

"کسی ملک کی تاریخ میں وہ زمانہ بدترین ہوتا ہے جب کہ قوم کی بے توجہی کی وجہ مدارس برباد ہوجاتے ہیں اور کتب خانے اجڑ جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے قوائے ذہنی اور دماغی شل ہونے شروع ہوتے ہیں"

اس مقالہ میں حیدرآباد کے (۲۸) کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے قابل تذکرہ صرف پانچ ہیں۔ یعنی

(۱) کتب خانہ سرامین جنگ۔

(۲) کتب خانہ دفتر دیوانی و مال۔

(۳) کتب خانہ سعیدیہ۔

(۴) کتب خانہ دارۃ المعارف۔

(۵) کتب خانہ دفتر آثار قدیمہ۔

ان کتب خانوں کے بعض نوادرات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"انجمن اسلامیہ کے دارالمطالعہ و کتب خانے دیگر فرقہ داری کتب خانے۔ دارالمطالعہ مدارس کے کتب خانے محکمہ جات کے کتب خانے کثیر تعداد میں ہیں"

مقالہ شایع نہیں ہوا۔ اور اس کو انعام کا مستحق بھی قرار نہیں دیا گیا تھا۔

(۵۲۵) دکن کے کتب خانے

نمبر اشاد (۵۷۳) سائز (۱۵x۹) صفحے (۵۵)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف۔ رحیم الدین۔

تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ کتابت ۱۳۶۱ھ

رحیم الدین صاحب ظہیر آباد کے انعام داروں میں شامل تھے۔ جامعہ عثمانیہ سے یم اے کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد ملازمت میں شامل ہوئے تحصیلدار ہوئے اور پھر یورپ کو تعلیم کے لئے گئے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور اس وقت سررشتہ مالگزاری میں گزیٹیڈ خدمت پر مامور ہیں۔ شاعری سے بھی دلچسپی ہے کمال تخلص ہے۔ حیدرآباد کی علمی سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس مقالہ کو آپ نے جامعہ عثمانیہ کی تعلیم کے دوران میں قلمبند کیا تھا۔

آغاز:۔

"موجودہ ترقی یافتہ دور میں کتب خانوں پر خاصی اہمیت دیجاتی ہے۔ ہر متمدن ملک کی یہ کوشش ہے کہ نایاب مفید مطلب کتابوں کے ذخائر جمع کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جائیں"

بربناء اعلان کتب خانہ آصفیہ جو مقالے قلمبند ہوئے ہیں ان میں سے یہ بھی ایک ہے۔ اس میں صرف گیارہ کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن میں اکثر مدارس سے تعلق رکھتے ہیں۔

اختتام:۔

"مدارس کے ابتدائی مطبوعات کا بہت اچھا ذخیرہ یہاں موجود ہے۔ واضح ہو کہ مدارس کے قدیم مطبوعات اپنی صفائی و نفاست طباعت کی وجہ سے بہت قابل قدر ہیں"

یہ مقالہ شایع نہیں ہوا۔

(۵۲۶) دکن کے کتب خانے

نمبر انشاء (۵۴ء۷) سائز (۸×۷) صفحہ (۱۳۳)
سطر (۹) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سیدہ احمد النساء ثریا
تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ کتابت ۱۳۶۱ھ

سیدہ احمد النساء بیگم دائرۃ المعارف کے منتظم مولوی سید ظہور الحق صاحب کی دختر جامعہ عثمانیہ سے یم اے اور ام۔ ایڈ کی ڈگریاں حاصل کی زمانہ تعلیم میں اس مقالہ کو قلمبند کیا۔ ختم تعلیم کے بعد سررشتہ تعلیمات میں ملازم ہوئی اور ہائی اسکول کی صدر معلمہ تھی مگر پولیس ایکشن کے بعد ملازمت ترک کرکے پاکستان چلی گئی وہاں نسوانی ڈگری کالج میں پرنسپل ہیں۔ شاعری سے بھی شغف ہے۔ ثریا تخلص کرتی ہیں۔

آغاز:۔

"کسی ملک کا صحیح مذاق وہاں کے کتب خانوں سے ہوتا ہے۔ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں جہاں تمدن و معاشرت کی ہر شاخ بارآور ہے سب سے زیادہ شعبۂ تعلیم ثمور دکھائی دیتی ہے۔"

اس مقالہ میں حیدرآباد کے چند کتب خانوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ، دائرۃ المعارف، گشتی کتب خانہ اور بعض مدارس کے کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"خدا کرے حیدرآباد کی علمی سرگرمیوں اور اس کے ذوق میں میرا مضمون تازیانہ کا کام دے۔ آمین۔
کتنے بیتاب ہیں جوہر میرے آئینے میں
کس قدر جلوے تڑپتے ہیں مرے سینے میں
ہیچمداں "ثریا"

یہ مضمون بھی شایع نہیں ہوا ہے۔

(۵۲۷) مجموعہ معاہدات مابین سرکار انگریزی و ریاست ہائے ہندوستان۔ کابل وغیرہ۔

نمبر (۱۲۰۲۳ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ)
صفحہ (۳۴۴) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ ناقص الاول
جامع کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"پاکر اور کمال بے رحم ظلم اور زیادتی کا متحمل ہوکر اپنے دشمنوں کے غضب سے پہاڑوں کی گھاٹیوں اور بھٹوں میں پناہ پذیر ہوا اور علانیہ اس بدبہت میں ہونا داخل جرم ہوگیا۔"

اس میں ہندوستان کے راجاؤں اور رئیسوں سے اور کابل وغیرہ سے جو معاہدات انگریزوں نے کئے ہیں وہ جمع کئے گئے ہیں۔

اختتام

پرگنہ فریدکوٹ	پرگنہ دیپ سنگھ والہ
یک	یک
جاگیرداران و خراج گذار	عوض جمع محمود پرگنہ فریدکوٹ

تمام شد

(۵۲۸) روزنامچہ طامس ہیڈلے

نمبر کتاب (۲۸۰۵ جدید) سائز (۱۱½×۷½ انچ)
صفحہ (۳۰۰) سطر (۱۵-۲۵ مختلف) خط نستعلیق
مصنف۔ طامس ہیڈلے
تاریخ تصنیف سنہ ۱۸۸۳ء

ہیڈالے خاندان انگلستان سے آیا تھا۔ اور ہندوستان میں بس کر انگلو انڈین بن گئے۔ اس خاندان کا ایک شخص الگزنڈر ہیڈالے شاعر تھا آزاد اس کا تخلص تھا جو زین العابدین خاں عارف کا شاگرد تھا اس کا قلمی دیوان اس کتب خانے میں موجود ہے۔

طامس ہیڈالے کے متعلق کوئی حالات معلوم نہیں ہوئے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ اس خاندان کا فرد تھا اور طامس کے بعد شہرت حاصل کی ہندوستان میں سررشتۂ عدالت سے اسکو تعلق تھا۔

آغاز :-

"مہربان من طامس ہیڈالے صاحب سلمہ۔
مبلغ پنجاہ (صہ) روپیہ مشاہرہ ذات الیشان از تحریر یہ تاریخ شعبۂ ہذا مقرر کردہ دادہ شد۔"

طامس ہیڈالے صاحب کا یہ روزنامچہ ہے اس میں پہلے کچھ واقعات بزبان فارسی وارد ہیں بعد ازاں انکے سفر و دورۂ ہندوستان کے روزانہ حالات ۱۲۳۲ھ سے ۱۸۸۲ء تک درج ہیں جس میں راجایان ہندوستان و امراء وغیرہ سے ملاقات وغیرہ کے حالات اور عرضداشت وغیرہ درج ہیں آخر میں ایک عرضداشت بنام مہاراجہ سوامی منگل سنگھ بہادر والی الور کے نام ہے جو راجہ کے فرزند وارث تاج کے تولد کی تہنیت میں پیش کی گئی ہے۔

اختتام :-

"عرضداشت عقیدت منا مخفی و جلی طامس ہیڈالی مورخہ ۲۳ جون ۱۸۸۲ء

قطعۂ تاریخ

خدایا والی الور عطا کرد | پی تاریخ آں ماہ دل افروز
زہے فرزند نور چشم رفعت | رقم کن اختر اوج ریاست

۱۸۸۲ء

(۵۲۹) سوال و جواب مختصر تاریخ اہل ہند

(حصہ دوم)

نمبر کتاب (۲۸۰۱ جدید) سائز (۸½×۶ انچ)
صفحہ (۱۲۸) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ما بعد ۱۳۰۰ھ
مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز :-

"مسلمانوں کے حملے ۱۰۰۱ء لغایت ۱۵۲۶ء
(۱) مسلمانوں کے حملوں سے ہندو مذہب پر کیا اثر ہوا۔ مسلمانوں کے حملوں سے جو ۱۰۰۱ء سے شروع ہوئے۔ اگرچہ ہندو مذہب کو کسی قدر زوال ہوا لیکن وہ ہندوستان سے جاتا نہ رہا۔ چنانچہ ہندوستان کا جنوبی حصہ بالکل ہندو مذہب ہے۔"

اس رسالہ میں تاریخ ہند کے واقعات کو بطور سوال و جواب مختصر بیان کیا گیا ہے تاکہ تاریخ ہند کے طالب علموں کو حالات تاریخی یاد کرنے میں سہولت ہو۔ یہ حصۂ دوم ہے جس میں ہند کے واقعات سلطان محمود غزنوی سے لے کر انگریزوں کے تسلط تک درج ہیں۔ مولف کا نام نہیں ہے۔ آخر میں ایک جدول ہے۔ جس میں ہندوستان کے گورنر جنرل کی فہرست ہے۔

اختتام :-

۲۲ - لارڈ ڈفرن ۱۸۸۲ء
تیسری جنگ۔ برما۔

(۴) تذکرے

(۵۳۰) تحفۃ الشعرا

نمبر تذکرہ فارسی (۱۲۲) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۱۷۱)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ افضل بیگ خاں۔ قاق شال
تاریخ تصنیف ۱۱۶۵ھ

افضل بیگ خاں قاق شال اورنگ آباد کے متوطن تھے۔ فارسی کے انشاء پرداز تھے اور شاعر بھی۔ اپنے ہمعصر شعراء جن سے ان کے مراسم تھے۔ ان کا تذکرہ اس مجموعہ میں قلمبند کیا ہے۔ اگرچہ در اصل یہ فارسی شعراء کا تذکرہ ہے مگر ان میں بعض ایسے شعراء بھی ہیں جو اردو کلام بھی موزوں کرتے تھے۔ اس لئے یہاں اسی لحاظ سے اس تذکرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آغاز:۔

اے ذکر تو بازار گل فروش سخن
رنگین ز تو برگ برگ گلزار سخن
اوصاف تو مجموعہ دیباچہ نطق
توحید تو مشاطہ رخسار سخن

زیبائی خامہ سرو مثال از حمد گلشن آرائی کہ چمن پرواز صحیفہ گلستاں رقم کشیدہ۔"

جیساکہ تذکرہ کیا گیا ہے یہ فارسی گو شعراء کا تذکرہ ہے مگر اس میں کئی ایسے فارسی گو شاعر ہیں جو اُردو میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے۔

تذکرہ نثر فارسی میں ہے اور نمونہ کلام بھی پیش کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے میں
جڑے ہیں قطبیاں الماس کے نیلم کے خانے میں

دہری سپارہ کل آج آکے عندلیبوں کے
چمن کے صبح کو تا ہولی ہیں تیرے شہید دل کے

یہ تذکرہ طبع ہو گیا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض جگہ پائے جاتے ہیں۔

(۵۳۱) تذکرۂ شعرا

نمبر تذکرۂ فارسی (۹۹) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۲۳)
سطر (۱۲) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ سید فتح علی گرویزی۔
تاریخ تصنیف ۱۱۶۶ھ

سید فتح علی حسینی الرضوی سادات گرویزیہ (ایران) سے تھے ان کے والد سید عوض خاں۔ محمد شاہ کے

عہد میں لشکر شاہی کے بخشی تھے۔ مگر سید فتح علی مشائخین اور صوفیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

انجمن ترقی اردو کی جانب سے ان کا یہ تذکرہ شایع ہو گیا ہے۔ اس کے مقدمے میں سید فتح علی کے حالات مفصل درج ہیں۔

آغاز:۔

"ابتدائے سخن بحمد سخن آفرینی سزاست کہ سرلوح نسخۂ کائنات را بنور محمدی مذہب نمود"۔

اس تذکرہ میں فتح علی نے اپنے ہمعصر شعراء کا حال معہ ان کے کلام کے درج کیا ہے۔ مولانا سید الحق صاحب نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ ۱۱۶۲ھ کا لکھا ہوا نسخہ موصوف کے پیش نظر تھا۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ۱۱۷۳ھ کا لکھا ہوا موجود ہے۔ جس کی صراحت آگے آتی ہے۔

یہ تذکرہ اگرچہ فارسی میں لکھا گیا ہے مگر دراصل اردو گو شعراء سے متعلق ہے۔ شعراء کے تخلص کے لحاظ سے ردیف وار ان کو درج کیا گیا ہے۔ اس طرح سراج الدین علی خاں آرزو کا حال سب سے پہلے ہے

اختتام:۔

یکرو عبدالوہاب یکرو شاگرد آبرو است۔
فکرش برجستہ است و شعرش شستہ۔

دل پہ میرے ہیں داغ تیرے ہجر کے کئی
گنتے میں جن کے عمر میری سب گذر گئی

تذکرہ کے اختتام کے بعد ضمیمہ کے طور پر کچھ شعراء کا کلام درج ہوا ہے جو (۱۶) صفحوں پر مشتمل ہے۔

(۵۳۲) تذکرہ شعراء گردیزی (دوسرا نسخہ)

نمبر تذکرہ (۲۱۹) سائز (۵×۹) صفحہ (۹۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۱۷۳ھ

آغاز:۔

"ابتدائے سخن بحمد سخن آفرینی سزاست"۔

اختتام

دل پر مرے ہیں داغ ترے ہجر کے کئی
گنتے ہیں جن کے عمر میری سب گذر گئی

ترقیمہ

الحمد اللہ الموتور المختم الامور کہ ایں تالیف روح افزا..... اتمام گرفت و زینت اختتام پذیرفت۔

حسب الارشاد خواجہ

غلام رازی خاں جیو سلمہ الرحمان

در حیدرآباد فرخندہ بنیاد در ماہ ذیحجہ ۱۱۷۳ھ ہجری مقدس۔

(۵۳۳) چمنستان شعرا

نمبر تذکرہ اردو (۷۷) سائز (۵×۹) صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۷) خط شکستہ۔

مصنف۔ لالہ لچھمی نارائن شفیق۔

تاریخ تصنیف۔ ۱۱۷۵ھ

لچھمی نارائن نام شفیق تخلص۔ کھتری قوم کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے بزرگ لاہور سے آکر اورنگ آباد میں بس گئے۔ شفیق کے دادا بھوانی داس عالمگیری عہد میں اورنگ آباد آئے تھے۔ ان کے فرزند لالہ منسا رام اپنے وقت کے عربی اور فارسی کے قابل ترین شخصوں میں شمار ہوتے تھے۔ آصف جاہ اول نے ان کے قابلیت کا لحاظ کر کے پیشکاری کی خدمت پر مامور فرمایا لالہ منسا رام نہ صرف ایک سرکاری ذمہ دار عہدہ دار تھے

بلکہ صاحب تصنیف بھی تھے۔ آپ کی کئی کتابیں مشہور ہیں۔ خصوصاً تاریخ میں آپ کو بڑی اچھی دست گاہ حاصل تھی۔

شفیق کی ولادت ۱۱۵۷ھ میں اورنگ آباد میں ہوئی مولانا غلام علی آزاد بلگرامی سے اکتساب علم کیا۔ شاعری میں بھی آزاد سے تلمذ حاصل کیا۔

چمنستان شعرا اردو گو شاعروں اور گل رعنا فارسی گو شعرا کا تذکرہ مرتب کرنے کے علاوہ کئی اور کتابوں کے مصنف ہیں ۱۲۲۳ہجری میں شفیق کا انتقال ہوا۔

آغاز

"ستایش لانہایت و نیایش بے غایت مرصانع را سزد کہ شاہ روح را بامشیر دانش ساختہ برارایک اجسام جلوس دارد سکہ اشرف المخلوقات رائج ساختہ"

یہ اردو گو شعراء کا تذکرہ ہے اس میں شمالی ہند اور دکن کے شعرا کا مختصر حال اور کلام درج کیا گیا ہے۔

اختتام

کیا پوچھتے ہو لوگو گنگا بھائی کی
نینوں سے میری پوچھو جمنا بہائی کس کی

کیا ہوا ہے کس طرح کا ابر ہے
جس کو دل چاہے نہ ہو کیا چیز ہے

اس تذکرہ کو انجمن ترقی اردو نے شایع کر دیا ہے انجمن کے کتب خانہ میں قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۵۳۴) گل عجائب

نمبر تذکرہ اردو (۴۱) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۱۴۴)
سطر (۱۹) خط شکستہ
مصنف۔ اسد علی خاں تمنا۔

تاریخ تصنیف ۱۱۹۴ھ کتابت ۱۱۹۵ھ

اسد علی خاں نام، تمنا تخلص اورنگ آباد وطن پھر حیدرآباد آ کر بس گیا۔ ارسطو جاہ مدار المہام دولت آصفیہ کے مصاحبوں میں شامل تھا۔ شاعری میں بڑی اچھی دست گاہ پیدا کی تھی۔ شاگردوں کا دائرہ وسیع تھا۔ ارسطو جاہ اور آصف جاہ ثانی کی مدح میں قصائد بھی لکھے۔ کلیات مرتب ہوا ہے۔ اس کے قلمی نسخے بھی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ۱۲۰۶ھ میں جوانی میں انتقال کیا۔ اسکی شریک زندگی لطف النساء امتیاز اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ تسلیم کی گئی ہے۔

آغاز

"باب الف آرزو بزم آرائے گفتگو سراج الدین علیخان آرزو تو نہال بدو شعورش چوں برسبزی چاردہ سالگی رسید داخل خیاباں حجرگہ طلبہ گردید بطبعش کہ غنچہ موزونیست گل کردن بود بگفتن اشعار میل نمود"

تمنا نے اپنے اس تذکرہ میں اپنے ہمعصر شمالی ہند اور دکن کے شعراء کا حال اور نمونہ کلام ردیف وار درج کیا ہے۔

اختتام:۔

تذکرہ شاعراں شد چو تمام ایں زماں
شد دل و جان حزیں با ہتم شادماں
داشت تمنا دلم فکر بتاریخ او
آمدہ آواز غیب شکر خدائے جہاں

ہزار شکر جناب مولی کہ تذکرہ شد اکنوں
درود بر ختم مرسلیں بر آل و اہل بیت او ہم
برائے تاریخ ختمش چو بود در دل مرا تمنا
گل عجائب شگفت نیکو بگلشن سادہ گفتم طبع

یہ تذکرہ شایع ہوگیا ہے۔ اس کے قلمی نسخے نایاب ہیں
اب تک صرف اسی نسخہ کا پتہ چلا ہے۔ انجمن ترقی اردو نے
اسی سے نقل لے کر شایع کیا ہے۔
پہلے صفحہ پر آغاز کا قطعہ اس طرح ہے۔

چو ایں تذکرہ را نمودم شروع
زحق است امید اتمام او
تمنا بتاریخ سالش زمن
خرد گفت آغاز صفحہ بگو
۱۱۹۲ھ

(۵۳۵) طبقات الشعرا

نمبر تذکرہ فارسی (۴۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۸۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد قدرت اللہ شوق
تاریخ تصنیف ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۰۱ھ

محمد قدرت اللہ نام، شوق تخلص رام پور وطن۔
صاحب دیوان شاعر تھے۔ ضخیم دیوان مرتب کیا۔
شعراء اردو کا تذکرہ بھی بڑی محنت سے لکھا۔ یہ
تذکرہ ۱۲۰۰ھ میں مرتب ہوا۔ بقول بعض شوق نے
ایک لاکھ شعر موزوں کئے تھے۔

آغاز

زباں کو حمد سے تیری جو بہرہ مند کیا
میں ہنر میں سخن پہلے یہ پسند کیا

عزیز ترین کلامی کہ آرایش سرنامہ سخن و پیرایش
دیباچہ ہر تو و کہن تواند شد حمد لیست بے حد و
ستایش است لا تعداد۔"
یہ اردو گو شعراء کا تذکرہ ہے مگر فارسی میں لکھا
گیا ہے اور نمونہ کلام اردو ہے۔ امیر خسرو سے ابتدا
کی گئی ہے اور اپنے حالات پر ختم کیا ہے۔

اختتام:۔

"طبقات الشعراء باعانت ایزدی و برہمون
شوق کہ را بہر جمیع مقاصد است بحسب فرمایش
بعض اعزہ کہ فن شعر ریختہ را باوجود یکجان عزیز
از جان میداشت باتمام رسید و صورت اختتام
یافت۔"

ترقیمہ

تمت تمام شد بعون ملک الوہاب نسخہ
طبقات الشعراء بموجب فرمائش خان
مہربان دوست محمد خان خلف الصدق
خان صاحب نصرت خاں حاکم بخط بندہ
احقر عبادی فیض علی بتاریخ شہر رجب
بروز پنجشنبہ وقت سہ پہر ۱۲۰۱ھ

اس کے بعد تمام شعراء کی فہرست درج ہے
جن کا حال اس تذکرہ میں درج ہوا ہے۔

(۵) جغرافیہ

(۵۳۶) جہاں نما

نمبر جغرافیہ (۲۳۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۱۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ محمد مہدی قبول

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مصنف لکھنو کے باشندے تھے۔ سبب تالیف میں بیان کیا گیا ہے ایک دن صبح ولی عہد سلطنت محل جہاں نما میں متمکن تھے۔ دنیا کی عجائبات کا ذکر ہو رہا تھا۔ مصنوعات و مخلوقات وغیرہ کا تذکرہ تھا۔ مولف نے عرض کیا حکم ہو تو دنیا کے عجائبات اور طلسمات کا تذکرہ قلمبند کیا جائے۔ چنانچہ حسب ایما دیہ کتاب لکھی گئی۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا لاتعداد و لاتحص ایسے پروردگار عالم کو سزاوار اور لایق ہے کہ جس نے کام آسمان و زمین کا ایک اشارہ کن میں انصرام کیا اور بالائے سطح زمین مخلوقات بری و بحری اس قدر خلق کئے کہ جس کا شمار بغیر اوس خالق ذوالاقتدار کے کوئی نہیں کر سکتا"

کتاب تین باب میں تقسیم ہے۔ پہلے باب میں ہفتم اقلیم کی پیمایش کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں ہوا، پہاڑ، سمندر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں عجائبات بری اور بحری کا ذکر ہے۔ کتاب دور از عقل باتوں پر مشتمل ہے۔ خصوصاً تیسرے باب میں جو حکایات بیان کئے گئے ہیں وہ خلاف قیاس اور دور از عقل کہے جا سکتے ہیں۔

ان کے بیان میں اکثر جگہ تزک جہانگیری کا حوالہ دیا گیا ہے جو غور طلب ہے۔

اختتام:۔

"اور امید خدا سے یہ ہے کہ آیندہ بھی اس اپنے بادشاہ کی محفل فیض منزل میں باریاب ہو کر حسب دلخواہ انواع انواع اور اقسام اقسام کے تماشے اور طلسمات دیکھا کرے اور ان کو بطور یادگار تحریر کر کے بہ دعائے ازدیاد عمر و سلطنت مشغول اور مصروف رہا کرے"

(۵۳۷) آئینہ دکن

نمبر تاریخ (۲۲۱۲) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۲۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ میر قمر علی۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ

میر قمر علی حیدر آباد کے باشندے تھے۔ تاریخ سے دلچسپی تھی مگر شہرت حاصل نہ کر سکے۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ جغرافیہ ایک ایسا

علم ہے کہ جس سے ملک کی خشکی وتری کا حال، عموماً ملکی اور غیر ملکی سب لوگوں کو بخوبی معلوم ہوتا ہے اور سیاست مدنیہ میں کافی مدد اور سیاست میں پوری اعانت اور تجارت میں کافی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔"

اس کتاب میں قلمرو آصفی کا جغرافیہ درج ہے۔ قلمرو آصفی کی تقسیم خالصہ، جاگیرات، صرفخاص، سمستان وغیرہ کی صراحت اور دوسرے جغرافیہ کے امور کی صراحت کی گئی ہے۔ چونکہ ابتدائی کوشش ہے اس لئے اس کو مکمل جغرافیہ نہیں کہا جا سکتا۔

اختتام:۔

"چکلڈا یہ مقام امراوتی سے (۵۰) میل فاصلہ پر اور ایلچپور کے گوشۂ شمال و مغرب میں (۲۰) میل کے فاصلہ پر اور لشکر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔"

یہ مولف کا اصلی نسخہ ہے۔ مسودہ میں کمی اور اضافہ قلمزدگی وغیرہ موجود ہے۔

(۶) سفرنامے

(۵۳۸) سفرنامہ کربلائے معلّیٰ

نمبر جدید (۳۸۴۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۸)

سطر غیر معین۔ خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ ناقص الآخر

اس سفرنامے کے مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

شکر الطاف خالق علام — نعت خیر الانام وال کرام
جو علی سا ہمیں امام دیا — رہنمائی کا اس کو کام دیا
مقتدیٔ خلق مقتدائے علیؓ — بخدا رحمتِ خدا ہے علیؓ

یہ ایک حیدرآبادی کا سفرنامہ کربلا ہے جس کو اُنھوں نے نظم میں قلمبند کیا ہے۔ کربلا کے علاوہ نجف و کوفہ کی سیاحت بھی شامل ہے۔

اختتام:۔

کرم بے نیاز اس میں ہے — حکم قصر نماز اس میں ہے
یہ سفر ہے حلال بیشک — بے خطر ہے حلال ہے بیشک
کرے دُنیا کے واسطے جو سفر — . . . .
اس مسافر پہ ہے سفر جو حرام — زائر شاہ جنتی ہیں تمام

(۵۳۹) مصباح الزائرین

الموسومہ نور روضۂ اولیا

نمبر جدید (۲۱۹۵) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۹۸)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سخاوت حسین۔

تاریخ تصنیف ۱۳۱۵ھ

سخاوت حسین ابن سیّد منور حسین اورنگ آباد کے تحصیلدار تھے۔ اپنے زمانۂ تحصیلداری میں اورنگ آباد خلد آباد وغیرہ کے اولیاء کے حالات اس میں قلمبند کئے ہیں۔ مصنف شاعر بھی تھے نحیف تخلص تھا۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا کامل اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جو تمام مخلوقات کا خالق اور پالنے والا ہے"

اس کتاب میں دراصل اورنگ آباد اور خلد آباد کے اولیاء کا حال درج ہے جو نظم و نثر میں قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

درحالتِ جدائی حالِ نحیف داعی
شرحش چوں غیر ممکن مجمل بگفتہ مجمل
باصا وز احسان عرضم رسا بانشان
رحمے بلطف شان برایں نحیف بیدل

---

(۵۴۰) ترجمہ سفرنامہ ابن بطوطہ

نمبر جدید (۲۹ ۷۴) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۰۲)
سطر (۱۴) خط۔ نستعلیق۔ (ناقص الآخر)
مترجم۔ محمد حیات الحسن رضوی۔
تاریخ ترجمہ ۱۳۱۴ھ

دیباچہ کا آغاز:۔
"مخفی نہ رہے کہ مدار شرافت انسانی کا کہ جسکی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے"

آغاز نفس مضمون:۔
"شیخ فقیہہ عالم ثقہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد ابراہیم"

یہ ابن بطوطہ کا سفرنامہ ہے جو حیدرآباد کے مدار المہام اقبال الدولہ کے عہد میں عربی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

مترجم نے دس صفحے کا دیباچہ لکھا ہے اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ جلد اول کا یہ ترجمہ ہے

اختتام
"کبیر الاصل کے ہیں یہ امر مجھے بتکریم پیش آیا"
اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

یہ ترجمہ شایع ہو گیا ہے۔ اور سفرنامہ ابن بطوطہ جلد اول سے موسوم کیا گیا ہے۔

(ج) سائنس

(۱) طبعیات
(۲) ریاضی
(۳) کیمیا
(۴) ہیئت
(۵) انجینیرنگ
(۶) طبّ یونانی
(۷) طبّ ڈاکٹری
(۸) جنسیات
(۹) طبّ حیوانیات
(۱۰) موسیقی

---

(۱) طبعیات

(۵۴۱) منتخب البصر

نمبر ریاضی (۵-۲۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۴-۲۰)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مترجم۔ رتن لال
تاریخ ترجمہ ۱۲۵۳ھ کتابت ۱۲۸۱ھ

رتن لال نام نواب شمس الامراء کی سرکار سے متوسل تھے۔ شاعر بھی تھے۔ مست تخلص تھا، تاریخ کے سلسلہ میں ان کا حال درج ہوا ہے۔

آغاز:۔

"بعد حمد اس صانع کے کہ جس نے اشکال گوناگوں سطح ہستی پر منقش کیا اور نعت اس کے حبیب کی کہ جس نے آب و رنگ شریعت سے اجسام جہاں کو جلوہ دیا۔ درود اوپر اس کے اور اوپر آل و اصحاب اس کے۔ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہ رہے یہ رسالہ موسوم منتخب البصر بیچ علم دوربنا کے کہ اسے علم انظار بھی کہتے ہیں۔"

اس کتاب میں علم دوربنا یعنی انظار کے مسائل لکھے گئے ہیں۔ دراصل یہ فارسی کتاب رفیع البصر سے جو امیر پائیگاہ رفیع الدین خاں کی تالیف تھی اور فارسی میں لکھی گئی تھی اس کا ترجمہ جو شمس الامراء کے دارالترجمہ میں کیا گیا ہے بطور سوال و جواب مرتب کیا گیا ہے اس قدر اقتباس ملاحظہ ہو۔

"تیسری گفتگو اعمال ہندسہ کے بیان میں۔

سوال۔ اگر ایک خط مستقیم مفروضہ کے طرف پر عمود اُتارنا منظور ہے تو کیا عمل کرنا۔

جواب۔ دیکھو چوبیس شکل کو اب ایک خط مفروضہ ہے اور ا کے نقطے سے اس خط پر عمود اٹھایا یا رکھنا چاہتے ہیں اس واسطے "س" ایک لفظ ا کے سامنے ایسا فرض کیا کہ اگر اس نقطے کو مرکز پرکار کر کے س ا کی تفاوت سے قوس کھینچیں تو اس خط مفروضہ کو قطع کرے جیسا کہ بیان "د" میں قطع کیا ہے۔"

اختتام:۔

"ج۔ بہت مبارک اور اللہ حافظ ہے جاؤ۔ چھٹا مقالہ عکس اجسام کے بیان میں یہ رسالہ تمام ہوا بعون اللہ تعالیٰ اور حسن توفیق اس کے اور اس کی تاریخ کا مادہ اس قطعہ میں موزوں ہے۔

مرتب جب ہوا یہ سب رسالہ
بحق سید ابرار نامی
تجسس کی جو میں نے اسکی تاریخ
کہی کل عقل نے انظار نامی
۱۲۵۳ھ

ترقیم :-

"بحسب فرمایش نواب نعیم الدین خاں بہادر خلف الصدق نواب نعمت یار جنگ بہادر بخط عاصی پُر معاصی سید احمد اللہ عفی عنہ بتاریخ بستم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ باتمام رسید"

یہ کتاب شایع ہو چکی ہے۔ خود نواب شمس الامرا کے سنگی چھاپے خانے میں طبع ہوئی ہے۔

مطبوعہ نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں اس کے قلمی نسخے نایاب ہیں۔

(۵۴۲) ستّہ شمسیہ

نمبر (۱۳۲ جدید) سائز (۸ × ۵½) صفحہ ۲۸۴ سطر (۱۱) خط۔ نسخ۔

مترجم۔ دار الترجمہ شمس الامراء

تاریخ ترجمہ ۱۲۵۳ھ

نواب شمس الامراء امیر پائیگاہ حیدر آباد کے دار الترجمہ کا تذکرہ اوراق گزشتہ میں آچکا ہے آپ کے دار الترجمہ میں کئی اصحاب مامور تھے جو انگریزی اور فرانسیسی زبان کی کتابوں کا ترجمہ اردو میں کرتے اور یہ کتابیں نواب صاحب کے پریس جو سنگی چھاپے خانہ سے موسوم تھا شایع ہوتیں اور ان کی تعلیم نواب صاحب موصوف کے کالج یعنی مدرسۂ فخریہ میں ہوتی تھی۔

آغاز :-

"لائق حمد کے وہ حکیم مطلق ہے کہ جس کی قدرت کاملہ نے خلقت موجودات کو عناصر سے ایسا مرکب کیا کہ اس دریافت میں عقل دوربیں عاجز اور قاصر ہے"

یہ کتاب علم طبعیات کے چھ شعبوں پر مشتمل ہے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) علم جر ثقیل -
(۲) علم ہئیت -
(۳) علم آب یعنی مائیات -
(۴) علم ہوا -
(۵) علم مناظر - انعکاس نور اور نور کے اجزا کا بیان -
(۶) علم برق اور مقناطیس -

لیکن یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ چند شعبوں کا بیان نہیں ہے۔

ان رسالوں کو ریونڈر چارلس کے ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ کیا گیا ہے جو لندن میں ۱۸۱۵ء میں طبع ہوئی تھی۔

شمس الدین فیض نے شمس الامراء کے دار الترجمہ کے اس ترجمہ کی تاریخ تالیف نواب شمس الامراء سے ۱۲۵۳ھ نکالی ہے۔

اس کتاب کو سوال و جواب کے طور پر لکھا گیا ہے۔ نقشے اور سوالات اور فہرست مضامین اور غلط نامہ بھی شامل ہے۔

اختتام

"استاد ہر علم کی تعلیم کے بعد اس کتاب سے شاگردوں سے سوال کر کے جوابات پوچھے تا دوسری کتاب سے سوالات کی احتیاج نہ ہو"

ستّہ شمسیہ حیدرآباد، مدراس اور دہلی میں چار مرتبہ طبع ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۲۵۶ ہجری میں خود نواب شمس الامرا کے پریس میں جو سنگی چھاپے خانہ سے موسوم تھا طبع ہوئی۔ دوسری مرتبہ بھی اسی پریس میں ۱۲۶۶ھ میں طبع ہوئی۔ تیسری مرتبہ

سنہ ۱۲۷۲ھ میں مدراس میں طبع ہو کر شایع ہوئی اور چوتھی مرتبہ دھلی سے سنہ ۱۸۷۸ء میں شایع ہوئی ہے۔

اس کتاب کے مطبوعہ اور قلمی نسخے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ مطبوعہ نسخہ اسی کتب خانہ میں موجود ہے۔ قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں موجود ہیں۔

(۲) ریاضی

(۵۴۳) رسالہ حساب

نمبر ریاضی (۱۳۱) سائز (۱۴×۹) صفحہ (۵۶)

سطر متن (۱۳) حاشیہ (۲۴) خط نستعلیق

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

اس رسالہ کے مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز

"حمد بے عدد واحد بے مثل کو سزا ہے اور درود بے شمار رسولوں پر تا ابد ہے۔ بعد اس کے حساب کا بیان ہے۔ اعداد حساب وہ علم ہے جس سے مجہول عدد کے نکالنے اور حاصل کرنے کا حال عدد معلوم خاص سے باسانی جاننا چاہئیے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس رسالہ میں علم ریاضی کے چند مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام

"مثلاً اگر پوچھا جائے کہ ان کسروں ۹۱۸/۱۹۹۸ کا اختصار کہاں تک ہو سکتا ہے عمل یہ ہے۔"

ناقص الآخر کتاب ہے۔

(۵۴۴) رسالہ ریاضی

نمبر شاملات (۹-۱۲) سائز (۱۸×۹) صفحہ (۱۹)

سطر (۱۱) خط شکستہ - تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز:-

"تھوڑے قاعدے ہندسہ کے مبتدیوں کے واسطے علم ہندسہ علوم ریاضی سے ہے۔ اس کا کام طول، عرض عمق مقادیر شمار کرنے کا ہے اور اس میں بحث نقاط اور خطوط اور سطوح سے ہے۔"

اس رسالہ میں علم ریاضی کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ خط، زاویہ، سطح، مثلث - مساحت اجسام، مساحت، مکعب، جر ثقیل وغیرہ کا بیان ہے - چند نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:-

"یہ جتنے آلہ کلید جر ثقیل کے ہیں انوں کی ترکیب سے ہزاروں قسم کے آلات نکالے ہیں۔ چنانچہ نجاری اور آہنگ گری اور گھڑیال سازی وغیرہ۔"

(۵۴۵) انوار بدریہ

نمبر ریاضی (۴۱) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۴۳)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

مصنف - سید شاہ علی

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۵۸ھ کتابت سنہ ۱۲۸۱ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:-

"جاننا چاہیئے کہ وے نسبتیں جو اقلیدس میں مذکور ہیں۔ اگرچہ کثرۃ فوائد میں بہتر از شکل عروس ہیں لیکن معانی میں باوجود نزاکت ایسے قلیل الالفاظ جن کا سمجھنا مبتدیوں کو بغایت دشوار بلکہ منتہیوں کو بھی۔ اس لئے ان کو اس ذرۂ بے مقدار شاہ علی ساکن قلعہ ادھونی نے زبان ہندی میں بہ عبارت سلیس معہ امثلہ عددی ترجمہ کیا۔"

اس کتاب میں علم ریاضی کی نسبتوں کا بیان ہے یعنی مقادیر، نسبتوں کے اقسام، عکس نسبت، ابدال نسبت، ترکیب نسبت۔ تفصیل نسبت وغیرہ ان سب کو مثالوں کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔

اختتام:-

"عدد تام وہ عدد ہے کہ مساوی ہر مجموعہ اجزا سے اپنی مثلاً چھ کہ مجموعہ اجزاء ثلث ہے۔ اس کا جو تین دو ایک بیٹھے چھ ہے اور علیٰ ہذا اٹھائیس کہ مجموعہ اجزا خمسہ ہے۔ اس کا نصف و ربع و سبع اور چودھواں اور اٹھائیسواں۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

ترقیمہ:-

بتاریخ بست و یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۸۱ھ اتمام یافت

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا ایک مخطوطہ موجود ہے

(۵۴۶) انوار بدریہ (دوسرا نسخہ)

نمبر ریاضی (۱۴۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۱)

سطر (۱۵) خط ثلث۔ کتابت سنہ ۱۲۶۰ھ

آغاز:-

"جاننا چاہیئے کہ وے نسبتیں جو اقلیدس میں مذکور ہیں۔ اگرچہ کثرۃ فوائد میں بہتر از شکل عروسی ہیں۔"

اختتام:-

"جو نصف و ربع و سبع اور چودھواں اور اٹھائیسواں ہے۔"

ترقیمہ:-

بتاریخ دوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۰ھ اتمام یافت

(۵۴۷) انوار بدریہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۶۶۷ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ)

صفحہ (۳۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

کتابت سنہ ۱۲۶۶ھ

آغاز:-

"بعد حمد پروردگار اور نعت مختار صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین کے معلوم رہے کہ الخ"

اختتام:-

"اور چودواں اور اٹھائیسواں ہے اٹھائیس ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

ترقیمہ:-

تمت بالخیر، ۷ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۶ ہجری
جاننا چاہیئے کہ یہ رسالہ سنہ ۱۲۵۰ ہجری میں بنایا گیا ہے۔
مورخہ بستم شعبان المعظم سنہ ۱۲۶۸ ہجری باہتمام رسید

(۵۴۸) تذکرہ رشیدیہ

نمبر ریاضی (۳۲۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۷۰)

سطر (۱۷) خط ثلث

مصنف۔ شاہ علی

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۸ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں

آغاز

"تذکرہ ایک روز جناب اقتدار مآب اقتدار الملک

اقتدار الدولہ محمد رشید الدین خاں بہادر ابن نواب مستطاب امیر کبیر شمس الامرا محمد فخر الدین خاں بہادر ایسا فرمایا کہ علم ہندسہ میں کوئی نسخہ ایسا نہیں ہے کہ جسکی تعلیم سے مبتدیوں کو فی الجملہ بصیرت حاصل ہو اور پائے شوق دراز اگر کوئی لکھے تو کیا بہتر ہے۔"

اس رسالہ میں اقلیدس کے اشکال کا حل ہے اولاً تعریفات بیان کئے گئے ہیں اس کے بعد یکے بعد دیگر اڑتالیس اشکال حل کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"پس اضلاع مثلثین ا ج ب، ا ج بنظایر مساوی ہونگے۔ اس زاویہ ج ا ب مساوی ہوگا زاویہ قائمہ ج ا د کو مساوی المقائمہ المراد۔"

ترقیمہ:۔

باتمام رسید بتاریخ چہارم ماہ محرم ۱۲۵۸ھ ہجری

کتب خانہ سالار جنگ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

یہ کتاب شایع ہوگئی تھی مگر اب نایاب ہے۔

(۵۴۹) تذکرہ رشیدیہ (دوسرا نسخہ)

نمبر ریاضی (۴۴) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۴) سطر (۱۷) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۸۱ھ

آغاز:۔

"تذکرہ ایک روز جناب اقتدار مآب اقتدار الملک اقتدار الدولہ محمد رشید الدین خاں۔"

اختتام:۔

"زاویہ قائمہ ج ا د کہ وہ مساوی ہوگا زاویہ قائمہ ج ب د کہ وہ مساوی القائمہ ہوا۔"

ترقیمہ:۔

تحریر فی التاریخ بست ونہم محرم ۱۲۸۱ھ

(۵۵۰) تذکرہ رشیدیہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۶۶۶ جدید) سائز (۸ ½ × ۵ ½ انچ) صفحہ (۱۰۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"تذکرہ ایک روز جناب اقتدار مآب اقتدار الملک اقتدار الدولہ محمد رشید الدین خاں بہادر ابن نواب مستطاب امیر کبیر شمس الامرا محمد فخر الدین خاں بہادر نے ایسا فرمایا کہ"

اختتام:۔

"ج ا د کو مساوی القائمہ قائمتہ وہو المراد باللہ التوفیق والرشاد۔"

ج
ب د
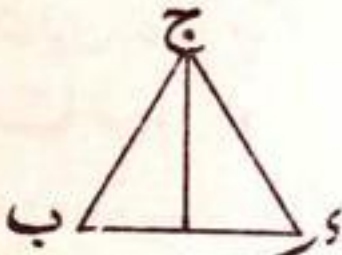
(۵۵۱) کسور اعشاریہ

نمبر ریاضی (۷۳) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۵۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ کتابت ۱۲۵۴ھ

یہ رسالہ نواب شمس الامراء کے دار الترجمہ میں ترجمہ ہوا ہے۔ مترجم کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ نواب صاحب کے دار الترجمہ میں چند مترجم مامور تھے جن میں غلام محی الدین، مسٹر جونس موسیو ٹنڈرسی، میر شجاعت علی، رتن لال، مسٹر جوزف وغیرہ شامل تھے۔

اس لئے کسی خاص شخص سے اس رسالہ کی تالیف کو منسوب کرنا دشوار ہے۔

آغاز:۔

"بعد حمد محاسب حقیقی اور نعت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے عالمان علم حساب پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ رسالہ مختصر اردو زبان میں بطریق سوال و جواب تلمذاور استاد کے اصول علم، کسورات عشریہ کہ ان کو کسور عاشریہ بھی کہتے ہیں اور یہ مشتمل ہے اوپر چار گفتگو کے۔ پہلی گفتگو کسورات عشر کی تعریف اور جمع کسور اور تفریق کسور کے بیان میں۔"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے کہ یہ رسالہ علم ریاضی کی ایک شاخ سے متعلق ہے۔ اس کو چار فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) کسورات عشر کی تعریف اور جمع کسور اور تفریق کسور۔
(۲) ضرب کسور۔ (۳) تقسیم کسور۔
(۴) جذر و مکعب وغیرہ۔

ان سب کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

اختتام:۔

"اور سب طرح سے بندہ مرہون وممنون ہے۔ اب رخصت ہوتا ہے آداب بجالاتا ہے۔
استاد بہت مبارک ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے زیادہ ہدایت دے۔"

ترقیمہ:۔

تمت بالخیر ۲۱ صفر ۱۲۵۴ھ

اس سے ایک سال کے بعد ۱۲۵۵ھ میں یہ کتاب نواب شمس الامراء کے سنگی چھاپے خانے میں طبع ہوئی ہے۔
ادارۂ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں ایک نسخہ ہے

(۵۵۲) شرح خلاصہ حساب

نمبر شالات (۸-۱۲ا) سائز (۱۸×۹) صفحہ (۵۸)
سطر (۲۵) خط شکستہ۔
مصنف - خواجہ نورالدین خاں۔

تاریخ تصنیف ۱۲۶۳ھ کتابت ۱۲۸۱ھ
مصنف خواجہ نورالدین خاں خطاب قطب یار جنگ آصفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے انکے والد کا خطاب حساب رت الدولہ تھا۔ خواجہ نورالدین کو علم ریاضی سے خاص دلچسپی تھی اس رسالہ کو انہوں نے اپنے خواجہ رحیم الدین عرف خواجہ عبدالقادر کی تعلیم کی غرض سے تالیف کیا۔

آغاز:۔

"حمد اوس واحد حقیقی کو سزاوار ہے کہ ترکیب تمام افراد بشر کی اس کی ذات سے ہے اور مجموعہ تمام اجزائے کائنات کے مانند عدد نام کے راجع طرف اوس کے اور ہزاروں درود اس احمد بلا میم پر تصنیف کرۂ قمر کی ادنی معجزہ سے اوس کے ہے۔"

اس رسالہ میں جمع، تفریق، ضرب، تقسیم، مکعب وغیرہ علم حساب کا بیان ہے۔ کتاب چند ابواب پر تقسیم ہے۔ ہر باب میں چند فصل ہیں۔ پہلے باب میں اعمال صحاح کا بیان ہے۔ اس کو دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں عمل جمع اور تضعیف کا بیان ہے، اور دوسری میں تنصیب کا بیان ہے اس طرح دیگر ابواب کی تقسیم ہے۔ جن میں تفریق، ضرب، تقسیم وغیرہ کا بیان ہے۔

کتاب کے آخر میں چند تاریخی واقعات بھی شامل ہیں اس کتاب کو عظمت الحساب سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔ گفت اورا چنین ہندس عقل
شد قبول خلایق دو دل ما

ترقیمہ:۔

بعون اللہ تعالیٰ کتاب عظمت الحساب بتاریخ چہار دہم شہر رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ

روز شنبہ در بلدہ حیدر آباد بدست اضعف العباد اللہ الفقیر میر لطف علی عفی اللہ عنہ باتمام رسید

(۵۵۳) رسالہ حساب

نمبر شالات (۳۰۶) سائز (۱۸×۹) صفحہ (۱۹)

سطر (۲۰) خط - نستعلیق

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"قواعد یکر علم حساب کا بیان مختصر، علم حساب میں بحث عددی ہے۔ عدد وہ چیز ہے کہ اپنے مجموعہ حاشیہ کا نصف ہو۔ چنانچہ پانچ کہ اوس کا حاشیہ ادھے اول چار ہیں اور حاشیہ دوم عمل ان دونوں کا مجموعہ دس ہوا۔"

اس رسالہ میں علم حساب اور اقلیدس اور ہیئت کے بعض مسائل کا تذکرہ ہے۔ ابتداء میں چند نقشے ہیں۔ یہ نقشے قطر، مثلث، شکل شلجمی، ہلالی، قطاع اکبر، معین، مستطیل مربع وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

اختتام:-

"اور اس اربعہ تناسب کے قاعدے کے سوائے کے قاعدے مثلاً خطا تما اور مقالس اور جبر و مقابلہ وغیرہ کے بہوت سے ہیں ان سب کا بیان مبسوط کتب میں موجود ہے۔ اس مختصر میں اتناہی کافی ہے۔"

(۳) کیمیا

(۵۵۴) خواص الاشیاء

نمبر فلسفہ (۵۹۸) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۵۲۱)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف سید کمال الدین حیدر۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۸۲ھ

مصنف سید کمال الدین حیدر کا عرف محمد میر حسن تھا۔ اودھ کے شاہی دربار سے متوسل۔ انگریزی سے واقف تھے۔ طب میں دخل تھا۔

آغاز:۔

"الحمد اللہ الذی الخ جناب سید کمال الدین حیدر عرف محمد میر حسن الحسنی من افضل السادات و اکمل الکمالات نے ۔ زبان انگریزی سے ترجمہ اردو میں کیا ادسیمول بارکس صاحب کی اصول کیمسٹری یعنے خواص اشیاء موالید ثلاثہ کا درج کیا اور اسے صاحب عالیشان کرنل وسکاک صاحب جو مہتمم رسد خانہ سلطانی ہیں بخوبی صحیح کیا اور اس کتاب کو میر خاں صاحب کو واسطے تجربہ کے دیا اور جناب میر خاں صاحب قبلہ نے نام اس کا خواص الاشیاء موسوم فرمایا۔"

جیسا کہ آغاز کی اس عبارت سے واضح ہے کہ یہ کیمسٹری کتاب ہے اور اس کو ترجمہ کرنے کے بعد متعدد اصحاب نے صحت کی جانچ کی ہے۔

اس کتاب میں (۶۷۲) فقرات ہیں یعنے کتاب کو اس قدر عنوان پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اکثر نام (اصطلاحات) انگریزی میں باقی رکھے گئے ہیں مثلاً آکسیجن، گیاس، سلفات۔ فاسفورس پوٹاشیم، کاربن، نائٹروجن وغیرہ۔

اختتام:۔

"ف ۶۷۲ فی الحقیقت ہمارے یقین کرنے کا ایک سبب ہے کہ مرکب جدید اوس جذب کی جہت سے پیدا ہوتا ہے جس کا نام ہیولی یا بند ہے اور وہ جذب اجزائی باریک بڑھی اوس صورت مثل جذب نظام شمسی کے عمل کرتا ہے۔"

ترقیمہ

"تمت تمام شد بتاریخ ہفدہم شہر ذیحجہ ۱۲۸۲ھ بیوم پنجشنبہ"

(۵۵۵) کیمسٹری

نمبر متفرق (۱۴۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۸)
سطر (۲۱) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

ناقص الاوّل

آغاز

"..... چاندی بنانا بلکہ علم کیمیا .....
ذی روح وغیر ذی روح کی بناوٹ ہو یا ہئیت معلوم ہوتی ہے۔ علم آئینہ قدرت ہے جس میں ...
... کا نظر آتا ہے۔ زمانہ سلف میں حکمایان یونانی کے نزدیک کل عالم کی بناوٹ چار عنصروں سے تھی۔ خاک، باد، آب، آتش ان کو وہ مفرد اشیاء جانتے تھے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے۔ یہ کیمسٹری کا ایک مختصر رسالہ ہے اس میں چند مسائل ذیل کا بیان ہوا ہے۔

مرکبات بننے کی کیفیت، اصطلاحات کیمیاوی، کیمیائی ترکیبیں اور آلات، تقطیر کرنا تھرمامیٹر یعنی مقیاس الحرارت۔ اسپنک گردانی یعنی وزن متناسبہ، رقیق چیزوں کی اسپنک گردانی نکالنے کی ترکیب، کیمیاوی ماواتیں، اوکسیجن، ہیڈروجن، پانی کا بیان، نیٹروجن ہوا کا بیان، ایمونیا، کلورین۔ ہیڈروکلورک ایڈ وغیرہ۔
کتاب میں آلات کے نقشے بھی دیئے گئے ہیں۔ اور ترکیبیں بھی لکھے گئے ہیں یعنی تجربے بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"پلاٹینم کی شناخت یہ ہے کہ جبکہ پانی کلورائڈ آف پلاٹینم کے پانی میں نوسادر کا پانی ڈالیں تو زرد منجمد تہہ نشیں ہوتا ہے۔ آنچ دینے سے جس کے اجزا متفرق ہوجاتے ہیں اور سیاہ رنگ کی اسفنجی پلاٹنیم دھات علیحدہ ہوتا ہے۔"
آغاز کے دو صفحے چاک ہونے سے جوڑے گئے ہیں اس لئے ابتدائی عبارت ناقص ہوگئی ہے۔

(۵۵۶) رسالہ کیمسٹری

نمبر فلسفہ (۴۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۴۹)
سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق۔
مترجمہ۔ دارالترجمہ شمس الامراء
تاریخ ترجمہ ۱۲۵۹ھ

یہ رسالہ نواب شمس الامراء کے دارالترجمہ میں ترجمہ کیا گیا ہے مترجمین کے اسماء قبل ازیں لکھ دیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

"سزاوار حمد وہ حکیم مطلق ہے کہ جس نے ترکیب عناصر سے اجسام مختلفہ اور طبایع گوناگوں پیدا کیا اور قابل نعت وہ صاحب لولاک ہے کہ باوجود جسمانیت فی الارض عناصر سے پاک رہا۔ ہزاروں ہزار صلوات ان پر اور پر آل اور اصحاب کو کے یہ رسالہ مختصر علم کیمسٹری کا حسب الحکم حضرت نواب صاحب قبلہ نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر دام اقبالہ کے ترجمہ کیا گیا۔ ..... روریڈ جان ٹائم کے مختصر رسالہ کا اردو ترجمہ رسالہ انگریزی زبان سے اردو عبارت میں لکھا گیا۔"

اس رسالہ میں چند کیمسٹری کے مسائل درج ہیں۔ اس کے ساتھ ایک سو سوالات بھی درج ہیں رسالہ بارہ ابواب میں منقسم ہے۔ ہر باب کو گفتگو سے موسوم کیا گیا ہے۔ انکی تفصیل حسب ذیل ہے
(۱) علم کیمیا کی تعریف اور اربعہ عناصر۔

(۲) نور، حرارت، تھرما میٹر کی خاصیت۔
(۳) گرمی کا اثر بھاپ اور برف۔
(۴) ہوا آکسیجن اور نیٹروجن کے خواص۔
(۵) جمادات۔ (۶) کوئلہ و کاربن۔
(۷ و ۸) فلزات اور دھاتوں کے پگھلانے کا طریقہ۔
(۹) سوڈیم اور پوٹاسیم کے خواص۔
(۱۰) امونیا پوٹاس اور سوڈا کے خواص۔
(۱۱) خاک، چونا، چقماق وغیرہ۔
(۱۲) مختلف ایسڈ اور سالٹ۔

اختتام:۔

"اور اس گیاز کے موجود ہونے کے سبب پانی، شراب، بیر، سیندھی وغیرہ جوش کھاتے ہیں اور پانی میں گیاز پیدا کر کروہ پانی جھاڑوں کی جڑوں میں ڈالنا بہت فائدہ کرتا ہے۔ کس واسطے کہ کربن یعنی کوئلہ سب نباتات میں شریک ہے۔"

سنہ ۱۲۶۲ھ میں یہ رسالہ شمس الامراء کے پریس میں طبع ہوا تھا۔

(۵۵۷) علم کیمسٹری (دوسرا نسخہ)

نمبر فلسفہ (۷۰) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۷۷)
سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز

"سزاوار حمد وہ حکیم مطلق ہے کہ جس نے ترکیب عناصر سے اجسام مختلف اور طبائع گوناگوں پیدا کیا۔"

اختتام

"کس واسطے کہ کربن یعنی کوئلہ سب نباتات میں شریک ہے۔"

(۴) ہئیت

(۵۵۸) دائرہ ہندسہ

نمبر ریاضی (۱۱۰) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۵)
سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۶ء
مصنف یا مترجم کی کوئی صراحت نہیں ہوئی۔

آغاز:-

"دائرہ ہندیہ کو موازی افق رکھنے کے واسطے اور گھڑیال کا وقت وغیرہ درست کرنے کے لئے خط نصف النہار پیدا کرنے کی صحیح ترکیبیں ولیم جونس صاحب کی نکالی ہوئی ہیں۔ چنانچہ بہت سے صاحب لوگ کہ جن کو علم ہئیت نہیں ہے دائرہ ہندیہ کا آلہ اپنی گھڑیالوں کا وقت صحیح کرنے کے واسطے مول لیتے ہیں۔"

اس رسالہ میں علم ہئیت کے بعض مسائل کا بیان ہے دائرہ ہندسہ افقی کے آلہ کو نصب کرنے کی ترکیب بیان کی گئی ہے اور رسائل کبیسہ کا حساب درج کیا گیا ہے۔

اختتام:-

۱	=	۱
۱	=	۳۱
۲	=	۱
۲	=	۳۱
۲	=	۵۹
۳		۴۸

(۵۵۹) شمس الہئیت

ترجمہ شرح چغمنی

نمبر ریاضی (۱۴۵) سائز (۶×۱۲) صفحہ (۲۷۱)
سطر (۱۰) خط۔ ثلث
مترجم۔ شاہ علی۔
تاریخ ترجمہ سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۶۰ھ

شاہ علی ادھونی (ضلع بلاری) کے متوطن تھے۔ عربی اور فارسی کی اعلیٰ قابلیت تھی۔ علم ہئیت اور ریاضی سے خصوصی شغف تھا۔ نواب شمس الامراء فخرالدین خاں کے فرزند بدرالدین خاں معظم الملک کی سرکار کے متوسل تھے۔ کئی کتابوں کے مترجم اور مولف ہیں۔ انھوں نے لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ آزاد ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:-

"سبحان اللہ کہ جس کی قدرت کا ذرا سا نمونہ یہ ہے کہ اجرام علویہ اور اجسام سفلیہ کو عدم سے وجود میں لایا۔ اور ان کے فعل و انفعال سے انواع و اقسام کے مصنوع ایک سے ایک بہتر سطح زمین پر بنائے"

یہ رسالہ عربی کی کتاب شرح چغمنی کا جو علم ہئیت کی مشہور کتاب ہے کا ترجمہ ہے۔ اس کو مترجم نے

شمس الامراء کے دارالترجمہ کے لئے ترجمہ کیا ہے۔ بطور سوال و جواب نفس مضمون کی صراحت کی گئی ہے۔ ایک مقدمہ اور چوبیس فصل میں اس کتاب کو تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر فصل کو "گفتگو" سے موسوم کیا ہے نفس مضمون کے پہلے تعریفات اس کے بعد اصطلاحات کی صراحت ہے۔

اختتام:-

"ایک دقیقہ میں خمس دقایق ساعت سے اور موافق بطلمیوس دس یوم گیارہ ساعت میں خمس خمس ساعت سے کمال ملبقی علی من لہ دریہ فی الحساب ہوا حسب الحسابین .... اسلام"

ترقیمہ:-

بتاریخ بست و ہشتم ماہ شوال ۱۲۶۰ھ روز پنجشنبہ اتمام رسید۔

اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں موجود ہے (زور ۱۵۴) اور ایک نسخہ نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں ہے (ہاشمی ۳۹۲)

(۵۶۰) مفتاح الافلاک

نمبر ریاضی (۱۶۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۳۶) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ عبدالسلام لکھنوی

تاریخ تصنیف ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء

عبدالسلام شاہ اودھ کے دربار سے متعلق تھے۔ نصیرالدین حیدر کے حکم سے اس کتاب کو فرانسیسی زبان سے ترجمہ کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فرینچ زبان سے واقف تھے۔

آغاز:-

"علم ہئیات وہ علم ہے جس سے کواکب کی شکلیں اور اوضاع اور البعاد وغیرہ دریافت کئے جاتے ہیں یہ علم شریف ہر عہد اور ہر ملک میں کم و بیش مروج ہوتا چلا آتا ہے۔ چنانچہ قدیم تواریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں لوگ ہنر و دانش سے ناواقف محض تھے۔ لیکن روز و شب اور جاڑے گرمی اور ساعات کی شناخت رکھتے تھے۔"

یہ رسالہ علم ہئیت سے متعلق ہے فرانسیسی زبان کے ایک رسالہ کا ترجمہ ہے جو بطور سوال و جواب لکھا گیا ہے۔ کتاب بارہ فصل پر منقسم ہے جس کو "گفتگو" سے موسوم کیا ہے۔ گفتگو جن امور سے متعلق ہے وہ یہ ہیں

(۱) زمین کی شکل اور حرکت اور مقدار کے بیان میں
(۲) نظام شمسی۔ (۳) میل، مرکز، اور حادثات نور۔
(۴) مکانوں کے عرض و طول (۵) دن اور رات کے گھنٹے اور موسموں کے تغیر اور نور ماہ کا بیان۔
(۶) چاند کی حرکت اور چاند و سورج گہن۔
(۷) دریاؤں کا مد و جزر۔
(۸) شمس اور کوکبی زمانہ کا حساب۔
(۹) تعدیل زمانے کے بیان میں۔
(۱۰) اصلاح تقویم۔ (۱۱) انقلاب نقطی الاعتدال۔
(۱۲) ثوابت اور مساحت سیارات اور قرص آفتاب۔

اختتام:-

"استاد۔ بہت اچھا اب تم رخصت ہو۔ خدا تمہاری عمر دراز کرے اور ہر طرح کے علوم تم کو نصیب کرے۔ اپنے قبلہ گاہی کو مرا اسلام و نیاز کہو۔"

ترقیمہ

تمت تمام شد۔ یہ رسالہ مسمی مفتاح الافلاک بتاریخ یازدہم ماہ رمضان المبارک ۱۲۵۷ھ ہجری

روز چہار شنبہ تمام شد۔

پہلی مرتبہ اس کی اشاعت ۱۸۳۳ء کلکتہ میں ہوئی ہے۔ دوسری بار شمس الامراء نے ۱۲۶۰ھ اپنے پریس میں طبع کیا ہے۔

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

" یہ رسالہ حسب الحکم محکم جناب سلطنت مآب ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ عادل نوشیرواں زماں نصیر الدین حیدر بادشاہ زادہ خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ کے حکم فرکوس صاحب کے اصول علم ہئیات سے مترجم نے بوسیلہ عبدالسلام لکھنوی کے اردو زبان میں ترجمہ کیا"

اور دار الامارت کلکتہ میں مطبوع ہوا ۱۸۳۳ء

(۵۶۱) مسائل علم ہیئت

نمبر شالات (۷-۱۲) سائز (۱۸×۹) صفحہ (۵۳)

سطر (۲۱) خط شکستہ

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مترجم کے نام کی کوئی تحقیق نہیں ہوئی

آغاز:-

" مسائل ضروریہ علم ہیئت کے اول یہاں ثوابت کا آسمان کے تارے جو ہم کو آنکھ سے نظر آتے ہیں وہ پانچ قسم کے ہیں۔ ایک ثوابت، دوسرے سیارے، تیسرے اثمار، چوتھے سحابیہ، پانچویں دنبالہ دار، پس ثوابت وہ ہیں جو اپنے جائے پر قائم ہیں۔"

اس رسالہ میں علم ہیئت کے چند مسائل و طبعیات کے چند مسائل کا تذکرہ ہے یعنی ثقل۔ دباؤ۔ علم ہوا۔ ہوا کا وزن انحراف شعاع۔ روشنی۔ انعکاس وغیرہ کا بیان ہوا ہے۔ آخر پر علم موسیقی کا تذکرہ ہے۔ آلات اور ہیئت کے نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:-

" ہنڈول راگ راگنی بسنت در بہار ہمہ وقت بہار سند ورہ جنجو کے جنگلہ پیلو بٹ و منجری کافی در موسم بہار ہمہ وقت ایں ہمہ سرایند۔"

(۵۶۲) رسالہ اسطرلاب

نمبر ادعیہ شالات (۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۵)

سطر (۲۱) خط شکستہ۔

مصنف۔ میر مصطفےٰ علی۔

تاریخ تصنیف ۱۲۵۶ھ۔

میر مصطفےٰ کے والد کا نام میر قاسم علی تھا۔ نواب صفدر الدولہ کی فرمائش پر فارسی سے یہ کتاب اردو میں ترجمہ کی گئی ہے۔

آغاز:-

" الحمد للہ رب العالمین الخ

اما بعد فقیر حقیر میر مصطفےٰ علی بن میر قاسم علی ایسا کہتا ہے کہ رسالہ اسطرلاب کی زبان فارسی میں استادوں نے سلف کے جمع کر کر حسب الفرمائش نواب ذوالاقتدار جمشید وقار سکندر مقام نواب صفدر الدولہ بہادر کے ان کو لغت ہندی میں لکھا تاکہ ہر کسی طالب علم کو باسانی تمام معلوم ہووے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہوتا ہے یہ علم ہیئت کی کتاب ہے اس کو چند فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

اختتام:-

" اور اس طرح استوا ہے کہ جس وقت کہ نصف النہار میں ہووے جو دعا کریں مستجاب ہوتی ہے۔"

ناقص الآخر ہے۔

(۵۶۳) رسالۂ علم ہیئت

نمبر ریاضی (۴۴۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۷۰) سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۲۹ھ
ناقص الاول
مصنف یا مترجم کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"اور یہ لفظ انگریزی ہے اس کو اہل عرب قرب شمس کہتے ہیں۔
س - سیارے کا ایرشن کیا ہے۔
ج - یہ لفظ انگریزی ہے۔ گہن کے بعد جس وقت سیارہ منور ہوتا ہے اس کو سیارے کا ایرشن کہتے ہیں۔"

اس رسالہ میں بطور سوال و جواب علم ہیئت کے بعض مسائل کا بیان ہے۔ چوبیس ابواب پر کتاب مشتمل ہے۔ آفتاب، چاند اور جملہ سیارگان فلک کا تذکرہ ہے۔ ان کی رفتار کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"پس عالم ہیجدہ کے نوادرات کا کیا ذکر اس رازجوئی میں بشر کی عقل کوتاہ اور پراگندہ ہوتی ہے تمام ہوا یہ رسالہ علم ہیئت میں۔"

(۵) انجینئرنگ

(۵۶۴) تسہیل فی جرِ الثقیل

نمبر ریاضی (۱۶۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۶)
سطر (۱۴) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ سرسید احمد خاں۔
تاریخ تصنیف ۱۲۵۹ھ

وہ کون ہے جو سرسید احمد خاں کے نام سے واقف نہیں۔ مسلمانوں کے مخلص لیڈر کی حیثیت سے تمام ہندوستان ان کا ممنون ہے۔ سرسید احمد خاں دہلی میں ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء میں تولد ہوئے میر متقی آپ کے والد ماجد تھے اور نانا خواجہ فریدالدین، جن کو دربار مغلیہ سے دبیرالدولہ امین الملک کا خطاب سرفراز ہوا تھا۔

سرسید اپنی تعلیم کے بعد جو عربی فارسی پر مشتمل تھی سرکار کمپنی کے ملازم ہوئے۔ ملازمت کے زمانے میں مسلمانوں کی پستی کا ملال رہا۔ اور اس کے لئے تدبیر سوچتے رہے، بالآخر ملازمت سے سبکدوش ہو کر تمام تر مسلمانوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ علی گڈھ کالج قائم کیا۔ آثار الصنادید آپکی پہلی تصنیف ہے۔ اس کے بعد کئی کتابیں لکھیں۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کی مسجد میں مدفون ہیں۔

آغاز:۔

"آدمی کو لازم ہے کہ دن رات اپنے پروردگار کی تعریف کرے جس نے ایک چٹکی خاک سے طرح بطرح مورتیں بنائیں اور اپنے بندوں کو دین کی سیدھی سیدھی راہیں بتائیں اور اللہ کی رحمت ہو اس کے پاک پیارے محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ان کے سبب سے ہم گمراہوں نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی .... اور سید احمد حسینی الحسن المخاطب بخطاب جوادالدولہ سرسید احمد خاں بہادر عارف جنگ فتح پور سیکری ضلع آگرہ۔ منصف سب بزرگوں اور عقلمندوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔"

یہ علم جرِ الثقیل کا رسالہ ہے جس کو سرسید احمد خاں نے اپنی منصفی فتح پور سیکری کے زمانہ میں پادری جان جیمس مور کی خواہش سے مرتب کیا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ اشکال کے نقشے بھی دیئے گئے ہیں اس میں محور د محل۔ چرخی۔ پیچ۔ بیرم وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام:۔

"اس سبب سے چرخیاں آسان پھرینگی اسی واسطے واجب ہے کہ چرخیوں کو سیدھا سامنے جڑیں۔"

ترقیمہ :-

تمت تمام بخط بے ربط ننگ خلایق سید محمد تقی علی برادر زادہ حکیم سید محمد حسین رضا یعنی پسر سید حیدر علی مرحوم و مغفور ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ بندۂ گنہ گارم

(۵۶۵) رسالہ قطاع علم و عمل

نمبر ریاضی (۵۸۰) سائز (۵×۸) صفحہ (۱۳۲) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔

مترجم۔ محمد فیاض الدین۔

تاریخ ترجمہ ۱۲۷۸ھ

محمد فیاض الدین نام فیاض تخلص اور مشرف جنگ خطاب تھا محمد عزیز الدین خاں کے فرزند قوم نوایط سے تعلق تھا۔ عزیز الدین صاحب حیدرآباد میں آصف جاہ رابع کے زمانہ میں تعلقدار تھے۔

فیاض الدین خاں اپنے زمانہ کے مطابق عربی فارسی کی تعلیم پائی حضرت شمس الدین فیض کی شاگردی میں شاعری شروع کی۔ فن ریاضی سے خاص شغف تھا۔ اسی شغف کا نتیجہ یہ رسالہ ہے ۱۳۲۶ھ میں آپ کا انتقال حیدرآباد میں ہوا۔

آغاز :-

"الحمد للہ رب العالمین الخ

بعد حمد و نعت گزارش کرتا ہے بندہ معتکف زاویہ ہیچمداں نقطۂ دائرہ سرگردانی کمترین محمد فیاض الدین بن محمد عزیز الدین خاں بہادر غفر اللہ لہما کہ ان روزہا اکثر جو نسبت مزاج کی جہت سے مطالعہ کتب ریاضی پایہ میل تھا کہتا ہے ایک رسالہ فارسی مختصر علم و عمل میں قطاع کی کردہ نادر آلہ ہے :

یہ ایک فارسی رسالہ کا اردو ترجمہ ہے۔ فارسی رسالہ شمس الامرا کا مرتبہ تھا۔ شمس الدین فیض کے حکم سے فیاض الدین خاں نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مقدمہ میں قطاع، خطوط مرتسمہ، قطاع کی تعریف کی گئی ہے۔ دو مقالوں پر کتاب مشتمل ہے۔ پہلے مقالہ میں اعمال قطاع کا بیان ہے۔ دوسرے مقالہ میں استخراج خطوط مرتسمہ کا بیان ہے۔

اختتام :-

"حقیقت اسکی عالمان علم جیب و مماس لاگرتمی پر ظاہر ہے اور ان خطوط کے عامل کو بھی علم لاگرتم ضرور جاننا چاہئے"

(۵۶۶) رسالہ قطاع (دوسرا نسخہ)

نمبر ریاضی (۵۷۸) سائز (۵×۸) صفحہ (۱۵۳) سطر (۱۱) خط۔ شکستہ

آغاز :-

"بعد حمد و نعت گزارش کرتا ہے بندۂ معتکف زاویہ ہیچمدانی"

اختتام :-

"اور ان خطوط کے عامل کو بھی علم لاگرتم ضرور جاہے"

ختم مضمون کے بعد نقشے بھی دیئے گئے ہیں۔ بارہ اشکال ہیں۔ ابتدا میں فہرست مضامین (۱۵) صفحے میں لکھی گئی ہے۔

(۵۶۷) مخزن پیمایش جو طیبہ

نمبر کتاب (۲۸۹ جدید) سائز (۸ × ۵½ انچ) صفحہ (۱۶۲) سطر (۳۳) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ سید مسعود علی

تاریخ تصنیف ۱۳۰۴ھ۔

میر منور علی نام، سید و میاں عرف، پائیگاہ خورشید جاہی میں ملازم تھے۔ سررشتۂ تعمیرات سے تعلق تھا۔ سرکار آصفیہ کے منصبداروں میں شامل تھے

آغاز:-

"معزز ناظرین عام جنگلات پر نظر ڈالنا اور اوس کے تمام تفصیلات پر کچھ لکھنا معمولی بات نہ تھی بلکہ کار لے وارد خیال تھا کہ عامیت سے قطع نظر کرکے صرف ممالک محروسہ سرکار عالی کے وہ ابتدائی حالات نظر ناظرین کئے جاتے ہیں۔"

یہ اپنے موضوع و نوعیت کے لحاظ سے واحد کتاب ہے جسمیں سررشتۂ جنگلات کے پیمائش چوبینہ کے قواعد کو جدولوں کی شکل میں اعداد مکعب فیٹ انچ و حصہ کی تفصیلات درج کئے گئے ہیں۔

ہر صفحہ کے جدول وغیرہ مطبوعہ ہیں۔ خانہ پری اعداد قلمی ہے۔ دیباچہ میں مولف نے بیان کیا ہے کہ پیمائش چوبینہ کے متعلق قبل ازیں ایک مختصر سا رسالہ سررشتۂ جنگلات سرکار عالی سے شایع ہو چکا ہے۔ لیکن اس میں چند اصولی باتوں کی کمی پائی گئی اس لئے اس رسالہ میں اسکی تکمیل کرکے پبلک میں شایع کرنا پڑا۔

اختتام:-

مکعب فٹ۔ طولانی انچہ

(۵۶۸) مخزن پیمائش آرہ کشی

نمبر کتاب (۲۹۰ جدید) سائز (۵×۸ انچ)

صفحہ (۲۱۶) سطر (۳۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ میر منور علی عرف سید میاں منصبدار و مولف پیمائش چوبینہ۔ تاریخ تصنیف ۹ ذیحجہ ۱۳۲۵ھ

آغاز:-

"معزز ناظرین حسابات آرہ کشی کی کوئی کتاب نہ ہونے سے عموماً بیحد تکلیف تھی۔ آرہ کشی کے وقت کسی نہ کسی حساب داں کی محتاجی رہتی تھی۔" اس کتاب میں آرہ کشی چوبینہ پیمائش و حساب وغیرہ کو قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام: مربع فٹ طولانی انچہ۔ فٹ انچہ حصہ ۹-۳۶

(۶) طبّ یونانی

(۵۶۹) ترجمہ طبِّ شہابی

نمبر طب یونانی (۳۷۹) سائز (۹ × ۷)
صفحہ (۸) سطر (۱۵ تا ۲۲) خط شکستہ
تاریخ ترجمہ سنہ ۱۲ھ کتابت سنہ ۱۲۵۷ف

آغاز:-

اول حمد خدا بعد نعت رسول
درود آل و اصحاب پر ہے قبول
شہابی کے طب کا یہ ہے ترجماں
کیا نظم ہندی جو ہوئے عیاں
دوا سے اگر ہوئی صحت عمیم
شفا بوج از جانب ربّ کریم

طب یونانی کی ایک مشہور کتاب طب شہابی ہے اس کے کچھ حصے کا ترجمہ دکنی نظم میں کسی نے کیا ہے۔ چند بیماریوں حال اور ان کے ادویا کا ذکر ہے

اختتام:-

"اس کا مرہم تیار کرے اگر زخم پر چند گاہ لگائے تو شفا ہوئے بیشک بفضل اللہ دوا پر نہ ہرگز تو رکھے اعتقا علم اللہ شافی ہے رب ہے ...."

اس مخطوطہ کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں ہے جو

(۵۷۰) ترجمہ طب شہابی (دوسرا نسخہ)

نمبر طب یونانی (۹۰۶) سائز (۹×۷) صفحہ (۱۵)
سطر (۱۳) خط شکستہ

آغاز:-

اول حمد حق بعد نعت رسول
درود آل و اصحاب پر ہے قبول
شہابی کی طب کا یہ ہے ترجماں
کیا نظم ہندی میں جو ہوئے عیاں

اختتام:-

سوجی شش اگر باسپہ زد جگر
تو رزباں پلا بول میں گاؤ خر
شفا گر ہوے تجبہ ایسی دوا سے
کلیجی اور دماغ بھیتر ادسے

(۵۷۱) ترجمہ طب شہابی (تیسرا نسخہ)

نمبر (۱۸۱۷ جدید) سائز (۶ × ۴½) صفحہ (۱۶)
سطر (۲۰) خط نستعلیق۔

آغاز:-

اول حمد حق بعد نعت رسول
درود آل اصحاب پر ہے نزول

اختتام :-

اگر ایک پیالہ پلادے اوسے
خدا کا فضل ہووے خلاصی اوسے

اس نسخہ کے اشعار کسی قدر زیادہ ہیں۔

(۵۷۲) مُجرب التحقیقات

نمبر طب یونانی (۶-۹) سائز (۹×۷) صفحہ (۱۹۲)

سطر (۱۳) خط شکستہ

مصنف۔ حکیم سید محمد علی۔

تاریخ تصنیف قریب سنہ۱۲۰۰ھ

مصنف کے باپ کا نام سید ابوالحسن صاحب تھا۔ باپ اور بیٹے قابل ترین طبیب تھے۔ طب ان کا خاندانی پیشہ تھا۔ اس نسخہ میں سید محمد علی نے اپنی تحقیقات کو جمع کیا ہے۔

آغاز :-

"حمد بے نہایت اور تعریف بے شمار خاص خدائے تعالی کیتیں دارو واسطے دفع کرنے ہر دوا کے پیدا کیا اور درود بے نہایت اوپر ارواح سرور انبیاء برہان الاصفیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے۔ اما بعد یہ طب تالیف ہے سید محمد علی ابن سید ابوالحسن کے ہے اور یہ ضعیف نے اس طب کیتیں جمع کرے ہر کسی کو کام میں آوے"

اس کتاب کو (۶۵) باب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب میں ایک مرض اور اسکی دوا کا حال لکھا ہے دوا کے علاوہ پرہیز اور غذا وغیرہ کی بھی صراحت کی گئی ہے یہ کتاب حکیم سید محمد علی صاحب کے ذاتی تجربات کا مجموعہ ہے۔

اختتام :-

"ہمیشہ عیاشی کرتے رہے گا مجرب و آزمودہ ہے"

ختم کتاب کے بعد مزید صراحت ضمیمے کے طور پر (۱۵) صفحے مختلف امراض کے لئے دوا کے نسخے درج کئے گئے ہیں

(۵۷۳) مُجرباتِ طب

نمبر طب یونانی (۱۹۳۱) سائز (۷×۹) صفحہ (۱۳۲)

سطر (۱۵) خط شکستہ

تاریخ تصنیف قبل سنہ۱۲۰۰ھ

کتاب ناقص الاول ہے۔

آغاز :-

"باب اول میں تپ کے تعلق کے آزاروں کے بیان میں علاج ہے۔ باب اول دو ملینڈ پھل کے بیج ہور دو سیر پانی پو ہر دو ملا کر باسن میں بھگا کر پھر نگاہ سوں رکھنا بعد از فجر کے وقت لکڑی سوں ملا کر چھان لے کر پانی پلانا"

یہ کتاب چند ابواب میں منقسم ہے اور ہر باب میں مختلف امراض کی تشریح اور ان کے علاج دوا کے نسخے درج ہیں۔

اختتام :-

"ایک تولہ سنگرف بست تولہ شیرہ شیر یراں
..... بدہد موم نم شود ....."

(۵۷۴) خوان نعمت

نمبر طب یونانی (۲۸۶) سائز (۶×۸) صفحہ (۷۲) سطر (۱۱ تا ۱۳) خط شکستہ

تاریخ تصنیف سنہ۱۲۳۱ھ کتابت سنہ۱۲۳۲ھ

کسی دکنی طبیب کی کتاب ہے جو شاعر بھی تھا اور ارکاٹ کا باشندہ تھا۔

آغاز :-

اول شروع حمد خدا سوں کردن کتاب

پھر نعت مصطفےٰ تو کہنے میں بڑا ثواب

خالق نے خاصیت دیا ہر ایک شئی منی

پاؤں گا فائدہ جو اہر اس کے پی منی

دکھنی نہ سمجھو یہ بیاں کہا سب کرا

کئی مفردات ہیں تو خواص اسکی دیکھ جا

یہ ایک منظوم طب کی کتاب ہے اس میں مرض اور اس کے نسخے لکھے گئے ہیں مگر یہ نسخے دوا کے نہیں بلکہ غذا کے ہیں یعنی غذا سے مرض کے دفع کرنے کا تذکرہ ہے۔

اختتام :-

نام خدا سوں جلد ہوا نسخہ اب تمام

جو فیض لیویں اس ستے دکھنی میں خاص و عام

داخل نہیں ہے ایک دوا سب غذا ہے دیکھ

لیکن اب معالجات غذائی بجا ہے دیکھ

اسم است خوان نعمت نغمہ لبست کم

خوان نعمت اللہ بکن شد دم بدم

ترقیمہ :-

"تمت الکتاب بعنون ملک الوہاب در ۱۲۲۳ھ
ماہ ربیع الاول تاریخ شانزدھم روز سہ شنبہ در قصبہ
رائے بیلچھ متعلقہ محمد پور عرف ارکاٹ تحریر یافت"

یہ مصنف کا اصلی ذاتی نسخہ ہے۔ بعض جگہ حاشیہ پر نسخے لکھے گئے ہیں۔

(۵۷۵) رسالہ طب

نمبر کتاب (۲۷۶۳ جدید) سائز (۹×۵ ½) انچ

صفحہ (۲۸) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق

مصنف۔ متخلص بہ عاصی

ناقص الاول و آخر

گزشتہ اوراق میں ایک عاصی تخلص شاعر کا تذکرہ ہو چکا ہے ممکن ہے ان ہی کی تصنیف ہو۔

آغاز :-

قوی کرنا چاہے اگر بیج کو

تو سمجھا ہی جنگلی کی لے بیج کو

بہت نرم و نازک رہی اسکی جڑ

نہ دل میں سمجھ اوسکو بیہودہ بڑ

سکھا چھاؤں میں کر کے ٹکڑے اوسے

کپڑ چھان کر کوٹ سرمہ اوسے

اس مختصر منظوم رسالے میں قوت باہ اور طلا اور دیگر بعض امراض کے نسخہ جات مجربہ بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف نے اپنا تخلص عاصی لکھا ہے۔ چونکہ یہ رسالہ ناقص الطرفین ہے۔ اس وجہ سے دیگر تفصیلات کا علم نہ ہو سکا۔

(پہلے صفحہ کے گوشہ پر کسی نے شفاء الامراض نام لکھ دیا ہے)

اختتام :-

کہ سوراخ میں ناک کے بوند دو

بشرطیکہ آزار کا زور ہو

صداع جاوے اوس سے ہووے کبھی

سراں ساتھ مکھو نکے ڈالے سبھی

مصنف کو تخلص

نکال جائے گا مرض یرقان کا

سلامت رکھے شاہ تجہ خاں...

یہ تجربہ حکیما نکالا ہوا
یہ منظوم عاصی کا ڈالا ہوا

(۵۷۶) سوال وجواب طب

نمبر طب یونانی (۳۲۸) سائز (۶×۹) صفحہ ۱۹۳

سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق

مصنف۔ میر ذوالفقار علی۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

حکیم صاحب ذوالفقار علی خاں کو بچپن سے علم طب کا شوق تھا، اور بڑی اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اسی ذوق وشوق کے تحت کتاب بھی تصنیف کر دیئے۔

آغاز (ناقص الاول)

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تماموں کو اور بخشنے والا ہے۔ مومنوں کی اور ہزاروں ہزار درود اور سلام خاتم المرسلین پر اور ان کی آل اور اصحاب پر بعد حمد وصلوٰۃ کہ یہ گنہ گار اضعف بندوں سے اللہ کے میر ذوالفقار علی کہ عمر خورد سے شوق علم طب کے پڑھنے کا رکھتا تھا اور واسطے حاصل کرنے اس علم کے نہایت مشقت اٹھا کر کتاب زبان اردو میں بطریق سوال وجواب تلمذ اور استاد کے اوپر ووسں گفتگو کے ترتیب کیا۔"

یہ علم طب کا ایک مجموعہ ہے اس میں علم طب کے مبتدیوں کے لئے مسائل لکھے گئے ہیں۔ در اصل یہ گیارہ گفتگو یا باب پر مشتمل ہے ان کی تفصیل درج ہے۔

(۱) ارکان علم طب (۲) روح کا بیان
(۳) اختلاط کا بیان (۴) تشریح کا بیان
(۵) نبض (۶) قارورہ
(۷) براز اور قوت دافعہ اور جاذبہ اور ہاضمہ
(۸) فصد (۹) مسہل اور قے
(۱۰) ماکول اور مشروب (۱۱) تاثرات ادویا

اختتام:۔

"اوس کے استعمال سے کوئی کیفیت کیفیات اربعہ سے مزاج میں زیادہ نہیں ہوتے ہیں اور مزاج برابر اعتدال فرضی پر رہتا ہے۔" بالخیر

(۵۷۷) کتاب در تشریح اجسام

نمبر طب یونانی (۲۵۷) سائز (۸×۱۴) صفحہ ۶۳۲

سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ حکیم احمد مرزا عرف نواب مرزا۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

مصنف کے والد کا نام وزیر مرزا تھا جو لکھنؤ کے مشہور و معروف اطباء میں شمار ہوتے تھے۔ وزیر مرزا کے بعد ان کے فرزند نواب مرزا نے حکمت شروع کی۔ اپنے فن میں کمال رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ علم طب کی تحقیقات کا شوق بھی تھا۔ تجربات کرتے رہتے تھے۔ اسی شوق کے مدنظر انھوں نے یہ ضخیم کتاب قلمبند کی ہے۔

آغاز:۔

"الحمد اللہ الذی الخ

اما بعد خادم الطباء احمد مرزا المدعو بہ نواب مرزا ابن جناب مستطاب ارسطو حکمت فلاطون حذاقت وحید العصر فرید الدہر جالینوس زمانہ بوعلی سینا ثانی الموحد من اللہ القوی الحکیم وزیر مرزا لکھنوی خدمت میں ارباب بصیرت کے ملتمس ہے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے اس میں اجسا[م]

تشریح کی گئی ہے۔ عضلات کے اقسام اور ان کی وضاحت بیان کئے ہیں، امراض کے لئے نسخے درج ہیں۔ بعض حکایتیں (تجربات طب) بھی درج ہیں۔

اختتام :۔

"اس زوج کی دونوں شریان جس کو ام رقیق بھی کہتے ہیں اور یہ غشاء رقیق تنفس۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

اگرچہ نواب مرزا صاحب لکھنوی ہیں وہ حیدرآباد آئے تھے اور اسکو نواب سالار جنگ کیلئے مرتب کیا ہے

(۵۷۸) فوائد الاحباب

نمبر طب یونانی (۲۴۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۱) سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ حکیم سید قاسم علی رضوی

تاریخ تصنیف ۱۲۷۱ھ کتابت ۱۲۷۶ھ

مصنف اسادہ پرگنہ کراری ضلع الہ آباد کے تعلقدار تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں ملزم قرار دیکر چودہ سال کے قید کی سزا دی گئی، الہ آباد جیل میں محبوس کئے گئے۔

اس کتاب کی تصنیف جنگ آزادی کے دو سال پہلے ہوئی ہے۔

آغاز :۔

"الوف حمد خدائے راکہ خداوند احمد زاکہ وہ عفار عز و جل ہے .... صنوت سیاہ مختص احد الصمد را کہ وہ قادر لم یزل ہے۔ سزائے حکم الست کہ مشتے خاک اربع عناصر متضاد الطبائع کو مجتمع بہ یک قلب کرکے صورت اجسام کی بنایا۔"

یہ علم طب کا رسالہ ہے اس کو چند باب اور فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ کئی ایک امراض اور ان کا علاج درج ہے ابتدا میں طویل دیباچہ ہے۔

اختتام :۔ قطعہ تاریخی

نسخہ جات عمدہ علی قاسم چو گفت
غنچہ دل ہا زنا ثرش شگفت
بادہ روشن درجہاں نیر مثال
صاف کردہ چوں تجسس بہر سال
از فلک آمد ندا یش یک بیک
ہزار و صد و ہفتاد و یک
۱۲۷۱ھ

---

(۵۷۹) یادگار محی الدین خاں

نمبر طب یونانی (۹۲۲) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۰۲۳) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ حکیم غلام محی الدین خاں۔

تاریخ تصنیف ما بعد ۱۳۰۰ھ

مصنف ایک خاندانی طبیب تھے ان کے باپ حکیم عبدالرحیم خاں اور دادا حکیم اسمٰعیل خاں مشہور اطباء تھے۔ عثمان زائی قبیلہ سے تعلق تھا۔ آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خاں کے زمانہ میں موجود تھے۔ طب یونانی کے علاوہ طب ڈاکٹری سے بھی واقف تھے

آغاز :۔

"سپاس بے قیاس اوس حکیم مطلق کو سزاوار ہے کہ جس نے ضمن ایجاد بہر موجود میں ہزار ہا حکمت اور صنعت عطا کی ہے اور ستایش بے نہایت اوس شافی برحق کو لایق اور زیبا ہے۔"

اس ضخیم کتاب میں مصنف نے اپنے ذاتی تجربات

امراض کی تشخیص ان کے علاج کے نسخے درج کئے ہیں
کئی ایک امراض کی تشریح اور ان کے علاج کے لئے
ادویا کے نسخے، امراض کے علامات وغیرہ تفصیل سے
بیان کئے ہیں، ادویا یونانی ہیں اور ڈاکٹری میں بھی۔

اختتام :-

"اگر اس حقیر کو کہیں چال سے بے چال دیکھیں تو
وہاں رہنمائی فرمائیں۔ مصرع
"کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود"
الحمد للہ رب العالمین الخ

(۵۸۰) تجربات عالی

نمبر طب یونانی (۸۹۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۳)
سطر (۲۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ حکیم وحید الدین عالی تخلص
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۳۱ھ کتابت سنہ ۱۳۳۲ھ

مولوی حکیم وحید الدین المتخلص بہ عالی حیدرآباد کے
ایک ممتاز خاندان سے تعلق تھا۔ مدرسہ دارالعلوم میں
تعلیم پائی۔ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کامیاب
کئے اس کے بعد طب یونانی کی تعلیم پائی۔ سرکار آصفیہ
کی ملازمت میں شامل ہوئے ترقی کرتے ہوئے مہتمم
دواخانہ ہوئے اپنے فن میں مشہور تھے۔ شاعری کا بھی شوق تھا
اچھے شاعر تھے سنہ ۱۳۵۱ھ میں انتقال ہوا۔

آغاز :-

"ایک عرصہ سے یہ خیال پیش نظر تھا کہ مرض
ذیابیطس کے متعلق جس کے کئی اقسام ہیں جو حوالی دکن میں
آج کل عالمگیر صورت اختیار کیا ہوا ہے اور اس مرض مہلک سے
آئے دن دکن میں کئی جانیں تلف ہو رہی ہیں اس کے
ازالہ کے لئے کوئی وقیع اور جامع مقالہ سلیس اردو میں
مدون کر کے حوالہ قلم کیا جائے۔"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس رسالہ
میں مرض ذیابیطس کے متعلق صراحت کی گئی ہے۔
مصنف نے اپنے ذاتی تجربات درج کئے ہیں اور
علاج کے لئے نسخے درج ہیں کتاب کو چار باب اور
آٹھ فصل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام :-

"علامات حلق اور معدہ میں سوزش، درد و جلن
قے، علاج لعاب پلادیں کھار کی ادویہ مثل چونہ
و میگنیشیا سوڈا، پوٹاس وغیرہ کھلادیں۔"

ترقیمہ :-

"تجربات عالی کے اختتام کے بعد چند سمی اور
غیر سمی ادویہ کے افعال و خواص و قیتہ زہر اعنی
کتاب الذیابیطس، علامات و علاج کے یہ
چند معلومات جو از بس ضروری ہیں بتلا دیئے
گئے ہیں تاکہ طبیب کو ان سے کافی مدد مل سکے۔"

(۵۸۱) بیمار نامہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۱۶) صفحہ (۱۳)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابوالحسن
تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۲۳ھ کتابت سنہ ۱۳۲۳ھ
مترجم کے حالات اوراق گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز :-

"امابعد واضح ہو کہ یہ رسالہ عجیب و غریب منقول
حضرت جناب امیر کل امیر غالب علی کل غالب علی
بن ابی طالب علیہ السلام سے کہ حالات بیمار و علاج
اس سے دریافت ہو سکے۔"

اس رسالہ میں ہر ہفتہ کے سات یوم اور ستاروں کے لحاظ سے بیماریوں کی شناخت کے متعلق صراحت کی گئی ہے اور چند نسخے بھی درج ہیں۔

اختتام :-

"پرانا گڑ ملا کر تین روز یہ دوا کھائے یہ تعویز لکھ کر اپنے پاس رکھنے سے بفضلہ صحت ہو۔"

ترقیمہ :-

"معلوم ہوا کہ یہ رسالہ ۱۱۰۹ھ کا لکھا ہوا تھا۔ تاریخ تحریر ساتویں ماہ صفر سنہ الیہ ہے اس کے راقم کا نام نہیں لکھا ہے۔ کاتب سید ابوالحسن مورخہ ۷ رمضان ۱۳۴۱ھ

(۵۸۲) نسخہ جات متفرق

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

مصنف سید ابوالحسن نقوی۔

تاریخ تصنیف ۱۳۰۵ھ تاریخ کتابت ۱۳۰۵ھ

آغاز :-

"اما بعد سید ابوالحسن بن مولوی سید منصور علی بن سید زین العابدین بن سید رحیم علی بن سید بدر الدین بن سید محمد تقی بن سید محمد نقی بن سید محمد طیب بن دیوان سید فضل اللہ نقوی البخاری غفر اللہ ذنوبہم کہتا ہے کہ چند اوراق پریشان مگر از تجربہ ہائے بزرگان محررہ نوشتہ ۱۱۳۲ھ کتابوں میں پڑے ہوئے نظر آئے"

اس کتاب میں مختلف بیماریوں کے علاج کے نسخے درج ہیں۔ خصوصاً قوت باہ اور امراض خبیثہ کے نسخے زیادہ ہیں۔

اختتام :- برائے دفع مرگی

اگر ہدہد کا بایاں پاؤں اور کچھوے کا ناخن ملا کر مریض کے گلے میں ڈال دیں تو مریض اچھا رہے گا۔"

ترقیمہ :-

"مرقومہ بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۵ھ روز جمعہ بمقام لنگم پلی مترجم و راقم ہذا سید ابوالحسن نقوی۔

(۵۸۳) نقض الطاعون

نمبر کتاب (۱۸۶۳ جدید) سائز (۸×۶½ انچ) صفحہ (۹۰) سطر (۱۹) خط نستعلیق خوش خط

مصنف۔ محمد سلیمان مہدی

تاریخ تصنیف ۱۳۳۱ھ تاریخ کتابت ۱۳۳۱ھ

مصنف محمد سلیمان مہدی کے والد کا نام ابوالاسلام تھا اور ان کے والد ابو اسحاق تھے جو منتہی الکلام کے مصنف تھے۔

آغاز :-

"سینہ فگاران مرض عشق حقیقی و دل برشتگان آتش توفیقی کہ جگر دز سنان و نبان پاس انفاس قلوب شان را شرح شرح ساختہ از پنبہ مرہم ستائش دنیا لیش شافی مطلق بہ نمک افشانی پرداختہ۔"

نفس مضمون کا آغاز

"خدمت میں ناظرین عرض کرتا ہے خادم العلماء محمد سلیمان بن ابوالاسلام العلامہ اکمل علماء عظام"

یہ رسالہ مرض طاعون کے علامات وغیرہ پر مشتمل ہے پانچ ابواب میں منقسم ہے اور اعلیٰحضرت میر عثمان علیخاں بہادر آصف سابع کے نام سے معنون ہے۔ ابتداء فہرست مضامین ۱۲ صفحات پر ہے۔ بعد ازاں دیباچہ فارسی زبان میں ہے۔ جسمیں اعلیحضرت میر عثمان علی خاں بہادر

کی سند نشینی کا قصیدہ ہے۔ پھر اصل کتاب اردو میں آغاز کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"طاعون زدہ بستی کے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہو کر بعد نماز سب کامل کر اذان دینا اور دعا کرنا مفید اور دستور ہے بارش کیلئے اور وبا و طاعون کے لئے۔"

ترقیمہ:۔

"الحمد للہ رب العالمین قد تم تلبیض ذلک الکتاب فی التاریخ ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۱ھ

محمد سلیمان غفر اللہ لہ"

(۵۸۴) تسکین الانفس به تحقیق ذیابیطس

نمبر کتاب (۲۶۲۳ جدید) سائز (۱۳×۸ انچ)

صفحہ (۲۰۲) سطر (۱۴) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ سید احمد سعید۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰۰ھ کتابت سنہ ۱۳۰۸ھ

حکیم احمد سعید کے والد حکیم سید اکبر علی تھے ان کا وطن امروہہ تھا۔ احمد سعید صاحب حیدر آباد آگئے تھے اور یہاں طبابت کرتے تھے۔ آسمان جاہ مدار المہام کے زمانہ میں موجود تھے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین۔۔۔۔ امابعد کہتا ہے بندۂ خاکسار۔۔۔۔ کہ ذیابیطس ایک ایسا مرض ہے کہ جس کے اسباب کی تحقیق میں حکماء ابھی تک سرگرداں و پریشان ہیں۔ مرض ذیابیطس کی تعریف اور اوسکے پیدا ہونے کے اسباب اور علاجات کو نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا گیا ہے۔ مولف نے دیباچہ میں بیان کیا ہے کہ اس مرض کی تحقیق میں ایک کتاب نہایت بسیط و تفصیل کے ساتھ عربی زبان میں تصنیف کی اور اوس کا نام تشخیص کامل رکھا چونکہ عربی زبان کی وجہ سے ہر شخص اوس سے متمتع نہیں ہو سکتا اس لئے اس رسالہ کی تالیف بہت اختصار کے ساتھ عام فہم زبان میں کیا اور اس کو صدر معظم وزیر اعظم ہز ایکسلنسی نواب محمد مظہر الدین خاں رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر کبیر سر آسمان جاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی کے نام نامی سے معنون کر کے نذر گذرانا اور اس رسالہ کا نام تسکین الانفس و تحقیق ذیابیطس رکھا۔ آخر میں فہرست مضامین کتاب کے چار صفحات ہیں۔ ختم کتاب مذکور کے بعد رسالہ "تحقیق مرض جذام" مولف مذکور کا بھی مجلد ہے۔

یہ رسائل چھپ گئے ہیں اور کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ یہ مسودہ ہے جو طباعت کے لئے لکھا گیا تھا کیونکہ آخر میں خاتم الطبع کی عبارت درج ہے۔

اختتام:۔

"ایک شئی جم جاتی ہے اور اس سے وقتاً فوقتاً جدا ہوتی رہتی ہے بخلاف جذام کے واللہ اعلم"

ترقیمہ:۔

مرقوم ۳۰/ امرداد سنہ ۱۳ف

دستخط کاتب۔ ودیگر یک دستخط

غالباً۔ سید یوسف حسین

(۵۸۵) محبوب العلوم وقاسم الحکمت

(چار جلدوں پر مشتمل ہے)

نمبر کتاب ۱۳۴۱ اور ۲۰۶ تا ۲۰۸)

سائز (۱۳×۸ انچ) صفحہ (۸۸۷۳)

سطر مختلف (۱۶ تا ۳۰) خط۔ نستعلیق

مصنف۔ حکیم و ڈاکٹر محمد قاسم علی

تاریخ تصنیف ۱۳۲۸ھ

مصنف بیجاپور سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا خاندان عادل شاہی عہد میں حکمت کرتا تھا۔ محمد قاسم صاحب حکیم بھی تھے اور ڈاکٹر بھی۔ حیدرآباد میں عرصہ تک زندہ رہے۔ آپ کا کتب خانہ مشہور تھا۔ جو کتب خانہ آصفیہ میں خرید لیا گیا۔

آغاز:۔

"حمد و سپاس بے حد و بے قیاس اوس خلاق عالم کو سزاوار ہے کہ جس نے اجسام ممکنات کو باوجود وحدت کے مختلف اشکال و صورتیں بخشیں اور ان مختلف اشکال و صورت کو صنعت کاملہ سے جدا گانہ عقل و فہم و ادراک وغیرہ عطا کیا"

یہ کتاب مولف کے تمام عمر کی محنت کا بہترین ذخیرہ ہے۔ مولف کو یونانی و ڈاکٹری طب میں کامل مہارت حاصل تھی۔ اس وجہ سے اس ذخیرہ میں انہوں نے طب یونانی و ڈاکٹری کے مفردات و مرکبات و معالجات کو حروف تہجی پر علیحدہ علیحدہ ابواب کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ گویا یہ ایک قرابادین طب ہے۔ حکیم و ڈاکٹر محمد قاسم علی صاحب مرحوم کا کتب خانہ اون کے انتقال کے بعد اون کے ورثا کو ماہانہ تنخواہ سرکار آصفیہ سے عطا ہوکر اسٹیٹ لائبریری میں ضم کر دیا گیا۔ جس میں اکثر نوادرات ہیں۔ اسی میں کی یہ جلدیں ہیں جن کے ملاحظہ سے اون کے علم طب یونانی و ڈاکٹری کے معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان مجلدات کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ یہ قرابادین غالباً پانچ ضخیم جلدوں میں مرتب کی گئی تھی جس میں دوسری جلد غیر موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے دیباچہ میں اپنے حالات و سلسلۂ ملازمت سرکاری وغیرہ کو مفصل بیان کیا ہے اور کتاب کو حضرت غفراں مکاں میر محبوب علیخان شاہ دکن کے نام سے معنون کیا ہے۔ اسی مناسبت سے و نیز اپنے نام کی نسبت سے اس ذخیرہ کا نام محبوب العلوم و قاسم الحکمت رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب موصوف نے اس کی طباعت بھی شروع کروا دی تھی چنانچہ جلد اول میں چند اوراق مطبوعہ منسلک ہیں۔ غالباً ان کو موت نے موقع نہیں دیا۔ بہرحال یہ قرابادین جو طب یونانی و ڈاکٹری دونوں پر حاوی ہے۔ قابل قدر ہے۔

ان کا کتب خانہ پتھر گٹی پر واقع تھا اور وہ ڈاکٹر سمیات کے نام سے موسوم تھے۔

اختتام:۔

"اوس کا کیمیاوی امتحان کرکے حسب ......"

ناقص الآخر۔

(۵۸۶) الانتباہ العثمانیہ فی تحقیق امراض الطاعونیہ

نمبر کتاب (۱۰۶ نمبر جدید) سائز (۱۲×۸ انچ)

صفحہ (۱۶۰) سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق خوش خط

مصنف۔ حکیم محمد فخرالدین طبیب سند یافتہ۔

تاریخ تصنیف ۱۳۱۵ھ

آغاز :-

"ربنا اکشف عنا العذاب انا المومنون ـ
رسالۃ الانتباہ العثمانیہ فی تحقیق امراض الطاعونیہ جس کو
بیادگار تزئین وسادہ ریاست حضرت . . . . نواب
میر عثمان علی خاں نظام الملک آصف جاہ سابع الخ"

اس کتاب میں مرض طاعون وجہ تسمیہ اور اسباب
اشاعت و علاجات وغیرہ کی تحقیقات کی محققانہ تفصیل
بیان کی گئی ہے۔

آخر میں ایک ورق پر منظوم تقریظات ہیں ۔ایک تقریظ
جو سید شاہ مجد الدین شطاری نے لکھی ہے۔ اس میں یہ
شعر تاریخ تصنیف ہے ۔

نفی محمد و ذکر دہ مجد نوشت
نسخۂ لاجواب فخر الدین
۱۳ ۳۴ ھ

دوسری تقریظ میر محمد معین الدین خاں متخلص بہ
شباب کی ہے۔

شباب اس کا یہ لکھ دو سال ہجری
مزین نسخۂ حکمت ہوا کیا
۱۳ ۳۳ ھ

اختتام :-

"اب بھی وہ مادہ ہے کہ جس کی مثال روئے زمین کے
اطباء میں ملنی مشکل ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

نوٹ :- یہ نسخہ نہایت خوش خط ہے اور پہلا
ایک صفحہ مطلا مذہب یا لوح طلا و رنگین ہے۔"

(۵۸۷) معین الطب
المعروف بہ تحقیق الاجساد

نمبر طب یونانی (۸۹۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ
(۱۶۸) سطر (۱۶ تا ۲۰) خط نستعلیق۔

مصنف ـ غلام نبی انبالوی۔

تاریخ تصنیف ۱۳۳۹ھ کتابت ۱۳۳۹ھ

مصنف انبالہ کے متوطن تھے ـ حکیم تھے اپنے
پیشہ میں بڑی عمدہ دستگاہ رکھتے تھے۔

آغاز :-

"امابعد آنکہ چونکہ امراض صعب کے دور کرنے
میں کشتوں کو بہت دخل ہے جن کی تاثیر بہت
جلد ظاہر ہوتی ہے اور فائدہ مستقل و دیرپا ہوا
کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سادھو سنت اور سنیاسی
تارک الدنیا جہانگردوں کی طرح مایوس العلاج
اکثر رجوع کرتے ہیں۔"

اس کتاب میں کشتے بنانے اور ان کے فوائد
کا تذکرہ ہے ۔اور اکثر امراض ان کشتوں سے جلد دفع
ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ خوراک بھی بتائی گئی ہے۔

اختتام :-

"۲ سیر کی آگ دیں سفید کشتہ ہے۔ فوائد
گٹھیا اور کھانسی کے لئے نہایت مجرب علاج ہے
خوراک بقدر دو رتی عرق سونف کے ساتھ۔"

(۷) طب ڈاکٹری

(۵۸۸) اناٹمی

نمبر طب ڈاکٹری (۳۳) سائز (۸×۵) صفحہ
(۵۱۱) سطر (۱۶) خط۔ نستعلیق
مصنف۔ میر احمد علی موسوی
تاریخ تصنیف ۱۲۷۳ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

میر احمد علی موسوی۔ حیدر آباد میں ڈاکٹر تھے اور حیدر آباد کے طبیہ کالج میں تعلیم پائی تھی۔ تصنیف و تالیف کا شوق تھا۔ انگریزی طب کی کتابوں کو ترجمہ کیا کرتے تھے، انگریزی کے ساتھ عربی، فارسی کی بھی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ
علم اناٹمی یعنی تشریح میں بیان جسم انسان کے اسٹرکچر یعنی عمارت کا ہے اور تشریح سے واقف ہونا جراحی اور طبیب دونوں کو ضروری ہے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے اس میں تشریح اعضاء انسانی کا تذکرہ ہے جابجا قلمی نقشے بھی ہیں۔

اختتام:۔

"شاخ در شاخ ہونے واسطے برو ہنی کے۔"

ترقیمہ:۔ تمت شد۔ کتاب تشریح تمام

جسم۔ بتاریخ ۲۰ شعبان ۱۲۷۳ھ
یہ مترجم کا اصلی مسودہ ہے۔

(۵۸۹) جراحی (جلد اول)

نمبر طب ڈاکٹری (۳۲) سائز (۱۲×۸) صفحہ
(۲۹۸) سطر (۲۳) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ احمد علی موسوی
تاریخ تصنیف ۱۲۷۳ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

آغاز:۔

"امابعد مرض دو قسم کے ہیں۔ ایک کان گیوشنل وزبنر یعنی طبعی مرض کہ جو تمام جسم کا مرض ہے۔ مثلاً سکر رفیو د یعنی گندمال وغیرہ۔"

اس کتاب میں جراحی کا بیان ہے مگر اولاً بخار سے ابتدا کی گئی ہے۔ علاج کے علاوہ نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔

"اور اس میں یہ سبب خراب ہوا جو کر بالک ایسڈ ہے اس میں رہنے کے اسکو سفیکے ہوگا اور دم رو کتا تب مصنوعی تنفس کرنا۔"

ترقیمہ:

تاریخ دہم شہر مظفر ۱۲۷۳ھ روز جمعہ باتمام رسید۔ آغاز میں مضامین کی فہرست ہے

یہ مترجم کا اصلی نسخہ ہے۔

(۵۹۰) جراحی (جلد دوم)

نمبر طب ڈاکٹری (۳۲) سائز (۱۴×۸) صفحہ ۱۳۵

سطر (۲۳) خط نستعلیق۔

مترجم ۔ میر احمد علی موسوی

تاریخ ترجمہ ۱۲۷۶ھ کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز:۔

"اما بعد جراحی میں یہ قانون ہے کہ حتی المقدور جسم کے اعضاؤں کو بچانا۔ اور آخر کو جبکہ دوسرے علاج ناکامیاب ہوئیں تب کسب کرنا ضروری ہوتا۔"

اس کتاب میں دو سو سے زیادہ عنوان کے تحت جراحی کا بیان ہے۔ اکیس صدر عنوان ہیں۔ ان کے تحت دوسرے جزوی عنوانات قرار دے کر جراحی کی تفصیل کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"بعد پانی نکلنے کے کیا مولا کو نکال کر انگلیوں سے دبانا اور سٹ رکھ کر باندھ دینا۔"

ترقیمہ:۔

"بتاریخ نہم رجب المرجب ۱۲۷۶ھ روز پنجشنبہ بوقت یک پاس روز گزشتہ کاتب حروف میر احمد علی موسوی۔"

یہ بھی مترجم کا اصلی نسخہ ہے۔

آغاز میں مضامین کی فہرست بھی شامل ہے۔

(۵۹۱) پراکٹس آف فزک

نمبر طب ڈاکٹری (۳۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۵۹)

سطر (۱۴) خط نستعلیق

مترجم ۔ ڈاکٹر میر احمد علی موسوی

تاریخ ترجمہ ۱۲۷۶ھ کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز:۔

"الحمد للہ الخ اما بعد سب صاحب عقل اور صاحب فہم کو لازم ہے کہ ہمیشہ تادم زیست تحصیل علم کریں روز و شب علم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ایک شخص حضرت رسول اللہ سے عرض کیا کہ علم کو کب تک تحصیل کرنا۔ حضرت فرمائے من المھد الی اللحد یعنی جھولے سے قبر تک ...... سب علم میں عمدہ اور بہتر علم طب ہیں۔ کیونکہ جو شخص کہ حکیم ہے تمام خلق اس کے محتاج رہتے ہیں۔"

اس کتاب میں ایک سو سے زیادہ عنوانات کے تحت امراض اور ان کے علاج کا حال درج کیا گیا ہے۔ بیماری کے اسباب، تشخیص اور علاج کی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"سب تیاریاں ایوڈین اور پارے کے اندر باہر مفید ہیں اور سب علاج آتشک کے علاج کے مانند کرنا۔"

ترقیمہ:۔

"تمام شد۔ بتاریخ نہم شہر جمادی الثانی ۱۲۷۶ھ روز سہ شنبہ بوقت مغرب کاتب الحروف میر احمد علی موسوی۔"

(۵۹۲) رسالہ فزیالوجی (اناٹمی)

نمبر ڈاکٹری (۲۹۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۶۰)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ ڈاکٹر ونڈو

تاریخ تصنیف ۱۲۷۳ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

ممکن ہے یہ بھی میر احمد علی موسوی کا ترجمہ نسخہ ہو

مگر نام درج نہیں ہے اس لئے بہ تیقن ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔

آغاز:۔

"نواب سالار جنگ بہادر کی شفقت سے میں اس مکتب کے اگلے شاگردوں کو اس رسالہ کی معرفت کچھ لکھ بھیجنے کی قدرت پاتا ہوں جس سے غیر حاضری کے سبب جو نقصان کہ ان کا ہے اور جسمانی ملاقات کا خلل بھی دفع ہوگا۔"

جیسا کہ اس عبارت سے واضح ہے یہ رسالہ طبیہ کالج حیدر آباد کے پرنسپل ڈاکٹر وانڈو کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل چھ عنوان کے تحت صراحت کی گئی ہے۔

(۱) نزیالوجی یعنی علم موجودات کا بیان

(۲) ہیلپی ٹروٹی (۳) ٹیومر یعنی رسولی

(۴) پرکٹیشو یعنی ادویہ مستعملہ کا بیان۔

(۵) کالرا یعنی قے جلاب کا بیان۔

(۶) اشتہار سے مسئلا کے باب میں۔

اختتام:۔

"جو کہ مخصوص ایسی عبرت اور محنت اور دل سوزی سے کام کریں گے سو ان کے باب میں نواب سالار جنگ بہادر سے اطلاع کی جاویگی۔"

(۵۹۳) انتخاب بحر حکمت

نمبر ڈاکٹری (۳۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۸)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف۔ ڈاکٹر رحیم خاں

تاریخ تصنیف مابعد سنہ۱۲۸۰ھ

ڈاکٹر رحیم خاں پنجاب کے ایک مشہور ڈاکٹر تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں ایک اخبار بھی ڈاکٹری معلومات پر شایع کرتے تھے۔

آغاز:۔

"جناب ڈاکٹر رحیم خاں صاحب مہتمم بحر حکمت لاہور سلامت و نیاز کے یہ التماس کرتا ہوں کہ ان سوالوں کا جواب شافی درج اخبار فرما دیں تاکہ ہم جیسے نیٹو ڈاکٹروں کی سمجھ میں بھی باتیں آجاویں۔"

اس رسالہ میں بعض طبی امور درج ہیں مثلاً باکرہ کا حمل شناخت وغیرہ بعض دوسرے امراض اور ان کے علاج درج ہیں۔

اختتام:۔

"یہ مکسچر ہمراہ اپلاسٹر یم ملا کے چار چار یا چھ یا آٹھ آٹھ گھنٹہ بعد دیکھتے ہیں۔"

(۵۹۴) ٹڈوالفری (امراض زنان)

نمبر ڈاکٹری (۲۹) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۲۷)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مترجم (۹)

تاریخ تصنیف مابعد سنہ۱۲۸۵ھ کتابت سنہ۱۲۸۵ھ

اس کتاب کے مصنف یا مترجم کا نام معلوم نہیں ہوا ممکن ہے سید محب حسین جنکی مہر ثبت ہے اس کے مترجم ہوں۔

آغاز:۔

"انگریزی مِسس پنڈو منسٹیوشن عربی قبض الایام امبرنا سے مراد ایام کا آنا یا ناقص ہونا۔ مختلف حالات سے ہوتا ہے اور ان کا علیحدہ بیان کرنا ضروری ہو۔"

اس کتاب میں عورتوں کے امراض کا بیان ہے اور ان کے علاج کے طریقے لکھے گئے ہیں۔ رحمی امراض حمل زچگی اور اس کے تمام متعلقات کی تفصیلی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔ اگر دائی کا دودھ نہ ہوی تو

ماں کے پستاں کا علاج جلد ہوتا ہے۔ دودھ کو جمنے نہ دینا اگر ایپسس پیدا ہو تو جراحی کے قاعدہ پر چیرنا۔"
کتاب پر ایک مہر سید محب حسین ۱۲۸۵ھ ثبت ہے۔

(۵۹۵) مڈوالفری

نمبر ڈاکٹری (۳۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۵۲)
سطر (۱۲) خط۔ نستعلیق
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۸۱ھ کتابت ۱۲۸۱ھ
کتاب کے مترجم یا مصنف کا پتہ نہیں چلا

آغاز:۔

"حمل میں رحم کی درازی کا بیان۔ حمل کا عرصہ آخری حیض سے دوسو اسی روز تک رہتا اور مباشرت سے دوسو ستر روز کا عرصہ رہتا۔ اس عرصہ میں رحم کی درازی اور چوڑائی زیادہ ہونے سے شکم میں بلندی نظر آتی"
یہ کتاب امراض نسواں کی دوسری کتاب ہے۔ جو کسی دوسرے شخص کی ترجمہ کی ہوئی یا تالیف معلوم ہوتی ہے۔ اس میں امراض نسوانی اور حمل زچگی وغیرہ کا بیان ہے۔ ایک سو سے زیادہ عنوان پر اس کو تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"اندر جلا کر رسولی پر لگانا۔ یا لال ماس کا شک اولدر ایک بھنیار ہے او سے لگا۔ اس کے بعد مزید نسخے ہیں"

اختتام دوم

"حیض بند کرنے کے واسطے پچکاری کرنے کی ترکیب۔ رائی کا سفوف ۲ ڈرام آب جوش ۱۶ اونس دن میں تین بار وجائیہ میں پچکاری کرنا"

ترقیمہ:

تمام شد کتاب مڈوالفری یعنی علم دایہ ماہ صفر ۱۲۸۱ھ

(۵۹۶) فزیالوجی

نمبر ڈاکٹری (۳۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۹۰)
سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ۱۲۸۳ھ کتابت ۱۲۸۴ھ
مترجم یا مصنف کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

آغاز:۔

"اب تک بیان اناٹومی کا تھا یعنی جسم کے انواع و اقسام کی بابت اور آلات سے بخوبی واقفیت ہوئی۔ اب یہاں سے علم فزیالوجی یعنی علم افعال و قوائے جسم کا بیان کیا جاتا ہے۔"
جیسا کہ اس عبارت سے واضح ہے اس کتاب کے مترجم یا مولف نے اولاً اناٹمی کی کتاب مرتب کی ہے اور اس کے بعد اس حصہ کو یعنی فزیالوجی کو مرتب کیا ہے۔ اس حصہ میں فزیالوجی یعنی انسانی جسم اور افعال کا بیان ہے اور ان کے سلسلہ میں امراض کا تذکرہ بھی ہے ایک سو سے زیادہ عنوان ہیں

اختتام:۔

"دو چار روز کے بعد سڑاوٹ شروع ہوتی یا فت سب آپس میں جدا ہو تنہائی الگ سٹی لکا ہیں تو بے فائدہ ہوئی اور کیمیائی ترکیب سے مردہ ہوجاتا ہے"

ترقیمہ:۔

"شروع ایں کتاب بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۸۶۶ء روز دوشنبہ و اتمام صفر ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۶ جون ۱۸۶۷ء چہارشنبہ"
آغاز اور اختتام پہ [illegible] درج ہے۔

(۵۹۷) مٹیریا میڈیکا

نمبر ڈاکٹری (۲۷) سائز (۸×۶) صفحہ (۹۹۶)

سطر (۱۱) خط شکستہ

تاریخ ترجمہ ۱۲۸۵ھ کتابت ۱۲۹۰ھ

مترجم یا مولف کا پتہ نہیں چلتا۔

آغاز:۔

"مٹیریا میڈیکا یعنی خواص الادویہ سے مراد ان ادویات کا بیان ہے جو دفع امراض کے لئے مستعمل کئے جاتے ہیں الاان تراکیب کے کہ جو بالکلیہ جراحی اور قابلہ کے واسطے رکھتے ہیں۔"

اس کتاب میں چار سو سے زیادہ عنوان ہیں جن کے تحت ادویات وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب کئی باب میں تقسیم کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"یہ وہ ادویہ ہیں جو جسم کو طاقت دیتے ہیں۔"

اصل کتاب کے خاتمہ پر مرض ہیضہ کے کئی نسخے لکھے گئے ہیں، اور نیز ایک فہرست مصطلحات ہے اس میں الفاظ طب ڈاکٹری بھی لکھے گئے ہیں۔

کتاب پر مولوی محب حسین کی مہر ثبت ہے۔ اس سے واضح ہے کہ یہ ترجمہ موصوف نے کیا ہے یا پھر یہ کتاب موصوف کے کتب خانہ میں تھی۔ محب حسین صاحب ایک عالم، طبیب اور ڈاکٹر بھی تھے۔ حیدرآباد میں انھوں نے بڑی نام آوری حاصل کی تھی۔ صدر شفاخانہ یونانی کے افسر اعلیٰ تھے۔ موصوف کا کتب خانہ مرنے کے بعد کتب خانہ آصفیہ میں منتقل ہوا تھا۔

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد ۱۲۹۰ھ

(۵۹۸) فزیالوجی

نمبر ڈاکٹری (۲۸) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۸۲)

سطر (۱۱) خط شکستہ

تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۱ھ

مترجم یا مصنف کا پتہ نہیں چلتا۔ ممکن ہے مولوی محب حسین اس کے مترجم ہوں۔

آغاز:۔

"فزیالوجی اس علم کو کہتے ہیں کہ جو انسان کی گذر کی ترکیب اور افعال وغیرہ بیان کرے۔ اور کس طرح سے انسان پیدا ہوتا ہے اور کس طرح سے بالغ ہوتا ہے اور کس طرح سے مرتا ہے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس کتاب میں فزیالوجی کا بیان ہے (۱۱۲) عنوان کے تحت تفصیلی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"دانت دو طرح کے ہوتے ہیں ٹمپریری دوم پرمننٹ وغیرہ۔"

اس کتاب پر بھی مولوی محب حسین صاحب کی مہر ثبت ہے۔

ترقیمہ:۔

۱۲۹۱ھ باتمام رسید

(۵۹۹) اناٹمی یعنی تشریح

نمبر ڈاکٹری (۳۸) سائز (۸×۵½) صفحہ زائد از (۱۲۰۰) سطر (۱۱) خط شکستہ

مصنف۔ سید محب حسین

تاریخ تصنیف ۱۲۸۹ھ

مولوی محب حسین حیدرآباد کے مشہور حکیم

اور ڈاکٹر تھے مرحوم کو طب یونانی اور ڈاکٹری دونوں میں مہارت حاصل تھی۔ اس کے ساتھ وہ عربی فارسی کے عالم متبحر بھی تھے۔ ایک عرصہ تک حکومت آصفیہ میں دواخانہ جات یونانی کے افسر اعلیٰ یعنی افسر الاطباء کی خدمت پر مامور رہے۔ ۱۳۱۳ھ میں وظیفہ ہوا تھا۔ اس کے بعد عرصہ تک زندہ رہے۔

آپ کے مکان میں ایک دواخانہ تھا جہاں بیسیوں مریض آتے تھے۔ آپ کا کتب خانہ بھی مشہور تھا جو کتبخانہ آصفیہ میں خرید لیا گیا۔ کتاب ناقص الآخر ہے۔

آغاز:۔

"اور اونچائیوں میں کہ جہاں سیلر نوسٹ میں اندراج پاتے ہیں۔ چنانچہ گردن کے ہر جانب اور چہرے اور ریڑھ کے کنارے پر اور کف دست اور کف پا میں میں بعض وقت بالکل نہیں رہتی ہے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ تشریح امراض کی کتاب ہے اس کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔

"اس کا تیم پلاستی بیون کے او پر دار بطور اوپر کے کونے کے رہتا ہے فشر اا وبلم کے او پر دار"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد ۱۲۸۹ھ

(۶۰۰) سرجری و لکچر ڈاکٹر وڈو

نمبر ڈاکٹری (۳۴) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۰۶۴)

سطر (۱۱) خط شکستہ

مصنف۔ ڈاکٹر وڈو۔

تاریخ تصنیف ۱۲۸۹ ہجری

ڈاکٹر وڈو افضل گنج کے دواخانہ کے صدر مہتمم اور طبیہ کالج کے پرنسپل تھے۔ نیز دواخانہ جات ڈاکٹری کے ناظم بھی تھے۔ اردو سے بخوبی واقف تھے۔ حکومت آصفیہ نے جب ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے کالج قائم کیا تھا (۱۸۵۴ء) تو یہاں اردو میں تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا۔ عرصۂ دراز تک اردو میں تعلیم ہوتی تھی جو پرنسپل مقرر ہوتے تھے وہ اردو سے واقف ہوتے تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر وڈو بھی اردو سے واقف تھے۔

آغاز:۔

"ان سیفوں کو بھی اوسی ترکیب تا مقدور مرتب کرنے میں آتا ہے کہ جیسا کہ پرایکٹس آف فیزک کو کئے تھے۔ یعنی اولاً جراحی کے ان امراض کا بیان جو تمام انتظام کو متاثر کرتے ہیں۔"

اس کتاب میں سرجری یعنے علم جراحی کا تفصیل سے بیان ہے دو سو سے زیادہ عنوانات کے تحت تذکرہ کیا گیا ہے۔ کئی نقشے بھی شامل ہیں۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

"افیوں غائب نہیں ہوتا۔ دار بکولیل کے نکل خرطومی ہوتے ہیں۔ اوس میں کیڑوں کے مجمع کے مانند ہوتا ہے......"

(۶۰۱) رہنمائے تشخیص

نمبر ڈاکٹری (۳۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۰۲)

سطر (۱۳) خط شکستہ۔

مصنف۔ سید محب حسین۔

تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۲ھ

آغاز:۔

"اگر کسی بیمار کا علاج کریں تو اول ضرورت ہے کہ

اس کے حال اور علامت بیماری کو بخوبی دریافت کرنا۔
چنانچہ اگر مریض درد سر کا شاکی ہو تو لازم ہے کہ وجہہ
درد کو ڈھونڈیں۔"

اس کتاب میں امراض کی تشخیص کا حال لکھا گیا ہے
کتاب کئی فصل پر منقسم ہے۔ اس میں تمام امراض انسانی
کا تذکرہ ہے۔

اختتام:۔

"بعض اسکو لگاکر برا سمجھتے ہیں اور بعض اس قیاس کے
متضاد ہیں۔"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد۔ ۱۴ شوال ۱۲۹۲ھ

(۶۰۲) مڈوائیفری

نمبر ڈاکٹری (۳۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۱۸)
سطر (۱۲) خط شکستہ۔

مصنف۔ سید محب حسین۔

تاریخ تصنیف ۱۲۹۱ھ کتابت ۱۲۹۲ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

"وضع حمل کے روک جانے کے لئے آلات تناسل کی
تشریح اور فزیالوجی کی آگاہی ہر حال میں بہت ضروری ہے"

اس کتاب میں حمل اور اس کے متعلقات کا تذکرہ
ہے۔ زچگی کے جملہ امور صراحت سے درج ہوئے ہیں
نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔

"اور افیون کے لئے اور جر...... اس وقت
پر بے فائدہ..... ہوتا ہے۔"

ترقیمہ:۔ ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ

(۶۰۳) پراکٹس آف فزک

نمبر ڈاکٹری (۲۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۰۰۳)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف ۱۲۹۲ھ کتابت ۱۲۹۳ھ

مصنف یا مترجم کا نام ظاہر نہیں ہوتا۔ ممکن ہے
مولوی محب حسین ہی اس کے مؤلف ہوں۔
حیدرآباد کے میڈیکل کالج کے لئے یہ کتاب مرتب
ہونے کا پتہ چلتا ہے

آغاز:۔

"پراکٹس آف فزک یعنی علم طب کے کل امراض کا
بیان۔ ان اوراق کو دو بڑے کنوز میں تقسیم کئے ہیں
اول ان امراض کا بیان ہے جس سے تمام انتظام جسم
شروع ہوتا ہے۔"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے یہ علم طب
کی کتاب ہے اس میں تمام امراض اور ان کے علاج اور
ادویا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (۲۱۶) باب کے تحت ان کا
بیان ہے۔ ہر باب میں چند فصل ہیں۔ آغاز عام امراض
یعنی بخارات سے شروع کیا ہے۔ آخری باب میں
پیشاب کے آلات کا بیان ہے۔

اختتام:۔

"اور تبدیل ہوا کرانا مقوی غذا دینا۔"

ترقیمہ:۔

صفر ۱۲۹۳ھ

(۶۰۴) علم الامراض

نمبر ڈاکٹری (۳۹) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۳۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مترجم۔ ولیم وائمس۔

تاریخ ترجمہ ۱۲۹۶ھ کتابت ۱۲۹۶ھ

مترجم خزانہ ضلع رہتک کا ہیڈ کلرک تھا
اس نے چارلس ایونس فانی کی تصنیف کا اردو میں
ترجمہ کیا ہے۔

مترجم کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"حال میں ایک تجربہ کار رفاہ دوست نیک
شخص نے جن کا اسم عالی ولیم چارلس ایونس فانی
صاحب بہادر ہے اور جو خزانہ ضلع رہتک میں بعہدہ
اکونٹنٹ مامور ہیں بغرض رفاہ عام و فائدہ انام
ایک عمدہ اور مختصر رسالہ لکھا جس کا نام مندرجہ عنوان کے لکھا ہے"

اس رسالہ میں ان امراض کا بیان ہے جو عام طور
سے ہوتے ہیں اور سہل الحصول معالجہ بھی لکھا گیا ہے۔

اختتام:۔

"علاج۔ مریض کو چرائتہ پلاویں اور زخم کو ہر روز
جب تک کہ صاف نہ ہو جائے دو رتی بیلا طوطہ اور
چار رتی پانی سے دھوئیں اور پولٹس باندھیں"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد ایں کتاب حسب فرمائش مولوی
حکیم محب حسین صاحب ترجمہ کردم۔
بتاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۲۹۶ھ از دست عاصی
مرزا مغل بیگ بانصرام رسید

(۶۰۵) رسالہ علم قابلہ

نمبر ڈاکٹری (۲۷۴) سائز (۵×۸) صفحہ (۲۱۱)
سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ۱۲۹۶ھ کتابت ۱۲۹۶ھ

مترجم یا مولف کا نام واضح نہیں ہوتا۔

آغاز:۔

"علم قابلہ اس علم کو کہتے جو تولید و تناسل کے
بیان پر مشتمل ہے۔ اور ہر قابلہ کو چاہئے اول کولیسکی
تشریح سے بخوبی واقف رہے چونکہ قبل ازیں اس
آلہ کا بیان ہو چکا ہے۔ ضرورت نہیں کہ مکرر بیان کریں"

اس رسالہ میں زچگی اور امراض نسواں کا تفصیل
سے تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"اور اتنا یاد رکھے کہ از صفل آلات کو وہ خون سے
سینچا ہے جو اولاً اوپر ۔ ۔ ۔ ۔ گردی کھاتا ہے"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد بتاریخ ۵ شعبان ۱۲۹۶ھ

(۶۰۶) امراض اطفال

نمبر ڈاکٹری شاملات (۱-۲۰۷) سائز (۹×۵) صفحہ
(۳۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف ۱۲۸۰ھ کتابت ۱۲۸۱ھ

مترجم یا مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ
اما بعد لازم ہے ہر طبیب ذی شعور کو امراض
الاطفال میں بخوبی خبر لینا اور درست تشخیص کرنا
کیونکہ بچوں کو زبان اور عقل نہیں رہتی کہ اپنے
مزاج کی کیفیت طبیب کو سمجھا دے"

جیسا کہ نام سے اور آغاز کی عبارت سے واضح
ہے کہ اس میں بچوں کے امراض اور انکی تشخیص

اور علاج کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام :-

"چیچک - گوبری - کنکر - پتھر - چیٹے دار
امراض کھوجلی گنجا یہ سب کا بیان پر اکتفرک
یعنی علم طبابت میں ذکر ہوا ہے اس لئے یہاں
دوبارہ ذکر نہیں کیا جاتا۔"

ترقیمہ :-

تمت تمام شد بتاریخ ہشتم ماہ صفر ۱۲۸۱ھ
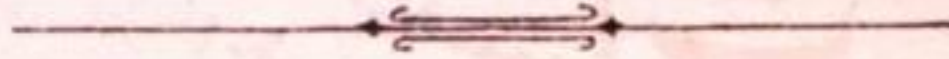
(۸) جنسیات

(۶۰۷) لذات جنسی

نمبر داخلہ (۵۵۷ جدید) سائز (۹×۶) صفحہ (۸۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

مصنف۔ عاصی۔ تاریخ تصنیف ۱۲۴۵ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو اپنے ایک دوست یٰسین صاحب کی فرمائش پر لکھا۔ یٰسین صاحب راگھاپور کے جاگیردار تھے مولانا جامی نے ایک فارسی رسالہ سے اس کو اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ عاصی تخلص کے دکن میں کئی شاعر ہوئے ہیں۔ اس کو کسی خاص عاصی سے متعلق کرنا سردست دشوار ہے۔

آغاز:۔

بنام خدا میں کروں ابتداء
بنایا دو جگ جس نے عشرت کدا
کروں ناز میں قدرت پاک پر
دیا روشنی اس سیاہ خاک پر
ہزاراں سے گل رو اس سے بنا
خط دلکش و نفس زیبا دیا

اس منظوم رسالہ میں جنسی امور کی صراحت ہے جس کو اردو میں کوک شاستر کہتے ہیں۔ کتاب کو چار باب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی

(۱) مرد اور عورت کی پہچان۔
(۲) ذوق لذت۔
(۳) نجوم اور حکمت سے رحم کا بیان۔
(۴) بیماریوں اور ان کے علاج کے نسخے۔

مصنف کے تخلص کے اشعار:۔

اے عاصی اگر بانج عورت دسے
علاج اوس کا کر جس کو رغبت اہے

اے عاصی عقیمہ کا ہے ماجرا
کرشٹا سے گنگا د جمنا بہا

اے عاصی زن حاملہ کر جتن
نہ رکھ غم و غصے میں دے درد تن

کیا امتحاں اس کا عاصی مدام
یہ جنگلی دوا ہے بہت آئی کام
اے عاصی لکھا سہل ہلکی دوا
رہے سخت چھائی کرے یہ کلا

کتاب کے آخری چند صفحے کرم خوردہ ہو کر تلف ہو گئے ہیں۔

اختتام:۔

بہ ہنگام اتمام ستہ کا شمار
تھے چالیس پر۔ . . . . . .
تھی بیچ اکیس رمضان کی
تھی . . . .
عطارد کا تھا زور اور دس
کہا . . . .
بحق محمد علیہ السلام۔
یہ ابیات سارے ہوئے اب تمام

مصرع اول کے اوپر کاتب نے ١٢٤٥ھ لکھا ہے۔ خاتمہ کتاب کے بعد چند نسخے مختلف بیماروں کے متعلق درج ہیں۔

(۹) طبّ حیوانیات

(۶۰۸) فرس نامہ

نمبرطب حیوانیات (۳۳) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۵۴) سطر (۱۵) خط ۔ نستعلیق ۔

مصنف ۔ مرزا سعادت یارخاں رنگین ۔

تاریخ تصنیف قبل ۱۲۴۰ھ

مرزا سعادت یارخاں نام، رنگین تخلص ۔ باپ کا نام طہماسپ بیگ اور خطاب اعتقاد جنگ محکم الدولہ تھا ان کا خاندان ایران سے آکر اولاً پنجاب میں بسا لاہور میں حسین الملک میر منو رخاں کی ملازمت میں منسلک ہوا ۔ رنگین کی پیدائش سرہند میں ہوئی ۔ پھر ان کے باپ دہلی آئے اور جلد ہفت ہزاری منصب جاگیر اور خطاب سے سربلند کئے گئے ۔ رنگین نے دہلی میں ہوش سنبھالے اور فنون جنگ میں مہارت حاصل کی ۔ حیدرآباد دکن آکر افسر توپ خانہ بنے ۔ پھر ملازمت چھوڑ کر گھوڑوں کی تجارت شروع کی ۔ سیاحت کرتے ہوئے لکھنؤ گئے اور وہاں شہزادہ سلیمان شکوہ کی سرکار میں ملازم ہوئے مشہور مزاحیہ شاعر انشاء اللہ سے بہت دوستی تھی لکھنؤ میں عرصہ تک قیام رہا ۔ اس کے بعد پھر دہلی چلے گئے اور یہاں ہی ۱۲۵۱ھ میں انتقال ہوا ۔ بقول بعض رنگین کو شاعری میں مصحفی سے تلمذ تھا ۔ مگر بعض انکو حاتم کا شاگرد بتاتے ہیں ۔ فرس نامہ کی صحیح تاریخ تصنیف معلوم نہیں ہوئی مگر خیال یہ ہے کہ جب یہ گھوڑوں کی تجارت شروع کئے اسی وقت اسکو مرتب کیا ہوگا انڈیا آفس لندن میں ان کے متعدد تصانیف کے قلمی نسخے موجود ہیں اور کسی کتب خانہ میں ان کی تصانیف کا اس قدر ذخیرہ موجود نہیں ہے ۔

آغاز :۔

کبھو ہو رزق کا اوس کو نہ توڑا
بندھا ہو جس کے دروازے پہ گھوڑا
پڑا ب قرآن کو آنکھیں نہ کر بند
خدا نے کھائی ہے گھوڑے کی سوگند
عزیز ان کو رکھا ہے مصطفیٰ نے
بہت چاہا ہے ان کو مرتضیٰ نے

اس منظوم رسالہ میں گھوڑوں کے امراض ان کے علاج اور گھوڑوں کی شناخت وغیرہ کا تذکرہ ہے عنوانات کے تحت صراحت کی گئی ہے ۔

اختتام :۔

وہ نسخہ بھی جو میرے آزمائے ۔
سو میں نے تجکو وہ سب کہہ سنائے

کہا ہے بیس دن میں کر کے مرقوم
وہی تعداد اسکی تجکو معلوم

ترقیمہ:-

تمت تمام شد فرس نامہ بتاریخ بستم شہر صفر ۱۲۴۰ھ۔ تصنیف رنگین اسم سعادت یار خاں در دروازہ حویلی قائم خاں تحریر یافت۔

جامعہ عثمانیہ اور کتب خانہ سالار جنگ میں فرس نامہ کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۶۰۹) فرس نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر طب حیوانات (۶۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۵) سطر (۱۹) خط۔ نستعلیق۔

آغاز:-

کبھو ہو رزق کا اوس کو نہ توڑا
بندھا ہو جس کے دروازے پہ گھوڑا

اختتام:-

جو چاہے گا خدا آرام ہوگا
علاج اس طرح سے بے دام ہوگا

نسخہ اول سے اس میں اشعار کی تعداد کچھ زیادہ ہے۔

(۶۱۰) فرس نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۶۳۶ جدید) سائز (۱۱×۶ ۳/۴ انچ) صفحہ (۴۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:-

خدا کی حمد کب مجھ سے رقم ہو
رواں جب تک یہ شبدیز قلم ہو
کہاں قدرت قلم نے اتنی پائی
کہ یہ اوسکی کرے صنعت نمائی

ناظم رسالہ نے گھوڑوں کے صفات اور اون کے اقسام و رنگ وصفات اور علاج امراض کو نظم میں بیان کیا ہے۔ پہلے مولف نے نثر میں یہ رسالہ تصنیف کیا تھا۔ لکھنو کے معزز امیر مسمی محمد بخش عرف مچھو کی فرمایش پر اس کو نظم کیا۔ مولف کے تخلص کا شعر تیسرے صفحے پر ہے:-

بس اب آگے زباں مت کھول رنگین
یہ ہی جا ہے ادب مت بول رنگین

پہلے حمد و نعت و مدح چار یار و مناجات کے بعد تمہید کلام نسبت رسالہ ہے۔ پھر صفت اسپاں سے آغاز ہے۔ آخر میں ایک ورق پر ہر دو طرف گھوڑوں کے دو تصاویر قلمی ہیں۔ اوس پر تحریرات فارسی ہیں۔

اختتام:-

کیا ہے بیس دن میں کہہ کے مرقوم
رہے تعداد اسکی تجہ کو معلوم
ہزار اس کے ہیں پورے شعر بھائی
تجھے گنتی بھی میں نے کہہ سنائی

(۶۱۱) خنگ نواز نامہ

نمبر متفرقات (۴۶۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۹۳) سطر (۹) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ طالع یار خاں۔

تاریخ تصنیف ۱۲۴۴ھ کتابت ۱۳۱۲ھ

طالع یار خاں محمود زائی پٹھان تھے چابک سوار تھے۔ یہ فن ان کا موروثی فن تھا۔ نہ صرف بہترین چابک سوار تھے بلکہ گھوڑوں کو پرکھنے کی بھی مہارت رکھتے تھے۔ اپنے ایک شاگرد کے کہنے سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

آغاز :-

"حمد اور صفت کریم لایزال اور تعریف اوس پیدا کرنے ہارے بے مثل کہ فقط کن کہہ کہ کائنات کو پیدا کیا اور ایک اشارے سے طرفۃ العین میں کتم عدم سے موجودات کو موجود کر دکھایا محرم راز اوس کے باوصف اس تفرز کی موجود ہراں زباں پہ لے آوے

صفت اوس کی کیوں کر کروں میں بیاں
اگر تن پو میرے ہو ہر مو زباں"

اس رسالہ میں گھوڑوں کی سواری کے رمز اور گر لکھے گئے ہیں۔ کتاب دو باب اور تیس فصل میں منقسم ہے۔ چونکہ مصنف خود ہی ایک سوار تھے اس لئے تمام آزمودہ امور درج کئے ہیں جو فن شہ سواری کے لئے ضروری ہیں۔ اڑیل گھوڑوں کے سدھارنے کے طریقے بھی درج ہیں۔ غرض فن شہ سواری کی ایک عمدہ کتاب ہے۔

اختتام

"جو کوئی کہ اس کتاب کو مطالعہ میں رکھے ہر ایک سخن اوس کا دل پر یاد رکھے۔ البتہ اوس شخص کو اوستاد کی حاجت نہ ہوگی اور کسی بات میں عاجز نہ رہے گا۔ موافق عمل کریں۔ آمین یا رب العالمین۔"

ترقیمہ :-

بتاریخ ۲۶ شعبان ۱۳۱۲ھ ہجری نبوی روز یکشنبہ بوقت پانچ بجے اختتام رسید بودہ در شہر حیدرآباد دکن محلہ براق پنچی روبروئے گلی ناک کو توالی قریب مکان محمد مراد چوبدار وغیرہ حسب فرمائش ولی اللہ خاں نوشتہ ہماند۔

تمت تمام شد کار من نظام شد۔ تاریخ تالیف نقل ۲۵ ذی حجہ ۱۳۱۷ھ ۶ اسفندار ۱۳۰۹ف یوم یکشنبہ۔

اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے (ہاشمی ۴۳۰)

(۶۱۲) فرس نامہ

نمبر طب حیوانیات (۳۵) سائز (۱۸×۸) صفحہ (۳۴) سطر (۲۰) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف ماقبل ۱۲۵۰ھ

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب نواب منیر الملک مدار المہام حیدرآباد کے عہد (۱۲۴۴ھ تا ۱۲۴۶ھ) میں تصنیف ہوئی ہے۔

آغاز :-

"زباں بیہودہ بیچ تعریف خدا تعالیٰ کے نہایت بے شعور واز یں قبیل در ثنائے رسالت مآب کہتے ہیں بغایت قصور طاقت بالکل نہیں پاتی کہ قدرت تصنیف دوازدہ امام کے تحریر سے در پیش آوے اور جان موافق حوصلہ کے ظاہر کرے۔"

اس رسالہ میں گھوڑوں کے شناخت امراض اور ان کے علاج کا حال لکھا گیا ہے۔ کتاب چھ باب پر منقسم ہے۔ گھوڑوں کے اقسام ان کے رنگ اور مزاج وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ آخر پر مصنف نے ان لوگوں کے اسماء کا تذکرہ کیا ہے جو گھوڑوں کے اچھے سوار یعنی شہ سوار تھے اور جنہوں نے گھوڑوں کی پرداخت کا اچھا خیال رکھا تھا جن میں سے بعض یہ ہیں۔

حمید الدولہ۔ صلابت خاں، محمد سبحان خاں، نور الامراء۔ راجہ راؤ رنبھا۔ راجہ چندو لال۔ منور بیگ۔ محمد عظیم الدین خاں وغیرہ۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

اختتام :-

"نواب منیر الملک بہادر کا اسناد قدیم کا جتنے باتیں پوشیدہ اور ظاہر میں تمام باتیں اس میں موجود ہیں۔ نگاہ انصاف لازم ہے۔ قدردان کو کسی شخص میں ......" اس کے بعد کی عبارت نہیں ہے۔

(۶۱۳) فرس نامہ

نمبر طب حیوانات (۱۶) سائز (۸×۶) صفحہ ۳۴

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے مگر یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کا مصنف گھوڑوں کے امراض اور ان کے علاج کا پورا ماہر تھا۔ فن سالوتری کا بڑا تجربہ حاصل تھا۔

آغاز :-

"الحمد للہ رب العالمین الخ

جان کہ اس کتاب میں گھوڑوں کے مرض کی پہچانت اور اوس کے علاج لکھے ہوے ہیں چاہیے کہ ایک مرض میں خوب تشخیص کرکر اوس مرض کے موافق مسالہ دینا۔"

اس رسالہ میں مصنف کے آزمودہ نسخے درج ہیں گھوڑوں کی بیماری اور تشخیص کے بعد علاج کے لیے نسخے لکھے گئے ہیں۔

اختتام :-

"صبح کو اس میں ایک بیلی گوڑا اور ..... پیاز گھی ڈالکر کھلانا، چالیس روز تک، مجرب ہے۔"

(۶۱۴) دلدل نواز نامہ

نمبر طب حیوانیات (۱۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۷۶)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف - عبد القادر۔

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۰۵ھ

مصنف نے بیان کیا ہے کہ ان کو بچپن سے گھوڑوں سے سابقہ رہا۔ اور ان کے علاج میں دسترس پیدا کی تھی۔ اس مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

آغاز :-

اے حکیم پاک تیرا حمدیت ہم کیجے
ترک کر مقبولیت محبوبیت تو سیکھے
یہ نہو ہم سے گذر کر از راہ حسن و صورت
بے ادب ہوں یاد ہے .....

استادان سلف اور حال کے بہت طبیبان فارسی اور ہندی نظم و نثر کہے ہیں۔ بیتدیاں اکی استعارات کے بیچ ..... سے جلد مرض کے احوال پہچان نہ سکے اس واسطے بندۂ کمترین عبد القادر کے بطفیل اپنے قبلہ گاہی کے ایام شیر خواری سے عالم شباب تک معرکہ میں اسپان کے رہا ہے۔"

اس کتاب میں گھوڑوں کے امراض اور ان کے علاج وغیرہ کا حال تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

آخری عبارت فارسی میں ہے۔

اختتام

"بوقت رفتن ایں آیت برخن دم کند بفضل الٰہی بر ہر کسے سخن گوید مہربان شود۔ توکلی ماشاء اللہ الحسن اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔" اس کے بعد دو غزل درج ہیں۔

ترقیمہ :-

تمت تمام شد۔ کاتب الحروف کمترین

قادر شریف بروز چہارشنبہ بہ اتمام رسید

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کتاب کے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۶۱۵) دلدل نواز نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر طب حیوانیات (۲۶) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۵۹)

سطر (۲۱) خط۔ نستعلیق۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

"اوستادان سلف اور حال کے بہت سے طبیب کے رسالے ہندی نظم و نثر کئے ہیں۔ مبتدیان اس کے استعارات کے بیچ سے جلد مرض کے احوال کو پہچان نہیں سکتے۔۔۔ بندۂ کمترین عبدالقادر کہ بہ طفیل اپنے قبلہ گاہ کے ایام شیر خواری سے عالم شباب تک معرکہ میں اسپاں کے رہا ہے"

کتاب کے نام کی صراحت

اس نسخہ کا نام دلدل نواز نامہ رکھا ہے۔ اس کتاب میں گھوڑوں کے علاج کا تذکرہ ہے۔ کتاب کو گیارہ باب میں منقسم کیا گیا اور ہر باب میں چند فصل ہیں۔ تفصیل کے ساتھ گھوڑوں کے امراض اور ان کے علاج کی صراحت کی گئی ہے۔ گھوڑوں کے خواص کے علاوہ گھوڑوں کے ہر ہر اعضا اور اس کے امراض اور علاج کا ذکر ہے۔

اختتام:۔

"لیکن ہر چند یہلا دکس سے ضرر نہیں ہے اندیشہ نہ کر کے کھلانا۔ خدا کو شافی مطلق قادر ذوالجلال برحق جاننا" **نوٹ**۔ اس کتاب میں چند صفحے علم طب کے متعلق شامل ہیں۔ ایک طویل نظم چند صفحے کی گھوڑوں کے علاج وغیرہ کے متعلق شامل ہے۔

(۶۱۶) کتاب سالوتری

نمبر طب حیوانیات (۵۶) سائز (۳۰×۱۰) صفحہ (۶۲)

سطر (۳۳) خط۔ نستعلیق۔

تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۲۷۵ھ

مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

"ایں کتاب سالوتری موسم نوبہار بارش گھوڑوں کے بیماری ہر قسم کے علاج اون کے خاصیات اور ان کے امراض کے نام نیک و بد کا نیخ اور بیان کئے ہیں"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے ظاہر ہے یہ سالوتری کی کتاب ہے۔ گھوڑوں کی شناخت۔ خواص اور امراض اور ان کا علاج درج ہے۔ اس کتاب میں گھوڑوں کی رنگین تصاویر شامل ہیں۔

اختتام:۔

"تیل میں ڈال کر خوب جلالینا تاکہ ادویات سیاہ ہوجائیں۔ اسکو چھان لینا اوپر ورم کے مالش کرنا۔ فائدہ ہوتا ہے"

(۱۰) موسیقی

(۶۱۷) رسالہ موسیقی

نمبر فلسفہ (۳۱۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۹۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق - تاریخ تصنیف بابعد سنہ ۱۲۰۰ھ

اس کتاب کے مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے - کتاب ناقص الاول ہے۔

آغاز

کہوں اوتر مندر ارجنی ادترا ایتا جان

سدہ کہا . . . .

اپر دودھ کت ل پت میں کہیں سوپید ایک

درچنا اے جایرن تن کی . . . . .

یہ علم موسیقی کا رسالہ ہے - اس میں راگنیوں کے قواعد و ضوابط بیان کرنے کے علاوہ گیت بھی لکھے گئے ہیں -

اختتام :-

مدھم کی جب ایک سرت می جو ہر کندہار

کیسک ناموں کیت ہیں پنڈت چہتر بچار

پچھم کھرج ترت ہیں دھنا کی دوی دوی بوجھہ

بکرت دوا دسن ام سمجھ جو ہرا ایں کی سوجھہ

(۶۱۸) پنگل

نمبر فلسفہ (۳۲۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق -

مترجم - غلام علی

تاریخ ترجمہ سنہ ۱۲۷۱ھ کتابت سنہ ۱۲۷۱ھ

مترجم غلام علی حیدرآباد میں فن موسیقی میں استادانہ مہارت رکھتے تھے - نواب صمصام الملک کی سرکار میں ملازم تھے - صمصام الملک آصف جاہی خاندان کے ایک فرد تھے جن کو فن موسیقی سے دلچسپی تھی -

غلام علی فن موسیقی سے واقف ہونے کے علاوہ ناگری رسم الخط کے بھی ماہر تھے -

آغاز

"سری گنشا انمات نپگل لکھتے گیت - گور گور دمہ مود گمن منگ ہنس من کر مودک بلست سگہ کندن بندن بلسٹ للست انت"

یہ فن موسیقی کا رسالہ ہے جو تمام تر ہندی میں ہے مگر خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

اختتام :-

سمر بک تجہ بکہم کہندو

بہر بہر گن اہسنت ہست منڈو

ترقیمہ :-

الحمد اللہ کہ یہ رسالہ پنگل لکھا ہوا بیچ خط ناگری

کے قدیم سے تھا حکم سے جہاں مطاع عالم مطیع
غریب پرور مسکین نواز نیک افعال خجستہ خصال
مکرم دوراں یعنی مرشد زادہ رفیع القدر نواب
صمصام الملک بہادر دام اقبالہ کے موافق لکھوانے
کے ملازم درگاہ غلام علی قوال کے بیچ تاریخ پچیسویں
ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۰۷ھ کے اختتام پایا۔

(۶۱۹) رس گرنتھ

نمبر داخلہ (۲۴۱ جدید) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۴۱)
سطر (۲۰) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ سید غلام نبی حسینی واسطی
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۵۴ھ

بلگرام کے مردم خیز قطعہ سے غلام نبی صاحب کا تعلق
تھا۔ موسیقی کے ماہر تھے۔ اس مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے

آغاز:۔ "رتھہ نایک کر پرہاس تا یکا پرت
چھتر چھتر تے تل و بھول؛ اھک سجاں
چھتر اور کومال نبہ کر یو متر سوں مال

اس رسالہ میں ہندی گیت لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

اس میں تاریخ تصنیف بھی آگئی ہے
لکھو گرنتھ یہ اگی ہوں لوکن ہت جدہ
پی ات ہاسوں ..... کے ناہ بکھیو سدہ
گیارہ رہ سے چون سگل ہجری سنیت پائی
سب گیارہ سے چونی دو ھمارا لکھو لیائے

ترجمہ:۔
اب سری حسینی واسطی بلگرامی سید غلام نبی رسلین
سید باقر اس رس گرنتھ رس پر بودہ نام
سنبور آسی گو۔

(۶۲۰) گیت

نمبر کتاب (۲۴۲ جدید) سائز (۱۰×۶)، صفحہ (۲۸)
سطر (۲۰) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ سید غلام نبی حسینی واسطی۔
تاریخ تصنیف ما بعد سنہ ۱۱۵۰ھ۔

آغاز:۔

"تیری منورہ کو بھوت ہی سین لوک تو اکاس کوئی
نکہت ادوستہ ہے"

اس رسالہ میں گیت جمع کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"جا دناں میں طیں کی موہ اندر جیت پیو پدارے داہنی
درک موند تو ہے ..... ہوں"

(۶۲۱) پوتھی رس مورب

نمبر کتاب (۴۸ جدید) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۰۰)
سطر (۵): خط شکستہ
مصنف۔ عارف بلگرامی۔
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۵۰ھ

عارف کو بھی بلگرام سے تعلق تھا۔ ممکن ہے کہ سید
غلام نبی سے قریبی رشتہ ہو۔ عارف شاعر بھی تھے اور
فن موسیقی سے بھی واقف تھے۔ کتاب کے صفحہ اول
پر یہ صراحت کی گئی ہے کہ عارف اپنے فن (موسیقی)
میں یکتائے زمانہ تھے اور سنہ ۱۱۵۰ھ میں بلگرام میں انتقال
ہوا۔ اور وہاں ہی دفن ہیں۔

آغاز:۔

پہلے فارسی میں شعر ہیں۔
اول بسم اللہ گو بعد ازاں گو نعت
باز مناقب کن بیان صلی علی

علی در علم آمدہ چونکہ کنم تمہید
کردہ زارے انما حق . . . .
یا پوتھی کوئی جو کو رد کرے کنھ دھر دھیان
کیا تی کی چھاج کو دہی نا خدا جان

اس رسالہ میں موسیقی کے راگ اور راگنیوں کے تحت ٹھمریاں وغیرہ لکھی گئی ہیں۔

ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

منھ یان سے پرمان دھن کنول بھی
کنول ہے پیاری تر و لوچی توی بھی

(۶۲۲) پوتھی انگ درپن

نمبر داخلہ (۲۴ جدید) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۶)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق۔

مصنف سید غلام نبی بلگرامی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ

آغاز:۔

سرپاوی یا حرکت میں سرس یہ کی بھائی
جو تن من تیں تکن لو بالن ہاتیہ بکائی
مور پچھ جو سرچھر . . . .
سہس جکھن لکھ تو پکھن پری ماں چھی پائی

اس رسالہ ہندی میں راگ راگنیوں میں گانے کے لئے گیت وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

رنگ رنگ کو روپ سب امن پیرت لکھائیں
نام رنگ درپن دہر یو یاے کن تی لائی

ستره سے چورے توی سمنت میں ابھرام
یہ سکھ نکھ پورن کیو لی مکھ پرتھ کر نام

ترقیمہ

رت سری حسینی واسطی بلگرامی سید غلام نبی رسلین سب سید . . . . . سمنت اٹھارہ سے انیس . . . . . سے سید امیر حیدر سمنت سید نور الحسن سید غلام نبی آزاد۔

(۶۲۳) لہنس رس

نمبر فلسفہ (۳۲۸) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۶۷)

سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق

جامع ؟ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ

اس کتاب کے جامع کا نام معلوم نہ ہوا۔

آغاز:۔

"چوں نفوس مقدسہ تجرد نہاد دریں ملذات روحانی بیشتر وادراک سرور از امورے مستلزم قرب بمہد و باشد کامل تر است"

اس کتاب میں اولاً پندرہ صفحے کا فارسی دیباچہ ہے اس میں واضح کیا گیا ہے کہ ملک گجرات میں نایک بخشو استاد فن موسیقی بہادر شاہ گجراتی کے عہد میں موجود تھا اس نے راگ اور راگنی ایجاد کئے تھے جن کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی ان کے منجملہ ایک ہزار دُھرپد چار راگ ۳۶ راگنیوں میں سب سے بہتر تسلیم کئے گئے تھے یہ چار راگ بھیرویں سری راگ، اکہرک اور کوری تھے۔

اس رسالہ میں ایک سو ایک دُھرپد ۱۲۰۰ھ میں ولیم کرک پاترک (رزیڈنٹ حیدرآباد) کے ایماء سے جمع کئے گئے ہیں۔

ہر ایک راگ اور راگنی سے دو دو دُھرپد کا انتخاب کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"کنپ سر ترد داد سں بھید تن کو پرماں ماترا
کال بھاس کہت اند مدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جاگیں
ان دن کن گنتن کو مہت ۔

(۶۲۴) دوہا گیت معہ ترجمہ

نمبر فلسفہ (۳۲۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۸۶) سطر (۱۲) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۳۶ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

ہوت نایکا نایکہ النسبت سنگار
تائیں پر تو نایکا نایک مست انسار
اُپجت جاہ بلوک کیں جیت بیچ رس بھائی
تاہ بکھانت نائکا جی پر بین کب رائی

اختتام:۔

آنمکہہ سوچن بال کی باتیں نند کمار
بیچ گئی جر بیچ میں ہر ہاتل کی جھار
سیج سیج سب رچیہ ہیں سجن سکیت سماج
رسن کن کوں رسن جی کیو شیو گرنتھہ رس راج

ترقیم:۔

تمت الرسالہ بید اقل مرزا اسمٰعیل بیگ مشہدی خادم جناب امام رضا علیہ التحیہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مدام آباد در شہر محرم سنہ ۱۲۳۶ھ

(۶۲۵) رشک پریا

نمبر فلسفہ (۳۱۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲۷) سطر (۹) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ

آغاز:۔

ایک دن گج بدن سدن بدھ مدن کندن ست
گو نند انند کند جگب بند چند جہت
سکہ دایک وایک سکرت گن ہے نایک نایک
کھل گیا یک گیا یک دلدر سپہ لایک لایک

اس رسالہ میں مختلف راگ اور راگنیوں کے تحت گیت لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔ دوہرہ

مت ات تد ہی جان سبہہ رس ریت
سوار تہہ پمار تہہ ہی اُس پریا کی پریت

(د) علوم عمرانیات

(۱) معاشیات

(۲) معاشرت

(۳) نباتات

(۴) قانون

(۵) فہرست کتب خانہ جات

(۱) معاشیات

(۶۲۶) اصول کفایت شعاری جلد اول

(تاریخ جاپان)

نمبر فلسفہ (۶۳۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۳۳۲)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق

مترجم ۔ احمد حسین خاں۔

تاریخ ترجمہ مابعد ۱۳۰۰ھ

احمد حسین خاں حیدرآباد کے متوطن تھے۔ انگریزی اردو سے اچھی طرح واقف تھے۔ ملک کی ترقی سے دلچسپی تھی۔ اس دلچسپی کے مدنظر اس قدر ضخیم کتاب کو اردو میں منتقل کیا ہے۔

آغاز

باب ششم بری اور بحری فوج

"ہمارے موجودہ مقصد کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ جاپان کی بحری اور بری افواج ایک قوی ذریعہ ترقی کا ہے اسکی ضرورت نہیں کہ تفصیلی بیان اس کے متعلق کیا جائے البتہ بعض مخصوص اصول بیان کر دیئے جاتے ہیں"

یہ کتاب کئی ابواب میں منقسم ہے اولاً فوج کے متعلق دو باب میں تذکرہ ہے۔ اس کے بعد باب (۸) صنعت وحرفت (۹) نقاشی (۱۰) تجارت (۱۱) ملک جاپان میں غذا کی سربراہی (۱۲) نو آبادی اور ہجرت (۱۳) جمہوریہ حکومت (۱۴) اہل جاپان کا امریکہ اور یورپ سے معاہدہ

اختتام:۔

"بادشاہ انگلینڈ کی گورمنٹ تصور کرتی ہے کہ اس معاہدہ سے باہمی فوائد ہر دو ممالک کے محفوظ رہیں گے جس سے امن وامان باقی رہے گا۔ اگر بدنصیبی سے امن قائم نہ رہے تو اس معاہدہ کا اثر دشمن کے حد تک موثر رہے گا"

یہ کتاب آصف جاہ سادس میر محبوب علی خاں کے عہد میں ترجمہ کی گئی ہے آپ کا عہد ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۲۹ھ تک قرار دیا جائے۔ اگرچہ ۱۲۸۳ھ آپ کی مسند نشینی ہوئی مگر یہ زمانہ نابالغی کا تھا۔

(۶۲۷) اصول علم کفایت شعاری جلد دوم

نمبر فلسفہ (۶۳۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۰۹)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق:

مترجم ۔ احمد حسین خاں

تاریخ ترجمہ مابعد ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

"بہت دنوں سے بندہ کے خیال میں یہ سوال تھا کہ

کیوں بجز کرسٹین یوروپی ممالک کے دیگر ممالک اور اقوام بمساوات یوروبین عیسوی ترقی یافتہ اقوام کے ترقی نہیں کرتے۔ حالانکہ ایشیا میں ایشیائی علوم و فنون قدیم سے موجود ہیں۔"

دراصل یہ موسیو چارلس کیڈ پروفیسر مانٹ پیلز یونیورسٹی کی کتاب کا ترجمہ ہے فرانسیسی سے انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے اور اس کے بعد انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ کتاب کئی ابواب پر منقسم۔ بعض ابواب یہ ہیں۔

ذرایع پیداوار۔ محنت و وقت۔ مزدوری کا نقصان لاگت۔ تقسیم محنت۔

اختتام:۔

"اور ہر ایک شخص اپنے کام کے مقررہ وقت میں سے بچا کر اپنے خانگی شہر کے عقل و فہم اور مذہب کے خدمات میں صرف کر سکتا ہے۔ اس لئے کام کے گھنٹے مقرر ہونا نہایت اہم ہے۔"

(۶۲۸) اصول کفایت شعاری

جلد سوم

نمبر فلسفہ (۶۳۵) سائز (۶×۹) صفحہ (۸۴۸)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق۔

مترجم۔ احمد حسین خاں

تاریخ ترجمہ ما بعد سنہ ۱۳۱۳ھ

آغاز:۔

"علم کفایت شعاری

بہت دنوں سے بندہ کے خیال میں یہ سوال تھا کہ کیوں بجز کرسٹین یوروپین ممالک کے"

اس کتاب کا انگریز مترجم سی ولیم لے ویڈز ہے، اس انگریزی کتاب کا ترجمہ اردو میں احمد حسین خان نے کیا ہے۔

اس حصے میں بھی کئی باب ہیں جس میں سے بعض یہ ہیں

تبادلۂ دولت۔ تبادلہ کی تاریخ و اقعات۔ تبادلہ کی قیمت استفادہ کے اصول۔ قیمت کے اصول۔ تبادلہ کی آسانی ذریعہ حمل و نقل۔ جنس یا جنس کی تاریخ۔ دھات کے پیسے۔ سکے۔ دوران دولت، بین القومی تجارت۔ تجارت کے اہم امور۔ معاہدات تجارت۔ فرضی لاگت، بنک وغیرہ۔

اختتام:۔

"معاملات کے استفادہ کی خواہش کرنا اور اسکو زر نقد پر منحصر کرنا مثل اس کے لئے ہے کہ اوس دائرہ کے رقبہ کو چاہنا جو ایک دائرے کو دوسرے دائرہ سے جدا کرتا ہے۔"

(۶۲۹) اصول کفایت شعاری

جلد چہارم

نمبر فلسفہ (۶۳۶) سائز (۵×۸) صفحہ (۹۳۴)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق۔

مترجم۔ احمد حسین خاں۔

تاریخ ترجمہ قبل سنہ ۱۳۱۳ھ

آغاز میں وہی عبارت درج ہے جو جلد دوم و سوم میں درج ہو چکی ہے۔

اس کتاب کے چند ابواب یہ ہیں۔

تقسیم دولت کے طریقے۔ تقسیم دولت کا نظریہ حق جائداد۔ تقسیم دولت کا موجودہ طریقہ۔ جماعت بندی۔ مزدوری ملکیت اور لاگت۔ سود خوری، کرایہ زمین۔ زمین کی پیداوار۔ جواز منفعت پیداوار کی جماعت بندی وغیرہ۔

اختتام:-

"جمہوریت کا غلبہ بہت دھیما اور دشوار امر ہے اور اس میں بہت کچھ ناامیدی بہ نسبت سیاسی جمہوریت کے غلبہ کے موجود ہے۔"

(۶۳۰) اُصولِ کفایت شعاری
(جلد پنجم)

نمبر فلسفہ (۶۳۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۳۹)

سطر (۱۰) خط ۔ نستعلیق

مترجم ۔ احمد حسین خاں

تاریخ ترجمہ مابعد سنہ ۱۳۰ھ

آغاز

وہی عبارت ہے جو سابقہ جلدوں میں لکھی گئی ہے

اس جلد کے بعض ابواب یہ ہیں۔

خرچ ۔ نوعیت اور قانون خرچ، اسپینڈنگ یعنی خرچ مسرت کا سامان، گھر کے مصارف، غیرحاضری ۔ بچت ۔ ضروری حالات ۔ بچت سے استفادہ ۔ صنعت و حرفت میں روپیہ لگانا۔

اختتام:-

"اگر ملک اجنب کے کاروبار میں دانائی سے لاگت لگائی جاوے تو قوم کو منفعت مبلغ لاگت سے زاید ہوتی ہے۔"

---
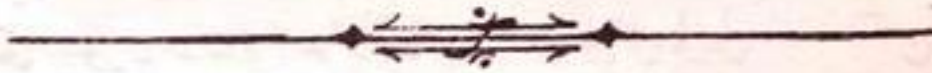
(۲) معاشرت

(۶۳۱) رسالہ معاشرت

نمبر فلسفہ (۷۱۰) سائز (۸×۱۵) صفحہ (۹۸)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مصنف ۔ میر جعفر علی رضوی۔
تاریخ تصنیف ۱۳۲۰ھ کتابت ۱۳۲۷ھ

مصنف حیدر آباد کے متوطن تھے۔ ان کے والد کا نام میر حشمت علی تھا۔ اور یہ میر عالم (مدار المہام آصف جاہ) کے بھائی کی اولاد میں شامل تھے۔ جعفر علی صاحب کا پیشہ حکمت تھا اور تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی تھی۔ اس کے باعث یہ تصنیف ہوئی ہے عام طور سے مغل صاحب کے نام سے ملقب تھے۔

آغاز:۔

"حامداً و مصلیاً ۔ اللہ اللہ کیا بندہ نوازی ہے کہ خدائے جلیل نے اپنے عبد ذلیل کے لئے کیسی کیسی نعمتیں عطا کی ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ادنی نعمت کا پیدا کرنا انسان کے امکان میں ہوتا تو وہ اپنے سر مفاخرت کو عرش کے اوپر لیجاتا۔"

اس کتاب کو ایک مقدمہ اور چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مقدمہ میں عورت پر مرد کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

پہلا باب تین فصلوں میں منقسم ہے۔ پہلی فصل میں عورتوں کے اقسام (۲) نیک اور بد عورت کے اوصاف (۳) عورتوں کی تقسیم۔ عورتوں کو سات اقسام میں تقسیم کیا ہے یعنی (۱) ماں کی سی بی بی۔ (۲) بہن کی سی بی بی (۳) دوست کی سی بی بی۔ (۴) غلام کی سی بی بی (۵) آقا کی سی بی بی (۶) چور کی سی بی بی (۷) دشمن کی سی بی بی۔

دوسرے باب میں دو فصل ہیں۔
(۱) فضائل والدین (۲) فضائل شوہر

تیسرا باب چار فصلوں پر منقسم ہے۔
(۱) حقوق والدین (۲) حقوق شوہر
(۳) حقوق زوجہ (۴) حقوق اولاد

چوتھا باب۔ اس میں تین فصل ہیں۔
(۱) نکاح کے فوائد (۲) حکم شرع در بارہ نکاح۔
(۳) عروس و داماد۔

پانچواں باب۔ اس میں چار فصل ہیں۔
(۱) معاشرت میں والدین (۲) زوجہ کا شوہر۔
(۳) شوہر کی زوجہ (۴) معاشرت با خدام و ملازم

چھٹے باب میں حکایات سودمندی اور لطیفے بیان کیے گئے ہیں۔

اختتام :-

"لطیفہ میرے ایک عزیز کے یہاں بکری نے دو بچے دیئے میں اتفاقاً اسی روز ان کے یہاں چلا گیا۔ ان کی خوشی دیکھ کر میں نے ان کو مبارکباد دی۔ وہاں میرے رشتہ کی سالی بھی موجود تھی۔ اُنھوں نے اپنی چھوکری کو پکار کر کہا یہ نیگ مانگنے آئے ہیں۔ ان کا نیگ لا دے۔ میں ان کے اس برجستہ اور بے ساختہ جواب سے پھڑک اُٹھا اور کہا خوب کہی۔"

حیدرآباد کے بعض امور پر خصوصاً شادی بیاہ اور زچگی کے رسومات میں بعضوں کو نقدی بطور "حق" دیتے ہیں اس کو "نیگ" کہا جاتا ہے زچگی کے موقع پر دائی کا معاوضہ بنام "نیگ" دیا جاتا ہے۔ اس لئے سالی نے یہ فقرہ کس دیا۔

ترقیمہ :-

تاریخ اختتام ۱۸ ؍ رمضان ۱۳۲۷ھ بمقام گولکنڈہ۔ بقلم سید عباس علی رضوی۔

(۳) نباتات

(۶۳۲) رسالہ در علم نباتات

نمبر متفرقات (۱۶۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۹۸)

سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق۔

مترجم۔ مرزا الفت علی بیگ۔

تاریخ ترجمہ ۱۲۹۵ھ کتابت ۱۲۹۶ھ

مترجم کے حالات معلوم نہیں ہوئے۔ البتہ یہ واضح ہوتا ہے کہ حکیم سید محب حسین صاحب کی فرمایش سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ حکیم سید محب حسین صاحب کے حالات صفحات گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

غالباً مترجم انگریزی کی اچھی قابلیت رکھتے ہوں گے۔ اسی لئے ان سے حکیم صاحب نے اس ترجمہ کی خواہش فرمائی تھی۔

آغاز:۔

"پھول کو دیکھنے سے اس میں اجزاء ذیل پائے جاتے ہیں۔ اول پڈنکل یعنی ڈنڈی یہ وہ چیز ہے جس کے اوپر پھول قائم ہے۔ اس کے سر کو نبالیس کہتے ہیں یعنی قاعدہ، دوم ایک بیرونی غلاف ہے جس کو کالکس کہتے ہیں۔"

اس رسالہ میں نباتات کے ابتدائی مسائل لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"پنجم لیش یعنی تونکر علیحدہ درخت بنانا اس میں ڈی یا ٹو ماسے فیوکس پرو توکس کنفرد اہے۔ یہ نادر نہیں اکثر ہوتا ہے۔"

ترقیمہ:۔

"تمام شد بتاریخ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ حسب الحکم مولوی حکیم سید محب حسین صاحب ترجمہ نمودم مرزا الفت علی بیگ۔ بتاریخ ۲۵ رجمادی الاول ۱۲۹۶ھ روز یکشنبہ۔ از مظہر حسین صاحب مقابل صحیح نمودہ شد۔

(۴) قانون

(۶۳۳) مزارع التحصیل

نمبر فلسفہ (۴۸۵) سائز (۷×۴) صفحہ (۵۵)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد امین الدین المتخلص بہ تسکین
تاریخ تصنیف ۱۲۶۹ھ

مصنف کے والد محمد رفیع الدین خاں سرکار آصفیہ کے منصب دار ہونے کے علاوہ سرکار آصفیہ کے اول تعلقدار بھی تھے۔ اپنی تعلقداری کے زمانہ میں جو معلومات ہوئے اور سررشتہ مالگذاری سے جو ضابطے مقرر تھے ان کو اس میں جمع کر لیا گیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں گیارہ شعر ہیں اس کے بعد نثر میں پوری کتاب لکھی گئی ہے۔ محمد امین الدین کا تخلص تسکین تھا۔

آغاز:۔

حمد کیا ہو اس خدائے پاک کی
جس نے یہ کھیتی بنائی خاک کی
غلہ علم ہنر دے خاک میں
شور ڈالا خرمن افلاک میں

گیارہ شعر کے بعد
لیکن بعد حمد و صلوات نیاز مند درگاہ الٰہی مستند بارگاہ کبریائی عاصی ہیچمداں محمد امین الدین المتخلص بہ تسکین بن محمد رفیع الدین خاں مرحوم منصب دار آخر شوال ۱۲۶۹ھ میں یہ نسخہ بیچ دو فصلوں کے کہ پہلی فصل شرح الفاظ دہقانیوں کے محاورے کے اور دوسرے فصل بیچ آئین تعلقداری کے جو زبان پر تھے آئینہ تحریر میں جلوہ کی ہوئی۔"

جیسا کہ مصنف نے آغاز کی عبارت میں صراحت کر دی ہے اس رسالہ میں دو فصلوں کے تحت مالگذاری کے مستعملہ الفاظ اور محاورے کا بیان ہے جن الفاظ یا اصطلاحات وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:۔

قاضی، مفتی، خطیب، تعلقدار، عامل، سرنائب۔ نائب۔ پیشکار۔ مددگار۔ تھانے دار، سب نویس وظیفہ دار۔ کوتوال۔ صراف۔ واقعہ نگار۔ کچہری۔ محتسب ترخی۔ نایک واڑی۔ دفتر بند وغیرہ۔

یہ اصطلاحات (۳۲) صفحے میں آئے ہیں۔ بعض الفاظ کے مختصر معنی بھی لکھے گئے ہیں۔ دوسری فصل میں دستور العمل تعلقداری ضلع اورنگ آباد کا ذکر ہے۔ اس دستور العمل سے آج سے سوا سو سال پہلے کے قواعد مالگذاری کی صراحت ہوتی ہے۔

اختتام

"زمیندار اور پٹیل کا ان پر ظلم نہ ہونے پاوے تا خوش اور آباد رہیں۔ افزایش لاونی کی کریں جس سے بادشاہ کا ملک آباد اور رعیت آسودہ راضی رہے۔ اس کی سلطنت کو ترقی ہو۔"

ان قواعد وضوابط کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کاشت کاروں اور کسانوں پر کس طرح عدل اور انصاف سے حکومت کی جاتی تھی۔ برٹش انڈیا کے سخت قوانین مالگذاری کا ان سے مقابلہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ دیسی ریاست کس طرح رعایا پر مہربان تھی۔

ترقیمہ:-

"تحریر فی التاریخ یازدھم ماہ شعبان المعظم ۱۲۷۶ھ"

(۶۳۴) ترجمہ رسالہ حقوق کاشتکاران ہندوستان

نمبر متفرقات (۴۲۲) سائز (۱۸×۱۴) صفحہ (۶۶)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ ڈبلیو میور ۔

تاریخ تصنیف ۱۸۷۶ء کتابت ۱۸۷۶ء

مصنف انگریز یوپی میں کلکٹر اور کمشنر تھا اردو زبان سے بخوبی واقف تھا۔

آغاز:-

"جس حقیقت کے موجب بمبئی ہندوستان کے مختلف مقاموں میں ابتداء میں زمین پر لوگوں کا قبضہ یا اوس کا انتظام پایا اوس میں مجھ کو تین بڑے بڑے اختلافات معلوم ہوتے ہیں۔"

جیسا کہ رسالہ کے نام سے واضح ہے اس میں کاشتکاروں کے حقوق سرکاری لگان وغیرہ کی صراحت کی گئی ہے اختلافات کی تین قسمیں بتائے گئے ہیں یعنی رعایا کے مستحق قبضہ یا ملکیت دوسرے زمینداری سرکاری سویم زمینداری دیہات۔

یہ رسالہ صرف اضلاع شمال ومغرب (یوپی) سے متعلق ہے۔

اختتام:-

"باقی اور صورتوں میں جہاں تک کہ ۱۸۱۰ء کے کاغذات سے دریافت ہو سکتا ہے وہ مبین حق کاشتکاری شمال ومغرب کے قدیم حق کاشتکاری کے مشابہ ہے۔"

ترقیمہ:-

ڈبلیو میور ۱۳ر اکتوبر ۱۸۷۶ء

(۶۳۵) فوجی قوانین

نمبر متفرقات (۶۵۴) سائز (۶×۹) صفحہ (۸۴۲)

سطر (۱۱ تا ۱۲) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

ناقص اول وآخر

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے

آغاز:-

"۳ = رالی کا آواز ہمیشہ یہ بتلاتا ہے کہ رالی پر ہیں سو جوانان اپنے برابر فرنٹ کے طرف منہ کئے ہوئے فارم اپ ہو وے۔"

اس کتاب میں فوجی قوانین اور قواعد کی تفصیل کی گئی ہے۔ اردو زبان میں فوجی قواعد اور طریقہ جنگ وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے نقشے بھی دیئے گئے ہیں اس سے واضح ہو سکتا ہے کس طرح فوجی امور کے متعلق بھی اردو میں تفصیل کی جا سکی ہے اور فوجی اصطلاحات

وغیرہ کا اردو میں ادا کرنا دشوار نہیں ہے

اختتام:-

"پرانی اسکارٹ کا آفیسر رائل کیا ہے، بیچ کا بازو چھوڑتے وقت سلوٹ کرے۔ رلیف کو ہٹ . . . ."

اس کے بعد کے صفحے نہیں۔

(۶۳۶) رسالہ سیف بازی

نمبر متفرقات (۱۹۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۸۶)

سطر (۹) خط۔ شکستہ

مصنف۔ سید بدر الدین خاں

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف کا نام سید بدر الدین خاں تھا، سید محمد میر کے لقب سے مشہور تھے

ان کے ننہیال سے ایک شخص سید علی نقی عالمگیر کے عہد میں دکن سے شمال ہند گئے اور وہاں بس گئے سید بدر الدین کے والد کا نام سید بندہ علی خاں تھا وہ حسینی سادات سے تھے۔ مصنف کے نانا سید حامد علی ابن سید کلب علی تھے۔

علی نقی کی عمر جب (۸۴) سال کی تھی اور زمانہ محمد شاہ کا تھا اس زمانہ میں فن شمشیر بازی میں ان کا ثانی نہیں تھا۔

اس فن کو عالمگیر کے بعد تمام شاہی خاندان کے افراد نے اسی خاندان سے اس فن کو حاصل کیا تھا۔ مصنف رسالہ نے یہ فن اپنے ماموں حامد علی سے حاصل کیا۔ حامد علی کے بعد ان کے فرزند قربان علی اس فن کے ماہر تسلیم کیے گئے۔ یہ لاولد فوت ہوئے اس لئے انکی ہمشیرہ زادہ یعنی مصنف رسالہ قربان علی کے جانشین قرار دیئے گئے

آغاز:- "شکر و سپاس اس صانع کو سزاوار ہے کہ جس نے ایک امر کن سے عالم کو جلوہ گر کیا اور اپنی خدمت کاملہ سے ہر ایک شخص کو فراخور حال عقل و دانش عطا فرمائی اور ہر ایک سے دوسرے کو ہر چیز میں چست و چالاک کیا یعنی شجاعت اور ہمت عطا فرمائی۔"

اس رسالہ میں فن شمشیر بازی کے گر قواعد اور طریقے بیان کئے گئے ہیں کتاب کئی فصلوں پر منقسم ہے۔

اختتام:-

"جس وقت حریف ہاتھ پکڑے تو یہ جلد سول جبر کا کے گھٹنا اپنا اس کی کلائی پر مارے۔ بند بایاں گھٹنہ اس کے بائیں راں پر رکھ کر چھڑی مارے۔"

ترقیمہ:-

"تمام ہوئے داؤ مگر بغیر اوستاد شفیق کے مطلب حل نہیں ہوتا اور وہ جو کہتے ہیں درست۔"

(۶۳۷) قواعد تعلیم فوج

متفرقات (۱۰۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۲)

سطر (۱۶) خط۔ نستعلیق۔

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"پہلا مقدمہ یہ ہے کہ افسران اور نان کمیشن افسران کس طرح سے رہنا اور ان کی چال و چلن پکٹ پر کس طرح رہنا قلم اول پکٹ کے پیدیٹ کرنا اور کمانڈنگ افسر پکٹ کا جب اس کے سپرد پکٹ کیا گیا تو ہوشیاری سے پکٹ کے لوگوں کا معہ اوس رجمنٹ اور اوس برادری کے نام لکھتا ہے۔"

اس مختصر رسالہ میں فوج کی تعلیم کے لئے اور پریڈ اور جنگی تعلیم کا تذکرہ کیا گیا ہے اور چند نقشے بھی شامل

کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"ایسے آدمی کو معلوم ہووے تو غنیم کو قابو میں لینے کو اور جو کچھ مطلب اور احوال دینے کو ہووے گا۔"

(۶۳۸) قواعد شکار بندوق

نمبر کتاب (۴۰۸۱ جدید) سائز (۷½×۵)

صفحہ (۳۸) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

ناقص الاول

آغاز:۔

"جس شخص کو بندوق کے شکار کا شوق ہو تو لازم ہے اوس شکار دوست کو کہ اس کتاب کو لے اور اس میں جو جو قاعدے شکار لکھے گئے ہیں مطالعہ کر کے یاد کرے سو اس صورت میں اوسکو بہت فائدے شکار کے باب میں حاصل ہونگے"۔ اس مختصر رسالہ میں بندوق کے شکار کے قواعد اور ہر جانور کے شکار کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ ابتدائی ورق ناقص ہیں۔ اس لئے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آخر میں ڈاکٹر محمد قاسم صاحب مالک کتاب کی تحریر و دستخط متعلق خریدی کتاب تحریر ہے۔

اختتام:۔

"ایک دن میں پانچ خرگوش شکار کئے اور بچے اس کے انسان سے بخوبی ہل جاتے ہیں اون اور چمڑا اسکا ولایت میں انگریز کے بہت اچھی طرح سے بک جاتا ہے

ترقیمہ:۔

۱۹ رجب المرجب ۱۳۰۱ھ خرید نمودہ قیمت ۲/
(دستخط)

(۶۳۹) (النصح) رسالہ در بیان شرایط و قواعد فوٹوگرافی و پینٹنگ

نمبر کتاب (۲۲۳۷ جدید) سائز (۸½×۶¾ انچ)

صفحہ (۷۷) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔

تاریخ کتابت۔ ۱۶ شعبان ۱۳۱۱ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"دیباچہ النصح۔ ہر مصنف کتاب ہندی کی عادت ہے کہ اپنی تالیف کو حمد و نعت سے آراستہ کرے۔

امابعد ہر چند ہندی ہماری زبان نہ ہمیں نثار ہیں"

اس رسالہ میں مصنف اور کاتب کا نام نہیں ہے۔ ابتداء میں دیباچہ النصح لکھا ہے اس لئے النصح نام قرار دیا۔ اس میں فوٹوگرافی کے شرایط اور پینٹنگ کے قواعد اور جو ادویات ان میں استعمال کئے جاتے ہیں اون کی تفصیل درج ہے۔

اختتام:۔

"برائے مقاصد ان عالیجناب جن کے لئے ہم نے اس کو ہدیتاً شیرازہ بند اور مجلد کر کے پیرایہ طبع پہنایا۔ (اللہم صل المرام المصنف والناظرین والمصنف فی الدارین۔

ترقیمہ:۔ المرقوم۔ ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ روز شنبہ تمت بالخیر

(٥) فہرست کتب خانہ

(٦٤٠) فہرست کتب خانہ
حکیم محب حسین

نمبر اسمائے کتب (١٠٧) سائز (٨×١٤) صفحہ ٣٣٤
سطر (١٠) خط۔ نستعلیق۔
مصنف ۔ احمد محی الدین حسین
تاریخ تصنیف ١٣٠٣ھ

احمد محی الدین صاحب حکیم محب حسین صاحب کے خانگی ملازم تھے اور حکیم صاحب کا کتب خانہ انکی نگرانی میں تھا۔

آغاز:۔

"فہرست کتب خانہ جناب حکیم مولوی سید محب حسین صاحب اشاف سرجن وناظم دواخانہ عالیجناب اقبال الدولہ وقارالامرا مدارالمہام حضور نظام"

یہ فن وار کتابوں کی فہرست ہے ہر ایک کتاب کے ساتھ حسب ذیل آٹھ امور کی صراحت کی گئی ہے

(١) شمار (٢) نام کتاب
(٣) نام مصنف (٤) فن
(٥) زبان (٦) مطبوعہ یا قلمی
(٧) سنہ طباعت یا تحریر (٨) کیفیت

اختتام:۔

"مناجات عبداللہ انصاری
عبداللہ انصاری فارسی مطبوعہ ١٣١٧ھ"
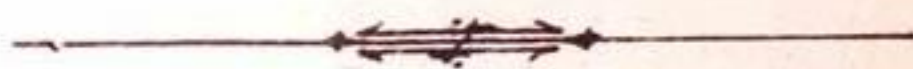
(ھ) فلسفہ منطق وغیرہ

(۱) فلسفہ
(۲) نفسیات
(۳) منطق
(۴) رمل و نجوم و جفر
(۵) فال نامے ۔ تعبیر خواب وغیرہ
(۶) مسمیریزم

(١) فلسفہ

(٦٤١) اخوان الصفا

نمبر فلسفہ (٩٥) سائز (٨×٥) صفحہ (٣٠٢)
سطر (١١) خط نستعلیق۔
مصنف۔ اکرام علی
تاریخ تصنیف ١٢٢٥ھ کتابت ١٢٥٥ھ

محمد اکرام علی عربی فارسی کے اچھے عالم تھے۔ جان گل کرائسٹ کے اپنے وطن کو واپس ہونے کے بعد فورٹ ولیم کالج میں ملازم ہوئے۔ شاعر بھی تھے۔ چنانچہ مولف طبقات الشعراء نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر حالات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی اکرام علی کے بھائی کلکتہ میں کسی انگریز کے میر منشی (سکرٹری) تھے ان کی سفارش پر اکرام علی کو ملازمت ملی۔ مولف ارباب نثر اردو نے ان کا مختصر تعارف کر دیا ہے (ص ٢٣٢) اکرام علی کالج کے محافظ خانہ میں مامور تھے۔

آغاز:۔

"سپاس بے قیاس اس واجب الوجود کو ن لائق ہے جس نے اجسام ممکنات میں باوجود وحدت ہیولا کے مختلف صورتیں بخشیں اور ماہیت انسانی کو جنس و فصل سے ترکیب دیکر ایک فرد کو علیحدہ علیحدہ قوتیں عطا کیں۔"

یہ عربی کی مشہور کتاب اخوان الصفا کا اردو ترجمہ ہے جس کو ١٢٢٥ھ میں اکرام علی نے ترجمہ کیا ہے۔ عراق میں بعض فلسفیوں ایک علمی انجمن بنام اخوان الصفاء قائم کی تھی۔ اسکی جانب سے یہ رسالہ مرتب کیا گیا تھا اس میں انسان اور جانوروں کا اپنی اپنی فضیلت پر مکالمہ ہے اجنا اس کمیٹی کے جج ہیں۔ ہر ایک جانور اپنی اپنی فضیلت انسان پر ظاہر کرتا ہے مگر فیصلہ انسان کے حق میں اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور اس فیصلہ پر تمام جانور سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

اختتام:۔

"بادشاہ نے فرمایا کہ سب حیوانات انسانوں کے تابع اور زیر حکم رہیں اور ان کی فرماں برداری سے تجاوز نہ کریں۔ حیوانوں نے بھی قبول کیا اور راضی ہو کر سب نے بحفظ و اماں وہاں سے مراجعت کی۔"

ترقیمہ:۔

"بتاریخ چہاردہم شہر ذیحجہ ١٢٥٥ھ بقید قلم آمد"

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے بعض دوسرے کتب خانوں میں بھی ہیں اور کتاب طبع بھی ہو چکی تھی۔ اب نایاب ہے۔

(٦٤٢) اخوان الصفا (دوسرا نسخہ)

نمبر فلسفہ (١٥٤) سائز (٩×٦) صفحہ (٢٥٦)
سطر (١٣) خط نستعلیق۔

ناقص اول و آخر
آغاز:۔

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیں کتنی قدرت کہ اس عہد سے

برآوے ابیات،
بیاں حمد اس کی ہم سے کیا ادا ہو
جہاں قاصر زبانِ انبیا ہو"

اختتام:۔

"یعنی سلام علیکم فادخلوھا خلدین
یعنی سلام علیکم پر خوش ہو تم اور جنت میں داخل ہو
ہمیشہ اس میں رہو۔ ۔ ۔ ۔"

(۶۴۳) چراغِ حکمت

نمبر فلسفہ (۳۹۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۹۴)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف ۔ محمد علی۔
تاریخ تصنیف بعد ۱۲۷۵ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

مولوی محمد علی شمالی ہند کے ایک عالم فلسفی بزرگ تھے ۔ فلسفہ قدیم پر عبور حاصل تھا۔ اسی مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

آغاز:۔

"الحمد اللہ رب العالمین الخ

اما بعد اس بات پر تم کو غور کرنا ضروری ہے کہ ہم کیا تھے اور کہاں تھے۔ کہاں سے آئے اور کہاں آئے اور کہاں جائیں گے اور کہاں رہیں گے۔"

یہ فلسفہ کی کتاب ہے اس کو کئی باب اور چند فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے (۹۹) عنوان کے تحت کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ اولاً جسم کی حقیقت، روح کا بیان، عقل، نفس انسانی۔ جسم، ہیولیٰ، صورت جسمیہ، کم، وضع، فعل، اجسام فلکیہ، عناصر اور ان کا حال ہے پھر اسکے بعد زمین، سرد و خشک ہونے کی دلیل، توس قزح۔ ہوا۔ معدنیات۔ زلزلہ حرکت کا بیان ہے۔ یعنی زیادہ تر علم طبعیات سے بحث کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"بات مثل رعد، تبسم مثل برق۔ گریہ مثل بارش۔ غضب مثل سحاب۔ خواب مثل موت۔ بیداری مثل حیات۔ شباب مثل سیف۔ پیری مثل شتا کے ہے۔"

ترقیمہ

تمت ہذا رسالہ فی العلم الطبعی کی شہر الشعبان المعظم ۱۳۱۱ھ تالیف مولانا محمد علی والکاتب محمد فیض اللہ۔

نوٹ:۔

چونکہ آغاز کتاب فلسفہ کے مضامین پر حاوی ہے اس لئے اسکو فلسفہ میں شامل کیا گیا ہے۔ طبعیات میں نہیں رکھا گیا ہے۔

(۲) نفسیات

(۶۴۴) نفسیات تربیت اطفال

نمبر کتاب (۱۹۹۷ جدید) سائز (۱۲ ۳/۴ × ۸ انچ) صفحہ (۵۰۹) سطر (۱۶) خط نستعلیق۔

مترجم۔ عبدالعزیز بی اے۔

عبدالعزیز صاحب بی اے بی ٹی لکچرار ٹریننگ کالج تھے۔ کالج کی اردو تعلیم کے لئے کئی کتابیں ترجمہ ہوئی ہیں۔ یہ بھی اس میں شامل ہے۔

آغاز:۔

"بچہ کی کامیاب ہدایت موقوف ہے اسکی جبلیتوں اس کے نشو و نما کے مدارج، اس کی طبعی دلچسپیوں اور مختص اطوار کے مخصوص علم پر۔"

کتاب سائیکالوجی فار چائلڈ ٹریننگ مصنف آر ڈی ویکیس صاحب۔ صدر شعبۂ تعلیم شمالی زراعتی کالج (امریکہ) کا اردو میں ترجمہ ہے۔ پچیس ابواب پر منقسم ہے۔ عبدالعزیز صاحب بی اے بی ٹی نے برائے افادۂ عام اردو میں ترجمہ کیا۔

اختتام:۔

"مدرسے کے صحیح کام کو والدین کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ بعض مخصوص مثالیں بیان کرو۔"

ختم شد

(۶۴۵) رسالہ فراست نامہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۱) سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی

تاریخ ترجمہ ۱۳۴۷ھ کتابت ۱۳۴۷ھ

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ"

یہ رسالہ نہایت مفید و مستحسن اور مجرب ہے علم فراست میں کہ جس سے انسان معلوم کر سکتا ہے کہ کسی دوسرے انسان کے ظاہری جمال سے اس کے باطنی افعال اچھے ہیں یا برے۔"

جیسا کہ نام سے اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس رسالہ میں انسان کی فراست کے متعلق مختصر صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"ملکہ ایک بھلائی دس برائی کو دور کرتی ہے اس لئے اچھا اور برا پورے طور سے علم مسطور سے پہچان لے۔"

قولہ تعالیٰ الحسنات یذھبن السیئات۔

ترقیمہ:۔ کاتب سید ابو الحسن بن۔

سید محمد منصور علی۔
مورخہ ۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ

(۶۴۶) رسالہ علم فراست نامہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۰)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابو الحسن نقوی
تاریخ ترجمہ ۱۳۴۷ھ کتابت ۱۳۴۷ھ
مصنف کے حالات دوسری جگہ درج ہوئے ہیں

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ
امابعد واضح ہو کہ یہ رسالہ علم قیافہ میں کسی استاد متقدمین سے کتاب نفائس الفنون سے زبان فارسی میں تالیف کیا اور اب میں نے بغرض سہولت واسطے مطالعہ برخوردار سید نور الحسین طولعمرہٗ کے بہ زبان اردو ترجمہ کیا ہے۔"

اس رسالہ میں علم فراست کا ذکر ہے۔ انسانی اعضاء سے اس کے فراست معلوم کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"تاثیرات ستارہ اور طبایع اور منسوبات کو ہر ایک طریقے سے اچھی طرح شناخت کر سکے واللہ اعلم بالصواب ختم ہوا رسالہ علم فراست۔"

ترقیمہ:۔

مترجم و کاتب سید ابو الحسن بن سید منصور علی نقوی مورخہ ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ

منطق (۳)

(۶۴۷) رسالہ علم منطق

نمبر جدید (۱۹۲۱) سائز (۷×۹) صفحہ (۶۷)
سطر (۵ تا ۸) خط۔ شکستہ
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔
"کتاب منطق میں تین چیز ضروری ہیں۔ مقدمہ مع بحث الفاظ اہمیت۔ بحث تصورات، بحث تصدیقات مقدمہ میں بھی تین چیزیں تعریف منطق۔ غایت منطق، موضوع منطق"۔

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ علم منطق کا رسالہ ہے۔ اس میں منطق کے ابتدائی مسائل درج کیے گئے ہیں۔

اختتام:۔
"اور متقدمین ادس ۔۔۔۔ اور وہ یہ ہیں۔ غرض۔ منفعت۔ وجہ تسمیہ۔ مولف علم کتاب میں ای علم ہو۔ مرتبہ علم قسمت بنویت، اتحاد تعلیمی"۔

(۴) رمل، نجوم، جفر

(۶۴۸) کتاب رمل

نمبر مخطوطات (۵۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۳۴)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔
"سپاس بے قیاس صانع ازل کو جس نے
پرکار تصویر اور قلم تقدیر سے خطوط موجودات کو
اوپر دائرہ نظرات کے اور صفحۂ افلاک پر رقم کیا۔"

اس رسالہ میں علم رمل کے متعلق تفصیلی صراحت
کی گئی ہے۔ زائچہ کھینچ کر عملی طور پر تفہیم کرنے کی
کوشش کی گئی ہے۔

اختتام:۔
"مطلب تیرا اکس قدر روز میں عدد کے موافق یعنی
چالیس پر دو روز میں حاصل ہوگا۔ فقط اس موافق عمل
میں لانا وہ جدول صفحۂ دوم پر ہے"

(۶۴۹) رسالہ رمل

نمبر مخطوطات (۱۴۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۲۸)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ناقص الآخر
مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔ اگرچہ
کتاب نظم میں ہے مگر تخلص کا ناقص الآخر ہونے سے پتہ
نہیں چلتا۔

آغاز:۔
خالق عقل و ہوش و فہم و ذکا
.... فطرت کو رہنما میرا
نامہ فہم طبع کو میری
..... مظہر سر معنوی کر دے

اس منظوم رسالہ میں علم رمل کی صراحت ہے۔
نقشے بھی شامل ہیں۔ عنوانات کے تحت صراحت کی
گئی ہے۔

اختتام:۔
پہلی اور تیسری کی طالع کی
.... لکھ
ہنسی یہ شکل ہو چکی ہیں اے یار
دوسری میں اس طرح سے .....

کتاب ناقص الآخر ہونے کے علاوہ کرم خوردہ ہونے سے
کئی اشعار نامکمل ہو گئے ہیں۔

(۶۵۰) کتاب رمل

نمبر کتاب (۳۰۸۲ جدید) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۰) سطر (۱۳)
خط نستعلیق۔ نام مصنف۔ اقراو۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
ناقص الاول وآخر

آغاز:۔

شکل خارج یا منقلب ہوئی
اوسے فرزند یار ہرگز نہ ہوئی
یا خارج اور سعد گر ہوی اشکال
نحس اشکال کا کیا لکھوں احوال
او نحس داخل گر ہوے گا اسرار
ولیکن مرگ ہے تو جان ہوشیار

یہ علم رمل میں منظوم تصنیف بزبان دکھنی ہے۔ ابتدا سے اور آخر سے ناقص ہے۔ مثل مسدس کے یہ نظم ہے۔ اور ہر جگہ اقرا تخلص کرتا ہے۔

اختتام:۔

با شکل عقلہ ہو یگا دانہ	کشک عدس دال کھایا ہے شانہ
طعام تنوری خام معاش دال	قلیہ کلہ والو بادنجان

ناقص الآخر
تخلص کے بعض شعر یہ ہیں۔

بس کے اقرا یہ قدرتِ منزل
ذکر اللہ سے آور کو چہ نہیں اول

ابتو اقرائے عشق کے منزل
ذکر اللہ سے اور کو چہ نہیں اول

کر حکم مقصود ہو ویگا اقرا
ہوئے روزگار یول توں اقراد

(۶۵۱) آغاز۔ الرمل

نمبر کتاب (۳۶۴۸ جدید) سائز (۹×۶½ انچ)
صفحہ (۳۷) سطر ۱۲-۱۸ مختلف) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۱ھ

آغاز:۔

"بیان بارہ ۱۲ خانوں کے احکام میں۔ احکام متعلقہ خانہ (۱) میں اگر سائل سوال اپنی ذات اور نفس کا کرے تو دیکھیے حسب ذیل۔"

کتاب اشراق الرمل سے انتخاب کر کے اس کا نام آغاز الرمل رکھا ہے۔ کتاب کے نام سے سنہ تصنیف سنہ ۱۳۱۱ھ ظاہر ہوتا ہے۔

اختتام:۔

اگر شکل نحس داخل و نحس سعد داخل مانند۔

(∴ ☰ ☷ ☰)

البتہ دو دشکم باشد۔

(۶۵۲) کتاب در علم نجوم و فلکیات

نمبر کتاب (۲۲۹۲ جدید) سائز (۱۲×۸ انچ) صفحہ (۳۷۳) سطر (۱۱)
خط نستعلیق۔ نام مصنف۔ ؟۔ تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

"استخراج اوسے یعنے طلوع اور است یعنے غروب رو رو کرے یعنے رجعت الخ"

یہ علم نجوم کی ایک جامع کتاب ہے جس میں منجم نے تفصیل سے استخراج کواکب و تواریخ و بخیر بیان کئے ہیں لیکن مصنف نے نام نہیں لکھا۔ جداول اعداد نہایت محنت سے بنائے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"جانا۔ زمین۔ پیدائش چھوڑنا۔ و کینٹ میں جائے گا۔"

(۶۵۳) کتاب در علم نجوم و فلکیات
(دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۹۱ جدید) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۱۸) سطر (غیر معین) خط۔ نستعلیق۔

آغاز:۔

"استخراج اودی یعنے طلوع و اراست الخ"

اس کا دوسرا نسخہ (۲۲۹۲ جدید) پر ہے۔ یہ نسخہ اوسکی نقل معلوم ہوتا ہے۔ جس میں درمیان میں بہت سے سادہ اوراق ہیں۔ اور جداول میں اور عبارات میں کچھ کمی زیادتی ہے۔

اختتام:۔

"ہوا تو وہ بچہ مرجاتا — جدول یکشنبہ دو دوشنبہ"

(۶۵۴) کتاب در علم رمل

نمبر کتاب (۳۶۵۴ جدید) سائز (۸×۶ انچ) صفحہ (۲۲) سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق نام مصنف۔ ؟ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

"تمام اوستاد اسی امر پر متفق الرائے ہیں کہ احکام نقطہ بغایت پسندیدہ و احسن ہے الخ"

یہ بھی رمل کے احکام میں نقطہ کی اہمیت کے بیان میں ہے۔ مصنف وغیرہ کا نام نہیں ہے۔

اختتام:۔

"دائرہ تعداد ایام یہ ہے۔ جدول"

(۶۵۵) رسالہ رمل

نمبر کتاب (۳۶۵۳ جدید) سائز (۸×۶ انچ) صفحہ (۱۶) سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق

مصنف۔ نامعلوم۔ تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

نمبر	اشکال	سعد ونحس	نام ستارہ	نام برج	وعدہ روز	وعدہ شب

یہ مختصر رسالہ رمل ابتداء سے چار صفحہ ناقص ہے۔ پانچویں صفحہ سے شروع ہے۔ نام مصنف وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا۔

اختتام:۔

اشکال ایام	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اشکال ہفتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اشکال ماہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اشکال سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

(۶۵۶) رسالہ در علم رمل

نمبر کتاب (۳۶۵۰ جدید) سائز (۵¾×۸½) صفحہ (۳۶) سطر (۱۲ و متفرق) خط۔ نستعلیق۔ نام مصنف۔ ؟ تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۳۰۰ھ ناقص الاول

آغاز:۔

"سوال اگر پوچھے کہ مجھے کس کام سے روزی ملے گی الخ"

یہ ایک مختصر رسالہ علم رمل میں ہے جو بطور سوال و جواب کے ہے۔ اس میں مصنف وغیرہ کا نام نہیں ہے۔ ابتدائی چار صفحات نہیں ہیں۔

اختتام:۔

قاعدہ دیگر این است

اوتاد۔	ساعت	
مائل ،، ۔	روز	
زائل ،، ۔	ہفتہ	
حافظ	سال	

(۶۵۷) رسالہ الف۔ب

نمبر ذخیرہ نجات (۴۰۰) سائز (۱۱×۶) صفحہ (۸۹)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
مصنف۔ چھل داس۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۳ء
مصنف نہ صرف اردو فارسی اور عربی کے عالم تھے بلکہ انگریزی بھی جانتے تھے۔ قرآن مجید سے آپ کو خاص شغف تھا۔ شاعر بھی تھے

آغاز:۔ الف بے منظوم

"معہ بچھتر ہار ہندی اور معنی لغوی اور عدد با طہار کواکب یعنی گردہوں کے۔"

شروع کرتا ہوں میں نام خدا سے
ہوا ہے نقش دل پر ابتداء سے
خدا حرف خ جو مشتری ہے
میرے دل کی وہی انگشتری ہے
سعادت بخش ہے رحمت دہ نیز
لغت میں اس کو کہتے ہیں نرم چیز

اس رسالہ میں نظم اور نثر ہے۔ قرآن مجید سے رمل کے متعلق صراحت کی گئی ہے۔ ابجد کے حروف کن کن سیاروں سے متعلق ہیں اسکی وضاحت کی گئی ہے اور قرآن شریف پر سیاروں کے مطابق روشنی ڈالی ہے۔

اختتام:۔

"اور اسکی حاصل قسمت (۱۰) کو جب آٹھ پر تقسیم کیا تو ۲ باقی رہے۔ جس کا حرف ب برآمد ہوا جو متعلق ہے۔ یہ راہ کبت ہے اور راہ کبت اور سورج میں باہم دشمنی ہے۔"

ترقیمہ:۔

بتاریخ ختم رسالہ من تصنیف منشی کشوری لال صاحب خلف الرشید رائے نند لال صاحب ساکن شیشامل۔

رسالہ یہ ہوا ہے ختم جس دن
جمعہ کا روز تھا اوس پاس سوم
اٹھارہ سو تراسی عیسوی سن
مہینا فبروری تاریخ دوم

---

(۶۵۸) نظام الرمل

نمبر ذخیرہ نجات (۳۸۴) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۱۴۲)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید مصطفےٰ علی۔
تاریخ تصنیف ۱۳۱۹ھ کتابت ۱۳۱۹ھ
مصنف حیدر آباد کے متوطن تھے۔ علم رمل میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ نواب میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس کے عہد حکومت میں اسکو مرتب کیا ہے۔ اس کتاب سے مصنف کے مہارت رمل کا بخوبی ثبوت ملتا ہے۔

آغاز:۔

"حمد بیحد و سپاس بے عد داس حکیم علام الغیوب کو سزاوار ہے کہ ساتھ حکمت بالغہ قدرت کاملہ اپنے قرعہ انی جاعل فی الارض خلیفہ کا بنام حضرت آدم علی بینا والہ وعلیہ السلام کے ڈالا اور آپ کو بعنایات خود معارف حقائق علوم عربیہ کا کیا۔"

یہ کتاب ایک مقدمہ اور چار باب میں منقسم ہے اور ہر باب کو آٹھ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے مقدمہ میں علم رمل کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد

علم رمل کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے۔

اختتام :۔

" ہمارے زائچہ جات جس کو تقویم الرمل اور سالیانہ کہتے ہیں۔ بکثرت حیدرآباد میں شایع ہوئی ملاحظہ کریں احکام کے تحریر کرنے میں پھر کوئی شبہ باقی نہیں رہے گا۔"

ترقیمہ :۔

بتوفیق رفیق تعالی کتاب نظام الرمل بتاریخ پنجم ذیحجہ سنہ ۱۳۱۹ھ بروز یکشنبہ برابر دن کے بارہ پر دو بجے تمام ہوئی۔

---

(۶۵۹) ترجمہ ذخیرہ اسکندرانی

نمبر نیرنجات (۳۲۱) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۹۱)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

مترجم۔ محمد غضنفر علی۔

تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۰۸ھ کتابت سنہ ۱۳۰۸ھ

مترجم کے والد کا نام مولوی محمد نجف علی خاں تھا اور وہ مضافات دہلی کے قصبہ جھجر کے قاضی تھے۔ ریاست ٹونک کے والی ریاست احمد خاں شوکت جنگ کے حکم سے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ مترجم شاعر بھی تھے۔ غضنفر تخلص تھا۔

آغاز :۔

" حمد خداوند کردگار مبدع ثوابت و سیار طلسم صنائع و بدائع تالیف و تصنیف کے لئے کلید افعال اسرار ہے اور ثناء پروردگار مغلب لیل و نہار گنجینۂ عجائب و غرائب علوم آسمان و زمیں کے واسطے رمز کشا آگاہ رہے۔"

اسکندرانی دراصل عربی کتاب ہے اس کا ترجمہ فارسی میں ہوا۔ فارسی سے مترجم نے اردو میں منتقل کیا ہے اس کتاب میں علم نجوم کا تذکرہ ہے۔ عملیات کا بھی ذکر ہوا ہے۔

کتاب بالتصویر ہے۔ اولاً دیباچہ تین صفحے ہے اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوئی ہے۔ اصل کتاب نثر میں ہے۔ آغاز اور ابتدا پر ایک ایک نظم درج ہے۔

اختتام :۔

جہاں میں رہے یہ میری یادگار
رہے سرقہ و نسخ سے برکنار
غضنفر کی یارب دعا ہو قبول
بحق جناب محمد رسول
سلام اس پر اور اسکی اولاد پر
سدا بھیجتا رہیو اے دادگر

---

(۶۶۰) رسالہ سبعہ کواکب سیارہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۰)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سید ابوالحسن نقوی

مصنف یوپی کے باشندہ تھے۔ حیدرآباد آکر سمستان امرچنتہ میں ملازم ہوئے۔ تصنیف و تالیف سے بڑی دلچسپی تھی۔ عربی فارسی کی بڑی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مولف تھے۔ اکثر کتابیں اپنے فرزند کے لئے تالیف کی ہیں

آغاز :۔

" الحمد للہ رب العالمین الخ"

"امابعد احقر العباد سید ابوالحسن بن سید منصور علی نقوی البخاری بیان کرتا ہے کہ یہ رسالہ مختصر کواکب سبعہ سیارہ کے بیان میں سنہ ۱۱۲۷ھ کا لکھا ہوا فارسی زبان میں تھا۔ بنابراں میں نے برخوردار سید نورالحسن طول عمرہٗ کے لئے اردو میں ترجمہ کرکے ۲۰/ رجب سنہ ۱۳۴۹ھ تحریر کرکے ختم کیا۔"

اس رسالہ میں جیسا کہ نام اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے۔ سیاروں کے متعلق صراحت کی گئی ہے۔ زائچہ کے حالات درج کئے ہیں۔

اختتام :-

عود	رشا	ہتا	ریون
سماک	×	چنا	×

(۵) فالنامے تعبیر خواب وغیرہ

(۶۶۱) فال نامہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۳)

سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی

تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۴۹ھ

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ

پس جاننا چاہیئے کہ یہ ضمیر نہایت خوب اور مجرب ہے اور معتمد قول دربار صدر جہاں ز مقتدائے اہل ایمان امام العالمین ابوعبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے قریب پچاس آزمایش و تجربہ کیا گیا"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں فال کے متعلق ضروری معلومات درج ہیں۔ ایک کالم میں عربی عبارت ہے اور دوسرے کالم میں اس کا ترجمہ ہے۔ اولاً تین صفحے دیباچہ ہے۔

اختتام:۔

"تونگری و مال بسیار یابد۔ مال بہت پائے۔ تونگری ہو"

ترقیمہ

الحمد للہ رب العالمین۔ یہ رسالہ آج بتاریخ ۱۷ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۴۹ھ م ۵ ہرے سنہ ۱۳۴۰ف روز یکشنبہ بمقام آتماکور سمستان امرچنتہ علاقہ حیدرآباد ملک نظام خلد اللہ ملکہٗ۔ از قلم سید ابوالحسن مترجم راقم

(۶۶۲) مجموعہ فالنامہ

نمبر کتاب (۱۳۴ ۱۴ جدید) سائز (۷½×۵½ انچ)

صفحہ (۲۷) سطر (۱۱ و ۱۳) خط۔ شکستہ آمیز

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

"ایں فالنامہ مبارک حضرت شاہ شرف الدین قدس سرہٗ العزیز میگویند اول باید کہ وضو با تواضع دارد الخ"

اس مجموعہ میں چار فالنامے ہیں۔ پہلے دو منظوم ہیں بعدہٗ ایک نثر میں ہے۔ پہلا فالنامہ حضرت شاہ شرف الدین قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ دیباچہ فارسی زبان میں ہے اصل فالنامہ منظوم دکھنی ہے جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں

نکر فکر میں اپنے دل کو اوداس
جو کچھ دل میں ہے سو ہر پہنچیگی آس
ترے دل کا مقصود بر آئے گا
نکل درد و غم دل سے سب جائے گا

اس کے صرف چار صفحات ہیں۔

دوسرا فالنامہ پیغمبروں کے نام کا ہے۔ منظوم دکھنی زبان میں ہے۔ پہلے ایک جدول بطور تعویز ہے۔ پندرہ اولوالعزم پیغمبروں کے اسماء درج ہیں۔ اوس کے بعد نظم شروع ہوتی ہے۔ جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں۔
کہے ہیں یو آدم علیہ السلام
شگن دیکھنہار خوش ہووے مدام
جو نیت ستی فال دیکھا اگر
ہر ایک شغل پڑاو ینگی یو بشر
اس فالنامہ کے سات صفحات ہیں۔

تیسرا فالنامہ کلام مجید منظوم دکھنی ہے۔ اس میں پہلے ایک جدول خانہ دار مثل تعویز کے ہے جس میں ۲۸ خانہ ہیں اسی قدر حروف لکھے ہیں۔ ابتدائے نظم کے اشعار درج ذیل ہیں۔

الف نکلے تو سمجھ کام رانی　　فکر اور غم سوں ہوے شادمانی
خوشی سوں پائے گا نعمت سفر میں　　اگر امید ہو گا طفل گھر میں

اس کے گیارہ صفحات ہیں۔

چوتھا فالنامہ نثر میں نام رکھنے کے واسطے ہے۔ جس کے صرف تین صفحات ہیں۔ ابتدا یہ ہے۔

یہ فالنامہ ناماں رکھنے کے واسطے روز دن کے عدد پر لڑکے اور لڑکیوں کو الخ

اختتام:۔

غالب بی۔ جنان بی۔ منان بی۔ ہنی بی۔

ترقیمہ:۔

کاتب الحروف ایں فالنامہ عاصی کمترین غلام ...... رسول الثقلین محمد حسین ولد شہر شاگر ...... باتمام رسید ۱۲۷۱ھ۔ ۱۸۶۵ء۔ مالک ایں کتاب ...... محمد حسین است۔

(۶۶۳) مجموعہ فالنامہ

نمبر کتاب (۷۰۰۴ جدید) سائز (۲/۱ ۷ × ۴/۳ ۶ انچ) صفحہ (۱۱۰) سطر (غیر معین) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ ابو احمد سید شاہ محمد عبداللطیف الحسینی صبغۃ الٰہی۔
مصنف کو مدراس سے تعلق تھا۔ اصحاب سلوک و باطن میں شامل تھے۔ قادریہ طریقہ میں خلافت حاصل تھی۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الذی عالم الغیب والشھادۃ والصلوٰۃ علی رسولہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد بزرگان دین آگاہ الخ"

اس مجموعہ میں پانچ فالنامے ہیں۔ اور اس کے بعد متفرق تعویزات وادعیہ وطلسمات کے خواص وغیرہ ہیں۔ یہ تمام رسالے کسی فارسی کتاب کا اردو ترجمہ معلوم ہوتے ہیں۔

اختتام:۔

"روز یکشنبہ لکھے اوسکو پلاوے مجرب و آزمودہ ہے فلاں فلاں طلسم یہ ہے"۔

(۶۶۴) زائچہ طالع وسالنامہ

سید محی الدین خاں رکن عدالت العالیہ

نمبر کتاب (۱۵۰۴ جدید) سائز (۲/۱ ۱۳ × ۲/۱ ۸ انچ) صفحہ (۱۷۸) سطر غیر معین خط نستعلیق۔ نام مصنف۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۲۱ھ

آغاز:۔

"بتاریخ متی بیساکھ سدی (۱۵) سکے ۱۸۲۸ پرابھو نام سونچہرے مطابق ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ موافق بتاریخ ۸ مئی ۱۹۰۶ء روز سہ شنبہ برائے حساب شمسی بوقت ۳۴ ساعت"۔

کسی منجم نے مولوی سید محی الدین خاں رکن عدالت العالیہ
حیدرآباد و خاص ناظم عدالتہائے اورنگ آباد کے طالع
کا زائچہ اور ہر سال کا زائچہ لکھا ہے۔ اس میں مصنف کا
نام اور سنہ تصنیف وغیرہ نہیں ہے۔

اختتام:۔

"اس ماہ میں بھی نماز و ثواب کے کام کی ضرورت
ہے۔ زحل و مشتہا وغیرہ کا صدقہ فرمایا جاوے۔
فرزند صاحب کی ترقی اچھی ہوگی۔
واللہ اعلم بالصواب"

(۶۶۵) تعبیر نامہ آواز زاغ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۱)
سطر (۱۷) خط نستعلیق
مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی
تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۴۹ھ کتابت سنہ ۱۳۵۰ھ

آغاز:۔ "الحمد للہ الخ"

امابعد احقر العباد کمترین زمن سید ابوالحسن بن
سید محمد منصور علی بن علامہ حافظ سید زین العابدین بن
سید رحیم علی بن سید بدرالدین نقوی البخاری عفا اللہ
ذنوبہم ساکن شکارپور ضلع بلند شہر حال سمستان
امرچنتہ ضلع محبوب نگر"

اس رسالہ میں مختلف پرندوں خصوصاً کوے کے
آواز کی تعبیر کے علاوہ مختلف امراض کے نسخے بھی درج
ہیں جنکو مترجم کتاب اپنے آزمودہ بیان کرتے ہیں"

اختتام:۔

"اور یہ مسہل کا نسخہ جو ہر طرح سے عزیز سمجھے تھے اور بونگہ
میں بھی ان کو چھپا رکھا تھا مجھے عنایت کیا۔ میں نے
بھی بیس آدمیوں پر تجربہ کیا حقیقت میں بے نظیر نسخہ ہے"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد ۲۲ آذر سنہ ۱۳۲۱ف ۱۵ جمادی الثانی
سنہ ۱۳۵۰ھ روز چہارشنبہ۔ راقم الکتاب۔
سید ابوالحسن بن سید منصور علی نقوی۔

(۶۶۶) رسالہ رجال الغیب

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۸)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید ابوالحسن نقوی۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۴۷ھ

آغاز:۔

"سپاس وافر وستایش متکاثر حکیمی را سزاوار است
کہ مشاغل نورانی مہر و ماہ در دلیل روشن بر وحدا
منت اوست"

دیباچہ فارسی ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون اردو
میں ہے۔ اس میں رجال الغیب سے فال لینے کا
تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام پر بھی فارسی عبارت ہے۔

اختتام:۔

"چنیں کنند روایت ز شیخ سمستان۔۔۔۔"
ناقص الآخر رسالہ ہے۔

(۶۶۷) رسالہ طالع ہائے مشہورہ کیفیت بارہ بروج

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۵)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی۔
تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۴۹ھ کتابت سنہ ۱۳۴۹ھ

آغاز :-

"بعد حمد خدائے عز وجل و نعت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم - واضح ہو کہ یہ رسالہ کسی استاد علامہ نجوم نے لکھا ہے ۔ مصنف اور کاتب کا نام معلوم نہیں ہوا مگر ۱۲۷۰ھ درج رسالہ ہے - زبان فارسی میں بدریافت احوال بروج بارہ خاصیت و دیگر اثرات طالع ہائے ضروری لکھا ہوا تھا"

اس رسالہ میں بارہ بروج کے اثرات وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے ۔

اختتام :-

"اگر بات چیت بھی بند ہو گئی ہو شفا ہو گی ۔

دعا یہ ہے :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نصر من اللہ فتح قریب و بشر المومنین"

ترقیمہ

راقم و مترجم سید ابو الحسن نقوی بن سید منصور علی نقوی البخاری شکارپوری - حال سمستان امرچنتہ آتماکور علاقہ نظام حیدر آباد مورخہ ۱۵ ماہ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ

(۶۶۸) رسالہ جستن اعضاء

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۸)

سطر (۱۷) خط - نستعلیق -

مترجم - سید ابو الحسن نقوی

تاریخ ترجمہ ۱۳۴۹ھ کتابت ۱۳۴۹ھ

آغاز :-

"الحمد اللہ الخ"

اما بعد سید ابو الحسن بن سید محمد منصور علی بن سید زین العابدین نقوی البخاری متوطن قصبہ شکارپور سادات المشہور بہ خواجہ شکارپور ضلع بلند شہر مضافات شہر دہلی حال سکونت آتماکور سمستان امرچنتہ ضلع محبوب نگر"

اس رسالہ میں انسانی اعضاء کے پھڑکنے سے جو امور ظاہر ہوتے ہیں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے - اصل رسالہ فارسی نظم میں ہے - اس کے نیچے نثر میں ترجمہ کیا گیا ہے ۔

اختتام :-

"اگر بائیں پیر کا تمام ناخن پھڑکے خوشی اور نیکی اور مقصد حاصل ہووے"

ترقیمہ :-

راقم و مترجم سید ابو الحسن بن سید محمد منصور علی نقوی البخاری مقام آتماکور سمستان امرچنتہ ۱۳۴۹ ہجری ۔

(۶۶۹) تعبیر نامہ

نمبر نیرنجات (۴۱۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۴۶)

سطر (۱۸) خط - شکستہ

تاریخ تصنیف قریب ۱۳۰۰ھ

آغاز :-

"انوار الٰہی دیکھنا - مومن کو فرحت مسلمان کو قوت ہے - عالموں کو پرہیزگاری ، حاکموں کو عدل ، و فیض رسانی ، زاہدوں کو اخلاص و دوستی - غلاموں کو آزادی - محبوسوں کو خلاصی - بیمار کو آرام ، کافر کو اسلام حاصل ہو"

اس رسالہ میں خواب کی تعبیر کا تذکرہ کیا گیا ہے اولاً خواب درج ہے - اور پھر اسکی تعبیر کی گئی ہے ۔

اختتام:۔

"ستاروں کا درشن دیکھنا۔
کاروبار سلطنت میں انتظام ہو۔ دنیا میں ذی احترام ہو، مال و دولت پاوے رنج و فکر دور ہو جاوے۔"

اس رسالہ کے ساتھ کئی چھوٹے چھوٹے رسالے شامل ہیں جن میں تعبیر خواب وغیرہ امور درج ہیں۔

(۶۷۰) رسالہ تعبیر خواب

نمبر کتاب (۱۰۵۷ جدید) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

تاریخ ترجمہ ۱۲۷۳ھ

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ
ناظرین پر روشن ہووے کہ صحیح بخاری کی کتاب التعبیر سے چند فصلیں تعبیر خواب کے بیان میں اس مختصر رسالہ میں لکھا تا اس فن کے شایقین کے کام آوے۔"

اس رسالے میں جیساکہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے صحیح بخاری سے چند خواب کی تعبیر درج کی گئی ہیں۔ کتاب کو چند فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"کیوں کہ اس خواب بد سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ چنانچہ دوسری فصل میں اس کا بیان بالتفصیل ہوا۔
واللہ الموفق وہو الباری الی سبیل الرشاد"

(۶) مسمیرزم

(۶۷۱) رسالہ در علم مسمیرزم

نمبر کتاب (۳۵۸۵ جدید) سائز (۱۳×۸ انچ)
صفحہ (۸۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ حکیم شیخ نور محمد منشی عالم
تاریخ کتابت ۱۳۲۷ھ

آغاز:۔

"از مقام لاہور .... مرسلہ حکیم شیخ نور محمد منشی عالم مالک کارخانہ شفاخانہ ہمدم صحت لاہور۔
اذن۔ آپ کو سیکھنے کی اجازت دیتا ہوں تعلق روحی پیدا کرتا ہوں الخ

یہ رسالہ مسمیرزم کے قواعد و شرائط پر مشتمل ہے وتس اسباق پر مشتمل ہے۔ مسمیرزم پر عمل کرنے والوں کے لئے شروط بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"جس روز خشک پھول آپ کی خواہش کے موافق تازہ سبز ہو گیا تو جان لو کہ آپ روشن ضمیر ہو گئے"
ترقیمہ:۔ المرقوم ۲۲ شہریور ۱۳۱۸ف

م ۱۱ رجب ۱۳۲۷ھ روز جمعہ

(۶۷۲) گنجینۂ اسرار غیب

مسمیرزم یعنی جوہر علم مقناطیسی

نمبر کتاب (۲۱۸۸ جدید) سائز (۹ ½×۶ انچ)
صفحہ (۱۳۱) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ بلاقیداس ....
تاریخ تصنیف ۱۳۱۳ہجری
تاریخ کتابت ۲۸ شعبان ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء

بلاقیداس شمالی ہند کے متوطن تھے۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف تھے۔ اخبار سفیر ہند کے مالک تھے۔

آغاز

"بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ علم مسمیرزم جسکو قوت جاذبہ کہتے ہیں ایک قدیم علم ہے۔ اور اس کی اصل سنسکرت سے نکلی ہے۔ زمانہ قدیم میں جو لوگ اس کو جانتے تھے وہ دیوتا یا رشی یا صاحب کرامات کہلاتے تھے۔"

مولف بیان کیا ہے کہ مسمیرزم کے متعلق انگریزی فرانسیسی جرمنی زبان میں اکثر رسالے تصنیف و طبع ہوئے

اور ہوتے جاتے ہیں لیکن ہندوستان میں صرف
دو چار کتابیں اُردو میں شایع ہوئیں جو غیر مشروع
ہیں لہذا میں نے اس کتاب کو اس غرض سے تالیف
کیا کہ عام لوگ بآسانی اس کے مضمون کو سمجھیں اور
عمل کریں۔

اختتام:۔

"وہ بے شک ایک سند خط یا چٹھی کا بھی مفصل بیان
کر سکے گا . . . .

ترقیمہ:۔

آج بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۹۷ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۱۴ھ
بمقام کندپلی ضلع نرسنگ پور بقلم ناقص رقم بندہ
میر شجاعت علی تخلص میر خلیق نرسنگ پوری۔

(و) لسانیات

(۱) لغت

(۲) صرف و نحو

(۳) عروض و بلاغت

(۴) انشاء

---

(۱) لغت

(۶۷۳) خالق باری

نمبر کتاب (۳۹۹۵ جدید) سائز (۸½ × ۵½ انچ)

صفحہ (۱۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ حضرت امیر خسرو۔

حضرت امیر خسرو حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۶۰۵ھ میں تولد ہوئے اور ۷۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ خسرو شاعر بھی تھے اور عالم بھی۔ باکمال موسیقار بھی تھے اور صوفی صافی بھی۔ آپ کا فارسی دیوان اور کئی مثنویاں مشہور ہیں آپ کو اردو کا پہلا شاعر تسلیم کیا گیا ہے۔

آغاز:۔

اول حمد خدا کا بار — جس سے ہے دو جگ اظہار
فعلن فعلن فعلن بارغ — ہے مقدار کہ کا بستار
خالق باری سرجن ہار — واحد ایک بڑا کرتار

یہ مشہور لغت کا منظوم رسالہ مصنفہ حضرت امیر خسرو ہے جس میں ضروری فارسی زبان کے الفاظ کا ہندی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو مبتدیوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے متعدد نسخے یہاں موجود ہیں۔

اختتام:۔

چشم پینے تو انکھیاں میرا — جگر بینے تو کلیجا میرا
چلو خسرو گھر کو جائیں ہوئی شام — خالق باری ہوئی تمام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد۔ کتاب خالق باری از دست محمد حنیف با تمام رسید۔

متعدد مرتبہ یہ رسالہ طبع ہوا ہے بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی ہیں۔

(۶۷۴) خالق باری (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۸۴۰ جدید) سائز (۹ × ۶½ انچ)

صفحہ (۱۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت ۱۲۷۰ھ

آغاز:۔

خالق باری سرجن ہار — واحد ایک بڑا کرتار
رسول پیمبر جان بسیٹھ — یار دوست بولے جا ایٹھ

خالق باری کا ایک نسخہ جو ۳۹۹۵ جدید پر موجود ہے اس سے اس نسخہ میں زائد اشعار ہیں اور الفاظ میں بھی اکثر اختلاف ہے اور خاتمہ کے اشعار بالکل جداگانہ ہیں۔

اختتام:۔

آخر انجام ہے نیز تمام — انت بات ہے ختم کلام
مولوی صاحب سرن پناہ — گدا بھکاری خسرو شاہ

ترقیمہ:۔ . . . . نسخۂ خالق باری

بتاریخ بست و سوم ماہ صفر ۱۲۷۰ھ ہجری روز شنبہ
بوقت سہ پہر در قصبہ چھپیدوارہ اختتام
رسید۔ دست خط عاصی پر معاصی خواجہ میاں
صورت ترتیب یافت۔ . . . . . .

(۶۷۵) رازق باری

نمبر کتاب (۲۱۴۴ ۳ جدید) سائز (۹½ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۳) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ سید محمد۔ والہ تخلص
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۸۴ھ

سید محمد نام والہ تخلص، خراسان سے حیدرآباد آئے۔ پھر انوارالدین خاں گوپاموی۔ جب ارکاٹ کے صوبہ دار ہوکر گئے تو والہ کو بھی اپنے ہمراہ ارکاٹ لے گئے۔ والہ عربی فارسی کے جید عالم اور فارسی اردو کے باکمال شاعر تھے۔ "طالب موہنی" آپ کی ایک مثنوی ادارہ ادبیات اردو کی طرف سے شایع ہوئی ہے ۱۱۸۴ھ میں والہ کا انتقال ہوا۔

آغاز:۔

رازق باری حق ہے جان   اوس کا دوست نبی پہچان
آل اولاد اور یار اصحاب   قرآن حق نے بھیجا کتاب
فہم و خرد ہے دونوں عقل   افسانہ کہانی ہے نقل

یہ ایک مختصر منظومہ مثل خالق باری دکنی زبان میں ہے جس میں فارسی خاص لغت کی دکھنی زبان میں تشریح کی ہے۔ مولف کا تخلص خاتمہ کے اشعار میں ہے۔

اختتام:۔

والا اتنے موتی رولا   فرس لغت کے معنی بولا
جس نے پایا ذہن صافی   رازق باری اسکو کافی

اس کا ایک قلمی نسخہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں ہے۔

(۶۷۶) قادر باری

نمبر کتاب (۳۹۹۴ جدید) سائز (۸½ × ۵½ انچ)
صفحہ (۱۶) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ فیاض عسکری۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۰ھ
ناقص الآخر

فیاض عسکری جنوبی ہند کے باشندہ تھے۔ صاحب علم و فن تھے۔ عربی فارسی کے عالم اور فن لغت کے ماہر تسلیم کیے جاتے تھے۔

آغاز:۔

قادر باری اسم صفات   اللہ خدا ہے نام ذات
رسول و مرسل بھیجے گیا   عصمت پاکی شرم حیا
وصی خلیفہ نائب جاں   زہرہ روشن سفید کہاں

اس مختصر رسالے میں فارسی مخصوص الفاظ کے اردو میں معنے لکھے گئے ہیں۔ اس رسالہ کا آخر سے ایک ورق ناقص معلوم ہوتا ہے جس میں مصنف کا نام وغیرہ مذکور تھا آخری شعر سے سنہ تصنیف کا پتہ چلتا ہے۔ شعر یہ ہے۔

ایتنے بیتوں پریں کیا بول بس
تھے برس ایکہزار دو سو دس ۱۲۱۰

اختتام:۔

بعد شوال آوے ذیقعدہ
اوس کے پیچھے سمجھ ماہ ذی حجہ
ایتنے بیتوں پر میں کیا ہوں بس
تھی برس یکہزار دو سو دس

(ناقص الآخر)

کتب خانہ سالار جنگ میں ایک قلمی نسخہ اس کتاب کا موجود ہے۔

(۶۷۷) تعلیم الصبیان

نمبر کتاب (۳۸۳۸ جدید) سائز (۹×۶ ۱/۲ انچ)

صفحہ (۱۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف ۔ عبدالرحمان خاں شاکر

تاریخ کتابت ۱۲۷۰ھ

مصنف کو مدرس سے تعلق تھا یہ مدرس تھے۔ بچوں کی تعلیم کا خاص تجربہ تھا۔ اسی مہارت کے سلسلہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

آغاز

"بعد حمد خدائے علیم اور نعت رسول کریم کے بندۂ کثیر المعصیت، قلیل المقدرت عبدالرحمن ولد جانی محمد روشن خاں مسرور مغفور"

یہ رسالہ مبتدیوں کے لئے قاعدہ الف۔ با تا ہے اور اس سلسلہ میں ضمناً اسمائے حسنیٰ اور چند ادعیہ وغیرہ جواز روئے حدیث شریف مجرب ہیں اس میں شامل کیئے گئے ہیں

اختتام :۔

"اللہ اکبر کہہ کے دونوں طرف سلام دے۔"

ترقیمہ :۔

تمت تمام شد۔ بتوفیق ایزد سبحان تعلیم الصبیان من تصنیف ۔۔۔۔ بتاریخ بست و ہفتم محرم ۱۲۷۰ھ دستخط عاصی پر معاصی خواجہ میاں در قصبہ جھنڈواڑہ اختتام یافت۔

(۶۷۸) رسالہ در لغت عروض

نمبر کتاب (۲۷۵ جدید) سائز (۹ ۱/۲×۶ ۱/۲ انچ)

صفحہ (۲) سطر (۹) خط نستعلیق ۔ الوح مطلا

تاریخ تصنیف بعد ۱۲۰۰ھ تاریخ کتابت ۱۲۳۶ھ

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز :۔

اللہ الہ خدا کا ناؤں سبھی جاگا او سد کا ٹھاوں
رسول نبی ہیں پیغمبر افضل سب میں ہے بہتر
آل کہے تو فرزنداں پیارے اپنے دلبنداں

یہ مختصر منظوم رسالہ مثل خالق باری کے لغت ہیں اور بحور پر مشتمل ہے مثلاً (القطعہ فی البحر الرمل)

سب سخنور رکھے ہیں بہر رمل کا اشتیاق
اس خوشتر بحر میں دسرا ہوای نامور ۔۔۔۔

فوج لشکر رمح نیزہ چوب لکڑی موی بال
سنگ پتھر ایک بالو سیم روپا دار گھر ۔۔۔۔

اختتام :۔

شکل ہے مادی کتیں بیشک
ہووے ملزوم او سکو کر معلوم
ہے ہیولی شکل پر جیسا مقدم سطح
شکل کو صورت او یہی ہے تقدم بفرد

ترقیمہ :۔

تمت تمام شد۔ کار من نظام شد بتاریخ پانزدھم شہر ذیحجہ ۱۲۳۶ ہجری

(۶۷۹) فرہنگ اصطلاحات سائنس

نمبر کتاب (۱۹۲۸ جدید) سائز (۸×۵ ۱/۲ انچ)

صفحہ (۲۳۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق خوشخط۔

مصنف ۔ ڈاکٹر ہکلے

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ

آغاز :۔

"آ پانی (WATER واٹر) آب ۔ فارسی عربی میں ماء اردو میں پانی کہتے ہیں۔"

سائنس کے اصطلاحات معہ شرح کے اردو میں لکھے گئے
اور اصل انگریزی الفاظ بھی تحریر کئے ہیں۔ ابتدائی ورق
پھٹ گیا ہے۔ اصطلاحات حروف تہجی پر مرتب ہیں۔

اختتام :-

یخ (SNOW) برف اور یخ میں فرق یہ ہے کہ
برف غبار کے مانند برستی ہے اور یخ موم گداختہ
کی طرح ...... سنگ کی مانند ہو جاتا ہے۔

(۶۸۰) شمس البیان

مصطلحات ریختہ

نمبر لغت (۲۶۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۷۶)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ مرزا جان طپش

تاریخ تصنیف ۱۲۰۸ھ کتابت ۱۲۸۳ھ

مرزا جان نام طپش تخلص اردو کے ایک باکمال
صاحب فن تھے، مرشد آباد کے نواب احمد علی خاں
امیر الملک شمس الدولہ کے حکم سے یہ کتاب قلمبند کی ہے
شمس الدولہ کے خطاب کی مناسبت سے شمس البیان
اس کتاب کا نام رکھا گیا۔

آغاز :-

"بعد تحمید حضرت سخن آفریں کہ زبان انسان را
بانواع مقال قدرت گویائی بخشندہ و پس از تمہید
نعت ختم النبیین نکتہ سنجان دقیقہ رس بہ فیضان
نطق و بلاغت مشرف گردانیدہ"

اس کتاب میں اردو کے چند مصطلحات کو
ردیف وار جمع کیا گیا ہے۔

اختتام :- اشرف ...... واردنہ برعکس خان فارسی

برائے فقار معنی خفگی تمام شد اصطلاحات ترکی"۔

(۶۸۱) ہندی ضرب المثل

نمبر لغت (۴۸۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۹۷)

سطر (۹) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۴۳ھ

آغاز :-

"ابلا گلے لگ ...... ابھیل مجھے مارجا ... آپ بھلا
تو جگ بھلا، آپ ڈھاپ، عیب خود پوشی ....
آپ ڈوبا تو جگ ڈوبا۔"

اس لغت کو دو فصل میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی فصل
میں (۱۱۴۴) الفاظ اور دوسری فصل میں (۱۵۶۰)
الفاظ کے معنی لکھے گئے ہیں الفاظ کا بیان ردیف وار ہوا ہے

اختتام :-

"یہ وہ گر ہیں جو جیو نہ کھائے .... یہی چھن ہار کھانے
کے ہیں۔ یہی ہنر بھی مصالح"

ترقیمہ :-

تمت تمام شد۔ بتاریخ یازدہم جمادی الاول ۱۲۴۳ھ

(۶۸۲) تیسیر القرآن

نمبر لغت (۶۰۴) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۳۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف ۔ وزیر علی۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

مصنف محمد سلیم نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے بیان
کیا ہے کہ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ان کو شوق ہوا کہ قرآن
کے متعلق کوئی کتاب قلم بند کی جائے اولاً ارادہ ہوا
کہ تفسیر لکھیں، مگر پھر خیال کیا کہ علماء سلف کے بہت

کچھ اس عنوان پر لکھ دیا ہے۔ اس لئے ادنھوں نے بعد غور قرآن کے تمام لغتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اس کو وہ الہام غیبی تصور کرتے ہیں۔

آغاز:۔

"سبحان اللہ وبحمدہ کیا بڑی شان ہے اس شہنشاہ بے پروان کی کہ کلام صفت خاص کو اپنے بندۂ با اختصاص پر نازل کیا اور شاہد معنی قدیمہ کو بیچ لباس الفاظ کے جلوہ گر فرمایا۔ عقل کل بیچ ادراک جلال ذات اسکی حیران ہے اور انسان کامل اس کی ثناء و کمال صفات میں قابل لااحصی بیان"

جیساکہ آغاز کی عبارت میں ظاہر کیا گیا ہے قرآن مجید کے الفاظ کی لغت ہے۔ حروف ہجی کے لحاظ سے اسکو مرتب کیا گیا ہے۔

یہ لغت (۲۸) باب میں منقسم ہے اور ہر باب اٹھائیس فصل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ الفاظ کے معنی لکھنے کے علاوہ قرآنی آیات بھی درج ہیں۔

اختتام:۔

فصل الیائے معہ الیائے

"ییئس، ناامید ہوناا ور آس توڑنا۔ اے اللہ توہم کو اپنے فضل کا امیدوار رکھ اور اپنی رحمت سے ناامید مت کر۔ اس کے بعد عربی دعا ہے۔

ترقیمہ:۔

"خدا کے فضل سے شہر رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ ہجری نبوی میں یہ کتاب مستطاب موافق کتاب مطبع کے بلدہ ایلور میں تحریر سے انصرام کو پہنچی"

اس عبارت کے پہلے ۱۲۶۰ھ اس کے طبع ہونے کی بھی صراحت کی گئی ہے۔

کتاب پر دو مہریں بھی ثبت ہیں مگر نام پڑھا نہیں جاتا۔ اصل کتاب کی طباعت اور تصیح میں سید ابن حسن اور غلام انبیاء صاحب سے مدد لینے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۶۸۳) مصطلحات ٹھگی

نمبر لغت (۳۷۵) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۱۴۵) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

مصنف۔ علی اکبر

تاریخ تصنیف ۱۸۳۰ء کتابت ۱۸۳۶ء

مصنف کتاب علی اکبر جبل پور کے دفتر سپرنٹنڈنٹ جیل کے سررشتہ دار تھے۔ کرنل طامس بانرس کی خواہش سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے۔

کتاب سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مولف کو ٹھگی کے اصطلاحات پر کس قدر عبور حاصل تھا۔

آغاز:۔

"حمد وسپاس زیادہ اندازہ شرح و بیان کی جان سے جناب خلاق ہیجدہ ہزار عالم کو زیبا ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ سے انسان۔۔۔ بنیاں کو بطبایع متضادہ پیدا کیا اور لغات مختلفہ واصطلاحات جداگانہ سے گویا اور درود و سلام افزوں طاقت لسان جن والنسان سے برگزیدہ اور درود حضرت رسول مختار کو بجا ہے"

جیساکہ کتاب کے نام سے واضح ہے اس میں ٹھگوں کے اصطلاحات قلم بند ہوئے ہیں۔ مولف کی صراحت سے واضح ہوتا ہے کہ کپتان ولیم ہنری سلیمن جو ٹھگوں کی بیخ کنی میں نام آوری حاصل کی تھی ۱۸۳۰ء میں جبل پور میں متعین ہوا تھا اور سیکڑوں ٹھگوں کو گرفتار کر کے

مرزا دلانی مصنف اسی کپتان کے پاس متعین تھا اور کرنل ٹامس پامر جو جنرل سپرنٹنڈنٹ تھا کی خواہش پر اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"اور ان عہدہ داروں کو بعد واردات کے حسب توفیق کچھ زیادہ دیتے ہیں۔

بنگڑا = دکھنی ٹھگ بنس یعنی بقال کو کہتے ہیں"

کتاب اردو میں ہے لیکن اعراب بھی لگائے گئے ہیں غالباً انگریز جنرل کی آسانی کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ (بلوم ہارٹ (۲۵۰)

(۶۸۴) خزائن الامثال

موسوم بہ دستور الشعراء

نمبر لغت (۲۸۱) سائز (۱۲×۹) صفحہ (۴۲)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ حافظ شمس الدین فیض

تاریخ تصنیف ۱۲۷۳ھ کتابت ۱۲۸۲ھ

حضرت فیض کے حالات ادبیات کے عنوان میں درج ہو چکے ہیں

آغاز:۔

"کیا بادشاہی اوس خدائے علیم کی جس نے اہل سخن کو وہ قوت ناطقہ عطا کی ہے کہ اونکی زبان سے جو محاورہ نکلتا ہے صاف سانچے میں ڈھلتا ہے۔ یہ لوگ نفی و اثبات و اثبات نفی پر شرطیں جب ارتے ہیں"

اس کتاب میں اولاً دیباچہ ہے۔ جس میں سالار جنگ مختار الملک کی مدح کی گئی ہے اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوا ہے۔ اس میں اردو شاعری کے محاورے اور امثال ردیف وار درج کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

یار شاطر، بار خاطر بقول میر
ہم رکھا کرو شطرنج ہی کی بازی کا شش
یہ میر بار خاطر کا یا شاطر ہے

ترقیمہ:۔

"باتمام رسید مبیضہ دوم کتاب خزائن الامثال و دستور الشعراء من تالیفات فخر الشعراء ..... متقدمین و موخرین مولانا مولوی حافظ میر شمس الدین فیض ..... در سنہ ۱۲۸۲ ہجری نبوی روز جمعہ بست و دوم ماہ ربیع الثانی الراقم کمترین محمد نصیر الدین نقش بن مولوی محمد غوث ملتانی اللھم اغفر المولف ......

اس صراحت سے واضح ہے کہ یہ نسخہ فیض کے خاص شاگرد نقش کا قلمی ہے اس لئے اسکی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے۔

(۶۸۵) مخزن اسرار و فوائد

نمبر لغت (۲۷۳) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۶۲)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ محمد نصیر الدین نقش۔

تاریخ تصنیف ۱۲۸۳ھ کتابت ۱۲۸۳ھ

محمد نصیر الدین نام، نقش تخلص، حیدرآباد وطن۔ فیض سے تلمذ حاصل تھا کئی کتابوں کے مصنف ہیں ایک تذکرہ شعرا بھی قلمبند کیا۔ فیض کے منتخب شاگردوں میں ان کا شمار ہے۔

آغاز:۔ "حمد بیحد اوس کو زیبا ہے کہ جس نے

اہل بیان کو نطق عطا فرمایا اور لغت کے عدد اس کو بجا ہے کہ جس نے اہل زبان کو ذائقہ فصاحت کا چکھایا پس واضح ہو کہ کمترین محمد نصیر الدین نقش تخلص نے حسب استدعا بعض احبابوں کے یہ کتاب کہ مخزن اسرار و فوائد ہے۔ تالیف کئے ہوئے نیاز علی بیگ نکہت ساکن شاہ جہاں آباد کی بے ترتیب حشو و زوائد سے جمع کر کے لکھا ہے"

یہ ایک لغت ہے جس میں اردو محاوروں کے معنی لکھے گئے ہیں اور ان کو ردیف وار لکھا گیا ہے۔

اختتام:-

"یہ بھی کوئی چال ہے، معنی بہ طرز و روش اور ادا بہتر اور شایاں اور مناسب ہیں، ترک کیجے اور دست بردار ہو بیٹھے بقول نکہت

ہر قدم پہ حشر بر پا ہے جہاں پامال ہے

اے میرے سرو خراماں یہ بھی کوئی چال ہے

ترقیمہ:-

از دست نصیر دیں محمد نقش ایں

در قالب اختتام پر منظور آمد

در سوری و ہم معنوی تاریخش

ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد

یہ مصنف کا اصلی قلمی نسخہ ہے۔ اس میں کاٹ چھانٹ کمی و بیشی کی گئی ہے۔

(۶۸۶) گفتار ہندوستان

موسومہ بہ نخلتہ الشعرا

نمبر لغت (۲۸۳) سائز (۱۳×۹) صفحہ (۶۴۳)

سطر (۱۳) خط شکستہ

مصنف - محمد نصیر الدین نقش -

تاریخ تصنیف ۱۲۸۰ھ کتابت ۱۲۸۸ھ

مصنف نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ ۱۲۸۷ھ میں ایک مطبوعہ رسالہ جو محاورات شاعری سے متعلق تھا ان کی نظر سے گذرا، اس رسالہ میں بہت سارے محاورے غلط تھے۔ اس کے علاوہ اوحد الدین بلگرامی نے جو کتاب اس موضوع پر لکھی ہے وہ بھی نامکمل ہے۔ اس میں زیادہ تر دیہاتی اصطلاحات تھے۔ اس لئے بعض دوستوں کے اصرار سے انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔

اور اس کتاب کا نام تاریخی ہے دونوں ناموں سے تاریخ نکلتی ہے۔

آغاز:-

"حمد بے حد معلوم قلم ہوئی۔ اگرچہ استدراک و اسم مستلزم محال ہوتا اور نعت بے عدد مرقوم قلم ہوتی اگر دریا کہ ناطقہ ثمر محال ہوتا"

اس کتاب میں اردو شاعری کے محاورے ردیف وار لکھے گئے ہیں۔

اختتام:-

یہاں کا باوا آدم نرالا ہے یعنی جو بات اور رسم زمانہ سے نئی اور انوکھی ہے۔ بقول مولف

ہوا ہے دل جو میں . . . .

یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے

خاتمہ کے بعد کئی تاریخیں لکھی گئی ہیں

جو تائید یزداں نادر ہوئی — بہ اتمام تالیف نادر ہوئی

ز گفتار ہندوستانی جو نام — وہ تاریخ آغاز یہ اختتام

۱۲۸۷ھ

(٦٨٧) فرہنگ من لگن

نمبر لغت (٢٨٩) سائز (٨×٥) صفحہ (١٣)

سطر (١٨) خط نستعلیق۔

مصنف۔ شاہ عبداللطیف۔

تاریخ تصنیف سنہ ١٣٠١ھ

شاہ عبداللطیف کے متعلق تفصیلی معلومات نہیں ملے۔ یہ معلوم ہوتا ہے شاہ صاحب صوفی بھی تھے اور عالم بھی۔ قاضی محمود بحری کی کتابوں سے خاص شغف تھا۔ اسی شغف کے باعث اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

آغاز:۔

او اناد ارت الگ

اول، قدیم، ازلی آخر معنی زلف و گیسو

ال آکاس اگل اوہرم انت

برائے بگذار روبرو ظلم بے اتفاقی بہت

جیساکہ نام سے واضح ہے کہ قاضی محمود بحری کی کتاب "من لگن" کے الفاظ کا لغت ہے۔

اختتام:۔

باب الہاء ہچھ ہیمہ ہچول

دیوار دل ہمعصر

ہست ہست

ہاتھ ہاتی

کتاب کے اختتام پر دو فارسی غزل درج ہیں آخر میں ایک خسرو کی غزل ہے۔

(٦٨٨) گنجینۂ مصادر

نمبر لغت (٥٣١) سائز (٨×١٤) صفحہ (٦٠٦)

سطر (٢١) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سید نورالحسن بن مولوی سید محمد منصور علی

تاریخ تصنیف سنہ ١٣٤٢ھ کتابت سنہ ١٣٤٢ھ

خود مصنف کا قلمی نسخہ ہے۔

آغاز:

آب آتش بودن	بدون اضافت بمعنی علم و غضب داشتن۔ بہار عجم شمس اللغات	غضب رکھنا حلم رکھنا مزاج میں گرمی و سردی

اس کے پہلے دو صفحے کا فارسی دیباچہ ہے۔

اسکی ابتداء

"بعد حمد قادر کن فیکون و ثنا کنندہ چرخ نیلگوں روح بخش عالم مسکوں و مبدع کائنات بوقلموں"

اس لغت میں (٤٠٠٤) الفاظ کے معنی ردیف وار لکھے گئے ہیں الفاظ کے ساتھ اول فارسی معنی دوسرے لغتوں سے لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد اردو معنی لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

یلعیدن	بالفتح و بعد لام عین مہملہ مکسورہ بمعنی چیزے بگلو فرو بردن آصفی و برہان	نگل جانا

(۲) صرف و نحو

(۶۸۹) صرف اردو

نمبر صرف (۱۲۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۵-۱)

سطر (۱۳ تا ۱۵) خط۔ نستعلیق

مصنف۔ امانت علی شیدا

تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ کتابت ۱۲۳۴ھ

مولوی میر امانت علی ایک قابل شخص تھے۔ عربی اور فارسی کا اچھا ملکہ رکھتے تھے۔ ساتھ ساتھ سخن گوئی میں بھی مہارت تھی۔ شیدا تخلص تھا۔ عربی، فارسی صرف و نحو پر عبور حاصل تھا۔ اسی مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

آغاز

حمد میں اسکی کھولتا ہوں زباں
جسم بے جاں کو جس نے بخشی جاں
پر زباں ہووے گر سراپا صرف
نہ ادا اس کا ہو سکے ایک حرف
گرچہ ہے اپنی ذات میں واحد
جمع و کثرت کا وہی ہے موجد

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ رسالہ صرف اور نحو کے چند قواعد پر مشتمل ہے۔ اور منظوم ہے۔ اس میں اول حمد و نعت ہے۔ اس کے بعد سبب تالیف بھی بیان کیا ہے کہ زبان ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے ہر زبان کے قاعدے ہوتے ہیں۔ دوستوں کے اصرار پر مصنف نے اسکو ۱۲۲۱ھ میں مرتب کیا۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ اولاً اسم کی تعریف پھر اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ اس طرح صرف و نحو کی تفصیل ہے اپنے عہد کے گورنر جنرل لارڈ منٹو اور ڈاکٹر ہنٹر کی ستائش کی گئی ہے۔

پر مجھے التماس یاروں کا
آستیں کھینچ اس طرف لایا
الغرض اب خدا کے فضل اوپر
کر توکل میں اسپر باندھی کمر
کہ وہی فاتح ہدایت ہے
اور وہی خاتم نہایت ہے
یہ رسالہ ہوا فضل حق سے تمام
صرف اردو رکھا میں اس کا نام
سن تھے بارہ سے بست یک اے یار
۱۲۲۱ھ کہ یہ کان گہر ہوئی تیار

اختتام:-

شام سے لیکے تا سحر جیسے
محفل رقص میں تھے ہم بیٹھے

یاکہ گھر میں سے جب کہ میں نکلا
دو قدم جاتے گھوڑے پر سے گرا
یاکہے اس کتیں تو مارا کیوں
لاکر یہ اگر تو چاہے یوں

سالار جنگ کے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(٦٩٠) صرف اردو (دوسرا نسخہ)

نمبر صرف (٨ ٢٢٥ جدید) سائز (٩×٥) صفحہ (٩٥)
سطر (١٥) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

حمد میں اسکی کھولتا ہوں زباں
جسم بے جاں کو جس نے بخشی جاں
یہ زباں ہووے گر سراپا صرف
نہ ادا اس کا ہوسکے ایک حرف

اختتام:۔

یاکہ گھر میں سے جب کہ میں نکلا
دو قدم جاتے گھوڑے پر سے گرا
یاکہے اوس کتیں تو مارا کیوں
لاکر ر اگر تو چاہے توں

تخلص کا شعر

ہے نہایت حمد کا صحرا
حد نگاہ رکھو ادب کے اے شیدا
طبع شایق کو اس پہ شیدا کر
نکتہ چیں اوس ہوے کور اور کر

تاریخ تصنیف کا شعر:۔

یہ رسالہ ہو فضل حق سی تمام
صرف اردو رکھا میں اوس کا نام

سن تھے بارہ سے بست ایک آیا
کہ یہ کان گہر ہوئی تیار

---

(٦٩١) رسالہ صرف و نحو

نمبر صرف (١٢١) سائز (٩×٥) صفحہ (٦٧)
سطر (١٤) خط نستعلیق۔
مصنف۔ روشن علی انصاری
تاریخ تصنیف قریب ١٢٢٥ھ کتابت ١٢٥٣ھ

مولوی روشن علی جون پور کے باشندہ تھے۔ عربی، اور فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ خصوصیت سے قواعد زبان میں دستگاہ حاصل تھی۔

آغاز:۔

"یہ رسالہ زبان ریختہ ہندی کے صرف و نحو میں مشتمل ہے دو مقالے پر اول مفردات میں کلمہ وہ لفظ ہے کہ موضوع ہے واسطے ایک معنی مفرد کے یہ مقالہ شامل ہے تین بحث پر۔"

جیساکہ نام سے واضح ہے کہ صرف و نحو کا رسالہ ہے، اس میں مختصر طور پر صرف و نحو سے بحث کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"فایدہ دھسنا اور دھکنا دونوں مترادف ہیں ایسے چوسنا، چکنا، ہٹنا ہٹلنا اور بطور تکیہ کلام اکثر یہ الفاظ ذکر کرتے ہیں یعنی جو ہے سو تمہاری سو خیر صاحب مہربان ناخدا چشم بد دور۔"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد بابتہ ١٢٥٣ھ

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے سروری ص ١٢٣ و کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں بھی انکی ایک تصنیف قواعد فارسی موجود ہے۔ ص ٢٢٨

(۶۹۲) رسالہ صرف و نحو (دوسرا نسخہ)

نمبر صرف (۱۲۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۶۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ روشن علی انصاری

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۲۹ھ

آغاز:۔

"نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم۔ یہ رسالہ زبان ریختہ ہندی کے صرف و نحو پر مشتمل ہے۔ دو مقالہ ہیں مقالہ اول مفردات، کلمہ وہ ہے کہ موضوع ہووے واسطے ایک معنی مفرد کے۔"

اختتام:۔

"بطور تکیہ کلام اکثر یہ الفاظ ذکر کرتے ہیں یعنی جو ہے سو تمہاری سو خیر صاحب مہربان ناخدا چشم بد دور۔"

ترقیمہ:۔

مرقوم سلخ شہر رمضان المبارک ۱۲۲۹ھ در سکندرآباد عرف حسین ساگر روز جمعہ وقت سہ پہر

(۶۹۳) رسالہ قواعد زبان فارسی اردو (تیسرا نسخہ)

نمبر صرف (۱۴۵) سائز (۷×۵) صفحہ (۱۰۳)

سطر (۱۱) خط نستعلیق

مصنف۔ روشن علی انصاری۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۵ھ

ناقص الآخر

ابتدائی ۴۹ صفحے ایک فارسی قواعد کے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۵۰ سے اردو کتاب شروع ہوتی ہے۔

آغاز:۔

"جیسا کہ شمس الدولہ اور من موہن راجپوتوں کے نام کے ساتھ اکثر لفظ سنگھ اور رائے کا واقع ہوتا ہے چنانچہ بلونت سنگھ اور دلیپ رائے اور مہاجنوں کے نام کے ساتھ لفظ ساہ سیٹھ کا جیسا گوکل ساہ اور جگت سیٹھ ہے۔ اور مسلمان فقیروں کے نام کے ساتھ لفظ شاہ، صوفی۔"

یہ رسالہ صرف و نحو پر مشتمل ہے۔

اختتام:۔

اسے چوسنا، چکنا، ہٹنا، ہٹکنا اور بطور تکیہ کلام اکثر یہ الفاظ ذکر کرتے ہیں یعنی جو ہے سو تمہارے سو خیر صاحب، مہربان، ناخدا، چشم بد دور۔

ترقیمہ:۔

این رسالہ بتاریخ بست و ششم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۴ھ روز چہارشنبہ بوقت ظہر از دست خاکپائے خلق اللہ محمد صبغۃ اللہ بن محمد کریم اللہ باتمام رسید

(۶۹۴) رسالہ صرف و نحو

نمبر صرف (۱۳۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۵)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ رسا

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

مصنف کے صرف تخلص کا پتہ چلتا ہے۔ رسا تخلص کے کئی اشخاص شمال اور دکن میں ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں یہ کس رسا کی تصنیف ہے۔

آغاز:۔

حمد و ستائش اور ثناء — جان سرانا ہے حق کا
نعت سراپا ہے اوس کا — رسول حق کا جو بھیجا
آل پیغمبر اور اصحاب — اور جو اونکے ہیں احباب
بھیج رسا تو سب پہ مدام — درود بھیجو اور سلام

اس منظوم رسالہ میں صرف و نحو کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں

اختتام:۔

واحد		جمع	
کشتہ	مارا ہوا	کشتہ گان	مارے ہوئے
کشتہ	مار کر	مار کر کے	مار کے

(۶۹۵) رسالہ قواعد فارسی

نمبر داخلہ (۲۵۵ جدید) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۷۰)

سطر (۱۴) خط شکستہ

مصنف ۔ میر عبدالغفور موسوی ۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۰ھ

میر عبدالغفور موسوی نے اپنے متعلق خود اس رسالہ میں وضاحت کی ہے۔ وہ دہلی کے متوطن تھے حیدرآباد آنے کا شوق تھا مگر فاصلہ کی دوری کے باعث یہ ارادہ جلد پورا نہ ہوا۔ آخر جب حج کو گئے تو واپسی میں حیدرآباد آکر قیام کیا۔ یہاں مولوی غلام نبی صاحب خطیب مکہ مسجد کے مکان میں قیام ہوا۔ کہیں اور جانا آنا نہیں ہوتا تھا۔ اتفاقاً شمس الامراء رفیع الدین خاں کے پاس رسائی ہو گئی اور ممدوح کی فرمائش پر یہ فارسی قواعد لکھے گئے۔

آغاز:۔

"حمد کرتا ہوں اس ملک العلوم کے جس نے فرزندان آدم علیہ السلام کو خلعت فضائل اور کمالات سے مخلع کر کے جمیع انام پر ترجیح دے اور نعت کے سزاوار فخر بنی آدم ہیں کہ جو صاحب قاب قوسین او ادنیٰ ہیں"۔

اس کتاب میں فارسی الفاظ اور ان کے معنی قواعد و ضوابط مثالوں کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔ مثلاً حکیم کہنا اوس شخص کو جو ابھی علم طب کو پڑھا نہیں اور فارغ نہیں ہوا۔ لیکن آئندہ کو فراغ کریگا تو حکیم کہلاؤں گا۔ سو ابھی اوسکو حکیم صاحب حکیم صاحب کہنا شروع کیا۔

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد در ماہ شوال ۱۲۷۱ھ

حیدرآباد کے دوسرے کتب خانوں میں اس کے نسخے دستیاب نہیں ہوئے۔

(۶۹۶) رسالہ ترکیب المرکبات

نمبر کتاب (۳۳۲۱ جدید) سائز (۸×۶ انچ)

صفحہ (۵۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"ہر طرح کی حمد و ثنا اوس صانع بیچوں کو سزاوار ہے کہ جس نے ہمارے وجود کو عناصر اربعہ سے ترکیب دیا اور ہر قسم کا درود اوس عافیت محمود پر نازل ہو جس نے ہمارے تئیں گمراہی سے نکال کر ہدایت پر قائم کیا۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ امابعد یہ ایک رسالہ ہے مختصر بیچ بیان ترکیب مرکبات فارسی اور عربی اور ہندی اور بعضے قواعد اوس کے۔"

یہ رسالہ مختصر نحوی ترکیب مرکبات فارسی و عربی و ہندی اور بعض فوائد کے بیان میں ہے ترکیب سیکھنے والوں کی سہولت کے لئے زبان ریختہ میں لکھ کر اوس کا نام ترکیب المرکبات رکھا۔ لیکن مصنف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ یہ رسالہ جملے بتانے کی نحوی ترکیب میں ہے۔ جو طالب علموں کے لئے بیحد فائدہ مند ہے۔

اختتام:۔

"جملہ خبریہ اسمیہ ظرفیہ ہوا اور یہی حرف ربط کا علامت

جملہ کے تمام شد رسالہ ترکیب المرکبات بعون اللہ الخالق البریات۔

(۶۹۷) رسالہ ترکیب الجمل

نمبر کتاب (۳۳۲۳ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۵ ۱/۲)
صفحہ (۲۴) سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق۔

آغاز:-

"بعد حمد خدا اور پیچھے نعت سرور دوسرا کے معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ ایک رسالہ ہے مختصر بیچ بیان ترکیب جملوں زبان عربی اور فارسی اور ہندی کے۔"

یہ مختصر رسالہ جملے بنانے کی نحوی ترکیب کے بیان میں ہے۔ اس میں مولف کا نام نہیں ہے۔ آخر میں رسالہ کا نام تحریر ہے۔

اختتام:-

"اوسکی ترکیب بھی مانند ترکیب پہلے جملے کے ہے تمام شد رسالہ ترکیب الجمل بعون اللہ الخالق الجزو کل۔"

(۶۹۸) رسالہ قواعد

نمبر انشاء (۱۵۹) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۴۰)
سطر (۹) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"باب الالف ممدود
آیا دانیدن یتعریف کرنا۔ آفتن کھینچنا۔ آراستن۔ سنوارنا۔"

اس رسالہ میں اولاً فارسی الفاظ کے معنی لکھے گئے ہیں سولہ صفحہ کے بعد قواعد صرف و نحو درج ہیں۔

اختتام:-

"آنجا آں صورت، آں طرف، آں جہت / دہان او دہر۔"

(۳) عروض و بلاغت

(۶۹۹) گلدستہ گفتار

نمبر بلاغت (۱۸۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۳۲)

سطر (۹) خط نستعلیق

مصنف ۔ شیر محمد خاں ایمان

تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ کتابت ۱۲۶۱ھ

مصنف کے حالات بضمن ادبیات درج ہو چکے ہیں۔ یہ ان کی ایک دوسری تصنیف ہے۔

آغاز:۔

"افلاک سے ہے بلند تر شان سخن
پایا ہی نہیں کسوں پایان سخن
ہیں گرچہ ہزار اوسکے قالب دلخواہ
ایہام ہے یا لطیفہ ہے جان سخن
ضلع بر شکال
اے رحمت خدا ۔ رحمت للعالمین ۔ صدر حمت
فیض جاری ۔ زرق برق ۔ قطرہ زن
طوفان ۔ مطلع صاف"

اس رسالہ کو ضلع و جگت سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ اس میں ہندی اور اردو محاورے مختلف ضلعوں کے تحت پیش کئے گئے ہیں۔ مثلاً ضلع انہار، ضلع بحر، ضلع کشتی، ضلع پنگھٹ، ضلع کمان، ضلع بندوق ضلع اسپ، ضلع فیل، ضلع صرف و نحو وغیرہ۔ الفاظ کے بعد ہر ضلع میں ایک ایک رباعی درج کی گئی ہے

اختتام:۔

ایمان میں اب سخن یہ کہتا ہوں راست
اس نسخہ کی تاریخ جو کی میں درخواست
چٹ غنچۂ سوسن نے چمن میں مجھے
گلدستہ گفتار کہا بے کم و کاست
۱۲۲۱ھ

ترقیمہ:۔

۱۳ ر شہر رمضان المبارک ۱۲۶۱ھ

کتب خانۂ جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے سروری ص ۲۰۵ ۔ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔

(۷۰۰) گلدستہ گفتار (دوسرا نسخہ)

نمبر بلاغت (۳۳۵) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۱)

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت ۱۲۴۱ھ

ناقص الاول ہے

ضلع کشتی سے صفحات موجود ہیں۔

آغاز :-

بہانہ ، بلبلوں کا ہجوم ، میں کہاری

رُباعی

اے خوش گھر آشنائی پاکیزہ شعار
عاشق جو ہو سر بکف نکر اوس سے کنا
یہ شور ہے گل رخوں کا
دریا دریا ہیں بلبلوں کا انبار

ضلع گشتی ، سفینہ ، اشعار ، لنگر ، اقامت ، خلاصی

اختتام :-

رُباعی

لٹو ہے ہر ایک شخص تیرے پرلے یار
اور حال پریشاں سے نہیں کرتا عار
کوچہ میں تیرے آن کے آخر جالے
پھرتا تھا اتنی آس میں ہے سو سو بار

ترقیمہ :-

تمت تمام شد ، مرقوم ہشتم شہر ذیقعدہ ۱۲۴۱ھ

(۷۰۱) گلدستہ گفتار (تیسرا نسخہ)

نمبر متفرق (۱۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۹۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق -

آغاز :-

افلاک سے ہے بلند تر شان سخن
پایا ہی نہیں کسو نے پایاں سخن
ہیں گرچہ ہزار او سکے قالب دلخواہ
ایہام ہے یا لطیفہ ہے جان سخن

اختتام :-

ہندی نرم ریشم - دامن کا گھیر - نام کی سمرن
مالا دو ، ہیر پھیر ، رشتہ ، اللہ اللہ

رُباعی

ناقص الاخر ہے -

(۷۰۲) تمیز القوافی

ادعیہ شاملات (۹۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۱)
سطر (۱۲) خط نستعلیق
مصنف - حافظ شمس الدین فیض
تاریخ تصنیف ۱۲۴۶ھ

مصنف کے حالات سابقہ اوراق میں درج ہو چکے ہیں

آغاز :-

" جتنی تعریفیں کہ میں سزاوار ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے ایسا اللہ تعالیٰ کہ جس نے بست دو جہاں کتیں بے فکر آراستہ کیا - اور صلوٰۃ وسلام اوس نبی پر کہ جس نے قافیہ دین و اسلام کتیں جہد کامل وسعی وافر سے پیراستہ کیا "

اس کتاب میں علم عروض کا بیان ہے قافیہ کے متعلق تفصیل کی گئی ہے - اس کتاب کو چند ابواب اور فصل میں تقسیم کرکے ردیف ، قافیہ ، حرف قید ، حرکات ، حروف اشباع وغیرہ امور کی صراحت کی گئی ہے -

نواب بدر الدین خاں معظم الملک فرزند شمس الامراء فخر الدین خاں امیر پائیگاہ کے لئے یہ تالیف کرنے کی صراحت کی گئی ہے

اختتام :-

" اور معمولی قافیہ اوس کو کہتے ہیں کہ کسی طرح کا تصرف ہوا ہووے - یا تصرف ترکیب ہووے ، یا تصرف تحلیل تصرف ترکیب اوس کو کہتے ہیں کہ دو لفظوں کو ملا کر

مقابلہ میں ایک لفظ اصلی کے کہ قافیہ ہوا ہے لے آویں
مثال مولف"...........

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔ یعنی کتاب
ناقص الآخر ہے۔

(۷۰۳) اعجاز القوافی

نمبر بلاغت (۲۴۲) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶)
سطر (۱۳) حاشیہ پر نوٹ ہیں ۔ خط نستعلیق
مصنف ۔ محمد بخش گلادی
تاریخ تصنیف ۱۲۴۶ھ کتابت ۱۲۷۵ھ

مصنف نے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کے
وقت ان کی عمر ۲۶ سال کی تھی۔ اس کے علاوہ اور
کوئی معلومات مصنف کے متعلق ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

الٰہی حمد کی دے مجکو توفیق
کروں میں جسے سو حمد تحقیق
کروں کچھ حمد کرنے کی تمہید
سر عنواں پہ رکھوں تاج توحید
کروں کچھ میں بیان حمد اول
کہ ہو مشکل سخن کی تا میرے حل

اس کتاب میں جو منظوم ہے۔ علم قوافی کا تذکرہ
اور مختلف امور کی توضیح کی گئی ہے یعنی۔ قافیہ کی
تعریف، مشہور حروف قافیہ، حروف رِدے، حروف
تاسیس، حروف دخیل، حروف ردف، بیان خروج
بیان مزید، نایرہ، بیان رس، بیان توجیہ وغیرہ

تاریخ تصنیف کے اشعار

ہوا یہ مختصر اے یار انجام
بحق مصطفےٰ و آل عظام
کیا اس نظم کا جب میں نے تکرار
ہزار اور دو سو اڑتالیس ہے یار
۱۲۴۸ھ
شمار ماہ کیا جب اس کے من بعد
بلا شک تھا آخر شہر ذیقعد

اختتام:۔

"خطا ہو جس جگہ یاران چھپانا
ذکر کچھ ہو سکے اوسکو بنانا
نہیں مجھ میں سخن کی دسترس کچھ
نہیں مایہ سخن کا مجھ میں بس کچھ
جہاں حرکت کی ہو لفظوں میں تبدیل
اوسے تم بخشو بے قال اور بے قیل"

ترقیمہ

تمت تمام شد کار من نظام شد، بتاریخ پنجم
ماہ رجب ۱۲۷۵ھ صورت اختتام پذیرفت،

(۷۰۴) در منظوم

نمبر بلاغت (۳۶۱) سائز (۱۵×۹) صفحہ ۲۷
سطر (۱۹) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف ۱۲۵۵ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے

آغاز:۔

تیرے فیض حمد سے اے خالق جن و بشر
شمع کے مانند نور افشاں ہوئی میری زباں
واہ کیا جنس گراں ہے نقد تیری حمد کا
حشر تک ہوئے نہ سنجیدہ بمیزان بیاں
بہت بڑے بتاں مغرور ہے تیری صنع سے
مصرع برجستہ ہے گلزار میں سرو جہاں

یہ رسالہ جو منظوم ہے۔ علم عروض پر مشتمل ہے اس میں
شاعری کے متعلق قواعد اور ضوابط نظم میں لکھے گئے ہیں

اختتام :۔

یہ وردی ہوا یہ رسالہ تمام — کہ جسکی بہر چار سو دھوم ہے
کیا سال تاریخ کا جب سوال — خرد نے کہا در منظوم ہے

۱۲۵۵ھ

پہلے صفحہ پر ایک مہر سید محمد عباس موسوی ۱۲۶۲ھ
ثبت ہے اور اس کے نیچے کتب خانہ سید محمد عباس
شوستری لکھا ہوا ہے۔

آغاز :۔

میثاق کے نہ وعدہ کو انسان بھولتا
ہوتا اگر نہ اس میں مادہ وَہول کا

"وَہول" اگرچہ غفلت ہے مگر عام فہم قافیہ اچھا،
وہ فعولن کے وزن پر نہیں ہے۔ فاعلن کے وزن پر ہے
اس کتاب کے ہر شعر کے نیچے سرخی سے شعر کے الفاظ
اور اوزان وغیرہ کے متعلق صراحت کی گئی ہے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ شاعر کے کلام کو ان کے استاد نے جانچ
کر ہر شعر کے متعلق رائے دی ہے۔

اختتام

سر گیسو کسی کا چھپ گیا یوں چشم گریاں میں
کہ ماہی گیر ڈالے جس طرح قلاب دریا میں

سرقہ کہلائے گا اس واسطے ان پر اصلاح نہیں دیگئی
نکال ڈالئے اور ہمیشہ احتیاط رکھئے۔ ورنہ آپ کی
محنت رائیگاں ہوگی" یعنی استاد نے اپنے شاگرد کو
شعر کی اصلاح کرتے ہوئے نصیحت کی ہے۔

(۵۰۵) نکات اشعار

نمبر لاغت (۵۰۴) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۱۵۴)
سطر (۱۹) خط نستعلیق
مصنف ۔ شاہ حبیب اللہ بیابانی
تاریخ تصنیف ما بعد ۱۳۲۰ھ
مصنف کا حال ادبیات کے سلسلہ میں قلمبند ہو چکا ہے

(۴) انشاء

(۷۰۶) رسالۂ انشاء

نمبر انشاء (۹۹) سائز (۵×۹) صفحہ (۶۲)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ منشی نظام الدین۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ

مصنف نے بیان کیا ہے کہ وہ برسوں انگریزوں کو اردو فارسی کی تعلیم دیتا رہا ہے اور مختلف شہروں سے ہوتا ہوا پونہ پہونچا اور یہاں بھی انگریزوں کی تعلیم میں مصروف رہا۔ کسی انگریز حادی صاحب کے فرمائش پر ہندی خطوط لکھے مگر بھیر چاک کردیئے آخر ملکم کی فرمائش سے یہ خطوط لکھے گئے۔

آغاز:-

"انشاء و ثنا اس صانع کامل کے واسطے سزاوار ہے کہ جس نے اپنی صنعت سے صحیفۂ انسانی کو آئین اور قانون ترتیب دیکر احسن التقویم بنایا اور اپنی ساری خلقت میں ایسے اسم سامی اور نام نامی بخشا"

اس میں خطوط، عرضی مختلف نوعیت کے شامل ہیں جو بطور نمونے کے لکھے گئے ہیں۔

اختتام:-

"ایک نور تفادی سرکار جوان کے ذمے ہے سو وہ بھی وصول نہ کیا اور اس کے سوا چار اسامی بھاگ گئے کہ وہ کھیتی یوں ہی پڑی رہی۔ دیکھئے کہ اس صورت میں سرکار کا نقصان کتنا ہوا۔ زیادہ کیا لکھیں۔ تمام شد"

(۷۰۷) دستور الہدایت

نمبر انشاء (۱۵۹) سائز (۶×۸) صفحہ (۶۰)

سطر (۹) خط نستعلیق

مصنف۔ قاسم نوحی بال کنڈی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۵ھ

مصنف کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل نہ ہوسکے البتہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بال کنڈ کے رہنے والے تھے۔ انشائے ابوالفضل، انشاء فاسقہ وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا۔ مبتدیوں کے لئے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔

آغاز:-

"حمد کثیر اوس منشئ بے نظیر کو بجا ہے جسکی قدرت کے قلم سے کائنات کے تختے پر ہزارہا نقش بدیع لکھے گئے اور صلواۃ بے نہایت اوس دبیر خوش تحریر کو زیبا ہے کہ جس کی ہدایت کے رقعے سعادت مندوں کے خاطر کے صفحے پر چھاپے گئے"

انشاء یعنی خطوط آموزی کی کتاب ہے اس کو چار فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔ قرابت داروں

بلحاظ ذات، بلحاظ خطاب اور بلحاظ عہدہ، خطوط لکھنے کا طریقہ اور القاب بتائے گئے ہیں۔ پھر اعلیٰ مرتبہ، اوسط درجہ اور ادنی درجہ کے لوگوں کے خطوط کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔
سلاست اور رنگینی پیدا کرنے کے طریقے بتائے ہیں۔

اختتام :-

"چنانچہ اعلی کے واسطے پاک اقدس، بلند عالی، بزرگ، گرامی، عنایت، توجہ، خدمت ملازمت ارشاد، حکم کے مترادف مقرر کئے ہیں اور اوسط کو دوستی، محبت، خوشی، مسرت وغیرہ لکھتے ہیں اور ادنی کو عاجزی۔ نیاز۔ فدویت اور عبودیت"

ترقیمہ

"ایں کتاب بعون الملک الوہاب بنا بر خواندن بسنت خاں جمعدار۔ بتاریخ یازدھم ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بروز شنبہ بوقت اول پاس برآمد۔ بخط ضعیف و نحیف غلام غوث ولد غلام محی الدین باشندۂ مدراس باتمام رسید۔

(ز) مذاہب

اور

ہندی کتابیں

مذاہب اور ہندی کتابیں

اُردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست میں ہندی قلمی کتابوں کا تذکرہ کرنا صحیح نہیں ہوگا، مگر چونکہ یہ نستعلیق رسم الخط میں ہیں اور انکی تعداد قلیل ہے اس لئے یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ مخفی نہ رہے مجھے ہندی نہیں آتی اس لئے آغاز اور اختتام کے نمونہ میں غلطی ہو تو معافی چاہی جاتی ہے۔

(۷۰۸) شری بھگوت گیتا

نمبر دواوین (۱۱۳۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۴۴)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ تلسی داس۔ تاریخ کتابت ۱۲۲۱ھ

چونکہ آخری شعر میں تلسی داس تخلص آیا ہے اس لئے مصنف کی حیثیت سے ان کا نام لکھا گیا ہے

آغاز:۔

"دہرم چھتر گر چھتر میں ملی جدہ کے بیاج
سنجی موست بانڈو باڈوں ہوں کیسی کینی کاج
پانڈو سیسا ہود لکھہ درجودھن دہک آئی
نج آچارج دروں سوں بولی ایسی بھائی

بلا کسی عنوان یا فصل کے مذہبی نظم درج ہے۔

اختتام:۔

"جو کوئی او چاہی ہو تریو کرشن کمل درکیاس
اور بیکل کرم جہاں دکی کرو گیتا ابہاس
ہما کیا سمجھنی کون پہلی کٹی اجر ہو یاس
یہ گیتا ہما کری جگ ہست تلسی داس

ترقیمہ:۔

شری بھگوت گیتا سانپہ بتاریخ سیوم جمادی الثانی ۱۲۲۱ھ۔

عمدہ زرافشانی کاغذ پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

(۷۰۹) پوتھی سری رادھا مادھو

نمبر فلسفہ (۱۳۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۶۴)

سطر (۱۷ تا ۲۲) خط۔ نستعلیق

مصنف۔ بھوپت رائے۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہی

بھوپت رائے شمالی ہند کے متوطن تھے۔ علم موسیقی میں کمال حاصل تھا۔ استاد فن تسلیم کئے گئے تھے۔ ان کی ایک اور کتاب کا تذکرہ بھی اسی کے ذیل میں کیا گیا ہے۔

آغاز:۔ راگ بھروں

رادھا مادھو دوی نہیں
پرکرت پورکھہ تیاری نہیں
کہوں بید پوران کہت سب ہیں
دہہ بھید نیں بھید جان کی مت پیرم بھوئی پوئی

اس کتاب میں ہندی زبان میں راگ
اور راگنیوں کے تحت گیت لکھے گئے ہیں

اختتام

راگ للت

اتی پرتھا وہی سات ہو موہن دیکھی تو کہی ہوری
او چک ابیر قرار دیو موہن انکھیاں موتہنہیں بھوری
یا گوکل میں مایا لگ میں نکس سائے کو لوا لاکہہ کر دری
سور داس جسو وا جو کو نندن ہم میں کیسر رنگ پوری

ترقیمہ:۔

یہ بھوپت رائے جیو گالستہ کر بتاریخ پانزدہم ماہ محرم سنہ ۹ جلوس بادشاہ محمد شاہ۔ نمازی بندہ
داسال دھن موہن لال کالیتہ۔

(۷۰) شری بھگوت عرف گلشن اوتار

نمبر جدید (۱۹۳۸) سائز (۵×۹) صفحہ (۳۳۲)
سطر (۱۷) خط شکستہ۔
مصنف۔ فقیر چند
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۲۵ھ کتابت سنہ ۱۱۲۵ھ
ناقص الاول ہے۔
مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے

آغاز:۔

......نہیں گجی نہیں ار کی بات نہ لیسی

.... جو نیئے تم کون آن موں کو سو تیئے
.... تم کیہو جو جانوں ابتو بچن ہمارو مانوں

یہ بھگوت گیتا ہے۔

اختتام:۔

بییے ددا دکر کے جور کرب سنو سب کوئے
بدھو برم پتر ہوی جہہ ہمیں بات ہوئے

ترقیمہ:۔

بتاریخ ہفتم صفر المظفر سنہ ۵ محمد شاہی مطابق ۱۱۲۵ھ
یعنی بدست متھولعل ولد دیارام کالیتھ سکنہ
کہرہ در بلدہ ایلچپور این کتاب کرامت النساب
بندہ درگاہ فقیر چند ترجمہ در نظم نمودہ۔

(۷۱) پورن سری دسم اسکندھ

نمبر مذاہب (۱۹۲) سائز (۵×۷) صفحہ (۵۸۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ بھوپت رائے
تاریخ تصنیف ماقبل ۱۱۵۰ھ کتابت سمت سنہ ۱۸۲۶

آغاز:۔

سمرون آد نرنجن دیوا
جہہ کو روپ دیو سنجانت بھیوا
جوت روپ بھگوان بدھاتا
پورکھہ پران پرانن کو داتا
کمل نابھہ نارائن سوامی
سب جیون کے انترجامی

ہندو مذہب کے مسائل پر مشتمل نظموں کا مجموعہ ہے
نو د باب پر کتاب منقسم ہے۔

اختتام :-

بنیے درجی جور کر کرت سنو سب کوئی
پڈہیو پرم پوتر ہوے جانیں پاپے نہ ہوئی
بہر ہو کہیے اور ناستک جا کون بہ نہ سہائے
تنکے آگے مت پڑہو پریم پریت کے سہائے

ترقیمہ :-

پورن سدپوہنی پران وسم اسکندہ سری
بھاگوت گیتا۔ تصنیف بھوپت نام کایہہ سالکن
اٹاوہ کاتب الحروف سیوگ شو بہا ہتہ
... بھادوں بدی پنچمی سمت سنہ ۱۸۲۴
روز جمعہ اتمام یافت ۔

جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔
کتب خانہ سالار جنگ میں بھی اسکے نسخے موجود ہیں۔

(۷۱۲) دسم اسکندہ سری بھاگوت

(دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۰۶ جدید) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۳۲)
سطر (۱۷) خط نستعلیق ۔
مصنف ۔ بھوپت رائے ۔
تاریخ تصنیف ماقبل سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز :-

سمرون آد نرنجن دیوا
جہ کر روپ دیو نجانت بہیوا
جوت روپ بھگوان بدہاتا
پرکھ پران پر انن کو داتا
کنول نابہہ نارائن سواہیں
سب جیون کو انتر جانیں

بھگوت گیتا کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے جو سنسکرت
سے ہندی میں کیا گیا ہے۔

اختتام :-

دوھرہ

وچن دس یونیت میں پورن بہو پران
جوہت سوں کاری ستی ماوی بدزبان
سادھن سوں نیتی کرت دھرت چرن پر سیس
پدمت نبت مودھن کوں من مج دیوا ستس
نیتی درجی جور کر کرت سنو سبکوی
پدمیو پرم پوتر ہوی جہ تیں پاپ نہوی

(۷۱۳) دسم اسکندہ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۸۶۹ جدید) سائز (۹×۴) صفحہ (۵۶۲)
سطر (۱۴) خط نستعلیق
مصنف ۔ بھوپت رائے ۔
تاریخ تصنیف ماقبل سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۳۴ھ

آغاز :-

سمرون آدنرنجن دیوا
جہ کو روپ دیو نجانت بہیوا
جوت روپ بھگوان بدہاتا
پرکھ پران پر انن کو داتا
کمل ناتہہ نارائن سوا ہیں
سب جیون کو انتر جانیں

اختتام :-

دوھرہ

دوجی نیتی جور کر کرت سنو سب کوئی
پدہو پرم پوتر ہوی جانیں پاپ نہ ہوی

ترقیمہ:-

بتاریخ ششم ماہ محرم ۱۲۳۴ھ روز جمعہ سمہ نومی سدہ کاتک۔ بوقت یکپاس روز برآمدہ تحریر یافت کاتب بندہ عاصی پرشاد لعل ولد لالہ خوب چند۔

(۱۴۷) سری بھگوت دسم اسکندہ
(چوتھا نسخہ)

نمبر جدید (۱۵۵۲) سائز (۱۵×۸) صفحہ ۳۴، سطر دو کالم فی کالم (۱۶) خط نستعلیق۔

آغاز:-

دوسمرون آد نرنجن دیوا
جاکر دیو نجانت سیوا
جوت روپ بھگوان برہاتا
رکھ اننت سنت سکھدرتا"

اختتام

سادھن سوں سنتی کرت دھرت چرن پرسیس
پڑھت نت یودین کون من تج دیو اسس
بتی دوجی جورکر کرت سنومت کوئی
پڑھو پرم یونت ہوئی جانیں تاپ ہوئی

ترقیمہ:-

گوشوارہ سری بھاگوت گیتا دسم اسکندہ کرت بھوپت کالسہ

سمبت ۱۸۶۸ نامعلوم

دوہرہ	حساب جوی
۹۱۴	۲۶۴
[illegible]	[illegible]

بتاریخ غرہ محرم ۱۳۲۶ ہجری روز سہ شنبہ سمہ تیج سری ماگھ ماس سمت ۱۹۶۴ اساکھی ۱۸۱۹ این پوتھی دسم اسکندہ بخط زشت خوشحال رائے ولد رائے کماری لعل ابن رائے بھولاس رائے دھن رائے دولت رائے قوم کایستہ سکنہ سمد درسری ال سرپتی بہ انجام رسید۔ اگر جائے سہو باشد امیدوار است بعانت و سرفرازی درست کردہ این درس را یاد و شاد خواہند فرمود۔

(۱۵۷) پوتھی سری بالکنڈ

نمبر نداہب (۱۹۹) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۲۵۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق

تاریخ تصنیف بعد ۱۱۰۵ھ کتابت ۱۱۹۳ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:-

اسنت اس پرمیشور کو اپاسا
جس کے چرنوں بھی خلق ہے من ماسا
سکھی خلق سو سب رکھی رہی
نہیں پائے ایک انکھیا جمی
جو سرن چیت کہت پاتا
پر امن سمند ر بھر بھرتا

اس رسالہ میں چند مذہبی مسائل درج ہیں۔

اختتام:-

اپ دیونیت بیاہ اچھا منگل ستو جی سادر گادہیں
بید ہے رام پرساد تیں جن اسر یدا سکھ پادہیں

سیہ رگھبیر بوا جی سر پریم گا دین بمنی
تن کو مان سدا اچھاہ منگل اتھن رام جس

ترقیمہ:-

"در ملک دکھن در نوکری نواب مستطاب
معلی القاب نواب نظام علی خاں بہادر
آصف جاہ نظام الملک در چھاؤنی بلدہ
فرخندہ بنیاد۔ در محلہ حسینی۔ بتاریخ یازدہم
شہر شعبان ۱۱۹۳ھ۔ بمکان بندوی
ستہ پرداس چند۔ ماہ بھادوں بخط
اضعف العباد بکرمدیس ولد پن سنگھ"

(۷۱۶) سری کرشن

نمبر جدید (۲۵۸۶) سائز (۱۲×۶) صفحہ
(۴۴۴) سطر (۲۰) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ
ناقص اول و آخر

آغاز:-

کہت یونا سنے راجا
اپس دیو کران یہ کاجا
چھل بل ہوگی سیوں گوکل جیہون
سنر تمہار مار کی ابہوں
یہ سن راجا اپس دینے
تب گوکل کون منبا کیسے

اختتام:-

کا مدیو کوات د رجہہ داہنے
را کہت من میں پرسد رینے
کورست سدہ پائے کے کہو دوار کا کہا تھ۔

(۷۱۷) بھگت بچھاولی

نمبر مذاہب شاملات (۸۹) سائز (۹×۶)
صفحہ (۱۴۲) سطر (۱۲) خط۔ شکستہ
مصنف۔ لالہ بسنت رائے۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲ھ کتابت سنہ ۱۲۳۸ھ

آغاز:-

پرتھم میں گنیش کن کا دوں
پورن برمہہ سیس نوا دوں
جا کا یہہ جگ سکل بسارا
بیاپک جگت جگت نین نیارا
جین باس بہون مان رہی
ایسے رسش سکل سکھ ہی

ہندی مذہبی نظمیں ہیں

اختتام:-

مکت ہوں کے کیتک بات
برسوں ہیت کرت ہوئے جات
برہمن کو تج دھرم بیدل کو اسار
بھگت داس برین کبو ترپد چوک ہوہا

ترقیمہ:-

پوتھی بھگت بچھاوے از تحریر لالہ بسنت رائے
بتاریخ سیوم جمادی الثانی سنہ ۱۲۳۸ھ از خط
عاصی پر معاصی بہادر سنگھ منشی انجام
پذیرفت۔

(۷۱۸) برہم اسکندر

نمبر مذاہب (۱۹۳) سائز (۹×۶) صفحہ
(۱۹۲) سطر (۱۱ تا ۱۴) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف ماقبل ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۳۲ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

پرتھم سری رام رگھنا تھا
پورن برجھہ نوادول ماتھا
چاتیں بھگت پداو بہبہ ناداں
کچھو لکھہ نام مہاتم گاؤں
جدپ سیس ایت نہیں پاوے
سو پرمہاسوں کہو نجاوے

اس کتاب میں ہندو مذہب کے متعلق چند مسائل درج ہیں۔

اختتام:۔

تم داس کے داس لکھے داس کو ہوو داس
.... بات چھپائے سیکھتہ نو اس
تج داس دے دین کے کرو .....
اور پرہم اسکندہ کول گروجگ ....

ترقیمہ:۔

بخط اضعف العباد ..... بابولعل
بتاریخ ہشتم ..... ۱۲۳۲ھ روز شنبہ
نوشتہ شد۔

(۱۹۷) ترجمہ نامسکیت پوران

نمبر مذاہب (۶) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۴۳)
سطر (۱۳) خط نستعلیق
مصنف۔ منولال۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

منولعل کے والد کا نام اندر چند تھا۔ قوم کے کالیستہ تھے۔ الہ آباد وطن تھا۔ مذہبی شغف رکھتے تھے۔ اردو ان کی مادری زبان تھی۔ اسی مذہبی شغف کے تحت انہوں نے "سکیت پوران" کا ترجمہ اردو زبان میں کیا ہے۔

آغاز:۔

"اگر تمام دریائے روئے زمین کو مرکب کرے اور سب شاخ ہائے درختاں ربع مسکوں کی قلم ہووے بیچ حمد و ثنائے قادر ذوالجلال کی وفا نہ کرے۔ بلبل اندیشہ کو کہاں طاقت کہ اوپر شاخ ہائے توحید کی ترنم وگویا ہوے۔"

یہ کتاب سکیت پوران کا اردو ترجمہ ہے۔ مترجم نے واضح کیا ہے کہ دوستوں کی فرمائش پر اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مترجم کی صراحت اس خصوص میں ملاحظہ ہو۔

"یہ قلیل البضاعت عقیدہ خصائل منولعل ولد اندر چند کالیستہ ماتھر ساکن الہ آباد نے موافق خواہش دوستاں یکدل اور حسب تمنائے سایلاں درخور فہم اپنی اس داستان کی معشوقہ کو زبان ہندی سے بیچ اردو زبان کی جلی ہند زیب و زینت کا کرکے اوپر نوزدہ لطیفہ کے مرتب اور مترجم کیا۔"

اختتام:۔

"یہ کہنا ناسکت کی تین پڑی باد س سے بالکھہ کر کسی کردی وہ شخص تمام جرائم سے مخلصی پاکر اس کی ہوئی اس میں کچھ شبہ

رہنیں ہے راجہ جمی ہست خوش ہو کر قدم بوسی بجائے ۔ ۔ ۔ ۔ رخصت ہو کر گئی۔

(۲۰۷) گیان پرکاش ترجمہ گرنتھ گیتا

نمبر مذاہب (۱۶۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶۴)
سطر (۱۱) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت بست ۱۹۲۱ء
مصنف یا مترجم کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:۔

"بعد حمد و سپاس خالق بے نیاز اور ستائش دنیا کشی او سی کریم بے سہیم د انمار کے واضح ہو کہ تمام عالم بعینہ ایک طلسم ہے اور مادہ اس کا جان اور جسم اور صورت اور اسم ہے اور بے ثباتی اور ناپائیداری تینوں سے اجیکے اوپر سب کے ظاہر اور آشکار ہے"

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ گرنتھ گیتا کا اردو ترجمہ ہے

اختتام:۔

"اور نقارہ خوشی کا بلند آواز کیا اور طرف جرجودھن کیسے پھر لشکر جیش میں آیا اور دو لشکر مقابل ہمدیگر ہو گئے۔ فقط"

ترقیمہ:۔

۷ روز جمعہ بست ۱۹۲۱

(۲۱۷) سُکھ متی

نمبر فلسفہ (۳۳۴) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۲۶)
سطر (۲۰) خط نستعلیق
مصنف۔ گرو نانک۔
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت سنہ ۱۱۱۱ھ

گرو نانک سکھ مذہب کے بانی تھے جن کا اصل منشا یہ تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو ایک مذہب کے تحت لایا جائے۔ ان کا یہ منشاء تو پورا نہیں ہوا بلکہ ایک جداگانہ مذہب کی بنیاد پڑ گئی۔
عالمگیر کے بعد اس مذہب کے پیروؤں نے نمایاں حیثیت حاصل کرلی۔

آغاز:۔

آد گرونمہ جوکاو گرونمہ
ست گرونمہ سری گردنمہ
سمروں سمر سمر سکھہ پاؤں
کل کلیس تن ہاہتہ مٹاؤں
سمرون جاس سینہرا ایکی
نام جپت انگنت ایکی

اس کتاب میں گرو نانک نے اپنے مذہب کا فلسفہ بیان کیا ہے۔
مصنف کے تخلص کے چند شعر
تن دیکھا جس روپ دکھائی
نانک تس جن سوجھی پائی

انتر بس باہر بھی آوے
نانک درسن دیکھی سینہ موہی

انتر گت جس آپ جیسائی
نانک تس من آپ چھپائی

اختتام :-
"ہریک بس کیں اتورا کھوہی سوں، ورنگ اتنگ سینہار کسوی میں گسکیں"

ترقیمہ :-
تمام شد بتاریخ دہم شعبان سنہ ۲۳ جلوس میمنت مانوس در عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی در برہم پوری برگزر دریائے بھمرا۔

(۷۲۲) مناجات باری تعالے شاہ نانک

نمبر تصوف (۵۱۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۳)
سطر (۱۱) خط نستعلیق
مصنف ۔ نانک شاہ
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۳۰۲ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ گرونانک کی تصنیف ہے یا نہیں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔

آغاز :-
اولاً چند سطر فارسی عبارت اور اشعار ہیں اس کے بعد اردو ہے۔
"لایق آنست سزاوار ہماں است کہ من بگذرم از جملہ حکایات و خیالات پریشاں بکوہیدہ ہم از گفتن بیہودہ ولی فائدہ گویم" ....
اوسی کا ہے ہمہ جا پر تو ہر کاس سگل دہرتی آکاس
کہوں دور کہوں پاس کہوں، پھول کہوں، باس کہوں"
جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں مناجات ہیں۔

اختتام :-
اپرا اپار جہانیاں جہاں دارسوں ۔ صدقہ ہے پا نو پہ توں قربان تیری موہنہ بول سودار کیں کہا ہیں اس جیو جان تائیں نانک غریب سائیں تو بخشیں خطار۔

ترقیمہ :-
تمام شد۔ مناجات باری تعالیٰ از نانک شاہ بے پروا۔ بتاریخ بست و یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق ماہ ڈسمبر سنہ ۱۸۸۴ء

(۷۲۳) سندر سنگار

نمبر فلسفہ (۳۳۲) سائز (۷×۴½) صفحہ (۱۳۱)
سطر (۹) خط نستعلیق
مصنف ۔ مہاکب رائے۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۵۰ ۔
مصنف گوالیر کا رہنے والا ایک قابل ترین شخص تھا ہندی شاعری میں اس کا کوئی مدمقابل نہیں تھا۔ شاہ جہاں کے دربار میں باریاب ہوا۔ شاہ جہاں نے جاگیر اور منصب سے سرفراز کر کے ملک الشعراء بنا دیا ہندی میں اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔

آغاز :-
دیوی پوج سرسوتی پوجوں ہسر کی پائے
نمسکار کر جور کیں کہے مہاکب رائے
نگر آگرو بست ہی جمنا تھہ سب ستہان
تہاں بادشاہی کرے بیٹھو شاہ جہاں
شاہ بڈو کب کہہ تنک کیوں کنہ برنی جائیں
جیوں تاری سب گگن کی موہٹی میں نسمائیں

اس کتاب میں جو تمام تر ہندی ہے اور نستعلیق میں لکھی گئی ہے ۔ عورتوں کے متعلق فلسفی انداز میں صراحت کی گئی ہے ۔ عشق و محبت کا فلسفہ بیان کیا ہے ۔ معشوق کے اقسام اور صفتیں بیان کئے ہیں ۔

شاہ جہاں کا شجرہ نسب :-

پرہم بر تیمور لیو صاحب قراں پد
تا کو میراں شاہ بہر سلطان محمد
ابو سعید پن عمر سیکھ بابر جو ہمایوں
شاہ اکبر جان بہر جہانگیر کناؤں
تیہہ بنس ونس کب راج بہن شاہ جہاں بڈم بکہت
دہر چہتر ستوا ال بہو سو پادشاہ ولی نکہت

اختتام :-

ایکسمین مندر میں رامان مین سیام رہیں دیکہت
میں اہیں ہوکی میں سرست ہیں ایکن کون بسیت
ایک بست میں بست

ناقص الآخر ہے ۔

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے نسخے موجود ہیں

(۷۲۴) سندر سنگار (دوسرا نسخہ)

نمبر فلسفہ (۳۳) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۵۵)
سطر (۱۷) خط نستعلیق ۔
مصنف ۔ جہاکب رائے ۔
تاریخ تصنیف عہد شاہ جہاں ۔ کتابت ۱۲۷۲ھ

آغاز :-

دیہی بوجوں سرستی پوجوں ہسر کی پائے ۔
نمسکار کر جور کے دیجی گرنت بنائے

اختتام :-

ہانسنجوکشن جو سو کہو تم ایسے جائے میہدی کے جات یہ کہوں دینہ بہی موں جات ہے ۔

ترقیمہ :-

الحمد اللہ یہ رسالہ رس دہس نام علم موسیقی کا موافق حکم جہاں مطاع عالم مطیع حاتم زماں رستم دوراں کان کرم بحر نوال قدردان علم و اہل کمال غریب پرور عالی قدر نواب صمصام الملک بہادر ما دام اللہ تعالی اقبالہ الی یوم القیام کے خانہ زاد موروثی محمد فخر الدین کاتب نے مطابق لکھوائے غلام علی قوال کے بیچ تاریخ غرہ رجب ۱۲۷۲ھ روز یکشنبہ اختتام کو پہونچایا ۔

(۷۲۵) راگ سارنگ

نمبر فلسفہ (۳۱۹۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۴)
سطر (۱۱) خط نستعلیق ۔
مصنف ۔ شاہ محمد و دیگر اصحاب ۔
تاریخ تصنیف ۱۱۰۶ھ کاتب ۱۱۰۶ھ
مصنف کے متعلق بہ تیقن کوئی صراحت نہیں کی جاسکتی ۔

آغاز :-

بال نبود بہا نوتی لیلا سوک نونیت مق بہا کے
سادھو سادھو لی سو نبو پریچہت سگل دیومن سا کہے
کالندری کی پنگھٹ بست دیکو مدھوری نگر سالاہو
کال منیم اوکر سین بیٹس کول دیجیو کنس ہوا لاہو

اس میں ہندی گیت وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام :-

سورکھ جانن کارنی دہر بوکرار جن اس دوہرہ الکار
من مل نبی سوگیت سکھ کھاں اس بن ہو بہو گن بہلو

ترقیمہ :-

بتاریخ ۱۰ رشہر رمضان المبارک سنہ ۱۱۰۶ھ
. . . . بطریق یادی کار . . . . . ملکہ

(۷۲۶) پوتھی ونیت پلاس

نمبر فلسفہ (۳۲۱) سائز (۵ × ۸) صفحہ (۱۹۴)
سطر (۱۱) خط شکستہ

مصنف ۔ مرزا عبدالرحمن خاں
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۰۰ھ

مرزا عبدالرحمن خاں موسیقی میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ موسیقی کے فن کے استاد تسلیم کئے گئے تھے اس مہارت فن کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

آغاز :-

لایک کن نایک ۔ سکھ پربھی بہت برت دھار
گرنتھ ونیت بلاس کر منکل چار بچار

چھپے

منکل چار بچار رچہت سنسار گرنتھ گور
سنکر ست سبہ کرن ہرن سنکت سو دہرم دہو

اس رسالہ میں موسیقی کے راگوں میں گانے کے لئے دوہرہ گیت وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام :-

دہنک برس دوہا

کرکماں کہ جگت کون جنیوا دیکھے دور
شاہ بہادر نکہت پت ستوں سونا کی مور

ترقیمہ :-

تمت پوتھی ونیت پلاس بھا گیا ۔ تصنیف مرزا عبدالرحمان خاں بخط انند رام در قصبہ انبالہ بتاریخ ۱ وسط

(۷۲۷) دوہا ہندی

نمبر مذاہب شاستر لا (۹۱) سائز (۶×۹) صفحہ (۳۲)
سطر (۱۰) خط شکستہ
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

آغاز :-

دہا دوہا در کہو بر سر بر میرے دیوا
دکھ میں بہت ستائے تم رے یہ سیوا
اپنو بردہ سنسار یک سک دکھ نا رد
تمہیں کون ہے لاج مہار کست نورو

اس کتاب میں ۵۷ دوہے ہیں۔ کتاب نامکمل اور ناقص الآخر ہے۔

اختتام :-

دہن برس کرکھیہ تسم تہو ۔ اور ہار مہری رش رو
کا ٹو دکھ جم دہن کو سواب قلمہ کاران کوں
سمپوران سبا کوت اسمت سری مہاراج

(۷۲۸) رسالہ سکھ بودھی

نمبر شاستر لات (۹۰) سائز (۶ × ۱۰) صفحہ (۳۶)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

پرسوتم پرماتما پوران لیو ائیس

آدہرس اب جلت ہے نوہ نواوں سیس

موموسکھ بوجی پرتم گروسنت

تم پرسادسر سیر کی خیرانداسی پرست

اختتام:۔

جوگ جوگ ہر تھگت کرمیرمہ گیان دود کرگیو

اتم سنت بچارکراچیامن سن رہے

ترقیم:۔

.... بوقت چار گھڑی شب گزشتہ جمعہ بتاریخ

چہاردہم شہر ..... سنہ ۱۲۵۱ ہجری در قصبہ مراد آباد

بخط خام حافظ بدرالدین احمد .... باتفاق

آپ خورار چند سال دارد بود

(۷۲۹) گرنتھ یابھوگن

نمبر مذاہب (۵۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۰)

سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق

مصنف ۔ صابر

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

.... ہرن تم ہوسدا گنت ہو سبہائے

نبی گرحوریں کروں دنجی گرہست سباہی

یہ گنیوں سرتیج سب اپنی اچھاہائے

تاکوں ہوں بندی کروں ہاتہہ جور سرپائی

کرناں گرلرکہت سداں مشکل سرست گہی پران

ایس اشرکو ہتی رہی ریں دن دہیان

اس کتاب میں وید کے چند مذہبی مسائل کو نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

ویدک سوناڈہ پرسکسم رہن گہی چہر متر ہان

جل ہر سکھر ایک کہو اسنو پرست جان

جہت .... پرت نرساں کی کلاسرت خوشی

پنکلا ویں نام نبی صابر ھی .....

بہی .. پاولے موہن سماسہ سہم ہوت سہم عوبات ۔

تصوف ہندو

(۷۳۰) راج یوگ آسن

نمبر کتاب (۲۱۵۹ جدید) سائز (۱۳×۸½ انچ)

صفحہ (۲۴) سطر (۲۷ و مختلف) خط۔ نستعلیق

تاریخ کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز:۔

"راج یوگ کے چار آسن .... پدم آسن نام کی توجیہہ پدم بمعنی پیر اور آسن بمعنی نشست ۔ اس آسن میں پیر لپیٹ کر بیٹھتے ہیں۔"

یہ رسالہ جوگیوں کی عبادت کے آسن سے متعلق باتصویر ہے۔ اس میں ہر آسن کے طریقہ کے ساتھ اسکی تصویر بھی بتلائی گئی ہے لیکن اس میں مصنف وغیرہ کا نام نہیں ہے ہمیں (۹۱) تصاویر آسن کے ہیں۔ رسالہ کا نام بھی نہیں ہے۔ اس لئے اس کا یہی نام قرار دیا گیا جو پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔

اختتام:۔

اس وقت وہ آسن سدھ یعنے مکمل ہوتا ہے ۔ یہ وقفہ مہینوں میں بڑھایا جاتا ہے۔"

اختتام

خدا کا شکر ہے کہ کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) کے اردو قلمی کتابوں کی پہلی جلد ختم ہو گئی اس میں حسب ذیل سات شعبوں کی کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱) ادبیات (۲) تاریخ
(۳) سائنس (۴) علوم عمرانیات
(۵) فلسفہ (۶) لسانیات
(۷) مذاہب اور ہندی کتابیں

ان سات شعبوں کو کئی فنون پر تقسیم کیا گیا ہے اور ان کے تحت (۷۳۰) قلمی کتابوں کی تفصیل کی گئی ہے۔

آغاز کتاب میں اس امر کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ پہلی مرتبہ جب سنہ ۱۹۵۰ء مسودہ مرتب کیا گیا تھا تو اس میں صرف (۲۸۲) کتابوں کی وضاحت کی گئی تھی۔ اب مزید کئی سو کتابیں جو غیر مرتب تھیں ہمدست ہوئیں۔ اس لئے اب دو جلدوں میں اس فہرست کو تقسیم کر دیا گیا ہے دوسری جلد اسلامیات سے متعلق ہے۔ اس میں حسب ذیل فنون کا تذکرہ کیا جا رہا ہے

(۱) تجوید و علوم قرآن (۲) تفسیر و ترجمہ قرآن
(۳) حدیث (۴) ادعیہ
(۵) فقہ و عقائد (۶) پند و نصائح

(۷) مناظرہ وکلام (۸) تصوف و اخلاق

ان کے علاوہ جن فنون کا تذکرہ جلد اول میں ہو چکا ہے ان کا تکملہ بھی دوسری جلد میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ کئی کتابیں تلاش میں پھر سے ہمدست ہوئی ہیں۔

خاتمہ کتاب پر مجھے مرحوم ڈاکٹر راحت اللہ خاں صاحب کیوریٹر کتب خانہ آصفیہ اور حال مہتمم اسٹیٹ سنٹرل لائبریری شری جعفر علی صاحب بی اے کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے ان دونوں کی مہربانی سے کام کرنے کی پوری سہولت ملی۔ میں مولوی قدرت رحیم صاحب مولوی عبدالرحمان صاحب مرحوم مولوی ریاست علی خاں صاحب مولوی محمد داؤد صاحب عمادی اور فصیح الدین صاحب کے امداد کا اعتراف کرتا ہوں جن سے میرے کام میں آسانی ہوئی۔

کتب خانہ سالار جنگ کی وضاحتی فہرست کے اختتام پر میں نے حضرت امجد کا ایک شعر نقل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ اب حضرت امجد اس دنیا میں نہیں رہے مگر آپ کا نام زندہ رہے گا۔ وہی شعر مکرر یہاں لکھا جاتا ہے کیوں یہ میرے حسب حال ہے۔

امجد جہاں میں نام کی پروا نہیں مجھے
تا حد سعی کام کئے جا رہا ہوں میں

کٹل منڈی حیدر آباد
محرم ۱۳۸۱ھ ہجری
جولائی ۱۹۶۱ء عیسوی

اشاریہ اردو مخطوطات

(مرتبہ وقار خلیل صاحب)

(ب)

(ٹ)

(ث)

(ج)

(چ)

(ح)

(خ)

(ڈ)

(ذ)

(ر)

(ز)

(س)

(ش)

(ص)

(ض)

(ط)

(ظ)

(ع)

(ق)

(گ)

(و)

[1] جدید معلومات کے بموجب وجہی کا نام اسد اللہ تھا۔

(ھ)

(ی)

تمت تمام شد

(ھ)

(ی)

تمت تمام شد

Can be had from

HABEEB Co.,

Station Road, Katalmandi, Hyderabad-A. P.

Printed by the Printing Press,

The Islamic Publications Society (Regd.),

Troop Bazar, Hyderabad.

FOREWORD

The Kutab Khana Khawateen-e-Deccan and Idara-e-Tahqeeqat (Research Institute) was founded in the year 1943; The Library is not only meant for the ladies of Hyderabad, but also ladies outside Hyderabad take' advantage of it. The Research Scholars and lovers of literature and learning too, derive benefit from it.

Formerly this library was the private library of Shri Nasiruddin Hashmi. Later he got it registered and declared it open exclusively for the ladies of Hyderabad. A Research Institute also is attached to this library which has a twofold aim; that of study and review of the works and the elegant style of the old writers on one hand, and bringing into limelight the works on research of the women writers of the present day on the other hand by publishing their work and thereby adding more books to the already existiog literary treasure.

The thesis submitted by the women Research Scholars for Doctrate are accepted by the University but inspite of being an important piece of work are not published and those fond of art and literature are there thereby deprived of the pleasure and benefit they could derive from them. The Research Institute publishes such Theses by which the women writers having received Doctrate in their subjects, are also financially benefitted by the sale of their works.

To start this work a monitary aid was granted to the Research Institute for the publications of two books by the Ministry of Scientific Research and Cultural Affairs of the Gevernment of india, subject to the condition that a matching amount be spent by the Institute as well. Consequently two books have been published, abiding by this condition. I deem it my duty to thank those ladies and gentlemen who purchased and paid the cost of these books in advance and enabled us to publish these books.

Out of the books published one is the Thesis in Persian for Doctorate submitted by Smt. Shareefunnisa Begam. The subject of this Thesis is the life and works of Abu Talib Kaleem, a renowned Persian poet of the Durbar of Adilshah and later of the Court of Emperor Shah Jehan where the title of Poet Laureate was conferred upon him.

The other publication consists of two volumes and is concerned with exhaustive list of the Urdu Manuscripts in the State Central Library prepared by Shri Nasiruddin Hashmi. This list is very beneficial for those research scholars who wish to get aquainted and take full advantage of the valuable literary treasures that are to be found in this library.

For purposes of studying the history of any language according to principles laid down, it is essential that an exhaustive list of all the material available is present. The State of Urdu literature is such that it is scattered over the whole length and breadth of India, consequently an approach to it is not easy. As such a bibliography of books become a necessity as a special science in the Western countries.

In Hyderabad, a brief list of Urdu manuscripts of the Osmania University has been published and a list of manuscripts of India office was published by Shri Nasiruddiu Hashmi under the name of "Europe men Deccani Mukhtutaat', i. e. Manucripts of the Deccan in Europe, also an exhaustive list of manuscripts of Idara-e-Adabiat-e Urdu in five volumes have been published by Dr. Zore, a list of Urdu manuscripts of Salar Jung Library has also been prepared and published by Shri Nasiruddin Hashmi. Besides these, the Urdu manuscripts of 'Jame Musjid of Bombay' has also been published under the able guidance and supervision of Prof. Najeeb Ashraf Nadvi. To this treasure, has been added the newly published list of the Urdu manuscripts of State Central Library prepared by Shri Nasiruddin Hashmi with great care and hard work.

On behalf of the Research Institute it is my proud privilege to thank Shri Humayun Kabir, the Hon'ble Minister for Research and Cultural affairs for his generous help to the above Institute. In conclusion I appeal to the Government of Andhra Pradesh to grant a generous annuity to this Institute in the cause of the furtherance of knowledge and the conservation of the old treasures of art and literature.

(Smt.) RODA MISTRY,
president,
Khawateen-e-Deccan Library,
& Research Institute.

Urdu Manuscripts of the State Central Library
HYDERABAD, ANDHRA PRADESH

DURING the Asif Jahi Rule, the State Central Library was known as "The Asafia Library" and it was founded jointly by Moulvi Syed Hussain Bilgrami, Nawab Imad-ul Mulk and Mulla Abdull Qayyum in 1308 Hijri (1891 A.D). Later the Asafia Government sanctioned grant in aid and then the library was declared open to the Public.

From time to time many private libraries belonging to certain distinguished persons of Hyderabad were merged with this library, either by donation or purchase. The Libraries of Nawab Imadul-Mulk and Nawab Azam Yar Jung were donated by their generous owners and the libraries of Hakeem Syed Mohib Hussain and Hakeem Syed Qasim Bijapuri were purchased.

The fundamental aim of this library was to provide facilities to scholars, supply rare and useful material to Research Workers and to benifit the Public in general. With this aim in view rare manuscripts in classical and modern languages were acquired through donation and purchase, thereby puting a stop to the out flow of literary treasures of the State, some of which were being sold away for a song by their owners. After some time an English Section was also added to this library and a number of English books were purchased. From 1940 besides the books in the three regional languages of the State i. e. Telugu, Marathi and Kanarese, Hindi books were also acquired and added, and sufficient provision was made for future purchase.

After the integration of Hyderabad into the Union of India subsequent to the establishment of Andhra Pradesh, this library began to be called "State Centeral Library".

At present this library contains more than one lakh fifty thousand volumes and manuscripts out of which more than sixteen thousand are manuscripts.

Formerly this library was housed in a building on the Abid Road which is now occupied by the Postal Department.

During the reign of H. E. H. the Nawab Mir Osman Ali Khan, Nizam

of Hyerabad a magnificient building was exclusively constructed on the bank of the river Musi to house this library and in the year 1936 this library was moved to this new building. In the year 1940, more extension and additions were made in this building and now it is a grand edifice worthy of housing a library of this calibre.

The inauguration ceremoney of the extended portions built, at a cost of nine lakhs, took place on the 9th July, 1951, when the whole building was kept open for the Public View. In the Past, Late Moulvi Syed Ali Hyder Raza Tabatabai Nawab Hyder Yar Jung, Late Moulvi Syed Abbas Hussain who were renowned scholars of Arabic and Persian have been the superintendents of this library. On the retirement of Moulvi Syed Abbas Hussain, Moulvi Hameed-ul-Zafar took Charge for a short period and ultimately Dr. Rahatulla M. A. Osmania, D. Ph. Oxford became the Curator of this library. After the demise of Rahatullah no permenant arrangement has yet been made for the Curator's post but Mr. Syed Jaffar Ali is incharge of the library.

During the Asif Jahi reign a Catalogue of Urdu, Persian and Arabic Books and Manuscripts was prepared and published. This catalogue is arranged subject-wise showing the names of books, authors and the date of publication etc. A catalogue of English books was also maintained but inspite of this some technical errors had excepts in the catalogue and lists regarding classification of books and to rectifiy this mistake seemed necessary.

In the year 1950 Anjumane Tarraqi-e-Urdu decided to prepare an exhastive list of the Urdu Manuscripts of this Library and this work was entrusted to me. I had to encounter many difficulties in accomplishing this work i. e. arranging the books subject-wise, page counting and deciphering the illegible handwriting. Besides, it was not an easy task for an individual to collect important information about these books and compile a list in shortest possible time. However a draft of this list was completed in a period of two years consisting of 882 Urdu Manuscripts but due to unavoidable circumstances, it was not sent to the press for a long time. During this period I have prepared and published the catalogues of books belonging to Salar Jung Library, Library of Central Records' Office and the Library of Hyderabad Museum.

Catalogue of Salar Jung Library:—

After the publication of the list prepared by me, a great number of scholars and learned men and women appreciated and admitted its importance and utility, but there have been certain heart breaking criticism on my efforts too. But in my opinion, they are more of a personal nature than a healthy criticism.

With regard to these criticisms, I would only say that I have put in my best efforts in the compilation of this catalogue and such a collosal task accomplished by an individual cannot be overlooked or ignored. Besides the catalogues were due to be published in a very short time and owing to this neither, the list could be revised nor the proofs checked.

In the libraries of British Museum, India office and Edenborough University where the catalogues concerned with oriental literature have been prepared by able professors like Prof. Reau. Prof. Athee, and Dr. Blumhardt and errors and omissions have been found. Nevertheless I have had the opportunity of making some correction in the list of Urdu Manuscripts of India Office prepared by the able Scholar, Prof. Blumhardt. In this connection I have to say that Mr. Storey, the librarian had admitted these omissions and taken my orificison in a good spirit. It is not fair and justifiable for a critic to keep his eyes open for errors and omissions only regardless of the virtues, and values, such an attitude manifest self publicity and praise. A few points regarding the catalogue:—

As stated above, when this list was prepared it consisted of 882 manuscripts but now the number has risen to more than 1300 manuscripts, Consequently the catalogue is divided into two volumes, the details of which are as follows:— VOL. I Contains the under mentioned eight sections. a) Arts, b) History c) Science d) Socialogy e) Philosophy f) Languages g) Theology L) Hindi Books. Under the above headings 40 sub divisions have been made thereby introducing 751 manuscripts. The list that was prepared formerly was chronological, but this could not be continued due to a number of books being added later, Vol. II deals with books on Islam and other Arts.

In connection with this list I humbly request the scholars and experts to point out the errors ond omissions I may have made, keeping in view that it is not a healthy practice for a critic to become personal while expressing his views with regard to any work. I do admit my limitations on this subject but my primal aim is to do some service to the cause of Urdu.

In the Khuda Baksh Khan Library a list of 8000 manuscripts was prepared and completed in a period of several years by experts who were especially appointed on monthly renumeration. Considering the above statement the list in question took only two years for its completion and six months for publication, having been prepared by an individual. Under these circumstances errors and omisions could be condoned.

For printing these lists, neither Anjuman Tarraq-e-Urdu had any capital

at their command, nor the Government of Hyderabad had provided means of publication by paying the cost of these books in advance. As such the draft remaind a draft for a period of about 10 years. Ultimately the Ministry of Scientific Research and Cultural Affairs granted an aid subject to the condition that an equal amount may be raised to meet the cost of publication. Abiding by this condition the Research Institute of the Khawateen-e-Deccan Library is entrusted with this work by the Anjuman-e-Tarraqi Urdu.

A Major portion of the manuscripts of the State Central Library is such that it has not been published even to this day, and another portion comprises of such books the copies of which are not traceable. These manuscripts deal with the literature of Qutab Shahi, Adil Shahi, and even Asif Jahi period. Several manuscripts have been traced regarding the publications of the Dabistans of Delhi and Lucknow. Attempts have been made to arrange these books but this is not possible as the year of publication is not indicated in most of the manuscripts. As such the year of writing on compiling such manuscripts have been determined according to the language used. Under these circumstances it is possible that some errors might have crept in and it is also possible that the dates that are incorrect could be traced if further research is made.

Each book bears two numbers. The number that accompanying the name of the manuscript indicates the serial number but to trace these manuscript from the library the number below the name of the book along with the Ist line should be used.

In conclusion I deem it my proud privelege to express my thanks and gratitude to Shri Humayun Kabir, the Hon'ble Minister for Scientific and Cultural Affairs, that he made it possible for us to publish this catalogue by recommending the grant from the Central Government.

I have also to thank Mr. Habeeb-ur-Rahman, Secretary Anjuman Tarraqi-e-Urdu because initially this work was started under his able guidance and now it has been handed over to the Research Institute of Khawateen-e-Deccan Library.

I am also thankful to All India Anjuman Tarraqi-e-Urdu. For its begining is due to the co-operation of the said Association. Late Khazi Abdul Gaffar its ex-Secretary took keen interest for its compilation.

I also thanks Sri Jaffar Ali for various facilities to work in the library.